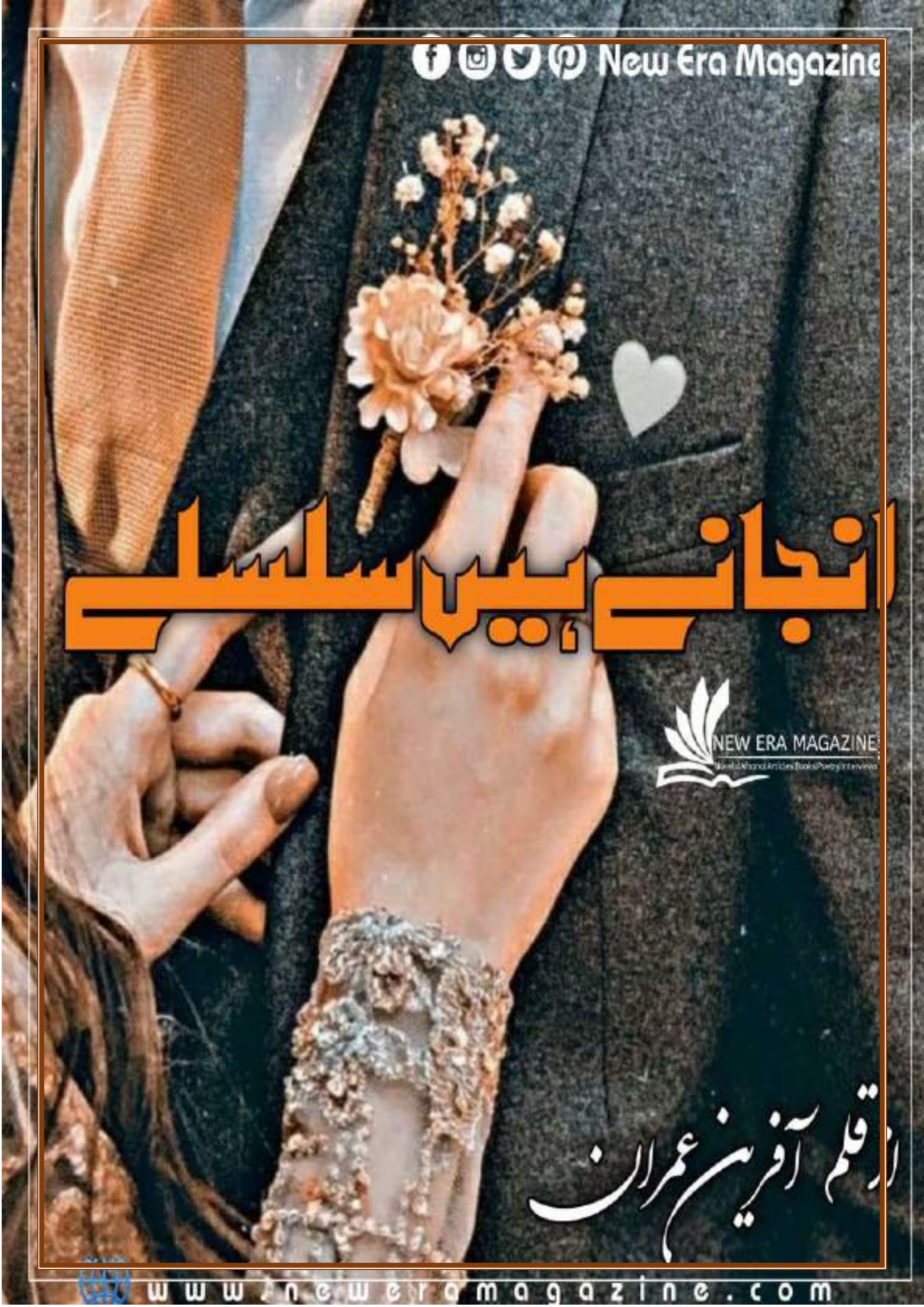
New Era Magazine
انجانے ہیں سلسلے
NEW ERA MAGAZINE
از قلم آفرین عمران
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

انجانے ہیں سلسلے

از آفرین عمران

(انجانے ہیں ۱)

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اس نے اپنی سحر طراز نظریں اٹھا کر آئینے میں نظر آتے اپنے عروسی عکس کو دیکھا اور دنگ رہ گئی۔اسے چند لمحوں تک یقین نہ آیا کہ وہ وہی ہے، تبھی اس کی کزن مشاء جو خود بھی تیار ہو کر وہیں آگئی تھی اسے دیکھ کر بے ساختہ کہہ بیٹھی، ''واؤ بیوٹیفل!''اس کے ریمارک پہ وہ بے ساختہ جھینپ گئی،اسی وقت ریسیپشن سے اطلاع آئی کہ انہیں پک کرنے گاڑی بمع ڈرائیور کے پارکنگ میں موجود ہے۔مشاء نے اس کے گرد بھاری شال پھیلادی کہ اس کا پورا وجود ڈھک گیا مگر اس کے باوجود اس کا تاباں بکھیرتا وجود نمایاں تھا۔وہ مشاء کی مدد سے سہج سہج چلتی پارکنگ لاٹ میں چلی آئی جہاں ان کا جانا پہچانا ڈرائیور بمع گاڑی کے وہاں موجود تھا اور گاڑی کا دروازہ کھولے ان دونوں کا ہی منتظر کھڑا تھا۔مشاء نے اسے گاڑی میں بیٹھنے میں مدد دی، پھر خود بھی گاڑی میں بیٹھ گئی اور ڈرائیور نے دونوں کے بیٹھتے ہی گاڑی چلادی۔پارلر کی حدود سے نکل کر گاڑی سروس روڈ پہ مناسب رفتار سے چل رہی تھی، تھوڑا آگے جا کر جہاں ریزیڈنشل ایریا تھا اور رش قدرے کم تھا گاڑی کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور گاڑی سڑک کے بیچوں بیچ رک گئی۔اس افتاد پر وہ اور مشاء دونوں حواس باختہ سی ہو گئیں، وہ تو تھی بھی فطرتا'' ڈرپوک اس لئے گھبرا کے مشاء کا ہاتھ تھام لیا۔معمر ڈرائیور نے ان دونوں کو تسلی دیتے ہوئے کہا، ''بٹیا! فکر نا کریں میں چیک کرتا ہوں۔'' ابھی ان کا جملہ پورا ہی ہوا تھا اور وہ

باہر نکل کر یہ دیکھ بھی نا پائے تھے کہ گاڑی میں کیا فالٹ ہوا ہے کہ گاڑی کے نزدیک ایک کھلی جیپ اور ایک پراڈو تیز رفتاری سے آکر رک گئیں اور دونوں نے ان کی گاڑی کا آگے بڑھنے کا راستہ جیسے بلاک کر دیا اور ساتھ ہی فائرنگ سے گاڑی کے چاروں ٹائر برسٹ ہو گئے، خوف کے مارے ان دونوں کی چیخیں بلند ہوئیں جب کہ معمر ڈرائیور تو کچھ کہنے کے قابل ہی نہ رہا تھا۔ تبھی دونوں اطراف کے دروازے کھول کر تین چار نقاب پوشوں نے انہیں گن پوائنٹ پہ لے لیا۔ان سب کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے صرف آنکھیں نظر آ رہیں تھیں،ان کو اس طرح دیکھ کر مشاء کی چیخیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں مگر وہ اتنی دہشت زدہ تھی کہ اس کی آواز ہی حلق میں پھنس گئی اور خوف ودہشت سے جیسے خون رگوں میں جمنے لگا اور دل جیسے ڈوب سا گیا۔ان سب میں ایک جوان نے جو ان سب میں زیادہ نڈر تھا،اپنی گن کا بٹ مار کے ڈرائیور کو بے ہوش کر دیا جب کہ اس کے ساتھی نے مشاء کا چہرہ سفید رومال سے ڈھانپ دیا۔اس رومال میں یقیناً بے ہوشی کی دوا تھی کہ وہ فوراً ہی بیہوش ہو گئی۔اس سب سے فارغ ہو کر وہ اس کے ساکت وجود کی سمت متوجہ ہوا،خوف ودہشت سے اس کی کشادہ آنکھیں مزید کشادہ ہو گئیں تھیں تبھی وہ اپنی مقناطیسی، سرخ ڈوروں اور لمبی پلکوں سے سجی، سحر طراز شربتی آنکھوں جن پہ کوئی بھی اپنا دل ہار دے،اس کی

خوبصورت رنگوں سے سجی سیاہ، ستاروں کی مانند چمکتی، گھنی سیاہ پلکوں والی آنکھوں کی سمت متوجہ ہوًا۔اور اس کی مقناطیسی، خمار آلود آنکھیں اس کی سحر طراز سیاہ آنکھوں سے مل گئیں، تصادم بڑا گہرا تھا، اس کا باقی چہرہ بڑے سے زرتار ڈوپٹے سے ڈھکا تھا صرف بڑی بڑی خوبصورت سیاہ، ستاروں کی مانند چمکتیں گھنی پلکوں والی آنکھیں نظر آرہیں تھیں۔وہ آنکھیں جو مقابل کے دل کی دنیا زیروزبر کردیں۔ تبھی وہ شائد اپنے ساتھیوں سے بولا تھا،

کوئی آگے نہ آئے میں خود ہینڈل کرلوں گا سب کچھ۔

اس کی بھاری آواز اس کے نزدیک ہی گونجی تھی اور اس کا دل خوف کے مارے بے قابو ہو گیا تھا اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ کسی کو مدد کے لئے بلا لیتی اور تبھی اس نقاب پوش نے اس کے چہرے پر بھی سفید رومال ڈال دیا اور وہ کچھ سیکنڈز بعد ہوش وخرد سے بیگانہ ہو گئی پھر اسی شخص نے اس کی سمت کے دروازے سے جھک کر اس کے بیہوش وجود کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا کر نزدیک کھڑی جیپ میں ڈالا اور چند سیکنڈز بعد جیپ فراٹے بھرنے لگی۔

اس نے بنا آواز کئے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر آ گیا، کمرہ خاصا وسیع اور کشادہ تھا، فرش پہ خوبصورت اور قیمتی ایرانی قالین بچھے تھے، چنیوٹ کی لکڑی کا خوبصورت فرنیچر خاصا مہنگا تھا اور چھت سے لٹکتے قیمتی فانوس اس فرنیچر کی خوبصورتی کو مزید اجاگر کر رہے تھے اور مالکان کے ذوق کی عکاسی کر رہا تھا مگر اس کے علاوہ کمرے میں سجاوٹ کا کوئی سامان نہیں تھا۔ فانوس کی روشنیاں بند تھیں اور مدھم لائٹس روشن تھیں۔ اس نے کمرے میں داخل ہو کر ارد گرد نظریں دوڑائیں اور وہ اسے کونے میں رکھے بھاری صوفے سے ٹیک لگائے کارپٹ پہ نظر آ گئی مگر وہ ہوش و خرد سے بیگانہ تھی۔ سر اس کا پیچھے موجود صوفے سے ٹکا تھا، بڑی سی چادر نما بھاری کڑھائی والی سرخ شال نے اس کا پورا وجود ڈھانپا ہوا تھا، چہرے پہ ابھی بھی زرتار آنچل ٹھہرا ہوا تھا صرف اس کے مہندی، بیش قیمت انگوٹھیوں اور طلائی چوڑیوں سے سجے خوبصورت ہاتھ اور گداز کلائیاں نظر آ رہیں تھیں اور اس کے ہاتھوں کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہیں تھیں۔ اس کے ہاتھوں کی خوبصورتی نے ایک دم اس کی توجہ کھینچ لی۔ وہ سوچ رہا

تھا، ”جس دلہن کے ہاتھ اتنے خوبصورت ہوں وہ خود کتنی خوبصورت ہو گی۔“ اس لمحے اس کے دل نے سرگوشی کی اور اس خوبصورت ہاتھوں والی کا چہرہ دیکھنے کی خواہش اس کے دل میں زور پکڑ گئی۔ وہ آگے بڑھ آیا اور اس بے ہوش وجود کے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا، اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے مگر ایک انجانی کشش نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ جیسے کوئی مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اس وقت اس کی بھی ایسی ہی کیفیت تھی کہ وہ اس انجان اور اجنبی وجود کی سمت کھنچتا جا رہا تھا۔ اس نے آہستگی سے اس کا زرتار آنچل اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا اور آہستگی سے اس کے چہرے پہ پڑا گھونگھٹ الٹ دیا، گھونگھٹ الٹتے ہی ایسا لگا جیسے کمرے کا پورا ماحول جگمگا اٹھا ہو۔ وہ تابناکی بکھیرتا چہرہ اس کی نظروں کی گرفت میں آ گیا اور اسے ایسا لگا جیسے ایک لمحے کو اس کی پوری ہستی ڈول گئی ہو۔ یہ نہیں تھا کہ اس نے آج تک حسین چہرے نہیں دیکھے مگر اس وقت جس چیز نے اسے متوجہ کیا وہ اس چہرے کی پاکیزگی اور معصومیت تھی۔ وہ بہت کم عمر معصوم اور پاکیزہ سی لگی۔ اسے ایسا محسوس ہوا کہ دل کا وہ مخصوص کونہ جو اب تک غیر آباد تھا اس لمحے آباد ہو گیا ہو۔ وہ مکمل حسن کا پیکر اس کے سامنے تھی اور اس کی جیسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ختم ہو گئیں تھیں۔ وہ کئی لمحے بنا پلکیں جھپکائے اسے دیکھتا رہا تھا۔ دل اسے نئی راہوں پہ چلنے کے

لئے اکسار ہا تھا مگر دماغ دل کی ساری دلیلیں رد کر رہا تھا اور تبھی شائد اس کی موجودگی یا اس درجہ قربت اور نظروں کی تپش کے باعث وہ کسمسائی تھی اور وہ جیسے ہوش میں آیا تھا۔دل ودماغ کی اس جنگ نے اسے جھنجھلا کے رکھ دیا تھا اور وہ اس کا زرتار آنچل چھوڑ کے ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے آپ کو یہ باور کراتا کہ یہ معصوم چہرے ہی دھوکہ دیتے ہیں وہاں ایک سیکنڈ بھی رکے بغیر باہر نکلتا چلا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خوبصورتی سے سجا ویڈنگ لان اب ایک اجاڑ منظر پیش کر رہا تھا،ابھی کچھ دیر پہلے جہاں خوشی کا ماحول تھا اب وہاں سناٹے گونج رہے تھے۔ایسا ہی ہوتا ہے جب کسی کہ گھر کی عزت داؤ پہ لگی ہو، بارات دروازے پہ آئی کھڑی ہو، محفل مہمانوں سے بھری ہو مگر جس کے لئے یہ محفل سجائی گئی ہو وہ وجود وہاں موجود نا ہو تو قیامت کا منظر ہی پیش کرے گا۔ایسا ہی ان سب کو بھی لگ رہا تھا،ابھی چند لمحوں پہلے ہی اطلاع ملی تھی

کہ تقریب کی دلہن تقریب میں پہنچی ہی نہیں، پہلے یہ بات فکر مندی کا باعث بنی پھر فکر مندی پریشانی میں تبدیل ہوئی اور پھر یہ اطلاع آئی کہ راستے میں سے ہی کوئی گاڑی دلہن کو لے کر فرار ہو گئی ہے اور اب بے عزتی کا عفریت ان سب کے سامنے منہ کھولے کھڑا تھا۔ اصل بات کیا تھی کسی کو علم نہ تھا اور نہ ہی کسی کو دلچسپی تھی لوگوں کو تو چسکے لینے تھے جو وہ لے رہے تھے پھر اس سے کیا غرض اس کو کوئی زبردستی لے کر گیا یا وہ اپنی مرضی سے گئی دونوں حالتوں میں بدنامی ان کی ہونی تھی۔ اس کی ماں کو غش پہ غش آرہے تھے اور اس کے بھائی جو اس کی تلاش میں نکل رہے تھے اپنی ماں کی حالت اور باپ کے جھکے کندھے دیکھ کر رک گئے تھے مگر اب کیا ہو گا؟ جیسے سوالات خوفناک اژدہوں کی مانند ان سب کے سامنے منہ کھولے کھڑے تھے اور ان میں سے ایک کے پاس بھی اس کا جواب نہیں تھا۔

صبح کاذب کے وقت اس نے جیسے کسمسا کے اور جیسے سسک کے آنکھیں کھولیں، ایسا

محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سر پہ کسی نے بھاری پتھر رکھ دیا ہو۔ وہ دکھتے سر کے ساتھ مندی مندی آنکھیں کھول کے ارد گرد نظریں دوڑانے لگی، اجنبی ماحول، اجنبی کمرہ، اس کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کہاں ہے۔ پھر آہستہ آہستہ کل کے تمام واقعات اس کے ذہن کے پردے پہ کسی فلم کی طرح چلنے لگے اور جیسے جیسے اسے یاد آتا جا رہا تھا خوف اور دہشت سے اس کے جسم رواں رواں کانپ اٹھا تھا۔ اس کا رواں رواں زندگی بھر کے گھاٹے کا اعلان کر رہا تھا، اس کا جی چاہا کے وہ چیخ چیخ کے روئے مگر سینے میں سانس جیسے گھٹ سی گئی، سینے پہ جیسے کسی نے بھاری بوجھ رکھ دیا ہو۔ اس کی آواز جیسے گھٹ سی گئی اور اسی گھٹن کے زیر اثر وہ ایک بار پھر ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔

اس نے ابھی ابھی شاور لے کر چینج کیا تھا، بلیک کاٹن کی فرنٹ بٹنڈ شرٹ اور بلیک جینز میں اس کی کھلتی ہوئی سفید رنگت بے حد بھلی لگ رہی تھی، اس کی سحر طراز شربتی آنکھوں میں جیت کا نشہ ہلکورے لے رہا تھا اور ان آنکھوں کی دلکشی میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔ اسے اس لمحے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے دنیا فتح کر لی ہو۔ اس قد آدم آئینے میں اس

نے اپنے آپ پہ بھرپور نظر ڈالی اور سامنے ڈریسنگ پہ پڑا برش اٹھا کر اپنے گھنے اخروٹی شیڈ بالوں میں پھیرنے لگا۔ تبھی دروازے پہ دستک ہوئی اس نے ایک نظر وال کلاک پہ ڈالی اور دروازے پہ موجود شخص کو اندر آنے کی اجازت دی، آنے والا اس کا خاص آدمی تھا، وہ فوراً "اس کی سمت متوجہ ہوا اور پوچھا، "کہو داد بخش! کیا بات ہے؟ مگر پہلے یہ بتاؤ کہ ہماری خاص الخاص مہمان کا کیا حال ہے؟"مؤدب سا داد بخش اس کی بات خاموشی سے سن رہا تھا، وہ خاموش ہوا تو اسی ادب سے اور عزت اور تکریم سے پر لہجے میں بولا، "سائیں! اللہ رکھی صبح ناشتہ لے گئی تھی، صبح کے کسی پہر بی بی کو ہوش بھی آ گیا تھا مگر شائد پھر بے ہوش ہو گئیں لیکن اب کچھ دیر سے وقفے وقفے سے دروازہ پیٹنے اور رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔"اس نے بغور داد بخش کو سنا اور پھر اس کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا، "تم لوگوں نے اس کو چپ نہی کروایا۔"جواب میں داد بخش نے مؤدب انداز میں کہا، "سائیں! مزید کا حکم نہیں تھا اس لئے کچھ نہیں کیا۔" اس کے کہنے پہ اس نے گہرا سانس لیا اور کہا، "تم چل کر کمرہ کھولو اور اللہ رکھی سے کہو کچھ کھانے کے لئے لائے۔"اس کے حکم پہ اس نے مؤدب انداز میں کہا، "جو حکم سائیں۔" کہتے ہوئے سر جھکائے اسے سلام کرتا، اس کی سمت رخ کئے کئے کمرے سے نکل گیا جب کہ اس کی دلکش، مقناطیسی آنکھوں میں ایک نہ سمجھ میں آنے والا تاثر ٹھہر

گیا-

—

دوپہر سے وہ مکمل ہوش میں تھی، ذہن پہ ابھی بھی خوف کی کیفیت تھی؛ وہ دو مغرور، مقناطیسی آنکھیں ذہن کے پردے پہ چپک سی گئیں تھیں- جب جب کل رونما ہونے والے واقعے کے مناظر اسے یاد آتے سب سے پہلے وہی دو آنکھیں اسے یاد آتیں جن کی دلکشی پہ بلاشبہ کوئی پورا جہان وار دے، بلاشبہ کئی حسیناؤں کے دل ان آنکھوں کی دلکشی پہ لوہے کا ٹکڑا بن جاتے ہوں گے اور کئی حسینائیں ان آنکھوں کی دلکشی پر اپنا دل ہار جاتی ہوں گی مگر اس کو ان آنکھوں کے تصور سے ہی صرف خوف محسوس ہو رہا تھا- صبح کے بعد سے اس طرف کوئی آیا نہیں تھا- ڈھکی ہوئی ناشتے کی ٹرے یہ اشارہ کر رہی تھی کہ اس کی بے ہوشی کے دوران ہی یہ مہربانی کی گئی ہے مگر اس کا دل کسی نعمت کو ہاتھ لگانے کو نہیں چاہ رہا تھا- رہ رہ کر گھر والوں کا خیال اسے بے چین کر رہا تھا اور جس طرح وہ اپنی عین شادی کے دن اسطرح اغوا ہوئی تھی، اس

کی گمشدگی پر کیا کیا باتیں نہ بنیں ہوں گیں، بارات اپنے وقت پہ آئی ہو گی، گھر والوں نے کس طرح دنیا والوں کے سوالوں کے جواب دیئے ہوں گے، اس کی ساس جو اس کی پھپھو بھی تھیں انہوں نے اس کی ماں کو کیا کیا نہ کہا ہو گا اس کے بھائیوں نے تو اس کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر دیا ہو گا اور اس کے بابا نے یہ سب کیسے سہا ہو گا- گھر والوں کی یاد اس کی خوبصورت آنکھوں کو نم کر گئی، اتنے سوال اس کے سامنے ناگ کی طرح پھن پھیلائے کھڑے تھے اور ان میں سے ایک کا جواب بھی اس کے پاس نہیں تھا- اپنی سوچوں اور سوالوں سے گھبرا کر اس نے رونا شروع کر دیا اور جب اس طرح بھی قرار نہ آیا تو زور زور سے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا- وہ رونے کے ساتھ ساتھ بولتی بھی جا رہی تھی، "دروازہ کھولو! پلیز مجھے باہر نکالو، میں نے کچھ نہیں کیا ہے، مجھے باہر جانا ہے، مجھے اپنے گھر جانا ہے، پلیز مجھے باہر نکالو" اس کی آواز رو رو اور چیخ چیخ کر بیٹھ گئی تھی مگر یہاں کوئی سننے والا نہیں تھا، جب وہ رو رو کر تھک گئی تو اپنی ہتھیلیوں پہ پیشانی ٹکا کر زمین پہ بیٹھتی چلی گئی اور آنسو ایک بار پھر بہہ نکلے اور کمرے میں اس کی سسکیاں گونجنے لگیں۔

ان کا پورا خاندان اس وقت ان کے گھر میں جمع تھا لیکن کل تک جس گھر میں رونقیں

تھیں خوشیاں تھیں اب وہاں جیسے سناٹے بول رہے تھے۔اس حویلی نما مکان کا جاہ و جلال بھی آج سر جھکائے کھڑا تھا۔واصف جمال بیگ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے تھے مگر آج ان کا رعب دبدبہ ویسا نہیں تھا جیسا ہمیشہ ہوتا تھا ان کی گردن اور کندھے جھکے ہوئے تھے اور نظریں فرش پر کسی غیر مرئی نقطے پر جمیں تھیں۔کمرے میں ان کی بہن کی سسکیاں گونج رہیں تھیں اور وہ ان سے روتے ہوئے مخاطب تھیں،

بھائی جان! یہ کیا ہو گیا اگر یہی سب کچھ اس بدبخت کو کرنا تھا تو پہلے ہی کہیں دفعان ہو جاتی اس نے تو ایسے موقع پر وار کیا ہے کہ ہم تو کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہ رہے۔

ان الفاظ پر ان کی گرفت اپنے ہاتھ میں تھمی چھڑی پر سخت ہوئی تھی مگر منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا تھا جب کہ وہ اسی طرح سسکیاں بھرتیں ان سے مخاطب تھیں،

میری سسرال اور شوہر کو جانتے ہیں نا! وہ لوگ تو میرا جینا حرام کر دیں گے عادل (ان کے شوہر) تو پہلے ہی راضی نہیں تھے اس رشتے پر میں نے ہی زور دیا تھا کہ اس طرح بھائی کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا مگر اس کمبخت کی ایسی حرکت سے تو ہماری ناک کٹ گئی پوری خاندان میں۔۔۔

کہتے کہتے انہوں نے ایک بار پھر رونا شروع کر دیا جب کہ وہاں موجود خاندان کی

خواتین ان سے جھوٹی ہمدردی کرتے ہوئے ان کو جھوٹے دلاسے بھی دے رہیں تھیں جب کہ ان کے کڑوے الفاظ کے تیر ان کی بھابھی جہاں آراء کے دل کے آر پار ہو گئے تھے کہ بات ان کی اپنی جان سے پیاری معصوم بیٹی کی ہو رہی تھی جس کو وہ اچھی طرح جانتیں تھیں پہچانتیں تھیں کہ وہ ایسی حرکت کر ہی نہیں سکتی۔اس کی تو خاندان کے کسی لڑکے سے دوستی نہیں تھی تو کجا باہر کسی سے راہ ورسم ہونا ناممکن سی بات تھی مگر اس وقت وہ مجبور تھیں یہ کڑوے الفاظ سننے کے لئے مگر ایک امید تھی کہ واصف جمال بیگ اپنی لاڈلی کو اتنا تو سمجھیں گے کہ اس کے لئے کوئی سخت ترین فیصلہ نہیں کریں گے اور تبھی ان کو گونج دار آواز آئی جس میں رعب داب مفقود تھا،وہ اپنی بہن سے مخاطب تھے،

تو اب آپ کیا چاہتیں ہیں؟

ان کے پوچھنے پر ان کے آنسو تھمے اور وہ اپنے بھائی کی سمت دیکھتے ہوئے بولیں،

بھائی جان میں چاہتیں ہوں آپ اس سے بالکل قطع تعلق کر لیں اس کا نام بھی اس گھر میں نہ لیا جائے،

ان کی بات ادھوری رہ گئی جب جہاں آراء نے تڑپ کر ان کی بات کاٹ دی،

یہ آپ کیا کہہ رہیں ہیں وہ آپ کی بھی لاڈلی ہے اتنی شقی القلب تو نہ بنیں۔

مگر واصف بیگ نے انہیں ٹوک دیا،

زیب کی بات پوری ہونے دیں آپ بیچ میں مت بولیں۔

اس لہجے پر ان کے آنسو دوبارہ بہنے لگے جب کہ ان کی نند زیب انساء اونہہ کہہ کر اپنے بھائی کی سمت متوجہ ہوتے ہوئے بولیں،

بھائی جان! اگر اپنی بہن کا گھر بسا دیکھنا چاہتے ہیں نا تو آپ کو یہ کڑوا گھونٹ پینا ہوگا ورنہ آپ سے میرا تعلق ختم سمجھیں۔

کہتے ہوئے وہ کھڑی ہو گئیں اور اپنا قیمتی پرس اور چادر سنبھال کر وہاں سے نکل گئیں جب کہ واصف جمال بیگ کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں گہری ہو گئیں۔

اس کے قدم بیڈروم کے سامنے جا کر رک گئے تھے، داد بخش نے اس کے اشارے پر کمرے کا لاک کھولا تھا اور خود ایک طرف ہٹ کر دروازے کے سائڈ میں کھڑا ہو گیا تھا۔ کمرے میں داخل ہونے پر اس کی پہلی بے ساختہ نگاہ اسی صوفے کی سمت گئی جہاں

وہ پہلے بیٹھی تھی، وہ اب بھی وہیں بیٹھی تھی بس فرق صرف اتنا تھا کہ اب وہ ہوش میں تھی اور خوبصورت چہرہ گھونگھٹ سے بے نیاز تھا، چہرے پر آنسوؤں کی لکیریں تھیں جب کہ دلکشی اور رعنائی سے بھرپور اس کی خوبصورت گھنی پلکوں والی آنکھیں اس وقت ویران تھیں-اسے اندر داخل ہوتا دیکھ کر لمحے کے اندر اس کے خوبصورت چہرے پر خوف کی پرچھائیاں چھا گئیں اور وہ سمٹ کر گھٹنوں کے گرد بازو کر کے بیٹھ گئی-اس کا پورا وجود لرز رہا تھا جیسے کسی زلزلے کی ذد میں ہو، اس کی خوفزدہ کیفیت اس سے چھپی نہیں تھی-وہ اس کی کیفیت نوٹ کرتا آگے بڑھ آیا اور اس کے ہر بڑھتے قدم کے ساتھ گیتی آراء کے دل کی دھڑکن بڑھتی جا رہی تھی-وہ مضبوط قدم اٹھاتا اس کے عین سامنے آرکا جب کہ اس کی دلکش، مقناطیسی نظریں اس کے خوبصورت مگر ویران چہرے پہ جمی تھیں اور وہ اس کی نظریں اپنے وجود پہ محسوس کر کے غیر محسوس انداز میں اپنے آپ میں سمٹ رہی تھی-دل اتنا تیز دھڑک رہا تھا کہ اس کی آواز اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی-

اس نے اس کا اور پورے کمرے کا جائزہ ایک ہی نظر میں لے لیا اور پھر اس کے عین سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا، اس کے اس طرح نزدیک آجانے پر وہ

خوفزدہ سی مزید سمٹ گئی اور اپنی شال نما چادر اپنے گرد مزید سمیٹ لی-اس نے اس کی یہ حرکت بھی نوٹ کر لی اور استہزائیہ انداز میں اسے دیکھا، کئی لمحے اس کی نظریں اس کے چہرے پہ جمی رہیں پھر اس نے پوچھا، ''تم نے کھانا نہیں کھایا۔'' اس سوال پہ گیتی آراء نے زخمی نگاہوں سے اسے دیکھا، نظروں کا گہرا تصادم ہوُا کہ اس کا دل بھی لمحے بھر کو ڈگمگا گیا جب کہ گیتی آراء کی نظر اس کی سرخ ڈوروں سے سجی مخمور نظروں سے ملیں اور اس نے سٹپٹا کے نظریں پھیریں تو کان میں جگمگاتا ڈائمنڈ سٹڈ نظروں کی گرفت میں آگیا اس نے مزید نظریں جھکائیں مگر نظر اس کی شرٹ کے کھلے بٹن سے نظر آتے فراخ سینے پہ پڑی اس کو عجیب سے احساس نے گھیر لیا۔اس کی شخصیت بے شک لاکھوں دلوں کو دھڑکانے کا باعث ہو گی مگر اس کے حلئے سے گیتی کو عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔اس پہ سونے پہ سہاگہ سگریٹ اور قیمتی مگر تیز کولون کی مہک اس کے اعصاب اور دماغ پہ چڑھ رہی تھی۔وہ اپنے آپ میں سمٹ گئی جب کہ وہ اپنے مخصوص بے مروت اور مغرور انداز میں اس سے مخاطب ہوُا، ''مجھ پہ تمہارے یہ آنسو اثر نہیں کرنے والے اس لئے رونے کے بجائے چپ چاپ کھانا کھاؤ-'' کہتے ہوُئے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوُا اور وہ جو اس کی نظروں اور قرب سے خوفزدہ سی بیٹھی تھی اس کے اٹھنے پر ایک گہرا سانس لے کر رہ گئی جب کہ وہ وارننگ دینے والے انداز میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بولا، ''اور ہاں! کوئی ہوشیاری دکھانے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ نتائج کی ذمے دار تم خود ہوگی، اگر میں تم کو اغوا کروا سکتا ہوں تو تمہارے گھر والوں کے ساتھ بھی جو چاہوں کر سکتا ہوں۔'' اس کا دھمکی آمیز انداز گیتی آراء کو اندر تک سنسنا گیا جب کہ اس نے باہر جانے کے لئے قدم آگے بڑھائے اور گیتی آراء ایک دم حواسوں میں آئی اور خوف، دہشت اور مصلحت بالائے طاق رکھ کر ایک دم اس کی سمت لپکی اور اس سے پہلے وہ باہر نکلتا اسے پکار بیٹھی، پپ۔۔۔پلیز! مجھے جانے دیں۔۔۔مم۔۔۔میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے، مجھے۔۔۔اور اس کی مدھر آواز نے جیسے جادو اثر کیا اور وہ پورا کا پورا اس کی سمت گھوم گیا، دل نے ایک بیٹ مس کی تھی مگر اس نے دل کو سختی سے ڈپٹ دیا جبکہ وہ اسے اپنی سمت پلٹتے دیکھ کر ایک دم چپ ہو گئی۔ آنکھوں اور چہرے پر خوف وہراس پھیل گیا اور وہ اس کے معصومیت بھرے ناٹک پہ زور سے ہنس پڑا؛ اس کی بھاری ہنسی بے حد دلکش تھی مگر گیتی کے دل پر برچھی بن کے لگی اور وہ اسے بے یقینی سے دیکھتی رہ گئی جب کہ وہ چند قدم میں اس کے اور اپنے درمیان فاصلہ کم کرتا عین اس کے سامنے آرکا۔ اس کے ایک دم نزدیک آجانے پر گیتی آراء کا دم سینے میں اٹک گیا جب کہ دل دھڑک دھڑک کے شور کرنے لگا۔ وہ اسے چند لمحے بغور دیکھتا رہا پھر کہا، ''اتنی جلدی کیا ہے کچھ دیر صبر کرو پھر تمہیں اپنے سوالوں کے جواب پوری

تفصیل سے مل جائیں گے تب تک میں کھانا بھجوا رہا ہوں کھا لینا۔" یہ کہہ کر وہ پلٹا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا اور وہ بے جان ہوتی ٹانگوں کے ساتھ وہیں گر کر ایک بار پھر آنسو بہانے لگی، لکڑی کا آبنوسی دروازہ ایک بار پھر مضبوطی سے بند ہو گیا تھا۔

وہ لیپ ٹاپ کھولے، سلگتا سگریٹ ہونٹوں میں دبائے صوفے پر آرام دہ حالت میں بیٹھا تھا، کبھی سگریٹ کے گہرے کش لیتا کبھی کچھ ٹائپ کرتا، نظریں مسلسل لیپ ٹاپ کی اسکرین پر جمیں تھیں مگر دلکش آنکھوں میں سوچ کا تاثر واضح تھا۔ دوپہر کے بعد سے ماحول پر سکون تھا، کمرے میں سے رونے اور دروازہ پیٹنے کی آوازیں آنا بھی بند ہو گئیں تھیں، اس کو کچھ تشویش ہوئی کہ کہیں وہ اپنے آپ کو کوئی نقصان نا پہنچا لے مگر پھر یہ سوچ کر وہ مطمئین ہو گیا کہ کمرے میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے کہ وہ ایسی کوئی حرکت کرتی مگر پھر بھی دل کو عجیب طرح کی بے چینی لگی تھی۔ وہ سگریٹ کے کش لیتا بظاہر لیپ ٹاپ کی سمت متوجہ تھا اور تبھی پورچ میں کسی بڑی اور مضبوط گاڑی کے ٹائر چرچرائے اور ساتھ ہی انجن کی مخصوص گڑگڑاہٹ کی آواز سے اندازہ ہوا کہ فارم ہاؤس پہ کوئی آیا ہے اور آنے والے کا سوچ کر اس کے ہونٹوں پر

پراسرار مسکراہٹ پھیل گئی اور دلکش آنکھوں میں اپنی جیت کا نشہ ہلکورے لینے لگا۔وہ اٹھ کر آنے والے کا استقبال کرنے کی غرض سے لکڑی کے مضبوط نقشین دروازے کی سمت بڑھا اور ابھی دروازہ کھول کر باہر نکلتا کہ کوئی بے حد عجلت میں اس سے پہلے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا،آنے والے کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر پھیلی دلکش مسکراہٹ گہری ہوئی وہی مسکراہٹ جو اسے ہزاروں میں ممتاز بناتی تھی،آنے والا اسے سامنے ہی کھڑا دیکھ کر لمحے بھر کو ٹھٹھکا مگر فورا''ہی اپنی حیرانی پر قابو پا کر اس سے بغل گیر ہوتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا،

سالار!کیا بات ہے سب خیر ہے جو اس طرح مجھے ارجنٹلی یہاں بلوایا ہے؟اس نے آتے ہی اس سے سوال کیا لہجے سے ہی فکر اور تردد جھلک رہا تھا،جب کہ آنے والے کی بات سن کر جسے اس نے سالار کے نام سے مخاطب کیا تھا اس نے زوردار قہقہہ لگایا اور اس کی بھاری دلکش ہنسی اطراف میں پھیل گئی۔آنے والے نے حیرانی سے اسے دیکھا کہ جس حساب سے اس نے ارجنٹ کال کر کے یہاں بلوایا تھا اس سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ کوئی گڑبڑ ہے مگر وہ تو خاصا مطمئن نظر آرہا تھا اور اسی اطمینان کے زیراثر اس کی بات کے جواب میں بولا،

یار حیدر! تمہاری یہ عادت نہیں جائے گی۔

کہتے ہوئے اپنا بازو اس کی گردن میں حمائل کرتے ہوئے ہال کی سمت بڑھا جب کہ جسے اس نے حیدر کہہ کر مخاطب کیا تھا حیران سا اس کو دیکھتا رہا اس نے پھر تحمل سے کہا،

کون سی عادت؟

بظاہر ایسا لگ رہا تھا کہ وہ پر سکون ہے مگر اندر ہی کہیں یہ احساس تھا کہ سالار گردیزی جب کبھی اس قدر خوش ہوتا ہے اس کے پیچھے کہیں نا کہیں اس کی کوئی ایسا عمل ہوتا ہے جو کسی کی خوشی چھین کر حاصل کی گئی ہوتی ہے۔وہ اس پر اپنی بے چینی ظاہر بھی نہیں کرنا چاہ رہا تھا مگر دوسری طرف بھی سالار گردیزی تھا اس کی رگ رگ سے واقف اس کے پوچھنے پر اپنی ہنسی دباتے ہوئے جواب دیا،

بات بات پہ پریشان ہونے کی عادت۔

حیدر نے اسے گھور کے دیکھا اور پوچھا،

مجھے اتنا ارجنٹ کیوں بلوایا ہے تم نے؟

وہ جو اس کے شانے پر بازو پھیلائے اندر بڑھ رہا تھا اسی اطمینان سے بولا،

تمہارے لئے ایک سرپرائز ہے۔

حیدر نے ایک نظر اس کو دیکھا اور پوچھا،

کیسا سرپرائز؟

دل کسی انہونی کے احساس سے دھڑکا تھا،اس کی حیرانی اب پریشانی میں بدل رہی تھی مگر دوسری طرف کا اطمینان قابل دید تھا،اس نے اسی مطمئن لہجے میں جواب دیا،

اتنی بھی کیا جلدی ہے ابھی معلوم ہو جائے گا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے اسے دھیرے سے سامنے پڑے صوفے پر دھکیلا جب کہ حیدر نے پھر اسے پریشانی سے دیکھا،آس کی چھٹی حس اسے کہیں کچھ بہت زیادہ غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھی کیونکہ جس سالار کو وہ جانتا تھا اتنا شائد ہی کوئی اور جانتا ہو۔وہ نہ صرف اس کا کزن تھا بلکہ بہترین دوست بھی تھا،دونوں ہی ایک دوسرے کی دوستی کا دم بھرتے تھے اور محبت بھی ایک دوسرے سے بے تحاشا کرتے تھے۔اس کی ایک وجہ شائد یہ بھی تھی کہ دونوں کی ماؤں کا دونوں کے بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا اور ماں کی کمی کا

غم دونوں کو ایک دوسرے کے نزدیک لے آیا تھا گو دونوں کی طبیعتوں میں زمین آسمان کا فرق تھا، ایک مشرق تھا تو دوسرا مغرب مگر پھر بھی دونوں میں گاڑھی چھنتی تھی۔ دونوں کے مزاج اور عادتیں ایک دوسرے سے جتنی مختلف تھیں صورتیں بھی جدا تھیں۔ سالار جتنا ڈیشنگ اور ہینڈسم ہونے کے ساتھ لمبا چوڑا مضبوط قد کاٹھ کا حامل تھا حیدر اس کے مقابلے میں عام سی شکل کا تھا مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ اس کی کوئی شخصیت نہیں تھی لمبا قد مضبوط سراپا اور نرم مزاجی اس کی شخصیت کو اجاگر کرتی تھی لیکن سالار کا چارم ذرا مختلف تھا۔ سالار جتنا ضدی، ہٹیلا اور شدت پسند تھا حیدر اتنا ہی تحمل مزاج اور بردبار تھا اور اس وقت بھی سالار کے انداز اور آنکھوں کی مخصوص چمک دیکھ کر اسے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دقّت نہیں ہوئی کہ وہ ضرور کوئی نہ کوئی کارنامہ کر کے آیا ہے، اسی حساب سے اسے پریشانی ہو رہی تھی مگر وہ حتی الامکان کوشش کر رہا تھا کہ اس کی پریشانی ظاہر نہ ہو اسی لئے بمشکل تحمل کا دامن تھامتے ہوئے پوچھا،

تم یہ بتاؤ اتنا خوش کس بات پر ہو کیا کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا ہے؟

اس کی بات پر وہ کھل کر ہنس پڑا اور اس کی دلکش ہنسی ماحول پہ چھا گئی، ہنسنے سے اس کی

شفاف بھوری آنکھوں کی چمک کچھ اور بڑھ گئی اور ان آنکھوں کی دلکشی میں کچھ اور اضافہ ہو گیا کچھ دیر بعد وہ ہنسی روکتے ہوئے بولا،

خزانہ ہی سمجھو بلکہ گوہر نایاب!

کہتے ہوئے وہ معنی خیزی سے مسکرایا مگر حیدر کا دل پکار پکار کر اسے کسی گڑبڑ کا احساس دلا رہا تھا لیکن سالار نے اس کی بے چینی محسوس کرنے کے باوجود موضوع بدل دیا اور کہا،

چلو پہلے کھانا کھاتے ہیں پھر تم کو تمہارا سرپرائز دوں گا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے داد بخش کو آواز دی مگر حیدر نے اسے ٹوک دیا،

کھانا رہنے دو تم مجھے یہاں بلانے کی وجہ بتاؤ مجھے واپس بھی جانا ہے۔

اس نے حتی الامکان لہجے کو سرسری رکھا وہ جانتا تھا جتنی بے چینی وہ دکھائے گا سالار معاملے کو اتنا ہی طول دے گا جب کہ دوسری طرف بھی سالار تھا اس کی بے چینی اچھی طرح سمجھ رہا تھا شرارت سے بولا،

ابھی جب تمہیں سرپرائز دوں گا تو واپس جانا تو کیا واپسی کا راستہ بھی بھول جاؤ گے۔

کہتے ہوئے لائٹر سے سگریٹ کو شعلہ دکھایا اور ایک گہرا کش لیا، مومن نے نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا تو وہ اٹھتے ہوئے بولا،

چلو! تم کو پہلے تمہارا سرپرائز دکھا دوں پھر بھوک خود بخود لگ جائے گی۔

کہتے ہوئے راہداری کی جانب قدم بڑھا دیئے جب کہ حیدر کی بڑبڑاہٹ واضح تھی،

کیا معلوم بھوک اڑ ہی جائے۔

وہ الجھے الجھے انداز میں اس کی تقلید میں اس کے پیچھے آیا تھا۔ وہ دونوں لمبی راہداری عبور کر کے اگلے سرے پر بنے آخری بیڈروم کے دروازے کے سامنے رک گئے، سالار نے رک کر حیدر کے الجھے چہرے پر ایک بھرپور نظر ڈالی اور چابی کی مدد سے دروازے کا لاک کھولا پھر اسے اندر جانے کا اشارہ کیا جب کہ حیدر ابھی بھی تذبذب کا شکار تھا اسی لئے اندر جاتے ہوئے جھجک رہا تھا اور اسی انداز میں اس نے پوچھا تھا،

اندر کیا ہے؟

تم اندر تو چلو خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

کہتے ہوئے معنی خیزی سے مسکرایا جب کہ حیدر نے الجھے ہوئے انداز میں سوال کیا،

ایسی بھی کیا رازداری ہے؟

سالار نے ہلکے سے اسے اندر دھکیلا اور کہا،

تم چلو تو بعد میں شکایت کرو گے باتوں میں میں نے تمہارا وقت ضائع کر دیا۔

کہتے ہوئے اسے پھر دروازے سے اندر دھکیلا اور اس کے پیچھے خود بھی اندر داخل ہو گیا، اندر داخل ہوتے ہی حیدر کی پہلی نظر صوفے سے ٹیک لگائے فرش پر بیٹھے عروسی لباس میں ملبوس نیم جان، حواسوں سے پرے وجود پر پڑی اور وہ جیسے سانس لینا بھول گیا۔ اس کا دماغ جو اسے سمجھا رہا تھا دل اس کی نفی کر رہا تھا۔ اس نے بے یقینی سے اپنے ساتھ کھڑے سالار کو دیکھا جس کے چہرے پر فتح مندی کی خوشی چمک بن کر جھلک رہی تھی اور دلکش آنکھوں میں جیسے ہزاروں ستارے بھر دیئے تھے کہ ان کی چمک سے ان سحر انگیز آنکھوں کی دلکشی میں کئی گنا اضافہ ہو گیا تھا۔

وہ جو نیم جان سی صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی دروازہ کھلنے کی آواز پر چونکی اور آنے والوں کو دیکھ کر ایک دم حواسوں میں لوٹی اور سیدھی ہو کر بیٹھتے ہوئے اپنی شال نما چادر اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ لی کہ پورا وجود ڈھک گیا صرف چہرہ واضح تھا۔ آنے والے وقت کے خوف سے اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا، تنفس تیز تھا اور

سانسیں ناہموار تھیں۔ خوبصورت چہرے پر خوف کے آثار تھے اسے لگ رہا تھا وہ خوف سے بے ہوش ہو جائے گی جب کہ آنے والوں میں ایک کے چہرے پر فتح مندی تھی جب کہ دوسرے کے چہرے پر بے یقینی اور حد درجہ حیرانی۔ گیتی آراء کی ہمت نہ ہوئی پہلی نظر کے بعد اگلی نظر ڈالنے کی وہ سمٹ کر سر جھکا کر بیٹھ گئی جب کہ دوسری طرف حیدر کی گم سم کیفیت نوٹ کرتے سالار نے اس کے شانے پر ہاتھ مارا تو وہ حواسوں میں لوٹا اور فوراً" ہی پوچھا،

یہ۔۔۔یہ کون ہے؟

اس کی بوکھلاہٹ پر سالار دل کھول کر ہنسا پھر بمشکل اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے بولا،

یار سنا تو تھا کہ بے تحاشا خوشی میں انسان کے حواس سلب ہو جاتے ہیں آج دیکھ بھی لیا۔

حیدر نے اسے کڑی نظروں سے گھورا تو وہ آگے آتے ہوئے مصنوعی سنجیدگی سے بولا،

یار کیا ہو گیا ہے؟ اب ہم سے بھی شرماؤ گے، بھول گئے یہی تو ہے تمہاری محبت، تمہاری طلب تمہارا جنون جس کے بغیر تم زندگی کا تصور نہیں کر سکتے تھے۔

کہتے ہوئے حیدر کی آنکھوں میں معنی خیزی سے جھانکا جب کہ حیدر کی آنکھوں سے

صرف تاسف اور بے یقینی کا تاثر جھلک رہا تھا۔سالار نے جب اس کو گم سم دیکھا تو اسی حساب سے بولا،

اوہ! اچھا! سمجھ گیا اتنا ڈارک میک اپ کیا ہے اس لئے تم پہچان نہیں پا رہے۔

کہتے ہوئے ذرا سا رکا اور اس ڈری سہمی معصوم صورت پر ایک نظر ڈالی جو اس کے دیکھنے پر اپنی گھنی پلکوں کی باڑھ جھکا گئی تھی جب کہ وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولا تھا،

ارے یار! ایسا بھی کیا ہے یہ جیناں ہیں تمہاری محبت کیا اب بھی نہیں پہچانا۔

کہتے ہوئے جیسے اس کی یقین دہانی چاہی جب کہ حیدر کو اس کے الفاظ سے زیادہ اس نام پہ جیسے کرنٹ لگا،اس نے نفی میں سر ہلایا اور کہا،

یہ---یہ جیناں نہیں ہے۔

ان الفاظ پر سالار کو لگا کمرے کی چھت نیچے آ گری ہو وہ بغیر کچھ کہے اسے دیکھتا رہ گیا

حیدر کے الفاظ نے جیسے ہر چیز اپنی جگہ سے ہلا دی،

یہ جینا نہیں ہے!

وہ نفی میں سر ہلاتا کہہ رہا تھا، نظریں اس معصوم صورت لڑکی پر جمی تھیں۔اس کی خوفزدہ کیفیت اس سے چھپی نہیں تھی جب کہ سالار کو کئی ثانیے تک اس کی بات سمجھ ہی نہیں آئی۔حیدر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

سالار! تم کس کے دھوکے میں کس کو اٹھالائے ہو یہ جینا نہیں ہے!

مگر سالار کو جیسے یقین نہیں تھا کہ وہ جو کہہ رہا ہے کیا وہ سچ ہے،اس کے الفاظ جیسے ساتھ چھوڑ گئے تھے۔اپنے آپ پر اتنا یقین کہ وہ کوئی کام غلط کر ہی نہیں سکتا اس کو کبھی کسی کام میں ناکامی ہو ہی نہیں سکتی مگر یہاں وہ نجانے کس سے مات کھا گیا، تقدیر سے،اپنے یقین سے یا پھر اپنے گھمنڈ سے،اسے اپنا گھمنڈ اپنا ہی منہ چڑاتا محسوس ہو رہا تھا۔انا پرست، گھمنڈی انسان جب تقدیر کے ہاتھوں مات کھاتے ہیں تو ان کو یقین ہی نہیں ہوتا کہ قسمت ان کے ساتھ ایسا بھی کر سکتی ہے یہی حال اس وقت اس کا بھی ہو رہا تھا،اسے لگ رہا تھا کہ در و دیوار اس پر ہنس رہے ہوں،اچانک اس کو شدید طیش آنا شروع ہو گیا جب کہ حیدر اسی بے یقینی کی کیفیت میں گھرا اس سے پوچھ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم نے اغوا کیا ہے، جانتے ہو کتنا بڑا ظلم ہے، کتنا بڑا گناہ ہے یہ کسی معصوم لڑکی کے ساتھ، کیا گذر رہی ہو گی اس کے ماں باپ پر۔ہاں! بولو!

جذبات کی یلغار سے اس کے جیسے متحمل مزاج بندے کی آواز بھی غصے کی زیادتی سے اچھی خاصی اونچی ہو گئی مگر گھر والوں اور ماں باپ کے ذکر پر گیتی آراء کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ جو ابتدائی جھٹکے سے سنبھل گیا تھا جو اسے یہ جان کر لگا تھا کہ وہ جینا نہیں بلکہ کوئی اور ہے اور جسے وہ جینا کے دھوکے میں اٹھا لایا ہے مگر دل اپنی شکست ماننے پر کسی صورت راضی نہیں تھا اسی لئے حیدر کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا،

تم جھوٹ بول رہے ہو، یہ جینا ہی ہے تم صرف اس کو بچانے کے لئے ایسا کہہ رہے ہو۔

اس کو شدید طیش اور غصہ آنا شروع ہو گیا تھا جب کہ حیدر جو اس کی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ وہ اپنی شکست قبول نہیں کر پا رہا، اس کو شانوں سے تھام کر تحمل سے کہا،

سالار! یہ واقعی جینا نہیں ہے تم حقیقت سے نظریں نہیں چرا سکتے اور ہاں میں واقعی اس معصوم لڑکی کو بچانا چاہتا ہوں جو بلاوجہ اس تمام قصے میں بے قصور پھنس گئی۔

وہ جواب تک بمشکل اپنے غصے کو کنٹرول کئے ہوئے تھا اپنا غصہ کسی طور دبا نہیں پایا اور قریب رکھی لکڑی کی نقشین تپائی کو زوردار لات ماری کہ وہ دور جا گری اور گیتی آراء جو پہلے ہی خوفزدہ تھی وہ ڈر کے مارے اپنی جگہ ہل سی گئی اس سے تو کسی نے کبھی اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی، بھائیوں کی لاڈلی تھی، بابا کا رعب ضرور تھا مگر وہ بھی اس سے بہت پیار اور دھیمے لہجے میں بات کرتے تھے اور کہاں اس کے ساتھ کل سے یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ اسے تو یہ سب کوئی بھیانک خواب ہی لگ رہا تھا جب کہ سالار اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا یہ سمجھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا کہ چُوک ہوئی کہاں ہے

حیدر نے ایک گہرا سانس لیا اور اس کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

سالار! شکر ہے کہ یہ جینا نہیں ہے لیکن اگر یہ جینا ہوتی بھی تب بھی اس کے ساتھ ایسا گھناؤنا کام نہ ہونے دیتا بے شک مجھے اس سے بے حد محبت تھی لیکن اس نے میری محبت کو ٹھکرا کر کسی اور کا ساتھ اپنا لیا تو یہ میری قسمت تھی۔ جینا کا ساتھ میری قسمت میں نہیں تھا، اس نے میری محبت کو ٹھکرا دیا، مجھے بے حد دکھ پہنچا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں جنون میں مبتلا ہو کر کوئی بھی ایسا قدم اٹھا لوں جو مجھے ہمیشہ کے لئے اپنی ہی نظروں میں گرا دے۔ نہیں سالار گردیزی! محبت نام ہے تحمل کا برداشت کا،

احساس کا، قربانی کا اور سب سے بڑھ کر ایک دوسرے کو عزت دینے کا۔اور جس دل میں ایک دوسرے کے لئے عزت نہ ہو اس دل میں محبت بھی نہیں رہ سکتی۔

اس نے جیسے اسے کٹہرے میں کھڑا کر دیا مگر دوسری طرف بھی سالار گردیزی تھا جو اتنی آسانی سے اپنی ہار تسلیم نہیں کرتا تھا اس نے اسی غصے کے زیر اثر کہا،

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ سالار گردیزی کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ میرے بندے کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتے، انہوں نے مجھے بالکل ٹھیک انفارمیشن دی تھی، پارلر کا ایڈریس اور گاڑی کا نمبر بھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تیز تیز بولتا آگے بڑھا اور سامنے رکھا بڑے سے قد آدم نقشین آئینے پر اپنے مضبوط ہاتھ کی مٹھی بنا کر دے ماری، جس سے شیشہ چکنا چور ہو کر فرش پر بکھر گیا جب کہ آئینے پر دراڑیں پڑ گئیں اور وہ اپنی خوبصورتی کھو بیٹھا کچھ کانچ ٹوٹنے کی زوردار آواز اور کچھ اس کے غصے سے ڈر کر گیتی آراء نے رونا شروع کر دیا۔ حیدر نے ایک ملامتی نظر سالار کے وجیہ چہرے پر ڈالی جو اس وقت غصے کی شدت سے تپ کر سرخ ہو چکا تھا اور پھر گیتی کی سمت بڑھتے ہوئے سالار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا،

سالار! ایک پلان ہم انسان بناتے ہیں اور ایک پلان وہ بناتا ہے جو کائنات کے ذرے

ذرے پر قادر ہے جس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا لیکن ہم نا سمجھ سمجھتے نہیں جب کامیاب ہو جاتے ہیں تو اکڑتے ہیں کہ یہ سب ہماری وجہ سے ہوا ہے مگر ایسا ہوتا نہیں ہے۔وہ قادر ہے اسے معلوم ہے کب کس کو کہاں بھیجنا ہے، کس کو کس سے ملوانا ہے یہ سب بظاہر ہم کر رہے ہوتے ہیں مگر در حقیقت ہم سے کروایا جاتا ہے۔

کہتے ہوئے وہ روتی ہوئی گیتی آراء کے نزدیک آیا جو روتے روتے نڈھال ہو چکی تھی اور آہستگی اور نرمی سے اسے پکارا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مس! آپ میری بات سن سکتیں ہیں!

وہ کچھ نہ بولی تو اس نے ہی پھر کہا،

پلیز اٹھیے!

گیتی کو ایسا لگا جیسے کوئی اسے دور سے پکار رہا ہو،اس کے نرمی سے بلانے پر گیتی آراء نے نقاہت کے باوجود آنکھیں کھول دیں اور اسے آنکھیں کھولتا دیکھ کر حیدر نے سکھ کا سانس لیا اور جھکتے ہوئے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آیئے! میں آپ کو آپ کے گھر لے چلوں۔

ان الفاظ پر سالار نے ایک نظر حیدر پر ڈالی اور طیش سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں تھیں۔ اس کو اپنی شکست کسی صورت ہضم نہیں ہو رہی تھی، وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا کہ جس لڑکی کو وہ دو دنوں سے یرغمال بنائے ہوئے ہے وہ "وہ" ہے ہی نہیں جو وہ سمجھ رہا تھا۔ اس کی رگوں میں خون کے بجائے جیسے لاوا بہہ رہا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ وہ تمام دنیا کو آگ لگا دے یا پھر اس در و دیوار کو تہس نہس کر دے مگر اس کے برعکس گیتی آراء کے جسم میں برقی رو دوڑ گئی، گھر کا لفظ سن کر اسے محسوس ہوا جیسے وہ پھر اس محفوظ پناہ گاہ میں چلی جائے گی جہاں وہ ہر طرح کی آزمائش اور مشکلات سے محفوظ ہو گی اور اپنی اماں کی نرم گرم آغوش میں سمٹ کے اپنے تمام دکھ بہا دے گی مگر پھر کچھ احساس ہونے پر اس کا تمام جوش جھاگ کی مانند بیٹھ گیا، وہ تھم سی گئی۔ حیدر جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اس نے ایک دم کہا تھا،

آپ رک کیوں گئیں؟ آیئے چلیں میں لے چلتا ہوں آپ کو۔

اس کی بات کے جواب میں گیتی آراء نے ترش نظروں سے اسے دیکھا اور ایک لمحے کے لئے اس کی نظروں کا تاثر حیدر کو بھی خوفزدہ کر گیا مگر جب وہ بولی تو اس کی آواز اور لہجہ

دونوں ہموار تھے،

کہاں؟ کہاں لے کر جائیں گے آپ مجھے؟

اس کے سوال سے اس کی ذہنی ابتر حالت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا تھا مگر اس نے رسانیت اور تحمل سے جواب دیتے ہوئے کہا،

آپ کے گھر اور کہاں؟

اس کی بات پر اس کے کٹاؤ دار ہونٹوں پہ ایک استہزائیہ مسکراہٹ پھیلی تھی اور اسی انداز میں اس نے جواب میں کہا تھا،

اس سے بہتر ہو گا کہ آپ مجھے کسی کنوئیں میں دھکا دے دیں اور۔۔۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب سالار گردیزی کی بھاری، طیش سے بھری آواز اسے سنائی دی تھی جو اس کی بات بڑی سہولت سے کاٹ چکا تھا،

دیکھو لڑکی! اس طرح کی بے مطلب اور فضول باتوں میں الجھا کر مزید کوئی ڈرامہ کرئیٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ سب کچھ محض ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہے، تم جیسی آئی ہو ویسی ہی واپس جا رہی ہو۔ ہم نے تمہارا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اس لئے

بہتر ہے کہ خاموشی سے یہاں سے نکل جاؤ۔

ان الفاظ پر گیتی آراء نے ایک زخمی نگاہ اس کے وجیہ چہرے پر ڈالی اور سوچا کہ اس شخص کی صورت جتنی اچھی ہے اس کا دل کتنا سیاہ ہے،اس کی نظروں کا ارتکاز تھا یا پھر کچھ اور اسی لمحے سالار نے بھی اس کی سمت دیکھا تھا؛کیا نہیں تھا ان نظروں میں،غصہ، نفرت،بدگمانی۔اس کی کاٹ دار نظریں اسے اپنے دل کے آر پار ہوئیں اور اس لمحے اسے محسوس ہوا کہ وہ نظریں اس کے دل پر نقش ہو گئیں ہیں اس نے فورا" نظروں کا زاویہ بدل لیا،اسے لگا اگر وہ ان آنکھوں کی طرف زیادہ دیر متوجہ رہا تو یہ آنکھیں اس کے دل کو جکڑ لیں گیں اور وہ جو ایک لمحے کو شرمندگی محسوس ہوئی تھی اس کو دماغ سے جھٹک کر وہ پھر بے حسی اور غصے کی لپیٹ میں آ گیا جب کہ حیدر گیتی سے مخاطب تھا،

آپ آیئے پلیز!

وہ تھوڑا جھجھکی دل میں وہم بھی آیا کہ یہ کوئی نئی چال تو نہیں ہے اسے پھنسانے کی اسے کہیں اور تو نہیں لے جایا جا رہا اور اس سوچ کے آتے ہی اس کا دل خوف کی آماجگاہ بن گیا اس نے خوفزدہ نظریں اٹھا کر حیدر کو دیکھا اور وہ جو اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا اس

کے خوف کو دور کرنے کی خاطر تسلی دیتے ہوئے بولا،

آپ پلیز ڈریں نہیں آپ کو باحفاظت آپ کے گھر پہنچانا میری ذمے داری ہے ٹرسٹ می!

اور پھر سالار کی سمت مڑتے ہوئے تنبیہی انداز میں کہا،

اور تم یہیں رکو گے خبردار جواب مزید کوئی حماقت کی۔

یہ کہتے ہوئے اس نے گیتی آراء کو اٹھنے میں مدد دینے کے لئے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا مگر وہ بے دردی سے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ نظر انداز کرتی بنا کسی سہارے کے اٹھ کھڑی ہوئی لیکن نقاہت اور خوف کے باعث اٹھتے ہی زوردار چکر آیا لیکن وہ بمشکل ہی صحیح اپنے آپ کو سنبھال گئی، شال نما بڑی سی چادر اپنے گرد اچھی طرح لپیٹ کر حیدر کے ساتھ دروازے کی جانب قدم بڑھائے مگر سالار کے نزدیک سے گزرتے ہوئے اپنی مخصوص دھیمی مگر مضبوط آواز میں بولی تھی،

سالار گردیزی! دعا کرنا، آئندہ زندگی میں کبھی تمہارا سامنا مجھ سے نہ ہو۔

لہجہ گو دھیما تھا مگر اس میں بلا کی کاٹ تھی اور نظروں میں جیسے دو دھاری تلوار۔ سالار

نے ایک نظر بھی اس پر نہیں ڈالی وہ تو اپنے ہی سود وزیاں میں الجھا ہوا تھا جب کہ وہ حیدر کے ساتھ وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

وہ خاموشی سے گاڑی چلا رہا تھا جب کہ وہ اس کے برابر کی سیٹ پر ساکت سی بیٹھی تھی جس پر کسی مجسمے کا گمان ہو رہا ہو یہ کہنا غلط نہ ہو گا۔ وہ کئی گھنٹوں کا سفر طے کر چکے تھے جب وہاں سے چلے تھے تو آدھی رات تھی مگر اب صبح کے آثار نمایاں ہو رہے تھے، اجلی اجلی بے حد خوبصورت صبح مگر گیتی کو لگ رہا تھا کہ یہ صبح کا اجالا نہیں ہے بلکہ رات کی سیاہی کی کالک ہے جو اس کے چہرے پر مل جا چکی ہے۔ گاڑی اب شہر کی حدود میں داخل ہو چکی تھی اور کوئی آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد گاڑی جانے پہچانے راستوں پر چلنے لگی تھی۔ گیتی آراء نے چونک کر کھڑکی سے باہر دیکھا اس کا دل بے تحاشا دھڑک اٹھا جہاں آزادی کا احساس وجود کو ہلکا پھلکا کر گیا وہیں گھر والوں کا خیال دل کو کرچی کرچی کر گیا، ذہن میں کئی سوال تھے مگر ان میں سے ایک کا جواب بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ وہ اپنی سوچوں کے تانے بانے میں اسی طرح الجھی رہتی جب گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا اور سامنے کھڑی پر شکوہ عمارت کو بغور

دیکھا جو اس کا گھر کہلاتا تھا مگر اس لمحے نجانے کیوں وہ جگہ اسے اجنبی لگی گو دل چاہ رہا تھا کہ دوڑ کر کھلے گیٹ سے اندر داخل ہو جائے اور اپنی اماں کی مہربان آغوش میں سمٹ کر اپنے سارے آنسو بہادے لیکن ذہن نجانے کیوں ایسا کرنے سے روک رہا تھا، ایک ان دیکھی دیوار تھی جو اس کے اور اس کے گھر کے درمیان حائل تھی۔ حیدر بغور اس کو دیکھ رہا تھا اور جانتا تھا کہ وہ کس ذہنی کرب سے گذر رہی ہے لیکن وہ خاموش تھا۔ کافی دیر اسی طرح گذر گئی جب وہ کچھ نہ بولی اور نہ ہی اپنی جگہ سے ہلی تو حیدر نے اسے پکارا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کا گھر آگیا!

اس کی آواز پر وہ جیسے نیند سے جاگی جب کہ اس کی ذہنی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے اس نے دوبارہ کہا،

آپ کا گھر آگیا!

ان الفاظ پر گیتی کے ہونٹوں پر زہر خند نمودار ہوئی اور وہ اپنی عادت کے بر خلاف ترش لہجے میں بولی تھی،

لگتا ہے آپ اس معاشرے کا حصہ ضرور ہیں مگر اس معاشرے کے اصولوں سے نابلد ہیں یا پھر جان بوجھ کر انجان بن رہے ہیں، اس حقیقت سے کہ اغواء ہوئی لڑکی چاہے کتنی ہی مظلوم ہو مگر معاشرے کی نظروں میں اس کا مقام سفر ہی ہوتا ہے، معاشرہ ایسی لڑکی کو قبول نہیں کرتا۔ آپ جیسے امیر زادوں کے لئے یہ سب کچھ ایک ایڈوینچر ہی ہوگا مگر اپنے اس ایڈوینچر کے کھیل میں آپ لوگ نجانے کتنی معصوم زندگیوں سے کھیل جاتے ہیں اور کتنے گھر اس آگ کی لپیٹ میں آجاتے ہیں آپ کو اندازہ ہی نہیں ہے، کبھی سوچیے گا اس پہلو پہ۔

NEW ERA MAGAZINE

کہتے ہوئے وہ لاک کھولنے لگی کہ اس کی آواز اپنی پشت پہ سن کر رک گئی،

میں آپ کے ساتھ اندر چلتا ہوں۔

گیتی آراء نے کاٹ دار نظریں اس کے چہرے پر ڈالیں مگر وہ اسی طرح اس کی سمت متوجہ رہا تو وہ جیسے مجبوراً بولی،

آپ کا راستہ بالکل مختلف ہے اور وقت بھی قیمتی ہے یہاں سے آگے مجھے خود جانا ہے۔

کہتے ہوئے وہ گاڑی سے اتر گئی چال میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی، حیدر نے تاسف سے

اس پیاری سی لڑکی کو دور جاتے ہوئے دیکھا اور تب تک دیکھتا رہا جب تک کہ وہ کھلے گیٹ سے اندر داخل نہیں ہو گئی اس کے گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی اس نے ایک گہرا سانس لیا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

وہ ایک مجرم کی طرح گھر میں داخل ہوئی تھی حالانکہ گناہ اس نے نہیں کیا تھا اس کے باوجود وہ اپنے آپ سے بھی شرمندہ تھی۔ وہ مرے مرے قدموں سے اپنے آپ کو گھسیٹتی گھر کا بیرونی حصہ عبور کر کے گھر کے اندرونی حصے میں داخل ہوئی، ہال نما کمرے میں گھر کی تمام خواتین ہی اس وقت موجود تھیں ظاہر ہے شادی کا گھر تھا جو شادی میں شرکت کے لئے آئے مہمانوں سے بھرا پڑا تھا مگر اس وقت ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کی تعزیت کرنے آئے ہوں اور تبھی سب سے پہلے اس کی اماں کی نظر اس پہ پڑی اور وہ چیخ مار کر اس کی سمت بڑھیں تھیں وہ بھی جیسے نیند سے جاگی تھی اور بے ساختہ بھاگ کر ان کی کھلی بانہوں میں سما گئی تھی۔ سب پہلے تو حیران ہوئے پھر سب کے چہروں پر استہزائیہ تاثر چھا گیا جب کہ اس کی اماں اس سب سے بے نیاز اس کے گالوں کو تھامے اسے چومتی جا رہیں تھیں اور کہتی جا رہیں تھیں،

کہاں چلیں گئیں تھیں؟ جانتی ہو ہم سب کتنا پریشان ہو گئے تھے کیا کوئی ایسے بھی کرتا ہے،

وہ اس کا چہرہ تھامے اسکے آنسو پونچھتے ہوئے روتی جارہیں تھیں اور کہتی جارہیں تھیں جب کہ وہ اپنی لرزتی آواز میں روتے ہوئے کہہ رہی تھی،

ا۔۔اماں میرا کوئی قصور نن۔۔۔ نہیں تھاو۔۔۔وہ لوگ زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

کہتے ہوئے اس کی خوشنما آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، وہاں موجود خواتین نے ایک دوسرے کو معنی خیزی سے دیکھا اور تبھی رشتے دار خواتین اس کے نزدیک آتے ہوئے اس سے سوالات کرنے لگیں،

ارے گیتی کہاں چلیں گئیں تھیں تم؟ تمہاری وجہ سے بھائی صاحب کو کتنی شرمندگی اٹھانی پڑی کچھ اندازہ ہے تمہیں؟

یہ اس کی ممانی تھیں، اس نے خوفزدہ نظر ان پر ڈالی پھر اپنی اماں کو دیکھا جو خود بھی پریشان سی ہو گئیں تھیں جب کہ اب اس کی چچی اس سے مخاطب تھیں،

ارے بی بی! اگر وہاں شادی نہیں کرنی تھی تو بتا دیتیں اپنے ماں باپ کو، اس سب کی نوبت تو نہ آتی۔

ان کے لہجے سے زیادہ ان کے الفاظ کی کاٹ نے اس کا معصوم سا دل زخمی کر دیا، وہ کچھ بول نہیں پائی۔ اس اتنے بڑے کمرے میں وہ سب کی نظروں کے سامنے سر جھکائے کھڑی تھی جب کہ قریب ہی، مجرم بنی اس کی ماں موجود تھی جیسے اس کی گمشدگی میں ان کا ہی ہاتھ ہو اور ارد گرد موجود انسانی آنکھیں جن میں اس کے لئے محض تمسخر تھا، استہزاء تھا جو اس کا مذاق اڑا رہیں تھیں جیسے وہ کوئی لطف اٹھانے کی چیز ہو، کسی سستی عوامی کہانی کا کردار۔ جو رشتے بے حد معتبر تھے، اس کے اپنے تھے، آج وہی سب اس کے لئے اجنبی بنے ہوئے تھے۔ بھائی تو اس کے شائد گھر پر موجود نہ تھے لیکن بھابیاں وہیں کھڑیں اسے طنزیہ نظروں سے گھور رہیں تھیں جب کہ بڑی بھابی نے تو ان سب کے تاثرات کو زبان بھی دے دی،

اماں! آپ کو ابھی بھی اپنی بیٹی کا ہی خیال ہے کچھ احساس اپنے بیٹوں کا بھی کر لیں یہ محترمہ تو نجانے کیا کیا گل کھلا کر اور نجانے کہاں منہ کالا کر کے آ گئیں مگر آپ کے بیٹوں کی جو بدنامی ہوئی ہے وہ اس کو اتنی آسانی سے معاف نہیں کریں گے۔

انہوں نے تو یہ سب کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لی مگر کیونکہ یہ سب اس وقت کہا گیا جب تقریباً پورا خاندان وہاں موجود تھا اسی لئے وہاں آپس میں چہ ءمنگوئیاں ہونے لگیں کہ آخر اس کی گمشدگی کی وجہ کیا تھی؟ کیا وہ خود اپنی مرضی سے گئی تھی یا کسی نے زبردستی اٹھایا تھا؟ اگر زبردستی اٹھایا تھا تو بغیر کسی مطالبے کے چھوڑ کیوں دیا؟ سب کی آنکھوں میں اس کے لئے کئی سوال تھے جو اس کے دل کو اندر سے چیر رہے تھے اور اس کی روح پر چرکے لگا رہے تھے۔اس نے کرب سے آنکھیں بند کر لیں اور تبھی مجمع میں جو بھنبھناہٹ تھی وہ ایک دم بند ہو گئی جیسے سب کو سکتہ ہو گیا ہو، وہ بنا دیکھے بھی جانتی تھی کہ اس خاموشی کی وجہ کیا ہے؟ بھاری قدموں کی چاپ ابھری اور وہ آکر بڑے صوفے پر بیٹھ گئے، اس نے ذرا کی ذرا نظریں اٹھا کر اس جانب دیکھا جدھر وہ بیٹھے تھے، ان کے انداز میں بلا کی اجنبیت تھی جیسے وہ ان کی اولاد، ان کی لاڈلی بیٹی نہ ہو بلکہ کوئی غیر ہو۔اس کے دل کو دھچکا سا لگا حالانکہ وہ اندر سے خوفزدہ تھی کہ وہ اس کو قبول نہیں کریں گے مگر اس کے باوجود اس وقت ان کے رویئے نے اسے دھچکا پہنچایا تھا۔چند لمحے ماحول میں خاموشی چھائی رہی پھر ان کی گونجدار آواز سنائی دی،

کیوں آئی ہو اب یہاں؟

لہجہ اور آواز ہموار تھی لیکن ان کا مخصوص رعب و دبدبہ مفقود تھا۔ گیتی نے نظریں اٹھائیں، اس کی نظروں میں خوف تھا، بے یقینی تھی مگر وہ اس کی جانب دیکھے بنا اس کے جواب کے منتظر تھے۔ اس نے تھوک نگلا اور بمشکل کہا،

بب۔۔۔ بابا میرے ساتھ ایک حادثہ ہو گیا تھا۔۔۔ مم۔۔۔ میں ایک مشکل میں پھنس گئی تھی۔ مم۔۔۔ مجھے و۔۔۔ وہ لوگ زبردستی لے گئے تھے مگر بعد میں انہوں نے ہی کہا کک۔۔۔ کہ غلط فہمی کی وجہ سے مجھے لے آئے تھے پپ۔۔۔ پھر اسی طرح واپس بھی چھوڑ دیا آ۔۔۔ آپ چاہیں تو مشاء سے پپ۔۔۔ پوچھ لیں وہ میرے ساتھ ہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آواز دھیمی تھی اور لہجہ روہانسا تھا اس کے لئے یہ سب بے یقینی کا باعث تھا کہ اسے اس کے ہی گھر میں مجرم بنا کر کٹہرے میں کھڑا کر دیا جائے گا اور اس کے اپنے اس کے لئے اجنبی بن جائیں گے دل میں خوف کے باوجود وہ گھر آتے وقت پر امید تھی کہ سب اس کی بات سن کر اس کی مشکل سمجھیں گے اس کڑے وقت میں اس کا ساتھ دیں گے مگر یہاں کا ماحول اسے مزید خوفزدہ کر گیا، اسے لگ رہا تھا اور تبھی اس کی چچی کی تیز آواز آئی،

اوہ شہزادی عالیہ! خبردار جو میری بیٹی کا نام اپنی گندی زبان سے لیا خود تو نجانے کہاں کہاں اور کس کے ساتھ رات گذار کے آرہی ہو اور میری بیٹی کا نام خراب کر رہی ہو۔

گیتی کی سسکیاں بھی تھم گئیں اس نے نم نظروں سے انہیں دیکھا یہ وہی چچی تھیں جو اس پر جان چھڑکتی تھیں، اسے شدید چکر آرہے تھے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کھڑے قد سے گر جائے گی، آنکھوں کے گرد اندھیرا سا چھا رہا تھا مگر اس نے بمشکل ہمت پکڑی ایک اور کوشش کے طور پر سب کچھ نظروں کے سامنے ہونے کے باوجود اس نے آخری امید کے سہارے کہنا چاہا،

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آ۔۔۔آپ سب ڈرائیور چاچا سے پوچھ لیں اس وقت وہ بھی ساتھ تھے۔

جملہ مکمل ہونے تک اس کی آواز بھرا گئی جب کہ چچی نے اس کی بات پھر کاٹ دی،

ارے اس سے کیا پوچھیں اس کی تو ظالموں نے وہ حالت کی ہے کہ وہ بیچارہ تو دو دن سے بخار میں تڑپ رہا ہے کچھ ہوش نہیں ہے اسے۔

ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے ممانی بھی میدان میں کود یں تھیں اور مورچہ سنبھال لیا تھا،

ہمیں کسی سے پوچھنے کی ضرورت بھی کیا ہے صاف لگ رہا ہے تم اپنی مرضی سے گئی تھیں ورنہ کون ہوگا جو اس طرح بغیر مطالبے کے لڑکی واپس کر دے۔

اس الزام پر اس کی ماں جواب تک خاموش کھڑی تھی تڑپ کر بولی،

بھابھی! میری بیٹی کے لئے ایسے الفاظ تو استعمال نہ کریں آپ بھی بیٹی والی ہیں کچھ تو خیال کریں۔

کہتے ہوئے وہ بھبھک کر رو پڑیں، گیتی آراء کو ان کے آنسو اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہوئے مگر اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ ان کو چپ کروا سکتی، وہ خاموشی سے سر جھکائے کھڑی تھی جیسے سزا کی منتظر ہو، دل بے تحاشا گھبرا رہا تھا اور تبھی اس کے والد کی آواز گونجی جو اپنے مخصوص رعب دار انداز میں اس کی ماں سے مخاطب تھے،

جہاں آراء بیگم! اس گناہوں کی پوٹ سے بولو کہ یہاں سے اپنا بوریا بستر سمیٹے اور چلی جائے۔

ان کے الفاظ نے اس کے اعتماد اور ذات کے مان کے پرخچے اڑا دیئے اسے یقین نہیں ہو رہا تھا یہ اس کے وہی جان سے پیارے بابا ہیں جو اس کی ذرا سی چوٹ لگنے پر پریشان

ہو جاتے تھے مگر اب مکمل اجنبیت لئے اس سے مخاطب تھے،

میں نے وہ بدنامی تو سہہ لی جو اس کی وجہ سے میرے حصے میں آئی ہے مگر اب میں مزید نقصان نہیں اٹھا سکتا،

اور اس کی وجہ میں اپنے بیٹوں کو کسی مصیبت میں نہیں ڈالوں گا ابھی تو اس کا سامنا ان سب میں سے کسی سے نہیں ہوا ہے ورنہ آپ جانتیں ہیں وہ سب ہی کتنے غصے میں ہیں اور اگر اس کی شکل دیکھ کر ان میں سے کسی کو جوش چڑھ گیا تو اس کا تو کچھ بھی نہیں بگڑے گا وہ سب اس کی وجہ سے مشکل میں پھنس جائیں گے اور یہ میں نہیں چاہتا۔

ان الفاظ پر اس کا دل کرچی کرچی ہوا اور ان کرچیوں کی تکلیف نمی کی صورت آنکھوں میں اتر آئی مگر وہ پھر بھی ہمت کرتے ہوئے انہیں مخاطب کر گئی شائد ان پر اسے کچھ زیادہ ہی مان تھا اور کہا،

بب۔۔۔۔بابا جان۔۔۔۔مم۔۔۔میں کہاں جاؤں گی؟ پپ۔۔۔۔پلیز مجھے گھر سے مت نکالیں، میں گھر کے کسی کونے میں پڑی رہوں گی۔ آپ کو بالکل تنگ نہیں کروں گی، مجھے اپنے آپ سے دور مت کریں بابا! میں جی نہیں پاؤں گی۔

وہ روتے ہوئے منت کررہی تھی جب کہ اس کی آہ وبکا پہ اس کی ماں بھی بے آواز آنسو بہا رہی تھی لیکن شوہر کے سامنے کچھ بولنے کی ہمت نہیں تھی، جب کہ باقی سب لوگ خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ واصف جمال بیگ نے اس کی آواز پر جیسے اپنے کان بند کرلئے تھے، وہ بنا اس کی جانب دیکھے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور آگے کی جانب قدم بڑھائے جب وہ ایک دم ان کے قدموں سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے منت کررہی تھی،

پلیز بابا جان ایسا مت کریں میرا یقین کریں میں ان میں سے کسی کو بھی نہیں جانتی میرا قصور نہیں ہے۔

اس کی خوشنما آنکھوں سے آنسو سلسلہ وار بہہ رہے تھے جب کہ واصف جمال بیگ نے اس پر ایک بھی نگاہ ڈالے بنا اس کی ماں کو مخاطب کیا،

جہاں آراء بیگم! اس سے بولو یہ یہاں سے دفعان ہو جائے ابھی تو میں نے اس کو اتنی رعایت دے دی اگر یہ زیادہ دیر میری نظروں کے سامنے رہی تو کچھ بعید نہیں کہ میں اپنا ضبط کھو بیٹھوں اور اس کو خود اپنے ہاتھ سے شوٹ کردوں۔

ان کے بے لچک انداز اور سفاک انداز پر اس کی ماں کی ریڑھ کی ہڈی تک میں سنسناہٹ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دوڑ گئی جب کہ باقی سب کو بھی جیسے سانپ سونگھ گیا۔وہ بے یقین نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی اسے لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہی ہو جب آنکھ کھلے گی تو سب کچھ ٹھیک ہو چکا ہو گا۔اسی امید کے سہارے اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچ کر کھولیں مگر کچھ بھی نہ بدلا سب کچھ ویسا ہی تھا اور تبھی اس کی ماں آگے بڑھی تھی اور بمشکل اسے اٹھا کر کھڑا کیا اس نے دہشت زدہ ہو کر اپنے ہاتھ چھڑوانے چاہے مگر وہ اس کو بمشکل تھام کر کمرے سے باہر لے گئیں لیکن اس کی نظریں پلٹ پلٹ کر اپنے بابا کے چہرے پر پڑ رہیں تھیں جو پل میں اجنبی بن گئے تھے۔جہاں آراء بیگم اسے گھر کے پچھلے دروازے سے لے گھر کے پچھلے حصے میں بنے سرونٹ کوارٹرز میں سے ایک خالی کوارٹر میں لے آئیں تھیں اور اس کے نرم گداز ہاتھ جو اس وقت ٹھنڈے برف ہو رہے تھے تھام کر بولیں،

گیتی! میری بات غور سے سنو! اس وقت تمہارے بابا اور بھائیوں کو بہت غصہ ہے، بابا نے تو پھر بھی تم سے بات کر لی لیکن تمہارے بھائیوں پر اس وقت خون سوار ہے میں نہیں چاہتی کہ وہ تم کو دیکھیں اور تم کو کوئی نقصان پہنچائیں اس لئے۔۔۔

گیتی آراء نے حیران ہوتے ہوئے ان کی بات کاٹ دی،

ایسا کیسے ہو سکتا ہے اماں؟ وہ میرے سگے بھائی ہیں خون کا رشتہ ہے ہمارا وہ مجھے کیسے نقصان پہنچا سکتے ہیں؟

جواب میں وہ اسے خاموش کرواتے ہوئے سمجھا رہیں تھیں،

ششش! گیتی! تم ابھی بہت معصوم ہو اور یہ دنیا بڑی ظالم ہے تم ابھی نہیں سمجھ سکتیں کہ یہاں خون کے رشتے بھی جبھی کام آتے ہیں جب ان رشتوں سے کوئی فائدہ ہو رہا ہو۔

جب کہ وہ بے یقینی سے انہیں دیکھتی رہ گئی ایک لفظ بھی نہ بول پائی جب کہ وہ اسے ہدایت دیتے ہوئے بولیں،

تم یہیں ٹھہرو میں ابھی آتی ہوں۔

وہ عجلت میں کہتیں وہاں سے نکل گئیں مگر اس کی خوشنما آنکھوں میں ڈھیروں سوالوں کے علاوہ ڈر، خوف، بے یقینی کی دبیز تہہ تھی جو اس کی خوبصورت آنکھوں میں آئی نمی کے باعث دھندلا گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بول نہیں رہا تھا دہاڑ رہا تھا اس وقت سے اس کی یہی حالت تھی جب سے اس کو معلوم ہوا تھا کہ وہ جینا کے دھوکے میں کسی اور کو اٹھا کر لے آیا تھا۔ غصہ اس بات کا تھا کہ چوک ہوئی کہاں ؟ اس جیسا انا پرست ، گھمنڈی، متکبر یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ اس سے کوئی غلطی ہو اور وہ غلطی اس کی ہار کی وجہ بنے۔ حیدر کے سامنے تو اس نے اپنے آپ کو کسی نہ کسی طرح سنبھال لیا تھا مگر اس کے جانے کے بعد پہلے تو اس کا غصہ بے جان فرنیچر اور ڈیکوریشن پیسز پر اترا اس کے بعد اپنے خاص خاص لوگ جو اس دن اس کے ساتھ تھے سب کو اپنے سامنے پیش ہونے کا حکم دیا اور اب وہ سب اس کے سامنے مؤدب ہوئے سر جھکائے کھڑے تھے، داد بخش بھی وہیں موجود تھا اور اس کے اگلے حکم کا منتظر تھا جب کہ وہ خوب اچھی طرح ان سب پہ برس رہا تھا اور اپنی بھڑاس نکال رہا تھا جب غصے کا ابال تھوڑا کم ہوا تو اس نے کھولتے دماغ کے ساتھ پاکٹ سے سیگریٹ نکالا اور قیمتی لائٹر کی مدد سے اسے سلگا کر دو تین گہرے گہرے کش لئے اور داد بخش پر ایک غصیلی نگاہ ڈالی اور پوچھا،

داد بخش ! یہ کس کی غلطی سے ہوا ہے مجھے سچ سچ بتانا ورنہ میں ایک کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دیکھ سب کو رہا تھا اور بات داد بخش سے کر رہا تھا۔ سرخ ڈوروں سے سجی دلکش مخمور، لمبی پلکوں والی آنکھیں غیض کی شدت سے مزید سرخ ہو گئیں تھیں، باقی سب تو سر جھکائے خاموش کھڑے تھے کسی کی ہمت نہیں تھی جواب میں کچھ بھی بولنے کی، جواب بھی داد بخش نے ہی دیا،

سائیں! ہم تو آپ کے حکم سے ٹھیک جگہ ہی پہنچے تھے، جینا میڈم کی بکنگ بھی اسی ٹائم کی تھی جس ٹائم کی بکنگ "بی بی" کی تھی اور شائد دونوں کی گاڑیوں کا رنگ بھی ایک ہی تھا اس لئے شائد۔۔۔

بولتے بولتے اس کی آواز دھیمی ہو گئی جیسے اقبال جرم کر لیا ہو، جب کہ وہ اسے خون آشام نظروں سے گھور رہا تھا اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی تو وہ اسی غصیلے انداز میں بولا،

گاڑیوں کا رنگ ایک سا تھا تو کیا نمبر پلیٹ بھی ایک ہی تھی؟

اس سوال کا جواب ان میں سے کسی کے پاس بھی نہیں تھا حتیٰ کہ داد بخش بھی خاموش

رہا اوران سب کی خاموشی اسے مزید طیش دلا گئی تبھی وہ چیخا تھا،

بولو!

اوراس کی اونچی آواز پر سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا جب کہ داد بخش ہی ہمت کرتے ہوئے بولا تھا،

سائیں! معاف کردیں غلطی ہو گئی، بی بی! جینا میڈم سے پہلے باہر آ گئیں تو بس ساری گڑبڑ وہیں ہو گئی، آئیندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی اگر آپ کا حکم ہو تو دوبارہ جا کر جینا میڈم کو لے آؤں۔

اس نے جیسے ایک نئی راہ دکھانے کی کوشش کی اور اس کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا مگر ابھی وہ اس کو کوئی جواب دیتا کہ حیدر کی آواز نے سب کو ساکت کر دیا،

کوئی فائدہ نہیں ہے جینا آج کی فلائٹ سے لندن فلائی کر گئی ہے۔

اس نے اطمینان سے ہیڈ لائن دی، سالار نے اپنی سرخ ڈوروں سے سجی مخمور آنکھیں اس پر گاڑھ دیں جیسے اس کی بات کی سچائی کا اندازہ کرنا چاہ رہا ہو جب کہ وہ اس کی نظروں کی پرواہ کئے بغیر بولا تھا،

شکر ہے کہ وہ تم سے محفوظ رہی اور اپنے شوہر کے ساتھ خوش ہے لیکن اس سارے کھیل میں ایک معصوم کی زندگی اور مستقبل داؤ پہ لگ گیا ہے۔ذرا سوچو اس دن اس کی بھی شادی تھی،اس کی بھی بارات آئی ہو گی،اس کے ماں باپ نے بھی خوشیاں منائیں ہوں گیں مگر تم لوگوں کی ایک غلطی کی وجہ سے ایک بے گناہ کی زندگی تباہ ہو گئی۔

کہتے ہوئے ایک ترش نگاہ سالار پر ڈالی اور باقی سب کو گھورا جو سر جھکائے کھڑے تھے کہ کیا کرتے وہ سب ہی حکم کے غلام تھے وہ بھی ان کی پوزیشن سمجھ کے دوبارہ اس کی سمت متوجہ ہوا اور کہا،

بولو سالار! کیوں کیا تم نے ایسا؟کیا میں نے تم سے ایسا کچھ کرنے کو کہا تھا؟تم کو اندازہ بھی ہے اس طرح کے کیسز میں ہماری سوسائٹی لڑکی کا کیا مقام متعین کرتی ہے پھر وہ چاہے اٹھالی گئی ہو یا اپنی مرضی سے گئی ہو۔تم نے اس معصوم لڑکی کے ساتھ اچھا نہیں کیا،میں نے دیکھا تھا کیا نہیں تھا اس کی آنکھوں میں خوف،خدشے،بے یقینی،اپنوں کے ٹھکرانے کا خوف اور سب سے بڑھ کر مستقبل کی بے یقینی۔میں نے جب اسے اس کے گھر چھوڑا تو اس نے مجھ سے کچھ نہیں کہا مگر اس کی آنکھیں الزام دے رہیں تھیں۔وہ خاموش تھی مگر اس کے دل سے اپنے مجروموں کے لئے بددعا نکل رہی تھی

اوراس کے گھر والے !کیا اسے قبول کریں یا پھر معاشرے کے ڈر سے اسے دنیا کے دھکے کھانے کے لئے چھوڑ دیں گے۔سالار !وہ کسی عدالت میں نہیں جائے گی نہ ہی قانون کی مدد لے گی مگر تمہارے ضمیر کی عدالت تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی اور قدرت کا قانون کسی بھی دنیاوی قانون سے زیادہ طاقتور اور منصف ہوتا ہے مظلوموں کا انصاف پھر وہی کرتا ہے۔

اور وہ جواس وقت نجانے کیسے اس کی اتنی باتیں خاموشی سے سن رہا تھا ایک دم طیش میں آگیا اور اسی طیش کے عالم میں بولا تھا،

اوہ ڈوہیل ودہر !کہیں بھی جائے میری طرف سے مجھے پرواہ نہیں ہے اور تمہیں بھی زیادہ اس کے غم میں دبلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے انفیکٹ خیر مناؤ تمہاری جینا میڈم میری پہنچ سے دور نکل گئیں ورنہ تم جانتے ہو میں اپنی فیملی اور خاص طور پر تمہارے لئے کتنا پوزیسو ہوں اور تمہارے لئے کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔

بات کرتے کرتے اس کا لہجہ سفاک ترین ہو گیا اور وہ ایک نظر حیدر پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا جب کہ فیصل اپنا سر تھام کر وہیں صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔

اس کو وہاں بیٹھے کچھ ہی دیر گذری تھی جب جہاں آراء بیگم عجلت میں اندر داخل ہوئیں اور اپنے پیچھے دروازہ احتیاط سے بند کر دیا۔وہ انہیں اندر آتا دیکھ کر ایک دم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اس امید پر کہ شائد سزا میں کچھ ترمیم ہو گئی ہو جب کہ جہاں آراء نے اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

گیتی ! جلدی سے کپڑے چینج کر واور جیولری اتار کر مجھے دو۔

ذہن میں بے شمار سوال تھے مگر زبان انہیں ادا کرنے سے قاصر تھی۔وہ ان کی ہدایت پر ایک نسبتاََ سادہ مگر قیمتی جوڑا جو وہ اپنے ساتھ لائیں تھیں لے کر باتھ روم میں بند ہو گئی۔زیور وہ پہلے ہی اتار چکی تھی,جہاں آراء بیگم نے جلدی جلدی ایک پوٹلی سی بنا کر اس کا سارا زیور ایک بڑے سے ہینڈ بیگ کی تہہ میں رکھا جس میں چند جوڑے اور اس کی فوری ضرورت کا کچھ سامان پہلے ہی رکھا تھا ۔ایک لفافے میں کچھ رقم رکھ کر اسے بھی زیور کے ساتھ ہی رکھ دیا،اتنی دیر میں وہ کپڑے تبدیل کر کے باہر آگئی مگر خوبصورت چہرے پر خوف وہراس کی کیفیت ابھی بھی تھی۔انہوں نے اس کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے اس کے نرم گداز ہاتھ تھام کر اپنے ہاتھوں میں لے لئے جو اس وقت بھی یخ ہو رہے تھے ۔ان کے ہاتھوں کے شفقت بھرے لمس پر اس نے

نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا اور نم آنکھوں سے ایک آنسو بہہ کر اس کا ریشمی گال بھگو گیا، جہاں آراء نے محبت سے اس کا وہ آنسو صاف کر دیا اور وہ ایک دم ان کے سینے سے لگ کر رو پڑی، انہوں نے بڑی محبت سے اسے اپنی آغوش میں سمیٹ لیا جب کہ وہ روتے ہوئے ان سے مخاطب تھی،

اماں ! میرا یقین کریں میں بے قصور ہوں میں نے کچھ نہیں کیا ، آپ بابا کو سمجھائیں کہ وہ مجھے گھر سے نہ نکالیں اتنی بڑی سزا مجھے نہ دیں میں کیسے رہ پاؤں گیں آپ کے بغیر۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے کہتے اس کی آواز گھٹ گئی جب کہ اس کی باتوں پر ان کا دل خون ہو گیا مگر وہ مضبوط لہجے میں اس کو سمجھاتے ہوئے بولیں،

گیتی ! میری جان ! میری بات غور سے سنو۔

کہتے ہوئے اس کا دھلا دھلا یا ریا سے پاک معصوم چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا اور بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

تم میری بیٹی ہو اور مجھے اپنی بیٹی پر پورا یقین ہے، بھروسا ہے کہ وہ ایسا کوئی کام نہیں کر

سکتی جس سے اس کے ماں باپ کی تربیت پر حرف آئے مگر کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی جس سے بہت محبت کرتے اس سے کوئی امتحان لیتے ہیں کہ میرا بندہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے اور اللہ سے محبت کا ثبوت یہی ہے کہ ایسی گھڑی میں انسان بجائے شکوہ کرنے کے ثابت قدم رہے اور میں جانتی ہوں میری بیٹی بہت مضبوط ہے ، اس وقت تمہارے بابا کو غصہ ہے وہ اپنی بہن کی محبت میں اپنی اولاد کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں لیکن جب کچھ دن بعد ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو وہ سمجھ جائیں گے پھر تم کو میں گھر بلوا لوں گی لیکن تب تک تم کو مضبوط رہنا ہے اور ہمت سے کام لینا ہے۔

انہوں نے اس کی خوشنما گھنی، سیاہ پلکوں والی سیاہ آنکھوں میں جھانکا جن میں ابھی بھی امید و بیم کی کیفیت تھی کہ وہ اسے کہیں جانے نہیں دیں گیں اور بابا اپنا فیصلہ بدل لیں گے جب کہ وہ اس کو مضبوطی کا سبق دیتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

میں نے اس بیگ کی جیب میں اپنی ایک سہیلی کا پتہ رکھ دیا ہے تم ان کے پاس ان کے گھر چلی جاؤ اور جب تک بابا کا اور تمہارے بھائیوں کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہو جاتا تم ان کے پاس رہو۔

اس نے کہنا چاہا،

اماں ! میں کیسے ان کے گھر میں اتنے دن رہوں گیں؟

جواب میں وہ اسے تسلی دیتے ہوئے بولیں،

وہ اچھے لوگ ہیں بیٹا، تمہارا خیال رکھیں گے اور پھر جیسے ہی بابا کا غصہ ٹھنڈا ہو گا میں تم کو بلا لوں گی۔

کہتے ہوئے اس کے بال سنوارے اور اس کی روشن پیشانی چومی جو سر دھو رہی تھی لیکن وہ اس کے سامنے کمزور پڑنا نہیں چاہتیں تھیں اس لئے اپنے اوپر قابو پا کر کہا،

اس بیگ میں تمہارا زیور اور کچھ نقدی بھی موجود ہے تمہارے کام آئے گا احتیاطاً تمہارے تعلیمی سرٹیفیکیٹ اور آئی ڈی کارڈ بھی اسی میں رکھ دیا ہے۔

کہتے ہوئے سامنے پڑا بڑا سا بیگ اس کے سامنے کیا اس کے ذہن میں جھکڑ سے چل رہے تھے، اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے اپنوں نے اسے ایسی غلطی کی سزا دی ہے جو اس نے کی ہی نہیں ۔اس کی ذہنی کیفیت سمجھنے کے باوجود انہوں نے وہ بیگ اسے تھمایا پھر اس کی شال نما چادر اسے اڑھا دی تبھی باہر سے اس کے بھائیوں کے زور زور سے بولنے کی آوازوں کے ساتھ دوڑتے قدموں کی آوازیں بھی شامل ہو گئیں۔

جہاں آراء بیگم نے گھبرا کر جب کہ گیتی نے خوفزدہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا ۔ان آوازوں میں کئی اور آوازیں بھی شامل ہو گئیں ، جہاں آرا نے دروازہ ذرا سا کھول کر باہر جھانکا،ان میں سے کوئی بھی اس وقت تک اس طرف نہیں آیا تھا،انہوں نے اس کا لرزتا، کانپتا، سرد ہاتھ تھاما اور اسے لے کر تیزی سے گھر کے پچھلے حصے کی جانب چلنے لگیں ۔گیتی کو لگ رہا تھا اس کے پیروں میں جان نہیں ہے وہ بس ان کے ساتھ گھسٹ رہی تھی ۔گھر کے اس حصے میں چہل پہل نہ ہونے کے برابر تھی کہ اس حصے کی طرف کوئی شاز و نادر ہی آتا تھا۔گھر کا پچھلا گیٹ پچھلی سڑک پہ کھلتا تھا اور اس طرف ٹریفک بھی نہ ہونے کے برابر تھا ، دروازے پر تالا نہیں تھا مگر کنڈی لگی تھی، جہاں آراء نے جلدی سے کنڈی کھولنے کی کوشش کی جو زنگ آلود ہونے کی وجہ سے بے ہنگم آواز پیدا کر رہی تھی لیکن ساتھ ہی دوڑتے قدموں اور تیز آوازیں نزدیک ہی سنائی دینے لگیں تھیں ۔اس دوران انہوں نے بمشکل ہی صحیح گیٹ کھول کر بے حس کھڑی گیتی کو باہر نکالا اور کہا،

اللہ کی امان میں !

کہتے ہوئے اس کی پیشانی چومی اور دھیرے سے پرے دھکیلا،اس کو ایک دم ہوش آیا

اور اس نے تڑپ کے انہیں پکارا،

اماں ! ایسا مت کریں۔

اس نے کہنا چاہا جب کہ انہوں نے اسے ٹوک دیا،

گیتی ! جاؤ ! چلی جاؤ اس سے پہلے کہ وہ لوگ یہاں پہنچ جائیں اور تم کو کوئی نقصان پہنچا دیں۔چلی جاؤ یہاں سے۔

ان کے الفاظ پر اس کا تیز تیز دھڑکتا دل مزید تیز دھڑکنے لگا اور وہ ایک دم مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی شام کے دھندلکے میں گلی کا موڑ مڑ گئی۔جہاں آراء نے گیٹ بند کر کے اس سے اپنی پشت ٹکا دی اور ایک گہرا سانس لیا پتہ نہیں انہوں نے ٹھیک کیا تھا یا غلط اس کا فیصلہ آنے والے وقت نے ہی کرنا تھا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی گلی کا موڑ مڑ گئی تھی،چادر کا کونہ اچھی طرح اپنے گرد سمیٹے چل رہی رہی تھی؛دل معمول سے ہٹ کر دھڑک رہا تھا اور ہاتھوں پیروں میں لرزش سی تھی ؛ساتھ ساتھ یہ خوف بھی تھا کہ کوئی اس کے پیچھے تو نہیں آ رہا اور اگر وہ پکڑی گئی

تواس کے بھائی اس کا کیا حشر کریں گے ۔ان کے غصے بھری آوازوں سے اس نے ان سب کے غصے کا اندازہ تو لگا ہی لیا تھا اور یہ بھی اسے معلوم تھا کہ اس کی موجودگی اب وہ برداشت نہیں کریں گے اسی خوف کے زیراثر وہ تیز تیزی سے قدم بڑھا رہی تھی گو آج تک اس طرح کبھی اکیلی گھر سے نہیں نکلی تھی لیکن مجبوری انسان سے کیا کیا کرواتی ہے یہ آج اسے اندازہ ہوُا تھا وہ زیادہ دیر نہیں چلی ہوگی تبھی اچانک اسے اپنے پیچھے دوڑتے قدم اور چیختی آوازیں سنائی دیں ،اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا اسے اپنی اماں کے الفاظ یاد آئے کہ اس کے اپنے اس کی جان کے دشمن بنے ہیں اور اس خیال کے آتے ہی اس کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی اور جان کتنی ہی مشکل میں کیوں نہ ہو ہوتی سب کو عزیز ہے اسے بھی تھی اور اسی لئے اپنے پیچھے آتے قدموں سے بچنے کے لئے اس نے بھی اپنے قدم تیز کر دیئے اور پھر چند قدم آگے جا کر ایک گھر کے باہر بنی اونچی سی پودوں کی باڑھ کے پیچھے اپنے آپ کو چھپا لیا ۔ان لوگوں کی نظر شائد اس پر پڑی نہیں تھی یا پھر قدرت کو یہی منظور تھا کہ وہ ان کی نظروں سے اوجھل رہے ۔کچھ دیر اسے اپنے آس پاس اونچی آوازیں سنائی دیتیں رہیں جو اسے ہی تلاش کر رہے تھے پھر وہ لوگ شائد دوسری سمت نکل گئے اس کے باوجود وہ کافی دیر تک احتیاطاً وہیں چھپی بیٹھی رہی جب اسے یقین ہو گیا کہ اب وہاں

کوئی نہیں ہے تو وہ اس اونچی سی باڑھ کے پیچھے سے نکل آئی اور سمت کا تعین کر کے تیز تیز قدم بڑھانے شروع کر دیئے ۔ جس وقت وہ گھر سے نکلی تھی شام ہو رہی تھی مگر اب شام ڈھلے بھی خاصی دیر ہو چکی تھی ، رات کی سیاہی نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے اور اندھیرا ماحول کو اور بھی پر اثر اربنا رہا تھا۔اس کی کوشش تھی کہ وہ جلد از جلد مین روڈ پر پہنچ کر کوئی کنوینس کر لے اعصاب پر خوف ابھی بھی سوار تھا کہ کوئی پھر اس کے پیچھے تو نہیں آ رہا اور اس کے علاوہ اب رات کے اندھیرے اکیلے پن اور تنہائی کا خوف بھی شامل ہو گیا تھا ۔ مین روڈ کچھ ہی دور رہ گیا تھا جب اسے سامنے سڑک کے کنارے ایک رکشہ کھڑا نظر آیا ،اس نے ہمت کر کے قدم اس کی جانب بڑھائے اور نزدیک پہنچ کر دل کڑا کر کے رکشے والے کو مخاطب کیا جو شائد نیند میں اونگھ رہا تھا،

بھ۔۔۔بھائی مجھے اس پتے پر جانا ہے۔

کہتے ہوئے ایک کاغذ کا ٹکڑا رکشے والے کی جانب بڑھایا ، جو اپنی نیند میں خلل پڑنے پر بدمزہ ہوا تھا اور آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا جو گھبراہٹ میں اپنی چادر کا پلو اپنے ماتھے تک کھینچ گئی تھی ۔اس نے مشکوک نظروں سے اس لڑکی کو دیکھا جس کے ہاتھوں کی مہندی کے نقش و نگار اسے شک میں مبتلا کر رہے تھے جب کہ گیتی آراء جو

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پہلے ہی خوفزدہ تھی اس کی مشکوک نظریں محسوس کر کے پیچھے ہٹی۔اس خوف کے عالم میں ہر ذی روح مشکوک لگ رہا تھا وہ اپنا ارادہ ملتوی کر کے پلٹتی کہ اس کی پاٹ دار آواز پہ رک سی گئی،

بیٹھ جاؤ باجی! چھوڑ آتا ہوں۔

اس کی آواز پر اس کی ٹانگیں خوف سے کانپنے لگیں لیکن کوئی چارہ نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ رکشہ میں بیٹھ جاتی کہ آخر یہاں کھڑا رہنا بھی کسی طرح مناسب نہیں تھا ۔ وہ ڈرتے ڈرتے رکشہ میں بیٹھ گئی، صورت سے ہی اس کے خوف اور عدم اعتمادی کا اندازہ ہو رہا تھا لیکن وہ اپنا خوف چھپانے کی حتی الامکان کوشش کر رہی تھی ۔اس کے بیٹھتے ہی رکشے والے نے لمبی تارکول کی سڑک پر رکشہ دوڑا دیا ۔کوئی آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد ایک پوش لوکیلٹی میں پہنچ گئے جو اس کے بتائے گئے پتے کے مطابق تھا لیکن شائد پتہ صحیح نہیں تھا یا پھر وہ رکشہ والا جان کر اسے گھما رہا تھا کہ نجانے کتنی دیر ہو گئی کہ گھر مل کر نہیں دے رہا تھا اور تبھی اس نے اسے مخاطب کر لیا،

بھائی کیا ہوُا اب تک گھر کیوں نہیں ملا؟

اس کے پوچھنے پر رکشہ والا اپنے بے مروت انداز میں بولا،

مجھے کیا پتہ کہ گھر کیوں نہیں مل رہا؟ ایک تو پتہ معلوم نہیں ہے آپ کو اوپر سے دیر اتنی ہو گئی ہے بلا وجہ اتنا پیٹرول بھی ضائع ہو گیا اتنی دیر ڈھونڈنے کے چکر میں اب اس کی رقم کون دے گا؟۔

اس کے انداز پر وہ شرمندہ سی ہوئی اور کہا،

آپ مجھے بس یہیں اتار دیں میں خود ڈھونڈ لوں گیں۔

رکشہ والے نے پھر اسے مشکوک نظروں سے دیکھا اور ایک سائڈ میں کر کے رکشہ روک دیا، وہ خاموشی سے نیچے اتر گئی اور کرایہ نکال کر اسے تھمایا جب کہ رکشہ والا اپنی مطلوبہ رقم لے کر وہاں سے نو دو گیارہ ہو گیا۔اس نے ایک نظر اپنے ارد گرد ڈالی اور اس کے خوف اور وحشت میں کچھ اور اضافہ ہوا کہ رات مزید گہری ہو گئی تھی، یہ شہر کا پوش علاقہ تھا جہاں ٹریفک اور رش نہ ہونے کے برابر ہی تھا ، دور دور گھر تعمیر ہوئے تھے جب کہ بڑے بڑے خالی پلاٹس پر تعمیر کا کام ابھی بھی جاری تھا ۔ وہ خوفزدہ ہونے کے باوجود آگے بڑھنے لگی، پیاس سے حلق میں کانٹے پڑ رہے تھے اور کمزوری سے چکر آ رہے تھے مگر وہ رکے بغیر آگے بڑھتی گئی ابھی تھوڑا آگے ہی گئی ہو گی کہ سڑک کے کنارے تین چار آوارہ سے لڑکے بیٹھے تاش کھیلتے نظر آئے ، ان

سب کی بے ہنگم ہنسی خاموش ماحول میں گونج رہی تھی اور ماحول کو مزید پراسرار بنا رہی تھی ،وہ اپنا ڈھلکتا آنچل درست کرتی بغیر ان لڑکوں پر توجہ دیئے آگے بڑھی مگر تبھی ان سب کی نظر اس پر پڑ گئی ،تینوں کے درمیان معنی خیز نظروں کا تبادلہ ہوا اور ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ آئی ۔وہ تینوں ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیا ساتھ ساتھ کوئی سطحی سا گانا بھی اونچی آواز میں گا رہے تھے اور وقفے وقفے سے تینوں کی مکروہ ہنسی بھی سنائی دے رہی تھی ۔وہ جو محتاط انداز میں آگے بڑھ رہی تھی ان تینوں کو اس طرح اپنے پیچھے آتا محسوس کرتے ہوئے اور ان کے انداز دیکھتے ہوئے خوف کی لہر پورے وجود میں سرائیت کر گئی ،اس نے اپنے قدم تیز کر دیئے اور ساتھ ہی ان تینوں نے بھی اپنی رفتار بڑھا دی ،ان میں سے ایک نے اسے پکارا،

ارے رانی کہاں بھاگ رہی ہو رکو تو !

ساتھ ہی ان سب کی مکروہ ہنسی پھر سنائی دی خوف کے مارے اس کا برا حال تھا اب اس کو رہ رہ کر پچھتاوا ہو رہا تھا کہ گھر سے کیوں نکلی ،جب کہ اس کے پیچھے آتے وہ تینوں ابھی بھی بکواس کر رہے تھے اور تبھی ان میں سے ایک نے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور وہ

جو پہلے ہی خوفزدہ تھی مزید خوفزدہ ہو گئی اور اسی خوف کے عالم میں اس کے منہ سے تیز چیخ نکل گئی ۔اس کے چیختے ہی دوسرے بندے نے پہلے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

یہاں کھڑا ہونا ٹھیک نہیں ہے اس کو لے کر سامنے والے پلاٹ میں چلو۔

ان الفاظ پر گیتی آراء کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی ، مگر اپنی کلائی اس کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش وہ اب بھی کر رہی تھی جب کہ وہ اپنے ساتھی سے بولا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو ویسے تو مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے مگر یہ گڑیا شور بہت کر رہی ہے۔

کہتے ہوئے ایک غلیظ نظر اس کے خوبصورت مگر خوفزدہ چہرے پر ڈالی اور ایک بے ہنگم قہقہہ لگایا ساتھ ہی اس کے ساتھیوں کی ہنسی بھی شامل ہو گئی پھر وہ تینوں ہی اسے لے کر ایک خالی پلاٹ کی سمت چلنے لگے، گیتی کا خوف سے برا حال تھا اور تبھی اس میں نجانے کہاں سے ہمت آئی اس نے پوری قوت سے اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے تھا بیگ اپنے ساتھ چلتے اس اوباش سے لڑکے کے منہ پر دے مارا اور وہ جو تیار نہیں تھا اس کے منہ سے بلند چیخ برآمد ہوئی اور اس کی گرفت گیتی آراء کے ہاتھ پر ڈھیلی پڑ گئی

جب کہ اتنی سی دیر میں اسے موقع مل گیا اور جب تک اس کے باقی دو سا تھی متوجہ ہوتے وہ الٹے قدموں تیزی سے وہاں سے بھاگی تھی ۔اپنے پیچھے اسے ان تینوں کی آوازیں آئیں تھیں،

ارے پکڑو اس کو بھاگنے نہ پائے۔

اور خوفزدہ ہونے کے باوجود اس نے وہاں سے دوڑ لگادی تھی،خوف اور تیز بھاگنے کی وجہ سے اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی اور پیروں میں لگ رہا تھا جان نہیں رہی ہے لیکن وہ پھر بھی بھاگ رہی تھی اور اسی طرح بھاگتے بھاگتے وہ مین روڈ پر پہنچ گئی ، وہ تینوں ابھی بھی اس کے پیچھے آرہے تھے اسی لئے وہ سڑک کے کنارے پہنچ کر بجائے رکنے کے سیدھی بھاگتی چلی گئی اور تبھی مخالف سمت سے آتی گاڑی سے ٹکرا کر سڑک پر گر گئی۔جب کہ اس کا پیچھا کرتے وہ لفنگے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس دیکھ کر وہیں سے نو دو گیارہ ہو گئے۔

وہ پارٹی سے نکل آئی تھی اور ساتھ ہی ضوفی کو بھی کھینچ لیا تھا جواب مسلسل اس کے کان کھا رہا تھا اور وہ اس کی چیخ پکار کو انجوائے کرتے ہوئے کار ڈرائیو کر رہی تھی ساتھ

ساتھ کچھ گنگنا بھی رہی تھی، نفاست سے لگی کا پر کلر لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ ٹھہری تھی جو کہ اس کی شخصیت کا خاصہ تھی جب کہ ضوفی حسب عادت اسے طعنے دینے میں مصروف تھا،

نیہا کی بچی ! تم کو بور ہونے کا شوق ہے لیکن مجھے کس بات کی سزا دی ہے؟

جواب میں اس نے کہا،

سزا دی ہے یا سزا سے بچایا ہے ، کس قدر بورنگ پارٹی تھی اور تم کہہ رہے ہو کہ تم وہاں انجوائے کر رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے اسے گھورا جب کہ اس نے برا سا منہ بنا کر کہا،

تم سے میری خوشی برداشت نہیں ہوتی نا اس لئے مجھے بھی اپنے ساتھ لے آئیں۔

جواب میں وہ بھی طنز کرنے سے بعض نہ آئی اور کہا،

تو یہ کہو نا کہ تم کو تمہاری گرل فرینڈز کی کمپنی سے اٹھا دیا اس لئے تمہیں برا لگ رہا ہے۔

اس طنز بلکہ ٹھیک اندازے پر وہ سٹپٹایا اور اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا جب

کہ نیہا اپنے درست اندازے پر اسی طنزیہ لہجے میں کہہ رہی تھی،

دیکھا! یہی وجہ تھی نا!

جواب میں وہ بھی اپنی ازلی ڈھٹائی کا ثبوت دیتے ہوئے بولا،

خیر اب ایسی بات بھی نہیں ہے پارٹی اچھی بھلی ہی تھی

اس نے جیسے اپنا دفاع کرنے کی ناکام سی کوشش کی جب کہ سامنے بھی نیہا تھی جو اتنی آسانی سے بھلا کہاں ماننے والی تھی اسی انداز میں اس سے بولی،

ہاں اب تو یہی کہو گے تمہاری چوری جو پکڑ لی ہے۔

کہتے ہوئے اس نے سامنے دیکھا سڑک سنسان ہی تھی اور گاڑی کی رفتار مناسب تھی لیکن تبھی مخالف سڑک سے کوئی تیزی سے سڑک کراس کرنے کی خاطر بھاگتا ہوا آیا اور بچاتے بچاتے بھی گاڑی اس وجود سے ٹکرا گئی۔ایک دو لمحے خاموشی کی نظر ہوئے کہ ان دونوں کو ہی کچھ سمجھ نہ آیا کہ ہوا کیا ہے دونوں ہی ساکت سے بیٹھے سامنے دیکھ رہے تھے مگر اندھیرے کے باعث ٹھیک سے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا، پہلے ضوفی کو ہی ہوش آیا اور وہ طنزیہ انداز میں بولا،

اسی لئے انکل تمہیں گاڑی ں میں دیتے۔

جواب میں خونخوار انداز میں بولی،

کیا مطلب ہے تمہارا؟

تمہاری ڈرائیونگ اسکلز کا انہیں اندازہ ہے تبھی تو تمہاری ڈرائیونگ پر پابندی ہے ،

اب نجانے کس غریب کی شامت آئی تھی ،پتہ نہیں کون مصیبت کا مارا تھا جو نیہا میڈم سے ٹکرا گیا۔

نیہا اس کی تقریر جس میں طنز شامل تھا کافی دیر سے سن رہی تھی جب برداشت نہ ہوُا تو تپ کر بولی،

اوہ شٹ اپ! بجائے میری ڈرائیونگ اسکلز پہ ڈیبیٹ کرنے کے جا کر دیکھو کہ وہ کون ہے۔

جواب میں وہ بے مروتی سے بولا،

میں نہیں جارہا اگر کوئی خطرہ ہوا تو نا بابا میں اپنے مما پاپا کی اکلوتی اولاد ہوں میں نہیں جا رہا۔

وہ چہرہ کھڑکی کی جانب گھما کر بیٹھ گیا جب کہ وہ اس کی بے نیازی پر ہمیشہ کی طرح تپ گئی اور تنک کر کہا،

تمہاری ساری گرل فرینڈز کے سامنے تمہاری so called بہادری کا پول کھول دوں تو سب کی سب بھاگ جائیں گیں۔

وہ ڈرائیونگ ڈور کھولتی طنز کرنے سے بعض نہ آئی جب کہ وہ اسے وارننگ دیتا ہوًا بولا تھا،

نیہا! دیکھو کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔

اس نے جیسے ڈرانا چاہا مگر وہ نیہا ہی کیا جو سن لے ،وہ اپنے مخصوص نڈر انداز میں بولی،

تم ڈرتے رہو مگر مجھے اس کی مدد کرنے دو وہ اس مصیبت میں ہماری وجہ سے۔

جواب میں ضوفی نے اسی بے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہوًئے کہا،

ہماری نہیں صرف تمہاری وجہ سے۔

نیہا نے اسے گھور کے دیکھا مگر وہ ڈھیٹ بنا بیٹھا رہا تب وہ اسے گھورتے ہوًئے گاڑی سے اتر گئی کہ مزید ٹائم ضائع نہیں کر سکتی تھی اور محتاط قدموں سے چلتی سڑک پر گرے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وجود کے نزدیک پہنچ کر اسے پکارا ؛وہ جو کوئی بھی تھا اوندھے منہ گرا تھا اس لئے اس کا چہرہ واضح نہیں تھا ۔نیہا نے اس کے نزدیک پہنچ کر اسے پکارا،

سنو ! کیا تم مجھے سن رہے ہو۔

مگر کوئی جواب نہ آیا پھر اس نے ہمت کر کے اس بے ہوش وجود کو سیدھا کرنا چاہا اور اس کا چہرہ سامنے کرتے ہی اس کی آنکھیں اس خیرہ کن حسن کے سامنے چندھیا سی گئیں ۔وہ کوئی لڑکی تھی ،بے حد حسین اور پر کشش چہرہ تھا ،چہرے پر بلا کی جاذبیت اور ملاحت تھی اور چہرے کی معصومیت اسے لاکھوں میں ممتاز کر رہی تھی۔گلابی چادر میں لپٹا چاند کو شرماتا، حسین گلابی مائل گندمی چہرہ ہر طرح کی آرائش سے پاک تھا، گھنی خم دار سیاہ پلکیں ریشمی رخساروں پر جھکی تھیں،گلابی کٹاؤ دار بھرے بھرے ہونٹ ایک دوسرے میں پیوست تھے۔حزن اور تکلیف کے باوجود اس کے چہرے پر چھائی پاکیزگی ،معصومیت اور سادگی اس کے حسن کو دو آتشہ کر رہی تھی ،نیہا لڑکی ہو کر کئی لمحے مبہوت سی ہو کر اس کے پاکیزہ اور معصوم چہرے پر نظریں جمائے رہ گئی پھر خیال آنے پر اسے دوبارہ پکارا مگر وہ یقیناً بے ہوش تھی اور اس کو اکیلے اٹھانا نیہا کے بس کی بات نہیں تھی اور اس کے لئے اسے ضوفی کی مدد درکار تھی جو ابھی تک گاڑی

میں بیٹھا تھا، وہ دل ہی دل میں اس کو برا بھلا کہتی اس تک واپس آئی اور دروازہ کھول کر اسے مخاطب کیا،

ضوفی!

جواب میں وہ اسی بے نیازی سے بولا جس سے وہ چڑا کرتی تھی،

کیا ہے؟

جواب میں وہ ذرا اٹکتے ہوئے بولی،

وہ۔۔۔وہ تو کوئی لڑکی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس بات پر ضوفی نے اسے گھور کے دیکھا تو وہ مصلحانہ انداز میں بولی،

دیکھو وہ ایک لڑکی ہے اور ہماری گاڑی سے ٹکرانے کے باعث بے ہوش ہوئی ہے اس لئے ہم اسے یہاں اکیلا چھوڑ کے نہیں جا سکتے۔

جواب میں وہ بھی تپے ہوئے انداز میں طنزیہ بولا،

اوہ میڈم! تمہاری ممی سوشل ورک کرتیں ہیں میں نہیں۔

وہ ابھی بھی الٹی سیدھی باتیں کر کے نیہا کو غصہ دلا رہا تھا؛ وہ اندر ہی اندر تلملا رہی تھی

اور دانت کچکچاتے ہوئے بظاہر نرمی سے بولی تھی،

ہاں تو اسی لئے تو مجھے اس کی مدد کرنی ہے۔

جواب میں وہ بھی بے مروتی سے بولا،

تو کرو مدد کس نے روکا ہے؟

جواب میں وہ اپنے مخصوص انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولی تھی،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم ایک منٹ میں باہر آؤ اور اسے گاڑی میں بٹھانے میں میری مدد کرو۔

وہ بھی نیہا بہروز احمد تھی جو زیادہ دیر نرمی کا چولا پہن نہیں سکتی تھی جب کہ ضوفی اسے

جیسے زچ کرنے پر تلا ہوا تھا،

پہلے پلیز بولو۔

نیہا نے اسے گھور کے دیکھا تو وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے گاڑی سے باہر آگیا

اور اپنے لیدر جیکٹ کی زپ بند کرتا ہوا بولا تھا،

مرواؤ گی تم کسی دن اپنی ان حرکتوں کی وجہ سے۔

اس کے انداز پر وہ مسکرائی اور اس جانب قدم بڑھائے جہاں وہ ہوش و خرد سے بیگانہ وجود پڑا تھا، پھر صوفی کی مدد سے اسے سہارا دے کر گاڑی تک لائی اور پھر احتیاط سے اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا پھر وہ دونوں بھی گاڑی کے اندر آ بیٹھے اور نیہا نے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور گاڑی نامعلوم منزل کی جانب چل پڑی۔

وہ شائد کوئی بھیانک خواب دیکھ رہی تھی اور تبھی اس کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھلی تھی، خوف کے باعث اس کا پورا وجود پسینے سے تر تھا اور سانسیں ناہموار تھیں ۔اس کے اس طرح جھٹکے سے اٹھنے پر بیڈ کے نزدیک پڑی نششتین کرسی پر بے آرامی سے سوئی نیہا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی اور اسے بیڈ پر بیٹھے اور گہرے گہرے سانس لیتے دیکھ کر فوراً اٹھ کر اس کے نزدیک آ گئی اور جھک کر اس کا شانہ تھاما ہی تھا کہ وہ ایک دم خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹی اور اس کے ہونٹوں سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ پچھلے دو دن سے وہ جن حالات کا شکار تھی اس کا خوفزدہ ہونا لازمی تھا اور ابھی بھی وہ سب واقعات کا سوچ کر ہی اس کی وحشت میں اضافہ ہو گیا تھا اور یہ خیال ہی اس کے لئے سوہان روح تھا کہ اب اس کا واسطہ کسی خطرناک لوگوں سے تو نہیں پڑ گیا اسی خوف کے باعث اس نے اٹھنا چاہا مگر کمزوری اور نقاہت اتنی تھی کہ اس کا سر بری طرح چکرانے لگا اور وہ بے دم سی ہو کر

دوبارہ بیڈ پر گر سی گئی جب کہ نیہا اس کی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہی تھی نرمی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے بولی،

تم ڈرو مت، تم بالکل محفوظ ہو۔

اور وہ جو اپنا چکراتا ہوٗا سر اپنے ہاتھوں میں تھامے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی جیسے میلوں کی مسافت پیدل چل کر طے کی ہو اس نرم آواز پر بمشکل اپنی بند آنکھیں کھول کر اس خوبصورت آواز والی کا چہرہ دیکھا جو بلاشبہ آواز کی طرح ہی حسین تھا۔ اسے اپنی سمت متوجہ پا کر نیہا نے پھر اسے نرمی سے پکارا جب کہ وہ جو اپنا چکراتا سر تھامے اپنے حواس قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا رہا تھا جب کہ جسم کمزوری سے بالکل شل ہو چکا تھا تبھی اس لڑکی نے اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹا دیا۔ وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی لیکن جسم کی طاقت جیسے سفر ہو کر رہ گئی تھی۔ اسے یاد آیا کہ وہ پچھلے تین دن سے بھوکی ہے، اور ساتھ ہی نجانے کیا کچھ یاد آ گیا اور پھر ایک ایک کر کے اپنے سارے نقصان یاد آنے شروع ہو گئے۔ ایک دن میں اس کی پوری زندگی بدل گئی، وہ سب کچھ سے کچھ بھی نہیں رہ گئی، گھر، گھر والے ماں باپ، محبت کرنے والے رشتے تو پیچھے چھوٹے ہی اس کی عزت نفس اور

کردار کو جس طرح پامال کیا گیا اس کا یہ نقصان ناقابل تلافی تھا ۔اتنے بڑے گھر اور خاندان کے ہوتے ہوئے وہ اس طرح سڑکوں پر ماری ماری پھر رہی تھی۔ یہ سب سوچتے ہوئے اس کی خوبصورت آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور آنسو پلکوں کا بند توڑ کر ریشمی رخساروں پر بہہ نکلے جب کہ نیہا جو اسے بغور دیکھ رہی تھی اس کے بہتے آنسو دیکھ کر ہمدردی سے بولی،

کیا تمہیں کہیں درد ہو رہا؟

اس کے اس طرح پوچھنے پر بھی وہ خاموش رہی جب کہ بہتے آنسوؤں میں روانی آگئی، نیہا نے اسے پھر پکارا،

میرا نام نیہا ہے! کل میری گاڑی سے تمہارا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اور تم بے ہوش ہو گئیں تھیں اس لئے میں تمہیں اپنے ساتھ لے آئی۔

وہ کچھ نہ بولی بس خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی البتہ خوبصورت چہرے پر خوف اور دہشت کے سائے ہنوز تھے جو نیہا نے بھی محسوس کر لئے اسی لئے اس کی تسلی کی خاطر کہا،

تم بالکل فکر مت کرو، تم اس گھر میں بالکل محفوظ ہو۔

اس کی تسلی کے جواب میں بھی وہ کچھ نہ بولی ایسے جیسے بولنے کی طاقت ختم ہو گئی ہو، نیہا کو ہی احساس ہوا اس لئے وہ تسلی آمیز انداز میں بولی،

تم کو بھوک لگی ہو گی میں تمہارے لئے ناشتہ منگواتی ہوں۔

کہتے ہوئے اس نے انٹر کام اٹھا کر ملازمہ کو ناشتہ لانے کے لئے کہا جب کہ اس دوران اپنا مکمل تعارف بھی کروادیا جس کے مطابق اس کا نام نیہا تھا اور وہ اپنی ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی چلا رہی تھی اور اپنے مما پاپا کی اکلوتی لاڈلی بیٹی تھی۔ وہ اس کی باتیں خاموشی سے سن رہی تھی مگر اس کی باتیں سن کر ذہن جیسے پیچھے کی سمت پرواز کر گیا جہاں وہ تھی ،اس کے محبت کرنے والے ماں باپ ،اس کا گھر تھا مگر پھر اچانک سب کچھ بکھر گیا ،یہ سب یاد آتے ہی ایک درد کی شدید لہر اٹھی اور اس کے پورے وجود میں سرائیت کر گئی ۔اور اس درد کی شدت سے اس کی پوری ہستی جیسے تکلیف میں مبتلا ہو گئی۔ نیہا نے اس کے چہرے سے اس کی دلی کیفیت کا اندازہ لگالیا اور اسے بھی جیسے تاسف نے گھیر لیا اس لئے وہ اس کا دھیان بٹانے کی خاطر بولی،

تمہارا نام کیا ہے ؟

اس نے اس خوبصورت لڑکی کو خالی خالی نظروں سے دیکھا جیسے یاد کر رہی ہو کہ اس کا نام کیا ہے؟ اسے لگا کہ وہ اپنا نام، شناخت، پہچان سب بھول گئی ہو مگر بولی تو صرف اتنا،

گیتی اراء!

جواب میں نیہا خوش ہوتے ہوئے بولی،

تمہارا نام بہت خوبصورت ہے بالکل تمہاری طرح۔

کہتے ہوئے وہ مسکرائی اس نے یہ بات حقیقتاً دل سے کہی تھی مگر اسے بالکل بھی خوشی نہیں ہوئی، وہ خاموش رہی اور تبھی دروازہ کھلا اور ملازمہ ٹرے لئے اندر آگئی، نیہا کے اشارے پر اس نے ٹرے شیشے کی ٹیبل پر رکھ دی پھر نیہا ملازمہ کی مدد سے اسے واشروم تک لے گئی اور اسے فریش ہونے میں مدد دی ورنہ اسے تو لگ رہا تھا وہ نقاہت کے مارے ایک قدم بھی نہیں چل پائے گی اگر نیہا نے اسے سنبھال نہ رکھا ہوتا تو شائد اب تک وہ زمین بوس ہو چکی ہوتی پھر نیہا کے اصرار پر اس نے ناشتہ کیا ورنہ حلق میں آنسوؤں کے پھندے پڑ رہے تھے اور نوالہ گلے سے اتارنا مشکل ہو رہا تھا، بھوک ہونے کے باوجود دل کھانے کی طرف راغب نہیں ہو رہا تھا، رہ رہ کر گھر والے یاد آرہے تھے

اور انہیں یاد کرتے ہوئے خوشنما آنکھیں بار بار بھیگ رہیں تھیں۔ نیہا کی نظر اس کی بھیگی آنکھوں پر پڑی تو اس نے اس کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا، تم پریشان مت ہو بالکل ریلیکس ہو جاؤ میں تمہاری مدد ہر طرح کروں گی بس تم پریشان مت ہونا۔ وہ حقیقتاً اُس کی ہمت بندھا رہی تھی، لہجے میں یقین بول رہا تھا مگر گیتی آراء جس ذہنی کرب سے گذر رہی تھی اس وقت اس کو یہ سب طفل تسلیاں ہی لگ رہیں تھیں مگر اس وقت وہ نقاہت کے باعث وہ کچھ بھی کہنے سے قاصر تھی لیکن نیہا کے ہمت بندھانے پر اس نے چند نوالے لے ہی لئے ۔اس کے بعد نیہا نے اس کو دوائی کھلائی اور پھر وہ اس وقت تک وہیں بیٹھی رہی جب تک کہ وہ دوبارہ سو نہ گئی۔

یہ اطمینان کر کے کہ گیتی آراء دوبارہ گہری نیند میں چلی گئی ہے وہ اٹھ کر باہر آگئی جب کہ ملازمہ کو تاکید کر دی کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کا خیال رکھے، فریش ہو کر چینج کرنے کے بعد وہ سیڑھیاں اتر کر ڈائننگ ہال میں آگئی جہاں اس وقت اس کے ممی ڈیڈی مسٹر اینڈ مسز بہروز احمد موجود تھے ۔یہ دن کا واحد وقت ہوتا تھا جب گھر کے

مکین ایک وقت میں گھر پر موجود ہوتے تھے ورنہ تو زیادہ تر ملازمین ہی اتنے بڑے گھر میں نظر آتے تھے۔اس نے اپنے مام ڈیڈ کو دیکھ کر زوردار آواز میں سلام کیا انہوں نے بھی اس کے سلام کا جواب گرمجوشی سے دیا جب کہ ڈیڈ نے اس سے پوچھ لیا،

بیٹا! اب آپ کی فرینڈ کیسی ہے؟

اس سوال پر بریڈ پر بٹر لگاتے ہاتھ رک گئے ،ایک نظر اپنے مام ڈیڈ پر ڈالی؛ وہ دونوں اسی کو دیکھ رہے تھے اور ان کی سیکریٹ سروسز کی تیز رفتاری کو دل ہی دل میں داد دیتے ہوئے اس نے بٹر نائف پلیٹ میں رکھ دی اور گلا کھنکھار کر بولی،

ڈیڈی! ابھی تو وہ سو رہی ہے۔

مما نے اس کی بات کے جواب میں سوال کیا،

یہ کون سی فرینڈ ہے جسے ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔

ان کا انداز سرسری تھا ،نیہا نے ایک نظر انہیں دیکھا پھر ایک گہرا سانس لے کر کل رونما ہونے والا واقعہ انہیں سنا دیا کہ وہ لڑکی جو اس وقت گھر میں موجود ہے وہ اس کی گاڑی سے کس طرح ٹکرا گئی تھی اور پھر صوفی کی مدد سے وہ اسے گھر لے آئی تھی اور

فی الحال وہ اس کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی تھی ۔ وہ چپ ہوئی جب کہ وہ دونوں حیرانی سے اپنی لاڈلی کے کارنامے خود اس کی اپنی زبانی سن رہے تھے گو وہ دونوں ہی کوئی قدامت پسند قسم کے ماں باپ نہیں تھے نہ ہی نیہا پر کسی قسم کی پابندی تھی مگر اس طرح کے ایڈونچرز آج کل کے حالات دیکھتے ہوئے ان دونوں کے لئے ہی فکر کا باعث تھے جب وہ خاموش ہوئی تو ڈیڈی نے تو کچھ نہ کہا البتہ ممی سرزنش کرنا نہ بھولیں،

نیہا! یہ کیا بچکانہ حرکت کی ہے تم نے، پتہ ہے نا آج کل حالات کتنے خراب ہیں اور تم ایک اجنبی کو اپنے گھر لے آئیں۔

ان کی آواز میں ناراضگی نہیں تھی مگر لہجہ سرزنش کرتا ہوا تھا جب کہ نیہا جواب میں زچ ہو کر انہیں سمجھانے والے انداز میں بولی،

اوہ ممّا ! وہ اجنبی ضرور ہے مگر فراڈ یا خطرناک نہیں ہے۔

اس کے انداز پر انہوں نے ایک نالاں نگاہ اپنی لاڈلی پہ ڈالی جب کہ ڈیڈی اخبار کی ورق گردانی کرتے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے اور اس سے پوچھا،

اچھا ! وہ کیسے ؟میرا مطلب ہے تمہیں کیسے معلوم؟

جواب میں وہ اپنے مخصوص پراعتماد انداز میں بولی،

مما!اس کے فیس پر اتنی innocence ہے کہ خود ہی پیار آجائے اور پھر میں بھی اتنا تو جانتی ہوں کہ کسی سے مل کر بتا سکوں کہ کون دھوکہ دے سکتا ہے اور کون نہیں۔

اس نے جیسے ان کی تسلی کروائی جب کہ وہ اب بھی مطمئن نہ تھیں اسی لئے تنبیہہ کرتے ہوئے بولیں،

مگر بیٹا! آپ کو خیال کرنا چاہئے بہر حال آپ ایک لڑکی ہیں کل کو آپ کی شادی بھی ہونی ہے وہاں اس طرح کے رویئے نہیں چلتے۔

ان کی اتنی فکر مندی کے باوجود وہ بھی اسی اطمینان سے بولی،

ممی ! وہ بھی ایک لڑکی ہے اور اس وقت جس حال میں ہے وہ میری وجہ سے ہے آپ بالکل فکر مت کریں اور اپنی بیٹی پر ٹرسٹ کریں۔

کہتے ہوئے ان کے گلے میں بازو ڈال کر ان کے گال پر کس کیا پھر اپنے ڈیڈ کو پیار کرتی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیگ اٹھا کر مین ڈور سے باہر نکل گئی بہروز صاحب نے اپنی بیگم کے چہرے پر فکر اور تردد کے آثار دیکھ لئے اور ماحول کو ہلکا پھلکا رنگ دینے کی خاطر کہا،

بیگم! آپ کب سے ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو اہمیت دینے لگیں جب کہ مسز بہروز نے ان کو تیکھی نظروں سے دیکھا تو تسلی آمیز انداز میں بولے،

بیگم اپنی بیٹی پر بھروسہ رکھیں وہ کوئی بھی ایسا کام نہیں کرے گی جو ہمارے لئے شرمندگی کا باعث ہو

کہتے ہوئے اپنے ساتھ انہیں بھی اٹھا دیا اور باتیں کرتے ہوئے گھر سے باہر لے آئے اور ہلکی پھلکی باتوں سے ان کا دھیان بالآخر اس طرف سے ہٹا ہی دیا۔

آج اس کی آنکھ کسی خوف کے باعث نہیں کھلی تھی بس معمول کے مطابق وہ اٹھ گئی تھی ،طبیعت میں کسلمندی ابھی بھی تھی لیکن وہ پہلے کے مقابلے میں خاصا بہتر محسوس کر رہی تھی اس لئے شاور لے کر اس نے سب سے پہلے نماز پڑھی،کمرے میں کوئی جائے نماز نہیں تھی لیکن اس نے ایک بیڈ شیٹ کو بطور جائے نماز استعمال کر لیا۔

کافی دیر وہ سجدے کی حالت میں رب کائنات سے ہم کلام رہی اس سے دل اور روح کو تھوڑا سکون ملا۔ نماز ادا کرنے کے بعد اس نے جائے نماز سمیٹی اور پھر اپنے نم بالوں میں ہاتھ پھیرتی انہیں سلجھانے کا طریقہ سوچ رہی تھی کہ دروازہ کھلا اور وہی خوش شکل لڑکی جس نے اس کی مدد کی تھی اندر داخل ہوئی دروازہ کھلنے پر گیتی آراء نے پلٹ کر دیکھا اور وہ بھی اسے دیکھ کر مسکرائی ،وہ خود جتنی اپ ٹو ڈیٹ اور حسین تھی اس کی مسکراہٹ بھی اتنی ہی خوبصورت تھی جب کہ وہ اسے کمرے کے وسط میں کھڑا دیکھ کر خوش ہو گئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Dubkish Poetry|Interviews

گڈ مارننگ !اچھا ہوا تم اٹھ گئیں میں تمہیں ہی دیکھنے آرہی تھی۔

جب کہ اس کے انداز پر ڈھارس ہونے کے باوجود گیتی آراء کو بے نام سی شرمندگی نے گھیر لیا ،جب کہ یہ خوف بھی اپنی جگہ تھا کہ اس کا واسطہ کسی غلط انسان سے تو نہیں پڑ گیا ہے ۔اس کی سوچ شائد اس کے چہرے پر رقم تھی جب کہ وہ شائد محسوس کرنے کے باوجود اس کی شرمندگی کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی،

اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟

وہ شائد بہت زیادہ باتوں کی شوقین تھی جب کہ گیتی آراء اس کے مقابلے میں تقریباً

اشاروں کی زبان میں ہی بات کرتی تھی لیکن کوئی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرے اور جواب میں اس کو بے رخی کا سامنا کرنا پڑے یہ قطعاً بھی اچھی بات نہ تھی اور اس جیسی بامروت لڑکی کے حساب سے تو بالکل بھی نہیں اس لئے وہ بمشکل ہی صحیح اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے بولی تھی،

کافی بہتر ہوں۔

اس کی آواز خاصی دھیمی تھی اس کے باوجود آواز کی خوبصورتی نمایاں تھی اور وہ نیہا ہی کیا جو کسی خیال کو دل میں رکھے اس لئے اس وقت بھی برملا اپنی سوچ کا اظہار کر دیا

تمہاری آواز بھی تمہاری طرح اور تمہارے نام کی طرح خوبصورت ہے۔

اس تعریف پر وہ خوفزدہ ہونے کے باوجود جھینپ سی گئی، شائد اس کو اسی طرح لوگوں کی تعریف کرنے کی عادت تھی، جب کہ اس کے گلابی مائل گندمی چہرے پر گلابیاں چھلک گئیں جیسے گندم کے سنہری ڈالیوں پہ اترتی سنہری دھوپ کا سنہرا پن گھل رہا ہو ۔وہ کئی لمحے بنا پلکیں جھپکائے اس خوبصورت مگر معصوم چہرے کو دیکھتی رہی ۔ خوبصورت تو بہت سے چہرے ہوتے ہیں لیکن خوصورتی کے ساتھ معصومیت بھی ہو تو اس خوبصورتی کو چار چاند لگ جاتے ہیں، نیہا لڑکی ہو کر اس کو کئی لمحے بنا پلکیں جھپکائے

دیکھتی رہ گئی تھی شائذ اس کی معصومیت اور خوبصورتی کے حسین امتزاج کا کمال تھا

جب کہ وہ اس کی نظروں کے ارتکاز پر جھینپنے کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہوگئی ۔ نیہا

اپنے آپ کو سرزنش کرتی کہ کیا ضرورت تھی اس کو خواہ مخواہ کنفیوژ کرنے کی قصداً"

مسکرا کر بولی،

اگر تم بہتر محسوس کررہی ہو تو چلو چل کر ناشتہ کرتے ہیں۔

جب کہ وہ جو اپنے گیلے الجھے بالوں کی وجہ الجھن محسوس کررہی تھی مروت میں

خاموش رہ گئی مگر نیہا اس کی الجھن بھانپ گئی اور بیڈ کے سامنے رکھے بڑے سے بھاری

لکڑی کے چیسٹر ہر سے ایک وڈن کا رو ڈ بے حد خوبصورت اور یونیک ہیئر برش اسے

تھما دیا وہ دل سے اس کی مشکور ہوئی پھر بال سلجھانے کے بعد یونہی دو تین بل دے کر

بالوں کو ایسے ہی چھوڑ دیا پھر نیہا کی آفر پر باوجود خوفزدہ ہونے کے منع نہ کرسکی پھر نیہا

کی سنگت میں طویل راہداریاں اور ہال کراس کرنے کے بعد سیڑھیاں اتر کر نیچے

ڈائننگ ہال میں آگئی۔ وہاں نیہا کے ممی ڈیڈی مسٹر اینڈ مسز بہروز احمد پہلے سے وہاں

موجود ناشتہ کرنے میں مصروف تھے ۔ نیہا نے حسب عادت زوردار آواز میں دونوں

کو سلام کیا جواب میں ان دونوں نے مسکراتے ہوئے نظریں اٹھائیں مگر نیہا کے ساتھ

کھڑے خوبصورت وجود پر ان دونوں کی نظریں ٹک گئیں اور کئی لمحوں تک وہ دونوں کچھ بول نہیں پائے ان کے حساب سے تو اس لڑکی کا خاکہ ان دونوں کے ذہنوں میں کچھ اور طرح کا تھا مگر اس وقت اس کو سامنے دیکھ کر وہ دونوں بھی شائد اس کی معصومیت بھری خوبصورتی اور سادگی سے متاثر ہو گئے تھے ۔ مسز بہروز احمد کو ہی خیال آیا اور انہوں نے ہی اس کو پکارا تھا،

آؤ بیٹا! آجاؤ وہاں کیوں کھڑی ہو؟

ان کے انداز پر جہاں وہ حیران ہوئی وہیں نیہا نے اپنی شرارتی مسکراہٹ دبائی اور گیتی آراء کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا،

لگتا ہے مما بھی تمہاری خوبصورتی سے متاثر ہو گئیں ہیں۔

اس کے ریمارک پر وہ ایک بار پھر جھینپ سی گئی پھر اس کی سنگت میں آگے بڑھ کر اس کی پیش کی ہوئی کرسی پر تکلف سے بیٹھ گئی، ناشتہ ہلکی پھلکی باتیں میں تمام ہوا اس دوران وہ زیادہ تر خاموش ہی تھی کچھ تکلف اور کچھ اس کی فطرت تھی کہ وہ زیادہ تر خاموش ہی تھی جب کہ نیہا خوب باتیں کر رہی تھی ۔ ناشتے کے بعد اس کے ممی ڈیڈی تو اپنے معمول کے مطابق گھر سے چلے گئے جب کہ نیہا اس کے ساتھ ہی رک گئی پھر

اس کی ادھر ادھر کی باتوں میں وقت گذرنے کا پتہ نہیں چلا جب کہ نیہا کی بے تکلف فطرت نے اس کا ڈر خوف کسی حد تک ختم ہو چکا تھا اور وہ اس سے کافی حد تک بے تکلف ہو گئی تھی۔

ان چند دنوں میں اس کی طبیعت میں مزید بہتری آگئی تھی اس کے باوجود نیہا نے اپنے بزی شیڈیول کے باوجود اس کا بے حد خیال رکھا تھا اور اب وہ اپنے خوف پر قابو پا کر اس سے کسی حد تک بے تکلف ہو گئی تھی اس میں خاصا ہاتھ نیہا کا بھی تھا ۔ نیہا کے ممی ڈیڈی سے زیادہ تر ناشتے کی ٹیبل پر ہی ملاقات ہوتی تھی ورنہ دن کے باقی اوقات کار میں وہ بمشکل ہی گھر پر اکھٹے نظر آتے تھے اور اس جیسی ریزرو نیچر رکھنے والی کے لئے یہ اچھا ہی تھا گو وہ دل سے ان کی مشکور تھی کہ انہوں نے اسے اپنے گھر میں پناہ دے دی ورنہ آج کل کے دور میں کون کسی پر اعتبار کر کے اسے گھر میں جگہ دیتا ہے نیہا نے ابھی تک اس سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ اس رات اس سنسان سڑک پر اس طرح کیوں بھاگ رہی تھی ، یا پھر اس کا گھر اور گھر والے کہاں ہیں شائد وہ اسے سنبھلنے کا وقت دے رہی تھی بہر حال فی الحال اس کو سر چھپانے کا ایک ٹھکانہ مل گیا تھا لیکن کب تک

یہ فیصلہ تقدیر کو کرنا تھا۔

اس شام موسم بے حد خوبصورت ہو گیا تھا ، نیہانے ملازمہ سے کہہ کر چائے اور ریفریشمینٹ کا انتظام باہر لان میں کروادیا تھا، ممی،ڈیڈی حسب معمول گھر پہ موجود نہ تھے مگر گیتی کے آجانے سے نیہاان کی کمی اب کم ہی محسوس کرتی تھی اور نجانے اس معصوم سی لڑکی میں ایسی کون سی کشش تھی جو نیہا کادل اس کی سمت مائل ہو جاتا تھا حالانکہ دونوں کی شخصیتوں میں زمین آسمان کافرق تھاایک مغرب تھی تو دوسری مشرق اس کے باوجود دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خوش اور مطمئن رہتی تھی اور نیہا جس کے دل کے کسی کونے میں ایک بہن کی جو خواہش تھی وہ گیتی کی زندگی کی آمد سے جیسے پوری ہو گئی تھی۔اس وقت بھی وہ چائے کا کہہ کر اس بیڈروم کی سمت آگئی جہاں آج کل گیتی آراء کا قیام تھا ۔ وہ اندر داخل ہوئی تو پہلی نظر ہی اس پر پڑی جو بڑا سا دوپٹہ نماز کے اسٹائل میں اوڑھے جائے نماز تہہ کرتی نظر آئی ۔ اس کے چہرے پر بلا کی معصومیت اور پاکیزگی تھی شائد تبھی جو بھی اسے دیکھتا وہ کئی لمحے اس کے چہرے کی

سمت بنا پلکیں جھپکائے دیکھتا رہ جاتا ۔ نیہا اسے دیکھ کر مسکرائی اور دروازے میں

کھڑے کھڑے پوچھا،

میں آجاؤں !

گیتی آراء جو اپنے ہی خیالوں میں الجھی تھی اس کی آواز پر چونکی اور اسے دیکھ کر قدرے

مسکرا کر کہا،

آجائیں !

نیہا اندر چلی آئی اور آگے بڑھ کر کھڑکی کے پردے ہٹا دیئے پھر کھڑکی کے باہر ایک نظر

ڈال کر اس کی سمت پلٹی جو خاموشی سے کھڑی انگلیاں مسل رہی تھی اور اسے مخاطب

کرتے ہوئے کہا،

گیتی ! دیکھو تو باہر کتنا اچھا موسم ہو رہا ہے اور تم یہاں چھپی بیٹھی ہو۔

اس کے احساس دلانے پر گیتی نے ایک نظر کھلی کھڑکی سے نظر آتے لان کے دلفریب

منظر پر ڈالی جہاں سے موسم کی خوبصورتی واضح نظر آرہی تھی لیکن وہ پھر بھی جھجھک

رہی تھی،

وہ۔۔۔۔اصل میں۔۔۔۔

اس نے کہنا چاہا لیکن الفاظ کہیں کھو گئے جب کہ نیہا اس کی کیفیت اچھی طرح سمجھتے ہوئے بولی،

گیتی ! میں نہیں جانتی کہ تم پر کیا بیتی ہے میں یہ بھی نہیں کہوں گی کہ میں جانتی ہوں کہ تم پر کیا بیت رہی ہے کیونکہ میں تمہاری جگہ نہیں ہوں جو تم محسوس کر رہی ہو وہ کوئی اور نہیں کر سکتا لیکن میں اتنا کہوں گی کہ ہمت کرو تم ہمت کرو گی تبھی تم ان مشکلات کا مقابلہ کر سکو گی ، بہادر بنو گی تبھی حالات کو فیس کر سکو گی اور ایک تم ہی ہو جو اپنے آپ کو اس مشکل دور سے نکال سکتی ہو یہ کام کوئی دوسرا نہیں کر سکتا ۔ میں تمہاری ہمت بندھا سکتی ہوں مدد کر سکتی ہوں مگر کوشش تمہیں خود کرنی ہے۔

بات کے اختتام پر اس نے گیتی آراء کے حسین مگر حزین چہرے کی جانب دیکھا جو اس کی بات بغور سن رہی تھی اس کی بات کے اختتام پر اس نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا،

آپ صحیح کہہ رہیں ہیں مجھے کوشش کرنی چاہیے

کہتے ہوئے وہ قصداً" مسکرائی اور نیہا کی جانب دیکھا وہ اس کے مثبت انداز پر مطمئین

ہو کر مسکرائی اور پھر اس کا ہاتھ تھام کر کھڑا کرتے ہوئے بولی،

That's like a good girl.

اب اسی خوشی میں چائے پیتے ہیں اور موسم انجوائے کرتے ہیں۔

اس کی بات پر وہ ایک مرتبہ پھر ہچکچا گئی اور کہنا چاہا،

مگر!

جب کہ نیہا اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی،

تم نے ابھی پرامس کیا تھا کہ اب no گر مگر، تم نے ہی کہا تھا کہ تم کوشش کروگی اب تم پیچھے نہیں ہٹ سکتیں۔

اس نے جیسے جوش دلانا چاہا اور اس کے انداز میں ایسی کوئی بات تھی کہ وہ نا چاہتے ہوئے بھی راضی ہوگئی اور اس کے ساتھ قدم بڑھادیئے۔اس سے پہلے وہ ذیادہ تر اس بیڈ روم میں ہی وقت گذارتی تھی جس میں اس کی رہائش تھی اور اس وقت جب وہ بیڈ روم میں نہیں ہوتی تھی تب بھی اس کا دھیان ارد گرد نہیں ہوتا تھا لیکن اب نیہا کے ساتھ قدم بڑھاتے گھر کی خوبصورت ڈیزائننگ سے لے کر فرنیچر ،ڈیکوریشن اور

وال ہینگنگز تک نے اس کی توجہ کھینچ لیں ۔گھر کی خوبصورتی ،گھر کے مکینوں کے اعلیٰ ذوق کی نشاندہی کر رہے تھے ۔اس کے اپنے گھر میں بھی قیمتی فرنیچر اور ڈیکوریشن موجود تھا اور اس میں ہر طرح سے روایت پسندی اور سادگی کی جھلک نظر آتی تھی جب کہ یہاں ہر چیز ہی جدید تھی اور اس گھر میں جس نفاست اور خوبصورتی سے ایک ایک چیز کو سجایا گیا تھا وہ قابل دید تھا ۔ڈیکوریشن پیسز سے لے کر وال ہینگنگز اور چھتوں سے لٹکتے فانوس تک گھر کے مکینوں کی امارت کا منہ بولتا ثبوت تھے ۔وہ نیہا کے ساتھ راہداریوں اور ہال روم سے گذرتی اس کی باتوں کا جواب دیتی اس کے ساتھ لان میں چلی آئی۔لان میں آکر اسے صحیح معنوں میں لان کی خوبصورتی کا اندازہ ہوُا ،گھر کے مشرقی کونے سے لے کر مغربی کونے تک ہری بھری گھانس اور گھر کی باؤنڈری وال کے ساتھ ساتھ لگی سرخ کیاریاں جن میں موسمی پھولوں سے لدے خوبصورت پودے اپنی بہار دکھا رہے تھے ،لان میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر موجود مختلف طرز کی تراش خراش کے ساتھ پھولدار پودے اور پھل دار درخت اپنی بہار دکھا رہے تھے اور لان کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہی تھے ۔لان کی مغربی دیوار کے ساتھ بنی پتھروں سے بنی مصنوعی آبشار جس کا پانی خوبصورتی سے بنے پتھروں کے حوض میں گر رہا تھا اور مصنوعی روشنیاں پانی اور پتھروں پہ گر کر خوبصورت منظر پیش کر رہیں

تھیں ۔حوض میں تیرتی بطخیں ایک دوسرے سے اٹھکیلیاں کرتیں، ارد گرد سے بے نیاز، ایک دوسرے میں مگن، ماحول کو مزید خوبصورت بنا رہیں تھیں اور سب سے آخر میں جس چیز نے گیتی کی توجہ اپنی طرف کھینچی تھی وہ لان کی ایک سرے پر بنا بڑا سا پنجرہ تھا جسے لوہے کی موٹی گرل لگا کر لان کے بقیہ حصے سے علیحدہ کر دیا گیا تھا ۔ پنجرے میں موجود بیش قیمت اور نایاب پرندے دیکھنے والوں کی توجہ اپنی جانب کر دیتے تھے ،وہ بھی کئی لمحے بنا پلکیں جھپکائے محویت سے کھڑی انہیں دیکھتی رہی ،نیہا نے اس کی محویت نوٹ کی اور اسے پکارا وہ جیسے خواب سے جاگی اور پھر اپنی محویت کا احساس ہوا تو جھینپ کر مسکرادی ۔جواب میں نیہا نے بھی مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا،

آؤ وہاں بیٹھتے ہیں۔

کہتے ہوئے اسے لے کر خوبصورت سے patio سیٹ کی جانب بڑھ گئی اور پھر باتوں کے دوران چائے پیتے وقت گذرنے کا پتہ ہی نہیں چلا ،نیہا جیسی باتوںی نے گیتی آراء جیسی خاموش طبع کو بھی بات کرنے پر مجبور کر دیا اور وہ بھی اس وقت سب کچھ بھول کر اس سے مختلف موضوعات پر باتیں کر رہی تھی۔جب ضوفی کی آواز پر دونوں ہی

چونکیں تھیں نیہا تو فوراً اٹھ کر خوش دلی سے اس کی جانب بڑھی تھی جب کہ وہ خوف کے زیر اثر چند لمحے اس طرح کھڑی رہی پھر ایک دم لہرا کر بے ہوش ہو گئی۔

وہ اندھا دھند بھاگ رہا تھا ، تیز بہت تیز ۔نہ سمت کا تعین تھا نہ وقت کا اور نہ ہی جگہ کا ۔چاروں طرف اندھیرا تھا اور گھنا جنگل تھا ،اس کا سانس پھول رہا اور تنفس تیز تھا مگر وہ پھر بھی بھاگ رہا تھا اور تبھی دور کہیں ہلکا سا اجالا نظر آیا اور وہ اس روشنی کی سمت بڑھتا چلا گیا مگر وہ جتنا اس کے نزدیک جانے کی کوشش کرتا وہ اس سے اتنا ہی دور ہوتا چلا جاتا اور اسی کوشش میں وہ اونچے نیچے ،خاردار راستوں پر اندھا دھند چلتا ایک گہرے کھڈ نما بڑے سے کنوئیں میں گر گیا اور ویرانے میں چاروں طرف اس کی بلند چیخ کی بازگشت پھیل گئی

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

وہ دونوں باتیں کر رہیں تھیں ۔ باتیں کیا کر رہیں تھیں نیہا ہی تھی جو زیادہ تر بول رہی تھی جب کہ گیتی اس کی باتیں سنتے ہوئے مسکرا رہی تھی جب ضوفی کی آواز پر دونوں ہی خاموش ہو گئیں ، نیہا فوراً ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سے ہائے ہیلو کرنے لگی مگر گیتی ایک ٹک اسے دیکھ رہی تھی ، بات کرتے کرتے نیہا کو اس کا خیال آیا اور وہ اس کی سمت مڑتے ہوئے اسے مخاطب کرتے ہوئے بولی،

گیتی ! یہ میرا فرینڈ ضوفی ہے اس دن یہ بھی میرے ساتھ تھا جب۔۔۔۔

بات کرتے کرتے اس کی نگاہ گیتی کے خوبصورت چہرے پہ پڑی جو اس وقت خوف اور دہشت سے سفید پڑ چکا تھا ۔ وہ ایک دم اس کی سمت بڑھی جب کہ وہ خوفزدہ سی اپنی

جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک دہشت کے عالم میں سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے ہلکی آواز میں بول رہی تھی,

نن۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔میرے پاس مت آنا۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔مجھے چھونا مت ۔۔۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔

اس کی مسلسل ایک ہی گردان پر ضوفی نہ صرف حیران ہوا بلکہ شرمندہ بھی ہو گیا جب کہ نیہا جو اس کو سنبھالنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی اس کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ ایک دم لہرائی اور زمین بوس ہو گئی ، نیہا گھبرا کر اس کے نزدیک ہی زمین پر بیٹھ گئی پھر نرمی سے اس کے ریشمی بالوں میں ہاتھ پھیرتی اسے پکارنے لگی مگر تب تک وہ بے ہوش ہو چکی تھی ۔ضوفی باوجود اپ سیٹ ہونے کے اس کے نزدیک آر کا لیکن نیہا کا سارا دھیان گیتی آراء کی طرف تھا وہ ابھی بھی اس کا نام پکارتے ہوئے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہی تھی ۔ضوفی نے کچھ دیر اس کو کوشش کرتے دیکھا اور کہا،

میرا خیال ہے ڈاکٹر کو فون کر دیتے ہیں۔

نیہا نے اس کی بات کے جواب میں پریشانی سے کہا،

پتہ نہیں ابھی تو ٹھیک تھی ایک دم نجانے کیا ہو گیا۔

ضوفی اس کی بات سن کر ہلکے سے بڑبڑایا،

لگتا ہے میری شکل کسی بھوت سے ملتی ہے جو محترمہ مجھے دیکھ کر بے ہوش ہو گئیں۔

اس نے بظاہر ہلکی آواز میں کہا تھا لیکن آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ نیہا کی سماعتوں تک بخوبی پہنچ گئی،اس کو گھورتے ہوئے کہا،

بکومت !اور تم ڈاکٹر کو کال کرو۔

وہ دوبارہ گیتی کی سمت متوجہ ہوئی جو ہوش و خرد سے بالکل بے گانہ تھی جب کہ ضوفی نے خلاف امید سمجھداری کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا،

پہلے ان محترمہ کو اندر تو لے چلو۔

اس کی بات نیہا کی سمجھ میں آ گئی اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر وہ دونوں گیتی کو اندر لے آئے ۔ تھوڑی دیر میں ان کے فیملی ڈاکٹر بھی آ گئے اور اس کا تفصیلی معائنہ کرنے کے بعد انہوں نے جو کہا وہ ان دونوں کو ہی فکر مند کر گیا،

یہ بے انتہا ذہنی اسٹریس کا شکار ہیں اور اسی ذہنی دباؤ کے باعث ہی وہ بے ہوش بھی ہو

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گئیں تھیں اور اگر ان کی یہ کیفیت برقرار رہی تو خدشہ ہے کہ نروس بریک ڈاؤن نہ ہو جائے.

ان کی بات پر دونوں نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا جب کہ نیہا نے اپنی فکر مندی کو زبان دے دی،

تو ڈاکٹر ہمیں پھر کیا کرنا چاہیۓ ؟

انہوں نے اسے دلاسہ دینے کے انداز میں سمجھاتے ہوئے کہا،

بیٹا !ان کا خاص خیال رکھیں کوئی بھی بات ایسی ہے جو ان کو اندر ہی اندر پریشان کر رہی ہے جس کی وجہ سے یہ اسٹریس کا شکار ہیں ان کے لئے بہتر ہے کہ ان کو کریدیں تا کہ یہ اپنے اندر کا اسٹریس باہر نکالیں۔

وہ دونوں ہی ڈاکٹر کی ہدایات بغور سن رہے تھے،ڈاکٹر تو ہدایت نامہ دے کر روانہ ہو گئے جب کہ ضوفی کافی دیر نیہا کے ساتھ ہی بیٹھا رہا ، پھر نیہا کے ہی کہنے پر وہ واپس لوٹ گیا اس ہدایت کے ساتھ کہ اگر کوئی ضرورت پڑے تو وہ اسے فوراً کال کر لے ۔گیتی آراء کو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا جب کہ وہ اس کے بیڈ کے سائڈ پر ٹیک لگائے

اس کے اوپر نظریں جمائے ہوئے تھی ۔اس کی نظروں کے سامنے گیتی آراء کا معصوم چہرہ تھا اور وہ یہ سوچنے پر مجبور تھی کہ نجانے اس معصوم لڑکی کے ساتھ کیا بیتی ہے جو وہ اس حال کو پہنچ گئی۔

آج پھر اس نے وہی خواب دیکھا تھا اور وہ نیند میں ہی بے چینی سے اپنے ہاتھ پاؤں بستر پر مار رہا تھا اور سر تکیئے پر پٹخ رہا تھا ، آج پھر ایک فلم کی طرح وہی خواب وہ دیکھ رہا تھا کہ وہ دوڑ رہا ہے بہت تیز ، چاروں طرف اندھیرا ہے اور گھنا جنگل ہے ۔اندھیرا اتنا ذیادہ ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دے رہا اس کے باوجود وہ مسلسل بھاگ رہا ہے ۔بھاگنے کی وجہ سے اس کا پورا وجود پسینے میں شرابور ہے اور سانس دھونکنی کی مانند چل رہا تھا ، اس خاردار راستے میں وہ کئی بار کانٹوں بھری جھاڑیوں میں الجھ کر زخمی ہوا مگر رکا نہیں اور تبھی اندھیرے جنگل میں اسے دور کہیں روشنی کا ہالہ نظر آیا وہ اسی جانب بڑھتا چلا گیا مگر آج روشنی کا وہ ہالہ اس سے دور نہیں ہوا بلکہ اس کی جانب قدم بڑھانے پر وہ ایک وجود میں ڈھل گیا مگر ابھی بھی اس کا چہرہ اور حلیہ واضح نہیں تھا ، اس نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا مگر وہ اس کی پہنچ سے دور ہو گیا ، اس نے ایک مرتبہ پھر کوشش کی

لیکن اس مرتبہ اس کا ہاتھ اس کے نرم وجود سے ٹکرایا ضرور لیکن تبھی اسے زوردار جھٹکا لگا اور وہ وجود غائب ہو گیا اور اس کی آنکھ بھی ایک جھٹکے سے کھل گئی ۔اس نے ارد گرد نظریں دوڑائیں وہ اپنے آرام دہ بیڈروم میں تھا مگر اس کا پورا جسم پسینے شرابور تھا اور تنفس تیز تھا جیسے نجانے کتنے میلوں کی مسافت طے کر کے آیا ۔وہ کچھ دیر اپنے بیڈ پر بیٹھا اپنے حواس درست کرتا رہا پھر اٹھ کر بیڈ روم فرج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر ہونٹوں سے لگا لی ، حواس تھوڑے بحال ہوئے تو اس نے گھڑی میں ٹائم دیکھا رات آدھی سے زیادہ بیت چکی تھی بلکہ کچھ دیر میں صبح ہونے والی تھی.وہ واشروم میں فریش ہونے گیا ،کافی دیر چہرے پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنے کے بعد طبیعت کچھ بحال ہوئی ،تولیے سے چہرہ خشک کرنے کے بعد وہ باہر آیا اور اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اس نے قدم دروازے کی جانب بڑھائے اور سیڑھیاں اترتا ہال کے سرے پر بنے بڑے سے جدید طرز کے امریکن کچن میں داخل ہو گیا ۔کافی کے لئے کریم پھینٹتے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی تو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور پیچھے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر قصدا ”مسکرایا اور کہا،

آپ اس وقت یہاں خیریت تو ہے؟

اس کے اندا زپر انہوں نے بھی اسی کا سا انداز اپناتے ہوئے جواباً کہا،

میں تو روزانہ ہی اسی ٹائم پر بیدار ہوتا ہوں ہاں تمہیں اس وقت یہاں دیکھ کر حیرانی ہو رہی ہے۔

ان کے لطیف سے طنز پر اس کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی دنیا میں ایک وہی تو تھے جن سے وہ اس طرح بات کرتا تھا یا پھر ایک حیدر تھا لیکن اب تو وہ بھی اس سے ناراض ہو گیا تھا ۔اس دن کے بعد سے نہ اس کا فون اٹھاتا تھا اور نہ ہی اس سے ملتا تھا ۔اس کے بارے میں سوچتے ہوئے اس کی چوڑی روشن پیشانی پر تردد کی لکیریں واضح ہو گئیں اور وہ جو بغور اسے ہی دیکھ رہے تھے اس کا چہرہ دیکھ کر اندازہ لگا لیا کہ وہ پریشان ہے اسی لئے اس کے نزدیک آتے ہوئے محبت سے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

سالار! کیا ہوا ہے؟

انہوں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور وہ جو کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا اسی کیفیت کے زیر اثر بولا،

جی کچھ پریشانی ہے۔

اس کے جواب پر انہوں نے محبت سے اسے دیکھا اور کہا،

اس پریشانی کا تو ایک ہی حل ہے۔

اور وہ جو کسی خیال میں کھویا ہوا تھا ایک دم اس کیفیت سے باہر آیا اور اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا کافی کا سپ لینے لگا جیسے اپنی بے اختیاری پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہو جب کہ وہ اس کے وجیہ چہرے پر نظریں جماتے جذب سے بولے،

اپنی تمام پریشانی اس پاک ذات کے سپرد کر دو پھر وہ سب سنبھال لے گا۔

ان کی بات کے جواب میں وہ مسکرایا اور اپنے مخصوص انداز میں بولا،

جس دن آپ کی طرح نیک صالح ہو جاؤں گا پھر ضرور آپ کے کہے پر عمل کروں گا۔

اس کے انداز پر انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور اسے سمجھاتے ہوئے کہا،

تم کہہ رہے ہو تمہاری آنکھ اس ٹائم پر خود ہی کھل گئی جب کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا اور جانتے ہو یہ ٹائم کون سا ٹائم ہے؟

وہ ان کی بات سنتے ہوئے نفی میں سر ہلا گیا ،اس کے انداز پر وہ اپنے مخصوص بردبار ، متحمل اور مشفق انداز میں مسکرائے اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے

کہا،

سالار! جانتے ہو یہ وقت تہجد کا وقت ہے جب تمام کائنات محو خواب ہو لیکن کوئی ایک ایسا شخص ہو جس کی آنکھ خود بخود کھل جائے جانتے ہو ایسا کب ہوتا ہے ؟ کب خود بخود آنکھ کھل جائے بغیر وجہ کے یا پھر دل پریشان ہو لیکن آپ کسی سے بھی وہ پریشانی شئیر نہ کر سکیں تو پھر ایسے اوقات میں جاگنے کا محض ایک ہی مطلب ہے۔

وہ لمحے بھر کو رکے اور اس کی جانب دیکھا وہ بھی بظاہر دلچسپی سن رہا تھا اور وہ بات آگے بڑھاتے ہوئے بولے،

ایسا جب ہی ہوتا جب رب کائنات کی اس شخص پر خاص نظر کرم ہو وہ چاہتا ہو کہ اس کا یہ خاص بندہ اس وقت اس سے رجوع کرے جب باقی کائنات محو خواب ہو کیونکہ ایسے وقت میں وہ اپنے اس بندے کے بے انتہا نزدیک ہوتا ہے اور اس وقت کوئی دعا رد نہیں ہوتی۔" وہ "کہتا ہے مجھ سے رات کے اس پہر مانگو اور پھر کس طرح اس کا رحم اور کرم تم کو اپنے حصار میں لے گا تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا اور تمہارے تمام کام آسان ہو جائیں گے اور تمام پریشانی ایسے غائب ہو جائے گی جیسے اس کا کبھی وجود ہی نہیں تھا۔

وہ اپنے مخصوص حلیم اور سادہ انداز میں کہہ رہے تھے مگر وہ اب اپنی بے اختیار کیفیت پر قابو پاچکا تھا اسی لئے اپنے مخصوص انداز میں بولا،

اوہو ! آپ بھی کیا باتیں لے بیٹھے پیاس کی وجہ سے آنکھ کھل گئی تھی اور کوئی وجہ نہیں تھی۔

اس نے جیسے جواز دیا اور وہ ہمیشہ کی طرح مسکرائے تھے جب کہ وہ ان کی مسکراہٹ دیکھ کر کہہ رہا تھا،

اب آپ اپنی عبادت کریں میں بھی اپنا تھوڑا کام نمٹا لوں۔

جواب میں وہ کچھ کہتے کہ بیرونی دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا آنے والے کو دیکھ کر وہ دونوں ہی ٹھٹھکے جب کہ آنا والا بھی جو شائد کسی سفر سے لوٹا تھا کہ ہاتھ میں تھما سفری بیگ اسی بات کی نشاندہی کررہا تھا ان دونوں کو اس طرح وہاں کھڑا دیکھ کر حیران ہوا اور پوچھا،

آپ دونوں اس وقت اس طرح یہاں کیوں کھڑے ہیں؟

ان کی بات کے جواب میں وہ شرارت سے بولا،

ڈیڈ! آپ کے والد صاحب تہجد پر درس دے رہے تھے۔

اس سے پہلے کہ دادا اپنے پوتے کو کچھ کہتے اس کے ڈیڈ نے ہی اپنے لختِ جگر کو تنبیہا " ٹوکا تھا،

سالار!!!!

جواب میں اس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تھا،

اوکے !اوکے ! میں کچھ نہیں کہہ رہا۔

جب کہ اپنے پوتے کو مسکراتے دیکھ کر وہ بھی مسکرائے اور کہا،

ہاں بھئی ! سالار کو کچھ نہ کہو۔

ساتھ ہی اسے دیکھا جب کہ وہ مسکراتا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا، پھر وہ اپنے بیٹے کی سمت متوجہ ہوئے جو پر سوچ نظروں سے اسی سمت دیکھ رہے تھے جس سمت سے وہ گیا تھا ان کے دیکھنے پر ان سے کہا،

یہ سب آپ کی بے جا ڈھیل کا نتیجہ ہے۔

لہجے سے ہی وہ خاصے نالاں نظر آ رہے تھے ان کے مقابلے میں انہوں نے ہمیشہ کی

طرح تحمل سے ان کے شانے پر ہاتھ رکھا اور کہا،

بہزاد ! ٹھیک ہو جائے گا وہ وقت کے ساتھ۔

انہوں نے مایوسی سے انہیں دیکھا اور کہا،

آپ کو لگتا ہے؟

جواب میں وہ بردباری سے مسکرائے اور کہا،

ہاں مجھے پوری امید ہے وہ ذات قادر ہے کسی کا بھی دل پھیر دے تو امید اچھی رکھو وہ بھی سنبھل جائے گا۔

انہوں نے سر ہلایا اور کہا،

پتہ نہیں کہاں کوتاہی ہوئی ہے مجھ سے اس کی ماں کے جانے کے بعد سے اس کو ہر چیز مہیا کی ہے کبھی کسی چیز کو نہ نہیں کہا تو بجائے شکر گذار ہونے کے اس کا رویہ ایسا ہے ۔آپ کی تو بہت سنتا ہے آپ ہی اس کو سمجھائیں۔

انہوں نے اپنی پیشانی مسلی لہجے اور انداز سے ہی فکر اور تردد جھلک رہا تھا، ان کے والد نے ان کے شانے پر تسلی آمیز انداز میں ہاتھ رکھا اور کہا،

فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا ۔ یہ بتاؤ ناشتہ کرو گے ؟

جواب میں وہ مصروف سے انداز میں بولے،

جی نہیں ناشتہ میں نے فلائٹ پر کر لیا تھا ہاں البتہ کافی کے لئے شکور کو کہہ دوں گا ابھی دو گھنٹے میں مجھے اسلامہ باد کے لئے نکلنا ہے۔

کہتے ہوئے عجلت میں سیڑھیوں کی جانب بڑھے ،ان کا روٹین ایسا ہی ہوتا تھا، گھڑی کی سوئیوں کی طرح بھاگتا دوڑتا ،وہ تو سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئے جب کہ ان کی نظریں اپنے بیٹے کی پشت پر تھیں اور وہ سوچ رہے تھے،

بہزاد یہی وجہ ہے سالار کے ایسے رویئے کی تم نے اس کو مادی اشیا تو دیں مگر جو پیار اور توجہ بحیثیت اولاد اس کا حق تھا وہ اسے نہیں دیا۔

وہ یہ سب صرف سوچ ہی سکے کہہ نہ پائے چہرے پر فکر اور تردد واضح تھا اور یہی سب سوچتے ہوئے وہ اپنے بیڈروم کی سمت بڑھ گئے۔

کہیں دور سے فجر کی آذانوں کی آوازیں انا شروع ہوئیں اور تبھی ایک جھٹکے سے اس کی

آنکھ کھلی وہ ایک دم ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی اور اس کے ایک دم اس طرح اٹھ کر بیٹھنے پر نیہا جو اس کے ساتھ ہی سو رہی تھی وہ بھی ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی اس کی بے ساختہ پہلی نظر گیتی آراء کے وحشت زدہ چہرے پر پڑی ، وہ اسی وحشت کے عالم میں ارد گرد دیکھ رہی جیسے ابھی بھی کسی سے خوفزدہ ہو ۔ نیہا نے اس خدشے کے پیش نظر کہ اس کی حالت دوبارہ نہ بگڑ جائے ایک دم اسے پکار لیا،

گیتی آراء!

وہ ایک دم ٹھٹھکی اور نیہا کو فکر مندی سے اپنے سمت دیکھتا پا کر ایک دم اس کے شانے پہ سر رکھ کے رو پڑی ، نیہا نے ایک لفظ نہیں کہا ، نہ تسلی ، نہ دلاسہ ، نہ کوئی سوال بس وہ خاموشی سے اسے تھپکتی رہی ۔ بعض مرتبہ نہ کوئی تسلی کام آتی ہے نہ کوئی دلاسہ بلکہ ایسی مشکل کے آگے الفاظ کھوکھلے لگتے ہیں ایسے وقت میں انسان کو الفاظ نہیں بلکہ عمل سے ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور نیہا اس وقت وہی کر رہی تھی ۔ وہ اسے محبت سے تھپکتی رہی ، اس نے اسے رونے دیا ؛ وہ چاہتی تھی کہ اس کا غبار نکل جائے ۔ دوسری طرف وہ جو اپنے اندر پلتے درد کو سہتے سہتے نڈھال ہو چکی تھی روتے روتے اپنی آپ بیتی اسے سنا رہی تھی جو کچھ بھی اس پر بیتا تھا وہ اس نے

اسے کہہ سنایا۔آنسو بہاتے اس نے نیہا کے سامنے اپنے دل کا درد بھی بہا دیا جب کہ یہ سب کچھ نیہا کے لئے بھی تکلیف کا باعث تھا ۔وہ روتے روتے خاموش ہو گئی تھی لیکن دبی دبی سسکیاں ابھی بھی نکل رہیں تھیں ۔نیہا نے جب محسوس کیا کہ اس کے رونے کی شدت میں کمی آگئی ہے تو اس نے دھیرے سے اسے پکارا،

گیتی !

اس پکار پر اس نے اپنا چہرہ اٹھایا اس کی خوبصورت آنکھیں گریہ سے سرخ ہو رہیں تھیں ، نیہا نے اس کے نرم مخملیں گال پر ٹکے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں سے صاف کر دیئے اور کہا،

چلو ! گیتی ناشتہ کرتے ہیں۔

گیتی نے حیران نظروں سے اسے دیکھا ،نہ کوئی ملامت ،نہ کوئی طنز نہ کوئی زہر میں بجھا جملہ بلکہ وہی انداز جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا ورنہ وہ جو امید کر رہی تھی کہ اس کی اصلیت جان کر نیہا بھی اس سے آنکھیں پھیر لے گی ویسا کچھ نہیں ہوا تو اس کے لئے یہ رویہ بھی حیرانی کا باعث تھا جب کہ نیہا قصدا "مسکرائی جیسے یہ بھی معمول کی بات ہو ۔اس نے گیتی کو زبردستی فریش ہونے بھیجا ،وہ واشروم سے آئی پھر دونوں نے

ملکر ناشتہ کیا ۔ناشتے کے دوران بھی نیہا اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرتی رہی تاکہ اس کا دل بہل جائے جب کہ وہ بھی اس کی باتوں کا جواب دیتی رہی۔ناشتہ کرنے کے بعد وہ دونوں ہال میں چلی آئیں اور گیتی آراء نے شرمندہ سی آواز میں نیہا کو مخاطب کر لیا،

نیہا !میں معافی چاہتی ہوں۔

نیہا نے حیران ہو کر اسے دیکھا جب کہ وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

میں واقعی شرمندہ ہوں کہ میری وجہ سے آپ کو اتنی پریشانی اٹھانی پڑی اور میری وجہ سے آپ کو اتنا تردد کرنا پڑا۔

وہ اپنی انگلیاں مسلتی خاموش ہو گئی جب کہ نیہا نے اس کی بات کے جواب میں کہا،

گیتی !ایسی باتیں کر کے مجھے شرمندہ مت کرو بلکہ میں تو شکر ادا کر رہی ہوں کہ تم مجھے مل گئیں اگر وہ آوارہ لڑکے خدانخواستہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیتے تو نجانے کیا ہوتا۔

اس کی سچی مگر کڑوی بات پر گیتی کو بھی خوف سے جھرجھری آ گئی پھر نیہا کو ہی خیال آیا تو اس نے پوچھا،

تم بتا رہیں تھیں کہ تمہاری مما ان حالات میں بھی تمہارا ساتھ دینے پر راضی ہیں اور

تمہاری مدد کرنا چاہتیں ہیں ،انہوں نے ہی تمہیں اپنی فرینڈ کے گھر جانے کو کہا تھا تو اب تم وہاں نہیں پہنچیں تو وہ پریشان ہو رہیں ہوں گی تم ان کو اپنی خیریت کی اطلاع دے دو پھر کچھ سوچتے ہیں کیا کرنا ہے۔

ان الفاظ پر گیتی آراء کے جسم میں نئ توانائی دوڑ گئی مگر اپنے بابا اور بھائیوں کا خیال آتے ہی اس کے خوبصورت چہرے پر خوف کے سائے لہرا گئے ۔نیہا نے اس کی کیفیت نوٹ کر لی لیکن اس کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا،

فکر مت کرو ان کو فون ملاؤ۔

کہتے ہوئے سائڈ میں رکھا کارڈلیس اسے تھما دیا اور خود دانستہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی ۔ گیتی نے ایک نظر کارڈلیس کو دیکھا،اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا ،گھر کا نمبر جو اسے ازبر تھا ملاتے ہوئے اس کی انگلیاں لرز رہیں تھیں مگر اپنے پیاروں کی آواز سننے کا احساس اتنا طاقتور تھا کہ اس کا ڈر خوف جیسے کہیں بہت پیچھے رہ گیا ۔اس نے نمبر ملایا ، بیل جا رہی تھی اور وہ دھڑکتے دل سے کال ریسیو ہونے کا انتظار کر رہی تھی ،دل کی دھڑکن ابھی بھی تیز تھی جب کہ ہاتھوں میں لرزش تھی اور ہتھیلیوں میں نمی کے باعث کارڈلیس گرفت سے پھسلا جا رہا تھا۔

ایک دو تین ،چوتھی بیل پر کال ریسیو کر لی گئی ؛فون پر اس کی منجھلی بھابھی تھیں جو ہیلو ہیلو کر رہیں تھیں ،اس نے ایک دم کال کاٹ دی لیکن پھر دل نہ مانا اور اسی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہمت کر کے دوبارہ کال ملائی ۔اس مرتبہ فوراًہی کال ریسیو کر لی گئی اور دوسری جانب اپنی اماں کی محبت بھری مانوس آواز سن کر اس کا رواں رواں جیسے سماعت بن گیا ۔اسے ایسا محسوس ہوُا جیسے وہ اس کے آس پاس ہی ہوں ۔وہ کچھ بھی نہ بول سکی ،حلق میں آنسوؤں کے پھندے پھڑ رہے تھے جب کہ چند آنسو پلکوں کی گھنی باڑھ پھلانگ کر رخساروں پر پھیل گئے تھے ۔وہ کچھ بول نہ سکی اور تبھی اماں کی آواز اسے سنائی دی،

گیتی آرا !یہ تم ہی ہو نا !بولو نا بیٹے!

ان کا محبت بھرا مانوس لہجہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا تو وہ جو اپنی سسکیاں بمشکل روکے ہوئے تھی ایک دم رو پڑی جب کہ اماں جو پہلے ہی پریشان تھیں وہ مزید پریشان ہو گئیں اور اسی پریشانی کے زیر اثر اسے پھر پکارا،

گیتی !اپنی اماں سے بات کرو کہاں ہو تم ،ٹھیک تو ہو ،بیٹا میں بہت پریشان ہوں ۔ پلیز کچھ تو بولو!

اس نے جیسے بمشکل اپنے اوپر قابو پایا اور نم آلود آواز میں کہا،

اماں ! میں بالکل ٹھیک ہوں بس آپ کی طرف سے فکر ہو رہی تھی ، میرے جانے کے بعد آپ کو کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا میں۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب ائیر پیس پر اس کے بابا کی کرخت آواز گونجی اور اس کے احساسات منجمند کر گئی ، دل خوف کی آماجگاہ بنا اور اسی خوف کے زیر اثر دھڑکن تیز ہو گئی جب کہ بابا کرخت لہجے میں اماں سے مخاطب تھے جو اس کے لئے بالکل نیا تھا،

تمہیں ایک مرتبہ کی بات سمجھ نہیں آتی ، کیوں اس گناہوں کی پوٹ سے رابطہ رکھا ہوا ہے؟ پورے خاندان میں جو جگ ہنسائی اس کی وجہ سے ہوئی وہ تو ہوئی میرا پورا خاندان مجھ سے قطع تعلق کر گیا، صرف اس کی وجہ سے ، زندہ ہوتے ہوئے مر گیا میں ان سب کے لئے ، صرف اور صرف اس کی وجہ سے اور تم اب بھی اس سے تعلق جوڑے بیٹھی ہو۔

وہ بول نہیں رہے تھے گرج رہے تھے اور ان کا یہ انداز اس کے لئے نہ صرف حیران کن تھا بلکہ تکلیف دہ بھی تھا ، وہ ان کی گرجدار آواز سن کر پوری جان سے لرز رہی تھی ، فون اس کے کپکپاتے نرم ہاتھوں کی گرفت میں پھسلا جا رہا تھا جب کہ اس کی

ماں کی آواز اور سسکیاں اسے بے چین کر رہی تھیں وہ اس کے بابا سے منت کر رہیں تھیں کہ اس سے بات کروادیں مگر وہ تمام التجائیں رد کرتے گرج کر بولے،

آئندہ اگر اس کا فون آیا یا تم نے اس سے کسی بھی قسم کا رابطہ رکھنے کی کوشش کی تو میں تمہیں بھی اس کے ساتھ گھر سے نکال دوں گا پھر دونوں ماں بیٹی عیش کرتی پھرنا۔

ان کی گرجدار آواز پر اس کا دل سینے کی چار دیواری میں خوف سے لرزنے لگا اور ان کے الفاظ اس کے دل پر برچھی بن کر لگے جب کہ اماں کی سسکیاں اور التجائیں اس کے کانوں میں گونجتی اسے مزید کرب میں مبتلا کر گئیں ۔اس نے بے جان ہوتے ہاتھوں سے کال ڈسکنیکٹ کرکے فون ٹیبل پر ڈال دیا۔اس سے زیادہ سننے کی نہ اس میں سکت تھی اور نہ تاب ۔وہ سر ہاتھوں میں گرائے وہیں بیٹھی رہ گئی ،نیہا نے ہال میں قدم رکھا تو اس کا انداز اور چہرہ ہی اسے سمجھانے کو کافی تھا کہ صورتحال کیا رہی ہو گی ۔وہ خاموشی سے آگے بڑھ آئی اور بغیر کچھ کہے اس کا سر اپنے شانے سے لگا لیا جب کہ وہ اس کا سہارا پاتے ہی بلک بلک کر رہ پڑی۔

وہ خاصی دیر سے لیپ ٹاپ کھولے کوئی ای۔میل کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن

باوجود شعوری کوشش کے ایک لفظ بھی ٹائپ نہیں کر سکا تھا ،اس نے اکتا کر لیپ ٹاپ پرے کھسکا دیا اور خود جا کر بیڈروم کی بڑی سے فرینچ اسٹائل گلاس ونڈو میں آ کھڑا ہوُا ۔کچھ دیر بے مقصد ونڈو سے باہر دیکھتا رہا پھر اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا سامنے ٹیبل پر پڑے قیمتی سیگریٹ کیس سے ایک سیگریٹ نکال کر لائٹر سے شعلہ دکھایا اور ایک گہرا کش لے کر دھواں فضاء کے سپرد کر دیا ۔اس کی گہری پر سوچ ، شہد رنگ ، شربتی سرخ ڈوروں سے سجی دلکش اور سحر انگیز آنکھیں سامنے ٹیرس سے نظر آتے لان کے خوبصورت منظر پر جمی تھیں لیکن اس کا دھیان کہیں اور تھا ۔ وہ اسی طرح سوچ میں ڈوبا رہتا جب سیل فون پر آتی کال نے اس کی توجہ کھینچ لی اس نے سیگریٹ ایش ٹرے میں بجھایا اور انگلیوں سے اپنے گھنے بال سنوارتا سیل فون اٹھا کر کال پک کر لی،

ہاں داد بخش بولو !

دوسری جانب داد بخش کی پرجوش آواز سنائی دی،

سائیں وہ جیناں میڈم کا پتہ لگا لیا ہے وہ۔۔۔

اس کی بات ابھی پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس کی بات کاٹ گیا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جینا کو چھوڑو مجھے اس لڑکی کا پتہ لا کر دو جسے اس دن جینا کے دھوکے میں اٹھا کر لائے تھے۔

اسے اپنی آواز ہی اجنبی لگی اور اس نے نجانے کس جذبے کے تحت یہ بات کہی تھی ، وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کہا، وہ خود بھی حیران رہ گیا اور اسی حیرانی کے زیر اثر کئی لمحوں تک کچھ بول نہ پایا جب کہ دوسری جانب داد بخش بھی حیران سا تھا کہ اچانک اس کے سائیں کو ہوا کیا ہے مگر وہ خاموش رہا کہ اپنی حیثیت اور اوقات جانتا تھا جب کہ چند لمحوں کی حیرانی کے بعد وہ اپنے اوپر قابو پا کر بولا تھا،

نیور مائنڈ! تم رہنے دو۔

اس کے اگلے حکم کا منتظر داد بخش پھر حیران سا ہوا لیکن اپنی حیرانی پر قابو پا کر اس نے پوچھا،

سائیں !اور جینا میڈم؟

جواب میں اس نے اپنے مخصوص بارعب انداز میں کہا،

وہ چیپٹر اب کلوز سمجھو۔

داد بخش نے حیران ہونے کے باوجود پوچھا،

اور کوئی حکم سائیں؟

نہیں کچھ نہیں۔

رب رکھا سائیں۔

اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی لیکن سینے میں عجیب سی چبھن ہو رہی تھی ،دل کو کسی صورت قرار نہیں ارہا تھا ۔اس نے پھر ایک سیگریٹ سلگایا، آرام دہ کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر بیٹھ گیا اور آنکھیں موندلیں مگر آنکھیں موندتے ہی ایک شبیہہ سی تصور کے پردے پر لہرائی اور پھر چھم سے دو خوبصورت ،سیاہ گھنی پلکوں والی آنکھیں جن میں آنسوؤں کی نمی تھی اس کی بند آنکھوں کے پیچھے واضح ہو گئیں اور اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں،

دل پر ایک غیر مانوس سی کیفیت چھانے لگی، دھیمی دھیمی لو دیتی کیفیت ،ہلکے ہلکے سلگتی کیفیت ایسی کیفیت جو آج سے پہلے کسی کے لئے محسوس نہیں ہوئی تھی ۔ دل

بے چین ہوُا اور وہ اسی بے چینی کے زیر اثر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوُا ۔ کمرے میں گھٹن کا احساس ہوُا تو وہ گلاس وال کھول کر باہر ٹیرس پر آگیا اور گہرے گہرے سانس لے کر اندر کی گھٹن اور کثافت کو کم کرنے کی کوشش کی مگر ذہن کے پردوں پر ابھی بھی وہ خوفزدہ مگر خوبصورت آنکھیں پوری دلجمعی سے لہرا رہیں تھیں ۔ وہ اپنی اس کیفیت پر حیران ہوتا اپنے آپ سے سوال کر رہا تھا کہ اسے کیا ہو رہا ہے شائد اندر کا احساس ندامت تھا یا کچھ اور لیکن جو جواب اس کا دل اسے سمجھا رہا تھا دماغ اسے رد کر رہا تھا اور دل اور دماغ کی اس جنگ میں وہ پھنس کر رہ گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وقت کا کام ہے گذرنا اور گذرتے جانا اور اچھا ہی ہے کہ وقت گذرتا چلا جائے اگر رک جائے تو کتنا مشکل ہو انسان کے لئے اور شائد یہی انسانی فطرت بھی ہے کہ کتنے ناموافق حالات کیوں نہ ہوں کتنی بھی مشکلات کا سامنا کیوں نہ ہو انسان ٹھوکر لگنے کے بعد پھر سنبھل ہی جاتا ہے ،دوبارہ اٹھ کر چلنا شروع کر دیتا ہے ؛ان مشکلات سے یا تو سمجھوتا

کرلیتا ہے یا پھر ان مشکلات کا مقابلہ کر کے اپنا حال اور مستقبل بہتر بنالیتا ہے اور اسی میں انسان کی سمجھداری اور کامیابی ہے اور آج کل وہ بھی کچھ اسی قسم کے حالات سے گزر رہی تھی ۔شروع شروع میں تو اپنی ذات کے غرور اور پندار کے علاوہ زخمی دل اور روح کی کرچیوں کو سمیٹنے میں ہی کئی دن لگ گئے پھر جب اپنے آپ کو سمیٹ کر اپنے ارد گرد نظر دوڑائی تو اکیلے پن کا احساس اسے یہ باور کرا گیا یہ زندگی اب اسے تنہا ہی کاٹنی ہے اور وہ جو کبھی اکیلے بازار تک نہیں جاتی تھی اکیلے پن کے اس خوف کو پس پشت ڈال کر زندگی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان مسائل کا سامنا کرنے کے لئے تیار تھی۔اس کی ہمت بندھانے میں نیہا کا بھی بہت ہاتھ تھا وہ اپنے مصروف شیڈول میں سے وقت نکال کر گیتی آراء کو بھی دیتی تھی ،گیتی نے جب اس کے گھر سے جانے کی بات کی تو وہ اس پر بے حد خفا ہوئی اور اسے اپنے ہی گھر میں رکنے پر زور دیا بالآخر گیتی نے اس کی پر خلوص آفر کو قبول کرتے ہوئے اس کے آگے ہتھیار ڈال دیئے اور اب تو نیہا کے ممی ڈیڈی بھی اس کی نرم ،سادہ اور معصوم فطرت کے گرویدہ ہو گئے تھے ،رہ گئی نیہا وہ تو پہلے دن سے اس کی معصوم صورت کی گرویدہ تھی اور وہ جو ایک بہن کی کمی وہ ہمیشہ سے محسوس کرتی آئی تھی جس کا گلہ وہ اپنے ممی ڈیڈی سے بھی اکثر کرتی تھی اب گیتی آراء کے روپ میں جیسے اس کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئی تھی۔

نیہا کے ڈیڈی کا اپنا بہت اچھا چلتا ہوُا بزنس تھا ۔روپے پیسے کی کوئی کمی نہیں تھی اس کے باوجود اس کی ممی بجائے گھر پر بیٹھنے کے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوُئے اپنا ایک بوتیک چلا رہیں تھیں اس کے علاوہ ایک سوشل ورکنگ این۔جی ۔او کی بھی روح رواں تھیں جب کہ نیہا اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنی ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی چلا رہی تھی ۔ان کا گھرانہ کوئی روایتی گھرانہ نہیں تھا نہ ہی کسی پر بلاوجہ کی کوئی روک ٹوک تھی ہاں مگر اپنی حدود کا تعین ضرور تھا اور یہی وجہ تھی کہ اسی ذات کا اعتماد نیہا کی شخصیت میں بھی چھلکتا تھا۔

نیہا اور اس کے ممی ڈیڈی کے مثبت رویوں کا ہی اثر تھا کہ وہ کافی حد تک سنبھل گئی تھی مگر گھر والوں خصوصاً اماں بابا کی یاد آتی تو دل میں ٹیس سی اٹھتی تھی دل چاہتا تھا تمام مصلحت بالائے طاق رکھ کے ان کے پاس چلی جائے اور اپنی انہی سوچوں سے گھبرا کر وہ اب سنجیدگی سے اپنے مستقبل کے بارے میں سوچ رہی تھی خود اس کی خوددار طبعیت اسے اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ کسی پر بوجھ بنا جائے اور اب وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر ان مسائل اور ان مشکلات کا سامنا خود کرنا چاہتی تھی۔

اس کی کئی دنوں سے یہی حالت تھی کسی کام ، کسی ایکٹیوٹی میں اس کا دل نہیں لگ رہا تھا ۔دل کو کسی پل قرار نہیں تھا رہ رہ کر وہ گھنی پلکوں والی سیاہ بھنور اسی خوبصورت آنکھیں اسے تصور میں آکر بے چین کر رہیں تھیں اور رات میں ان خوااِبوں کا سلسلہ ۔اس کا پورا سیٹ اپ ہی اپ سیٹ ہو گیا تھا، سارا روٹین جیسے الٹ گیا اور اسی وجہ سے اس پر عجیب سی جھنجھلاہٹ سوار تھی۔پہلے پہل اپنی ناکامی کا غصہ اور طیش لیکن اب ایک عجیب سے احساس ندامت اور شرمندگی نے اسے اپنے حصار میں لے لیا تھا اور اب وہ اسی تگ ودو میں تھا کہ کسی طرح وہ اس کا پتہ لگا لے اور اس سے اپنے کئے کی معافی مانگ لے تا کہ شرمندگی کا یہ بوجھ کسی صورت تو کم ہو مگر وہ نجانے کہاں تھی کہ اس کا کوئی سراغ مل نہیں رہا تھا ، حیدر اس سے پہلے ہی خفا تھا اور اس کے سچے کھرے الفاظ جو اس نے اس وقت اسے کہے تھے رہ رہ کر پچھتاوے کی گہری کھائی میں دھکیلتے تھے ورنہ وہ اس سے ہی اس کا پتہ حاصل کر لیتا مگر اب ایسا ہوتا بھی نظر نہیں آرہا تھا اور اب اسے خود ہی کوئی نہ کوئی راہ نکالنی تھی کہ وہ سالار گردیزی تھا جس نے ہار ماننا سیکھا نہیں تھا۔

وہ اس قدیم اور جدید امتزاج کی حویلی نما کوٹھی کے آگے کھڑا تھا ،خاصی محنت اور تگ ودو کے بعد وہ اس جگہ کا پتہ لگا کر یہاں تک پہنچا تھا اور اب اسی شش و پنج میں تھا کہ اندر کیسے جائے ۔ شرمندگی سی شرمندگی تھی نجانے وہ اس کا سامنا کیسے کرے گا وہ اس سے ملے گی بھی یا نہیں ،اسے معافی مانگنے کا موقع دے گی بھی یا نہیں اور ابھی وہ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ گیٹ کے باہر ایک گاڑی آکر رکی اور غالباً اسے گیٹ کے سامنے کھڑے دیکھ کر ہی گاڑی میں سے ایک خوش شکل شخص جو اس سے عمر میں کچھ ہی بڑا تھا برآمد ہوُا اور اسے مخاطب کرتا ہوُا بولا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی کس سے ملنا ہے آپ کو؟

اور وہ جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھا چونک کر اس شخص کو دیکھنے لگا جب کہ ساتھ ہی نظر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے معمر شخص پر پڑی جو یقیناً اس پہلے شخص کے والد ہی تھے اور ان کا استحقانہ اور مالکانہ انداز یہ ثابت کر رہا تھا کہ اس گھر کے مالک وہی ہیں ۔ تبھی وہ گہرا سانس لے کر ان کی سمت بڑھا اور کہا،

مجھے آپ سے ہی ملنا ہے۔

اس کا انداز قدرے محتاط تھا ورنہ وہ جو کبھی کسی معاملے میں احتیاط تو دور ذرا سی پرواہ بھی

نہیں کرتا تھا از حد محتاط تھا جب کہ وہ دونوں اب بھی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے تبھی اس نوجوان نے الجھ کر اسے دیکھا اور کہا،

کس سلسلے میں ؟میرا مطلب ہے میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔

سوال وجواب کے اس سلسلے میں وہ معمر شخص بھی گاڑی سے اتر کر ان دونوں کے نزدیک اکر رک گیا تھا اب کچھ بھی کہنا ناگزیر تھا اور وہ بھی جیسے اپنے اندر کی جنگ سے تنگ آگیا تھا اس لئے اس نے کہہ دیا،

اب سے کچھ دن پہلے آپ کے گھر میں ایک واقعہ ہوا تھا اسی سلسلے میں بات کرنی تھی۔

اس بات پر ان دونوں کے ہی تاثرات بدلے چہرے سرخ ہو گئے شائد کسی بھی باپ اور بھائی کی ایسی ہی حالت ہو گی ،اس کو بھی تاسف نے گھیر لیا جب کہ واصف جمال بیگ نے سرد انداز میں کہا تھا،

کون سا واقعہ ؟ہم نہیں جانتے تم کس واقعے کی بات کر رہے ہو۔

کہتے ہوئے مڑ کر دروازے کی سمت بڑھے ان کے بیٹے نے بھی ان کی پیروی کری جب کہ وہ عجلت میں بولا تھا،

آپ کی بیٹی سے متعلق واقعے کی بات کر رہا ہوں؟

اور شائذاب آن کا ضبط جواب دے گیا تھا اس لئے وہ جوان اس کی جانب غصیلے انداز میں بڑھا اور انگلی اٹھا کر کہا،

ایک مرتبہ کہہ دیا نا کہ ایسے کسی واقعے سے ہمارا کوئی لینا دینا نہیں ہے تو پھر کیوں؟

جواب میں وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تھا،

مگر میرا اس واقعے سے تعلق ہے میں ہی اس سب کا ذمے دار ہوں اور۔۔۔۔

اس کا جملہ ابھی مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ اس نوجوان نے غصے سے بے قابو ہو کر اس کے چہرے پر ایک زوردار پنچ مارنا چاہا مگر وہ بھی چوکنا تھا اس نے اس کی مٹھی اپنی مضبوط گرفت میں لے کر اس کا اٹھا ہوا ہاتھ نیچے گرا دیا جب کہ واصف جمال نے اپنے بیٹے کا کندھا تھام کر اسکو پر سکون رہنے کی خاموش تلقین کی اور اس کی کی جانب رخ کرتے ہوئے کہا،

اس گناہوں کی پوٹلی سے کہہ دینا کہ اس سے ہمارا اب کوئی واسطہ نہیں ہے۔

وہ قدرے حیران ہوا وہ تو امید کر رہا تھا وہ یہیں اسے ملے گی اور وہ اس سے اپنے کئے کے

معافی مانگ کر اپنے دل اور ذہن سے شرمندگی کا یہ بوجھ اتار کر پرسکون ہو جائے گا مگر اس کے برعکس وہ یہاں نہیں تھی بلکہ اس کے اپنے گھر والے ہی اس سے کسی بھی طرح کے تعلق کی نفی کر رہے تھے اور اس کی کیفیت سے بے نیاز کہہ رہے تھے،

اور اگر اس نے تمہیں یہاں اپنا سفارشی بنا کر بھیجا ہے تب بھی اس سے کہہ دینا کہ گیتی آراء نام کی کسی لڑکی کو میں نہیں جانتا نہ ہی اس سے میرا کوئی تعلق ہے ، میری کوئی بیٹی نہیں ہے صرف بیٹے ہیں تو آئیندہ نہ وہ ہم سے کوئی تعلق رکھنے کی کوشش کرے نہ ہی کسی کو اپنی وکالت کے لئے یہاں بھیجے۔

کہتے ہوئے ایک آخری نظر اس پر ڈالی پھر اپنے بیٹے کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے خود گیٹ کی جانب بڑھ گئے ان کا بیٹا بھی اس پر ایک قہر آلود نظر ڈالتا ان کے پیچھے چلا گیا جب کہ وہ گم صم سا وہیں کھڑا رہ گیا ، منزل کے نزدیک پہنچ کر راستہ کھو دینا کیا ہوتا ، آپ کے نزدیک پہنچ کر سراب کا اندازہ ہونے پر کیسا محسوس ہوتا ہے اس وقت اس کی یہی کیفیت تھی ۔ وہ تھکے تھکے قدموں سے اپنی جیپ کی سمت بڑھ گیا ۔ شرمندگی اور پچھتاوے کے بوجھ میں اب ایک بوجھ کا اضافہ اور ہو گیا تھا فکر کا بوجھ کہ وہ اب اپنے گھر میں نہیں رہتی یقیناً اس کے گھر والوں نے اسے قبول نہیں کیا ہو گا اور اب وہ نجانے

کہاں ہو گی؟ کس حال میں ہو گی؟ بے اختیار اس کے دل سے اس کی سلامتی اور خیر کی دعا نکلی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ ایسا کیوں ہوا مگر وہ اپنے دل پر کئی گنا بوجھ کا اضافہ لئے وہاں سے واپس ہوا تھا۔

وہ لان میں اپنی مخصوص گوشے میں بیٹھی تھی اور لاشعوری طور پر سامنے لگے بڑے سے پنجرے جس میں دنیا جہاں کے خوبصورت اور نایاب پرندے موجود تھے ان پر نظریں جمائے ہوئے تھی ۔ہاتھ میں تھمے کاغذ پر آڑھی ترچھی لکیریں کھینچتے اس کا ذہن کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا اور اس کا یہ عمل ظاہر کر رہا تھا کہ وہ وہاں موجود ہوتے ہوئے بھی وہاں موجود نہیں ہے ۔نیہا جو اسے ہی ڈھونڈتی ہوئی وہاں آئی تھی اسے اس طرح بیٹھا دیکھ کر سر ہلاتی آگے بڑھی اور اسے پکار لیا،

گیتی آراء!!!

اس کے پکارنے پر وہ ایک دم چونکی اور اس نے اپنے خیالوں سے باہر آ کر اس کی جانب دیکھا جب کہ نیہا آگے بڑھ آئی اور مسکراتے ہوئے کہا،

میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہو اور تم یہاں بیٹھی ہو۔

جواب میں ابھی وہ کچھ کہتی کہ اس نے اس کے ہاتھ میں تھما کاغذ اس کی گرفت سے نکال کر تھام لیا اور پوچھا،

کیا کر رہیں تھیں؟

جواب میں گیتی نے دھیمی آواز میں کہا،

کچھ نہیں بس ایسے ہی یہاں آگئی تھی۔

جب کہ نیہا نے کاغذ پر ایک نظر ڈالی اور خوشی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

ارے گیتی! یہ اسکیچ تم نے بنایا ہے بہت خوبصورت ہے۔

اس کے انداز پر وہ دھیمے انداز میں مسکرائی اور کہا،

شکریہ!

مگر وہ نیہا ہی کیا جو کوئی بات اپنے دل میں رکھ لے اس لئے ابھی بھی اپنے مخصوص کھرے انداز میں رائے دیتے ہوئے بولی،

لڑکی ! تم اس طرح سے اپنی صلاحیتوں کو ظائع کر رہی ہو اتنی اچھی اسکیچنگ کرتی ہو تمھیں تو اپنی exhibition کروانی چاہیے۔

اس کی تعریف کے جواب میں وہ کسر نفسی سے مسکرائی اور کہا،

اب اتنی اچھی بھی نہیں ہے تم ایسے ہی تعریف کر رہی ہو۔

نیہا نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور کہا،

میں نہ تو ایسے ہی کسی کی تعریف کرتی ہوں اور نہ ہی بلاوجہ برائی یہ تم بھی جانتی ہو کسی میں کوئی خوبی ہوتی ہے تبھی کہتی ہوں۔

اس کے انداز پر گیتی آراء کے نرم گداز ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی جب کہ وہ اس کے بنائے اسکیچ کا تنقیدی نظروں سے جائزہ لیتے ہوئے بولی،

میرا خیال ہے تمھیں صنوبر آنٹی کے اسکول میں جاب کرنی چاہیے۔

گیتی نے حیران نظروں سے اسے دیکھا اس کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ کون صنوبر آنٹی اور کون سا اسکول جب کہ نیہا نے اس کی جانب دیکھا اور عادتاً ہنستے ہوئے کہا،

اوہو! میں ممی کی بیسٹ فرینڈ کی بات کر رہی ہوں ،ان کا اپنا اسکول ہے ویسے تو تمہیں کسی آرٹ اسکول کے لئے ٹرائی کرنا چاہیئے مگر فی الحال یہ بھی ٹھیک ہے۔

اس نے جیسے اس کی سوچ کو نئی راہ دکھائی اور وہ جو واقعتاً کہیں جاب کرنے کا سوچ رہی تھی اس کو ایک گونہ سکون ملا اور وہ اثبات میں سر ہلا گئی جب کہ نیہا شرارت سے کہنے لگی،

اور کیا پتہ میڈم گیتی آراء ! کی بھی پینٹنگز کی زبردست ایگزیبیشن ہو اور ان کا نام بھی لیونارڈو ڈیونچی اور پیکاسو کی طرح مشہور ہو جائے۔

اس نے جس طرح یہ سب کہا وہ گیتی کو ہنسنے پر مجبور کر گیا ۔وہ ایک دم کھلکھلا کر ہنس پڑی اور اس کی نقرئی ہنسی پورے ماحول پر چھا گئی ۔ نجانے کتنے دن بعد وہ اس طرح ہنسی تھی جب کہ نیہا نے اسے ہنستے ہوئے دیکھا اور کہا،

گیتی تمہاری ہنسی بھی تمہاری طرح خوبصورت ہے۔

اس کی بات پر وہ ہمیشہ کی طرح جھینپ گئی اور دھیمی سی آواز میں کہا،

نیہا! تم بھی نا!

جواب میں وہ شرارت سے بولی،

سچ کہہ رہی ہوں۔

اس کی بات کے جواب میں گیتی نے کہا،

شکر ہے یہ بات تم نے اس اسکیچ کے بارے میں نہیں کہی۔

اس نے اس کے ہاتھ میں تھمے اپنے بنائے اسکیچ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا جب کہ نیہا اسی انداز میں بولی جو اس کا مخصوص انداز تھا،

ارے ہاں میں یہی کہنے والی تھی واقعی تمہاری اسکیچنگ بھی تمہاری طرح خوبصورت ہے۔

کہتے ہوئے شرارت سے اسے دیکھا جب کہ گیتی اس کی شرارت پر مزید جھینپ گئی اور اس کی شرارت کے جواب میں اپنے مخصوص دھیمے انداز جس کے سب گرویدہ ہو جاتے تھے کہا،

تم خود بھی بہت خوبصورت ہو اور تمہارا دل بھی بہت خوبصورت ہے اس لئے تمہیں سب خوبصورت لگتا ہے۔

اس بات پر نیہا زور سے ہنس پڑی اور کہا،

شکریہ اس تعریف کا۔

اس بات پر گیتی بھی مسکرائی اور پوچھا،

تم مجھے ڈھونڈ کیوں رہیں تھیں؟

اس کے پوچھنے پر جیسے نیہا کو کچھ یاد آیا تو وہ اس سے بولی،

ارے ہاں! میں کہیں جا رہیں ہوں تم بھی چلو میرے ساتھ۔

اس کی بات کے جواب میں وہ ہمیشہ کی طرح جھجھک گئی اور کہا،

ن ۔۔۔ نہیں نیہا ! میں نہیں, پلیز تم جاؤ میں گھر میں ہی ٹھیک ہوں۔

نیہا جانتی تھی کہ وہ منع کر دے گی اس کی جھجھک اور شرمیلی فطرت سے بھی واقف تھی

اس لئے زور دیتے ہوئے بولی،

میں تمہیں کسی ایسی جگہ لے کر بھی نہیں جا رہی جو تمہارے مزاج کے خلاف ہو۔

اس کی بات پر وہ شرمندہ سی ہو گئی مگر ابھی بھی وہ تذبذب کا شکار تھی جب کہ نیہا اس کا

ہاتھ تھام کر اٹھاتے ہوئے بولی،

ٹرسٹ می تمہیں ان سے مل کر اچھا لگے گا۔

وہ مزید جھجک گئی اور کہا،

مم۔۔ مگر نیہا!

جواب میں نیہا اس کا ہاتھ تھام کر اندر کی جانب بڑھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

نو اگر مگر ۔ چلو ریڈی ہو جاؤ ہم تھوڑی دیر میں چل رہے ہیں۔

اس کے پر خلوص سے انداز پر وہ بے بس سی ہو کر اس کے ساتھ اندر کی جانب چل پڑی اور پھر کچھ ہی دیر میں وہ ریڈی ہو کر اس کے ساتھ گاڑی میں جا رہی تھی ۔ نیہا ڈرائیو کر رہی تھی اور حسب عادت زور و شور سے باتیں بھی کر رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے اس کی باتوں کا جواب دھیمے انداز میں دے رہی تھی پھر کچھ ہی دیر کی ڈرائیو کے بعد وہ ایک خوبصورت سے مینشن نما گھر کے باہر کھڑے تھے ۔ گیتی آراء کی نظر اس عالیشان گھر پہ پڑی مگر بجائے اس کی خوبصورتی اسے متوجہ کرتی اسے اس عالیشان محل نما گھر سے نجانے کیوں خوف سا محسوس ہوا اسے نجانے کیوں لگا کہ وہ کسی دیومالائی

کہانی کا کردار ہو اور غلطی سے بھٹک کر ظالم شہزادے کے محل میں آگئی ہو پتہ نہیں کیوں اس کا دل بے نام سے خوف میں جکڑا تھا اور ایک انجانے احساس سے دھڑکنے لگا۔ چوکیدار نے نیہا کی گاڑی پہچان کر گیٹ کھول دیا اور نیہا گاڑی اندر لے گئی اور خوبصورت سنگ مرمر کی روش پر گاڑی سبک رفتاری سے چلتی ہوئی جا کر پورچ میں رک گئی ۔ گیتی آراء ابھی بھی نہیں چونکی وہ ابھی بھی ایک انجانا سا خوف محسوس کر رہی تھی جس کی نہ تو کوئی وجہ تھی اور نہ ہی جواز جب نیہا نے اسے مخاطب کر لیا،

گیتی! ہم پہنچ گئے چلو اترو۔

اس کے پکارنے پر وہ حواسوں میں آئی اور بمشکل اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتی جو نجانے کیوں خوف سے دھڑک دھڑک کے شور کر رہا تھا، گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی جب کہ دل نجانے کیوں یہ چاہ رہا تھا کہ یہیں سے واپس ہو جائے ۔ وہ اپنے اس خوف کو کوئی نام نہ دے سکی ۔ اس کی نظریں اس وقت بھی اس عالیشان عمارت پر جمیں تھیں اور وہ اسی کیفیت میں نیہا کے ساتھ چلتی اندر داخل ہو گئی تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کے دل کی کیفیت مزید ابتر ہو گئی تھی جب کہ رگوں میں خون کی جگہ خوف دوڑ رہا تھا ۔ دل کی دھڑکنیں نجانے کیوں شور کر رہیں تھیں اور ہاتھوں پیروں

میں نجانے کیوں سکت نہ رہی تھی ۔ وہ نیہا کے ساتھ بمشکل چلتی ہال روم میں آ گئی اور نیہا کے کہنے پر ایک صوفے پر ٹک گئی البتہ دل چاہ رہا تھا کہ وہاں سے اٹھ کر بھاگ جائے وہ شائد اپنی سوچ پر عمل بھی کر لیتی مگر دروازے پر آہٹ ہوئی اور کوئی وہاں چلا آیا۔

وہ یہاں آ تو گئی تھی مگر اسے یہ ایک طلسم کدہ ہی لگ رہا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس جگہ کے طلسم میں جکڑی جائے گی اور پھر کبھی بھی یہاں سے واپسی ممکن نہیں ہو گی ۔ وہ نیہا کی سنگت میں بمشکل قدم اٹھا رہی تھی ۔ یہ محل نما گھر باہر سے جتنا خوبصورت تھا اندر سے بھی اتنی ہی خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا ، کارپٹ سے لے کر شینڈلیئرز اور فرنیچر سے لے کر ڈیکوریشن پیسز تک بیش قیمت اور نایاب تھے لیکن اسے بجائے یہ سب خوبصورت لگنے کہ پر اثرار لگ رہا تھا۔ وہ اس سب کی خوبصورتی سے بے نیاز کارپٹ پر نجانے کیا تلاش کر رہی تھی تبھی ہال کے سرے پر آہٹ ہوئی اور وہ چونکی پھر ٹھٹھک کر آنے والے کو دیکھ کر اپنی جگہ تھم سی گئی ۔ سامنے موجود باریش مگر بارعب شخصیت کے حامل بزرگ مسکراتے ہوئے ان دونوں کی سمت متوجہ تھے جب کہ نیہا نے اپنے مخصوص انداز میں انہیں سلام کیا اور پرجوش

انداز میں ان کی سمت بڑھتے ہوئے کہا،

آغا جان! کیسے ہیں آپ؟

ان کے پرنور چہرے پر مشفق سی مسکراہٹ جھلکی ،اور وہ بھی آگے بڑھ آئے پھر شفقت سے اس کے جھکے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

واعلیکم اسلام! جیتی رہو ،خوش رہو۔

تبھی ان کی نظر صوفے کے نزدیک کھڑی گیتی آراء پر پڑی اور انھوں نے سوالیہ نظروں سے نیہا کو دیکھا اس نے مسکراتے ہوئے جواب میں کہا،

میری دوست ہے گیتی آراء!

اس کے تعارف کروانے پر گیتی کو اپنی کوتاہی کا احساس ہوا کہ وہ اتنی دیر سے ایسے ہی کھڑی ہے سلام بھی نہیں کیا ۔اپنی بدتہذیبی کا احساس ہوتے ہی اس نے فوراً ہی اپنی مخصوص دھیمی اور دلکش آواز میں انہیں سلام کیا۔لہجے اور آواز کی دلکشی نمایاں تھی جب کہ انھوں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر نیہا کے ہی انداز میں اس کے سر پہ بھی ہاتھ رکھ کر اسے وہی دعا دی،

جیتی رہو ،خوش رہو۔

ان کی دعا تھی یا پھر ان کا اپنائیت بھرا انداز جو اس کے دل میں تراز و ہو گیا ، نجانے دل کیوں گداز ہو گیا اور وہ یہ سوچنے لگی کہ ابھی بھی کوئی ہے جو اس کے لئے دعا کر سکتا ہے ۔اس احساس سے ہی اس کی خوبصورت آنکھیں بھیگ سی گئیں وہ بمشکل اپنی کیفیت پر قابو پاکر مسکرائی ۔جب کہ وہ مسکراتے ہوئے ان دونوں کو بیٹھنے کے لئے کہہ رہے تھے ،وہ دونوں ہی ٹو سیٹر صوفے پر بیٹھ گئیں اور وہ خود اپنی مخصوص آرام دہ کرسی پر ان دونوں کے نزدیک براجمان ہو گئے ۔نیہا نے ارد گرد دیکھا اور پوچھ لیا،

سب کہاں ہیں؟

انہوں نے اپنے مخصوص مروت اور متحمل مزاج انداز میں مسکراتے ہوئے کہا،

سب لوگ اپنے رزق روزگار کے سلسلے میں نکلے ہوئے ہیں۔

ان کے جواب پر وہ منہ بنا کر بولی،

اور آپ کو یہاں اکیلا چھوڑ دیا۔

اس کے انداز پر ان کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور انہوں نے کہا،

اصل میں وہ سب جاتے ہی اسی لئے ہیں کہ تم میری خبر گیری کو آتی رہو۔

ان کے شرارت آمیز انداز پر اس نے اپنی آنکھیں سکیڑ کر انہیں دیکھا اور کہا،

خیر اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے میں ویسے بھی آپ کے پاس آسکتی ہوں۔

اس کے انداز پر وہ ہنس پڑے جب کہ گیتی ان کی بارعب مگر مشفق شخصیت کے اثر میں جیسے جکڑتی جارہی تھی ،اسے ان کی شخصیت میں ایک عجیب سا سحر محسوس ہو رہا تھا اور وہ سحر اسے آہستہ آہستہ جیسے اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا ،وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں ان کی جانب متوجہ تھی جب ان کی نظر اس پہ پڑی اور انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ کر نیہا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

نیہا! کیا میں آج بھی اتنا ہی ہینڈ سم لگتا ہوں کہ لڑکیاں میری پرسنلیٹی کو آج بھی ایڈمائر کرتیں ہیں۔

ان کے شرارت آمیز انداز پر نیہا تو حسب عادت کھلکھلا کر ہنس دی جب کہ اس نے جھینپ کر چہرہ جھکا دیا اس کو شرمندہ دیکھ کر انہوں نے موضوع بدل دیا مگر گیتی کو ایسا لگ رہا تھا کہ واقعی کوئی مقناطیسی طاقت ہے جو اسے ان کی سمت کھینچ رہی ہے ،وہ جس

محبت اور شفقت سے اس سے پیش آرہے تھے اور جس طرح اسے اہمیت دے رہے تھے وہ محض فارمیلٹی نہیں تھا ۔ پھر مختلف موضوعات پر بات چیت کرتے ، کھانا ان کے ساتھ کھاتے اسے اندازہ ہوا کہ ان کی معلومات کا ذخیرہ کتنا وسیع ہے مگر وہ کسی بھی موضوع پر بلا تکان نہیں بولتے تھے البتہ سامنے والے کی دلچسپی محسوس کر کے اس کی ذہنی مطابقت سے بات چیت کرتے تھے کہ سامنے والا اپنے آپ کو کسی بھی لحاظ سے ان کے ساتھ مس فٹ محسوس نہیں کرتا تھا اور شائد ان کی یہی خوبی تھی کہ جوان سے ملتا ان کی شخصیت کا گرویدہ ہو جاتا ۔ ان کے ساتھ کافی ٹائم ان دونوں نے گزارا کھانے کے بعد کافی کا دور چلا اور اس کے بعد ان دونوں نے ان سے واپسی کی اجازت چاہی تب انہوں نے اس کو شفقت سے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

بیٹا گیتی ! تم سے مل کر بہت اچھا لگا اب تم آتی جاتی رہنا۔

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا وہ نہ بھی کہتے وہ تب بھی آتی کہ ان کی باتیں انسان کی طبیعت پر اپنا اس قدر مثبت اثر ڈالتیں تھیں کہ بندہ خود بخود ان سے دوبارہ ملنے کا خواہشمند ہوتا تھا ۔ تبھی انہوں نے ملازم کو بلا کر اسے کچھ ہدایت دی اور چند منٹ بعد وہ ایک بڑا سا سیاہ بیگ لئے وہاں آیا اور آغا جان نے وہ بیگ اس سے لے کر گیتی آراء کی

سمت بڑھاتے ہوئے کہا،

بیٹا ! گیتی ! یہ ہماری طرف سے تمہارے لئے چھوٹا سا تحفہ۔

وہ شرمندہ سی ہو کر انہیں منع کرنا چاہتی تھی اور شائد اس کے تاثرات سے انہیں اس کی سوچ کا اندازہ ہو گیا تھا تبھی اسے ٹوکتے ہوئے کہا،

جب بڑے کچھ دیتے ہیں تو منع نہیں کرتے۔

کہتے ہوئے اس کے جھکے سر پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا اس کا دل ایک مرتبہ پھر گداز ہو گیا اور اسی احساس سے اس کی خوبصورت آنکھیں نم سی ہو گئیں، نیہا اس کی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہی تھی اس لئے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

لے لو گیتی ! آغا جان کبھی کبھی اور کسی کسی پر ہی اس طرح مہربان ہوتے ہیں.

اس کی شرارت پر وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی جب کہ انہوں نے اسے تنبیہا" دیکھا تھا ، گیتی نے عقیدت سے ان کا دیا گفٹ تھام لیا انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا پھر وہ دونوں ان کو الوداع کہتی واپسی کی راہ ہولیں جب کہ یہاں آتے وقت وہ جتنی پریشان اور خوفزدہ تھی آغا جان کی پر شفقت شخصیت کے اثر نے اس کا ڈر

خوف جیسے ہوا میں تحلیل کر کے اس کا وجود ہلکا پھلکا کر دیا تھا۔

گھر آنے کے بعد وہ کچھ دیر نیہا کے ساتھ بیٹھی پھر نیہا کے پاس کسی کی کال آئی تو وہ اٹھ کر اپنے بیڈروم میں آگئی ساتھ ہی آغا جان کا دیا تحفہ بھی اٹھا لائی ۔ فریش ہونے کے بعد اس نے عشاء کی نماز پڑھی پھر بیڈ پر آ بیٹھی ۔ سامنے رکھا بڑا سا سیاہ شاپنگ بیگ اپنی جانب کھسکایا ۔ آغا جان کا مشفق انداز یاد آتے ہی اس کے گداز ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی ۔ اس نے احتیاط سے وہ سیاہ بیگ کھولنا شروع کیا ، اپنے حجم اور ساخت سے وہ کوئی وال ہینگنگ لگ رہی تھی اس نے احتیاط سے تہیں ہٹائیں اور ایک خوشنما اور خوبصورت انداز میں کی گئی خطاطی کی شکل میں قران کی وہ خوبصورت آیت اس کی نظروں کے سامنے تھی،

فَبِاَيِّ آلاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ :

خوبصورتی سے کی گئی خطاطی نے اس کی توجہ کھینچ لی ، سورہ رحمن جس کو پڑھنے سے دل پاک صاف ہو جاتا ہے اور خصوصیت سے یہ آیت انسان کو یہ یاد دلاتی ہے کہ اللہ کی ذات اس قدر رحمن ہے کہ اس پاک ذات نے انسان کو اس قدر نعمتوں سے نوازا ہے

جس کا تصور بھی کسی ذی روح کے پاس نہیں ہے پھر وہ نعمت چاہے دنیاوی ہو یا دینوی ،ذہنی ہو یا جسمانی ،بڑی ہو یا چھوٹی ۔انسان کے پاس اس کا تصور ہی نہیں ہے کہ وہ ان نعمتوں کا شمار کر سکے اور نہ ہی انسان کی اتنی حیثیت ہے کہ وہ اس ذات کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کر سکے اس کے باوجود ہر لمحہ ہر پل شکر گذاری میں گذار دے کہ رحمن نے اسے کتنی ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے۔خوبصورتی سے لکھی آیت کو دیکھتے ہوئے وہ یہی سب سوچ رہی تھی اور تبھی اس کی نظر کونے میں پینٹ ہوئے نام پر جم گئی ،وہ نام دیکھ کر چونک گئی اور تبھی دروازہ ناک کر کے نیہا اندر آگئی اور اسے جاگتا دیکھ کر آگے بڑھ آئی،

تم سوئی نہیں ابھی تک؟

اس کی آہٹ اور آواز پر اس نے چہرہ اونچا کر کے اسے دیکھا جب کہ نیہا کی نظر بیڈ پر رکھی بڑی سی کیلی گرافی کی صورت میں خوبصورتی سے لکھی آیت پر پڑی تو اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ گہری ہو گئی اور اس کہ ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا،

بیوٹی فل!!!

اس کے انداز پر وہ مسکرائی جب کہ نیہا اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولی،

مجھے اسی وقت اندازہ ہو گیا تھا کہ آغا جان نے یقیناً اپنی بنائی ہوئی کیلی گرافی تمہیں گفٹ کی ہو گی۔

اس کے انداز پر وہ جو خود بھی خوبصورتی سے کی گئی کیلی گرافی پر نظریں جمائے ہوئی تھی چونک کر نیہا کو دیکھنے لگی اور پوچھا،

کیا آغا جان یہ کیلی گرافی کرتے ہیں؟

اس کی حیرانی پر نیہا نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا جب کہ وہ اپنی حیرت کو الفاظ دیتے ہوئے بولی،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہارا مطلب ہے آغا جان ہی G-عبداللہ ہیں

اس نے آغا جان کا وہ نام دہرایا جس نام سے وہ مشہور تھے ۔اس کے لئے بھی یہ نام نیا نہیں تھا کہ اس کے بابا بھی آغا جان کے نہ صرف بڑے قدر دانوں میں سے تھے بلکہ ان کی شخصیت اور ان کی بنائی گئی کیلی گرافی کے مداح بھی تھے ۔وہ کھوئی کھوئی سی اس کیلی گرافی پر نظریں جمائے ہوئے تھی اسے وہ دن اچھی طرح یاد تھا جب اس کے بابا نے اس کے لئے G۔عبداللہ کی بنائی ہوئی کیلی گرافی آرڈر کی تھی مگر شارٹ ہونے کی

وجہ سے انہیں مل نہیں سکی تھی، پھر انہوں نے پرسنل ریکویسٹ کر کے اس کے لئے خاص طور پر ان سے کہہ کر اس کے لئے بنوائی تھی ۔ وہ کھوئی کھوئی سی ماضی کے جھروکوں میں جھانک رہی تھی جب کہ نیہا اپنی دھن میں اسے بتا رہی تھی،

آغا جان کسی کو بھی اس طرح اپنی بنائی ہوئی کیلی گرافی نہیں دیتے ان کی کیلی گرافیز کی تو دنیا بھر میں ایگزیبیشنز لگتیں ہیں لوگ منہ مانگا حدیہ دے کر ان کی یہ قیمتی کیلی گرافیز خریدتے ہیں تم تو لکی ہو کہ انہوں نے تم پر خاص نظر کرم کی اور تمہیں خود بخود ان کی نادر نایاب کیلی گرافی گفٹ کے طور پر مل گئی۔

وہ کہتے ہوئے مسکرا بھی رہی تھی اور اس طرح بات کرتے کرتے اس نے وہ بڑا سا بھاری لکڑی کا فریم اٹھا کر سامنے خالی دیوار پر لگا دیا اتنی لمبی بات کے جواب میں بھی گیتی آراء خاموش رہی تو اس نے چہرہ گھما کر اس کو دیکھا اس کے حسین مگر حزین چہرے پر حزن کے رنگ چھائے ہوئے تھے ، نیہا نے فکر مندی سے اس کو پکارا،

گیتی ! کیا ہوا کہاں کھو گئیں؟

جواب میں وہ جیسے خواب سے جاگی اور افسردہ مسکراہٹ کے زیر اثر جواب میں کہا،

میں جانتی ہوں یہ کتنی قیمتی ہے اور یہ بھی جانتی ہوں جس نے اسے تخلیق کیا ہے وہ انسان بھی بہت اہم ہے۔

نیہا نے حیرانی سے اسے دیکھا جب کہ وہ اسی کیفیت میں گھری کھوئے کھوئے انداز میں بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

بالکل ایسی ہی کیلی گرافی میرے بیڈروم میں لگی ہوئی ہے جو میں نے بابا سے کہہ کر منگوائی تھی اور جو شارٹ ہونے کی وجہ سے بابا نے آغا جان سے پرسنل ریکویسٹ کر کے بنوائی تھی ۔

کہتے ہوئے وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی جب کہ نیہا نے تاسف سے اسے دیکھا وہ اپنوں کی دھتکاری ہوئی ،زمانے کے سرد و گرم سہتی ہوئی بظاہر نرم نازک وجود مگر حقیقتاً مضبوط اعصاب کی حامل ایک مضبوط لڑکی تھی ۔اس نے کچھ نہیں کہا بس اس کے نازک شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے خاموش تسلی دی کہ سب ٹھیک ہو جائے گا ، گیتی نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا تو اس نے کہا،

یار گیتی !اس طرح مت کرو ورنہ مجھے تمہاری فکر رہے گی۔

اس کی فکر مند آواز پر وہ بمشکل سنبھلی کچھ بھی تھا وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی، اگر کوئی آپ کا کڑے وقت میں ساتھ دے ، ہمت بندھائے تو اس کے جواب میں بار بار پریشان ہو کر اسے دکھانا اپنے مددگار کو شرمندہ کرنے کے مترادف ہے اس لئے اس نے بھی اپنی یاسیت پر قابو پا کر قصدا "مسکرانے کی کوشش کی جب کہ اس کی خوبصورت مسکراہٹ پر نیہا کو یک گونہ اطمینان ہوا اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا،

That's like a good girl!

اس کے انداز پر وہ جھینپ کر مسکرا دی جب کہ نیہا کھلکھلا کر ہنس دی۔

آج اسے پھر وہی خواب دکھائی دیا تھا ، گھنا اندھیرا جنگل جس میں وہ بھاگ رہا تھا تیز بہت تیز،اس کا سانس پھول رہا تھا اور تنفس تیز تھا اور تبھی اسے ایک جانب ہلکا سا اجالا نظر آیا ، وہ اسی سمت بھاگتا چلا گیا جیسے جیسے اس اجالے کی سمت بڑھ رہا تھا وہ اجالا ایک وجود میں ڈھلتا جا رہا تھا اور پھر اس کے نزدیک پہنچ جانے پر وہ ایک مکمل وجود میں ڈھل گیا،خوبصورت عروسی لباس میں ملبوس وہ دلہن کے روپ میں ایک لڑکی تھی جس کا چہرہ واضح نہیں تھا مگر زرتار آنچل کی اوٹ سے اس کی آنکھیں نظر آ رہیں تھیں ۔سیاہ بھنورا سی آنکھیں جن پر گھنی پلکوں کی باڑھ سجی تھی ۔وہ اس کی جانب بڑھا حتی کے اس کے بالکل نزدیک پہنچ گیا اور تبھی اس خوبصورت آنکھوں والی نے اس کی سمت دیکھا مگر ان خوبصورت رنگوں سے سجی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور یکایک وہ آنسوؤں کی جگہ سرخ خون بہنے لگا یکایک اسے اپنے دل پر بے تحاشا بوجھ محسوس ہونے لگا جیسے کسی کا خون اس کی گردن پر ہو ۔وہ نفرت سے اسے دیکھ رہی تھی خوبصورت آنکھوں سے جیسے نفرت کی چنگاریاں نکل رہیں تھیں ، اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے وہ نفرت کی چنگاریاں اس کے لئے ہوں اور وہ اس کے وجود کو جلا کر بھسم کر دیں گی ، اسے ان آنکھوں میں اپنے لئے نفرت ہی نفرت دکھائی دی ، اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو چھونا چاہا مگر اس نے نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹک دیا

اور ایک دم اس کی نظروں سے اوجھل ہو کر وہ وجود ہوا میں تحلیل ہو گیا۔اس نے اونچی آواز میں اسے پکارا اور پھر اچانک اس کی آنکھ کھل گئی ۔ وہ تیز تیز سانس لیتا اٹھ بیٹھا اور اپنے حواس قابو میں کرنے کی کوشش کرتا رہا ۔چند منٹ بعد حواس بحال ہوئے اور سانسیں اعتدال میں آئیں تو اس نے ارد گرد نظریں دوڑائیں وہ اپنے آرام دہ اور عالیشان بیڈ روم میں تھا ۔اس نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنی مضبوط انگلیاں اپنے گھنے بالوں میں پھنسا لیں،چند منٹ اسی طرح بیٹھا رہا پھر بیڈ سے اتر آیا،آج کا خواب پوری حسیات کے ساتھ اس کے ذہن کے پردے پر تازہ تھا؛ مگر آج ایک عجیب بات ہوئی تھی آج وہ چہرہ واضح تھا اور وہ چہرہ گیتی آراء کا چہرہ تھا ۔اسے نجانے کیوں حیرت نہیں ہوئی ۔اس نے ان چند مہینوں میں اسے بے حد اور بے حساب سوچا تھا کہ اس کا عکس پوری جزئیات کے ساتھ اس کے دل و دماغ پر نقش تھا لیکن اس کے خیال کے ساتھ اسے بے طرح بے چینی نے گھیر لیا ، اسے اپنے روشن ہوادار کمرے میں گھٹن کا احساس ہونے لگا ،وہ اتنا بے چین ہوا کہ اس کا تنفس تیز ہو گیا ۔کچھ دیر وہ اسی طرح وہیں کھڑا گہرے گہرے سانس لیتا رہا اور اپنے اوپر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا تبھی اس کی نظر وال کلاک پر پڑی اور اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا پھر نجانے کیا سوچ کر اس کے قدم خود بخود واش روم کی سمت اٹھ گئے اور پھر نجانے کتنے عرصے بعد اس نے

وضو کیا، وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ٹھیک کر بھی رہا ہے یا نہیں مگر وہ وضو کرتا رہا اس کے بعد وہ باہر آیا گھر میں کوئی جائے نماز نہیں تھی اس نے ایک صاف بیڈ شیٹ کو بچھا کر جائے نماز کے طور پر استعمال کرتے ہوئے تہجد کی نیت باندھ لی اور اسی طرح اس نے نماز مکمل کر لی اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ، رہ رہ کر اپنی کوتاہیاں یاد آ رہیں تھیں ساتھ ساتھ کسی معصوم وجود کے ساتھ کی گئی زیادتی کا خیال دل میں کسی تیر کی طرح گڑا تھا ۔ وہ اس کی خیر اور سلامتی کی دعا مانگتا اللہ کے حضور گڑگڑا رہا تھا کہتے ہیں جب آپ بے بس ہوں اور کوئی راہ سجھائی نہ دے تو دعا ہی ایک ایسا عمل ہے جو طاقت اور ہمت دیتا ہے اور بگڑے کام خود بخود بنتے چلے جاتے ہیں ۔ اس کو دعا مانگتے نجانے کتنا وقت بیتا تھا ، اس کے دل کو آہستہ آہستہ سکون آتا گیا جیسے وہ سکون اللہ کی طرف سے اسے ودیعت کر دیا گیا ہو ۔ وہ آہستہ آہستہ حالت سکون میں آتا گیا اور پھر بالکل پر سکون ہو گیا۔ پھر آہستگی سے اٹھا اور جائے نماز طے کر کے ٹیبل پر رکھ دی ، سگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر اٹھا کر باہر بالکونی میں نکل آیا، باہر سڑک پر رات کے اس پہر بھی ٹریفک رواں دواں تھا اور سمندر کے کنارے بسا شہر دوبئی ایک سحر انگیز منظر پیش کر رہا تھا۔ روشنیوں میں ڈوبی اونچی لمبی بلڈنگز رات کے اس پہر بھی خوبصورت اور خوابناک لگ رہیں تھیں ۔۔ اس وقت بھی سوچتے

ہوئے اس نے پیکٹ سے سیگریٹ نکال لیا پھر لائٹر کی مدد سے سلگا کر لبوں میں دبالیا ، ایک گہرا کش لے کر دھواں فضا کے سپرد کرتے ہوئے نگاہیں سامنے رواں ٹریفک پر جمادیں ، وہ کئی ہفتوں سے بلکہ چند مہینوں سے دبئی میں مقیم تھا ،اس کا دل اپنے شہر سے جیسے اچاٹ ہو گیا تھا ،دل کو کسی پل قرار نہیں تھا ، کسی کام کسی ایکٹوٹی میں دل نہیں لگتا تھا حتی کہ وہ اپنے سر کل کے لوگوں سے بھی کٹ گیا تھا ۔رہ رہ کر وہ گھنی پلکوں والی سیاہ بھنورا سی آنکھیں تصور میں آکر بے چین کرتیں تھیں ۔اس کا سارا روٹین اپ سیٹ ہو گیا تھا ۔ان خوبصورت آنکھوں نے دل پر ایسی نقب لگائی کہ وہ بے بس ہو گیا تھا ۔اس نے اس احساس کو جھٹکنے کی لاکھ کوشش کی مگر ایسا کر نہیں سکا اور پھر دھیرے دھیرے اسے اپنی یہ کیفیت مزہ دینے لگی ، دھیمی دھیمی لودیتی کیفیئت ، دھیرے دھیرے سلگتی کیفیئت ۔اسے اس خوبصورت اور معصوم چہرے والی کے تصور سے باتیں کرنا اچھا لگنے لگا ،اس کے حسین چہرے کے نقوش بنانا اور بنا کر مٹانا اسے مزہ دینے لگا ۔وہ اپنی اس کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھا جو اسے بے بس کئے دے رہی تھی مگر جب اس پر حقیقت کا ادراک ہوا کہ وہ اسی جذبے کا اسیر ہے جسے حرف عام میں محبت کہتے ہیں تو حیران رہ گیا ۔کہاں وہ اس خوبصورت جذبے سے ناآشنا ، ان لوگوں کا مذاق اڑانے والا جو اس جذبے کا دم بھرتے تھے اور اب کہاں خود وہ اسی راہ کا

مسافر بن بیٹھا تھا جب کہ محبت جسے وہ خرافات کہتا تھا اس کے بارے میں تو اس نے کبھی سوچا ہی نہ تھا ،نہ ہی وقت ملا اور نہ ہی ایسا کوئی موقع آیا ۔آج تک تو اس کے ہی نجانے کتنے طلب گار تھے اور اب وہ جس کا طلب گار تھا وہ اس کی پہنچ سے دور تھی ۔ اسے رہ رہ کر اس کی فکر ستاتی ،اس کے اپنوں نے جس طرح اسے اپنی زندگیوں سے بے دخل کر دیا تھا ان کی بے حسی یاد کر کے اس کا دل کڑھا تھا مگر اس سب کا ذمے دار بھی وہی تھا ۔اس کی یاد اس کی فکر نے اسے اس قدر بے چین کئے رکھا تھا کہ وہ اس تلاش میں پورے شہر میں دربدر مارا مارا پھرا تھا لیکن اس کو نہ ملنا تھا نہ ملی ، نجانے اس کو اتنی بے چینیاں بخش کے خود کہاں چھپی بیٹھی تھی یا پھر قدرت اس کے ضبط کا امتحان لے رہی تھی ۔اپنی اس دیوانوں سی حالت جس کو باقی سب بھی نوٹ کرنے لگے تھے سے گھبرا کر وہ یہاں آگیا تھا کہ اپنی اس کیفیت کا پتہ وہ کسی کو بھی نہیں لگنے دینا چاہتا تھا۔حیدر اس سے ناراض ہو کر اسٹیٹس چلا گیا تھا اور وہ چاہ کے بھی اس کی ناراضگی ختم نہیں کر پا رہا تھا ۔اسکی نظریں اس وقت بھی بظاہر ٹریفک پر تھیں لیکن سوچ کا پنچھی کہیں اور پرواز کر رہا تھا ۔سوچوں میں اس وقت بھی وہ معصوم چہرہ لہرا رہا تھا ۔اسے سوچتے ہوئے اسی مانوس کیفیت نے اس کی ذات کا احاطہ کر لیا تھا ۔رات کے اس پہر اسے سوچنا اس پر عجیب سی سرور بخش کیفیت طاری کر رہا تھا ۔اس کے

خوبصورت نقوش بنانا اور بنا کے مٹانا اچھا لگ رہا تھا ،اس کے تصور نے اسے عجیب سے سکون سے ہمکنار کر دیا تھا ۔اس کی دلکش آنکھوں میں خوبصورت سا تاثر ٹھہرا تھا ، سوچ کے پردے پر وہ خوبصورت سہما سہما چہرہ لہرا رہا تھا ،خوف سے لرزتی ،اٹھتی جھکتی گھنی پلکیں جن میں اس کا دل اٹک گیا تھا ۔اس خوبصورت تصور سے باتیں کرتے اس کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی ، تبھی اس کی نظر آسمان پر موجود سیاہ بادلوں سے جھانکتے اولین راتوں کے چاند پر پڑیں اور کئی سال پہلے کی پڑھی غزل اس کے ذہن میں آ گئ

پورا دکھ اور آدھا چاند

ہجر کی شب اور ایسا چاند

کتنے گھنے بادل کے پیچھے

کتنا تنہا ہو گا چاند،

رات کے شائد ایک بجے ہیں

سوتا ہو گا میرا چاند

شاعری پروین شاکر

اس نے زیر لب پڑھتے ہوئے ایک گہرا سانس لیا ،وجود پر پھر وہی بے چینی چھانے لگی جواب سے کچھ دیر پہلے اسے اپنے حصار میں لئے ہوئے تھی ،اس نے سگریٹ کا ایک گہرا کش لیا اور بے چینی سے لمبی کانکریٹ کی بالکونی میں چکر لگانے لگا ۔دلکش گھنی پلکوں والی سحر انگیز آنکھوں میں تفکر اور پریشانی کے رنگ لہرا گئے اس کے دل سے بے ساختہ اس کی خیر اور سلامتی کے لئے دعا نکلی تھی اور پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شام میں وہ فریش ہونے کے بعد چائے کا کپ تھامے لان میں نکل آئی تھی کہ موسم کی رعنائی اپنے عروج پر تھی، دھیرے دھیرے چہل قدمی کے سے انداز میں چلتی اپنے

مخصوص پسندیدہ گوشے کی سمت آ گئی اتنے ہفتے گذرنے کے باوجود آج بھی اس لان کی خوبصورتی اسے مسحور کر دیتی تھی پنجرے میں آج بھی پرندے موجود تھے اور وہ ان پر نظریں جمائے ہوئے تھی اور اپنی زندگی میں آنے والی تبدیلیوں کے بارے میں سوچ رہی تھی دن کا یہ حصہ اس کا اکثر تنہا ہی گذرتا تھا کہ شام کے وقت انکل آنٹی کی اپنی ہی کوئی مصروفیت ہوتی تھی جب کہ نیہا اپنے بزی شیڈول میں سے وقت دیتی تھی مگر اس کے دوستوں کو اب اس سے شکایت ہونے لگی تھی کہ وہ انہیں وقت نہیں دیتی اسی لئے گیتی نے ہی اسے زبردستی اسے گیدرنگز میں جانے کو کہا تھا وہ راضی تو نہیں تھی لیکن گیتی نے اس کو سمجھا ہی لیا تھا صبح کے ٹائم تو اس کا صنوبر آنٹی کے اسکول میں چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کے ساتھ رنگوں میں گھر کر گذر جاتا تھا اور وہ وقت اس کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں تھا رنگوں میں گھر کر ان معصوم بچوں کے ساتھ وہ اپنا غم بھولنے لگتی تھی یہ چند گھنٹے اس کے لئے نجات دہندہ ہی تھے نیہا کے کہنے پر اس نے جاب شروع کی تھی اور پھر چند دنوں میں وہ اس روٹین کی عادی ہو گئی تھی مگر گھر والوں کی یاد آتی تو دل میں ٹیس سی اٹھتی تھی۔جی چاہتا تھا کہ کسی طرح گھر والوں سے ملنے کی کوئی راہ نکل آئے مگر جس طرح اسے دھتکارا گیا تھا اپنی عزت نفس کو کچل کر وہ واپس بھی چلی جاتی تو کیا وہ سب اسے قبول کر لیتے مگر ان یادوں سے وہ چاہ کر بھی

چھٹکارہ نہیں پاسکتی تھی بلکہ شائد یہ یادیں ہی تھی جو اس کی زندگی کا سرمایہ تھیں یہی سب سوچتے ہوئے وہ اداس سی کھڑی پنجرے کی مضبوط گرل پر انگلیاں پھیر رہی تھی ڈھلتی خوبصورت شام کی خوبصورتی بھی اس کی اداسی کو ختم نہیں کر سکی تھی وہ ان پرندوں کو دیکھ رہی تھی جو اس بڑے سے پنجرے میں پھدکتے پھر رہے تھے وہ ان پر نظریں جمائے ارد گرد سے بے نیاز آہستہ آواز میں ان سے مخاطب تھی اس کی خوبصورت آواز ارد گرد کے ماحول میں پھیل کر ماحول کو مزید سوگوار بنا رہی تھی

تم سب کو دیکھ کر نجانے کیوں مجھے اپنا خیال آتا ہے مجھے اچھا نہیں لگتا کہ تم سب کو اس طرح پنجرے میں قید کر دیا گیا ہے میرے اختیار میں ہو تو میں یہ پنجرہ کھول دوں اور تم سب کو آزاد کر دوں لیکن ڈرتی ہوں اگر پنجرہ کھول دیا تو تم سب آزاد تو ہو جاؤ گے مگر اس کے بعد تم سب اس دنیا کے رحم و کرم پر ہو گے کیسے کرو گے اس ظالم دنیا کا مقابلہ تمہارے لئے باہر کی دنیا بالکل بھی محفوظ نہیں ہے نجانے کون کہاں گھات لگائے بیٹھا ہو اور جانتے ہو تمہیں دیکھ کر مجھے اپنا خیال کیوں آتا ہے بظاہر میں آزاد ہوں مگر حقیقتاً قید ہوں اور بالفرض محال رہائی مل بھی گئی تو پھر یہ دنیا بالکل بھی میرے لئے محفوظ نہیں ہو گی میں کہاں جاؤں گی کیا کروں گی.

وہ اسی طرح خود کلامی کے سے انداز میں لوہے کی مضبوط گرل سے اپنی پیشانی ٹکائے بول رہی تھی تبھی ایک انجانے احساس نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا دل نجانے کیوں بے حد زور سے دھڑکا اور اسی احساس میں گھری وہ پلٹی اور سامنے دیکھ کر ساکت رہ گئی

اس نے کئی مہینوں بعد یہاں کا رخ کیا تھا ،اب تو دنوں کا حساب ہی بمشکل رکھ پاتا تھا کہ اس رونما ہوئے واقعے نے اس کی سوچ کیا پوری ہستی ہی بدل دی تھی ۔ آنکھیں بند کرتا تو دو وحشت زدہ ہرنی جیسی آنکھیں تصور کے پردوں پر لہرا جاتیں اور اسے بھی وحشت زدہ کر دیتیں ۔ دل پر جیسے وہ خوبصورت آنکھیں نقش ہو گئیں تھیں ۔ اس خود فراموشی کے عالم میں وہ دنیا سے تو کیا خود اپنے آپ سے بھی بے گانہ ہو گیا تھا ۔ پہلے جو ایک احساس جرم تھا اب ایک انوکھے اور خوبصورت احساس میں تبدیل ہو کر ایک حسین احساس سے دوچار کر گیا تھا ۔ وہ اسے ڈھونڈنے کی جستجو میں تھا اور یہی سوچ کہ وہ اس کی قسمت کا ستارہ ہے اور اسے ہی ملنا ہے اس کی اس تگ و دو کا باعث تھی ۔ چوکیدار نے اس کی سیاہ ویگو پہچان کر گیٹ پورا کھول دیا وہ گاڑی اندر لے آیا اور گاڑی سے باہر آکر چاروں جانب نگاہ گھمائی اور ایک گہرا سانس لے کر گاڑی کا دروازہ

بند کر کے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا پورچ کے راستے اندر کی جانب بڑھا اور پھر لان کے آخری کنارے پر ایک انجانے وجود کو دیکھ کر وہیں ٹھٹھک گیا۔اس کی جانب اس کی پشت تھی ،وہ جو کوئی بھی تھی وہ یقیناً اسے نہیں جانتا تھا۔اس کا بڑا سا کاٹن کا گلابی دوپٹہ سر سے ڈھلک کر شانوں پر پڑا تھا اور لمبے گھنے سیاہ سلکی بالوں کا آبشار پشت پر پھیلا تھا۔وہ سوچتے ہوئے آگے بڑھ آیا کہ اتنے لمبے گھنے سیاہ اور سلکی بال اس گھر میں تو کسی کے بھی نہیں تھے تو پھر وہ کون تھی جس کے اتنے خوبصورت بال تھے ۔وہ اپنے تجسس کے ہاتھوں یا پھر کسی ان جانی طاقت کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک ان دیکھی ڈور سے بندھا اس سمت بڑھتا چلا گیا۔جیسے جیسے اس وجود سے نزدیک ہوتا جارہا تھا دل کی دھڑکن بڑھتی جارہی تھی اسی انجانے احساس نے اسے لپیٹ میں لے لیا تھا جو اسے پچھلے کئی دنوں سے گھیرے ہوئے تھا۔نزدیک پہنچنے پر اس کی دھیمی مگر خوبصورت آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ ٹھٹھکا ،یہ آواز اسے سنی سنی سی لگی۔ وہ الجھی نظروں سے اس کی سمت دیکھ رہا تھا اور شائد اس کی نظروں کا ارتکاز ہی تھا کہ وہ پلٹی مگر اس کے پلٹتے ہی جہاں وہ چونکا وہیں اس کی خوبصورت آنکھوں میں پہچان کے رنگ لہرا گئے ھریکا یک وہ پہچان کے رنگ حیرانی میں تبدیل ہوئے اور پھر ان خوبصورت آنکھوں میں خوف وہراس کے رنگ لہرا گئے۔وہ ایک ٹرانس کی کیفیت

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں اس کی جانب بڑھا اور وہ ایک دم خوفزدہ ہو کر اندر کی سمت دوڑ گئی ۔ وہ حیران ہوا پھر ایک نظر اس سمت ڈالی جس سمت سے وہ گئی تھی, عادتاً" اپنی انگلیاں اپنے گھنے بالوں میں پھنسالیں وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اس کا وہم ہے یا حقیقت ۔اس نے پھر اس طرف نظریں ڈالیں جہاں سے وہ گئی تھی مگر اب وہاں کوئی نہیں تھا بس ایک انجانا احساس تھا جس نے اس کے وجود کو اور اس فضا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا ۔اس نے ایک گہرا سانس لیا اور لان چیئر پر بیٹھ گیا مگر سوچیں ابھی بھی اس کے ذہن میں چکرا رہیں تھیں ۔ جس کے تصور نے اسے اتنے دن بے چین کئے رکھا اور جس کے خیال نے اسے راتوں کو جگائے رکھا یہی نہیں بلکہ اپنے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا تھا اور پھر اسے اپنی یہ کیفیت بھی اچھی لگنے لگی تھی اور اس کے تصور سے باتیں کرنا اور اسے سوچنا بھی اچھا لگنے لگا تھا.اس لمحے اسے سامنے دیکھ کر جیسے اس کے دل کو ایک گونہ سکون مل گیا جیسے اس کی اتنے مہینوں کی تلاش ختم ہو گئی لیکن اس کو یہ حیرانی تھی کہ وہ یہاں تک کیسے پہنچی ۔اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی اور آنکھیں موندلیں ۔ وہ ابھی یقین اور بے یقینی کے درمیان پھنسا فیصلہ ل ہیں کر پا رہا تھا کہ وہ حقیقت میں اس کے سامنے موجود تھی یا پھر یہ ہمیشہ کی طرح اس کا وہم تھا,وہ کافی دیر اپنی سوچوں میں گم اسی طرح بیٹھا رہا کہ نیہا کی تیز آواز اسے اپنے خیالوں کی دنیا سے واپس کھینچ لائی ،

اس نے اپنے نام کی پکار پر اپنی مخمور ، سحر انگیز شربتی آنکھیں کھول کر نیہا کو دیکھا جو جوش اور خوشی سے اس کو پکارتی اس سمت بڑھ آئی تھی جہاں وہ بیٹھا تھا جب کہ اس کے ہونٹوں پر بھولی بھٹکی مسکراہٹ لہرائی تھی ،وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھی،

سالار گردیزی !!!تم !!!تم کہاں غائب ہو گئے تھے اتنے دن سے کہاں تھے اور واپس کب آئے۔

اتنے سارے سوالات کے جواب میں اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی،

اتنے مہینوں میں بھی کوئی تبدیلی نہیں آئی تم اب بھی ویسی ہی ہو۔

اس کی بات پر اس نے اپنی آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور حیرانی سے پوچھا،

کیا مطلب؟

جواب میں وہ مخصوص دلکش مسکراہٹ کے ساتھ بولا،

مطلب ایک ہی سانس میں اتنے سوال کرنے والی۔

اس کے شرارتی انداز پر وہ منہ بنا کر بولی،

Very funny!!!

جواب میں وہ اسی انداز میں بولا تھا

No I am serious

نجانے کیوں اس کا موڈ ایک دم خوشگوار ہو گیا تھا جس کی وجہ صرف وہی جانتا مگر ابھی بھی ذرا سی بے چینی تھی کہ وہ وہی تھی یا اس کا وہم جب کہ نیہا اس سے کہہ رہی تھی،

اچھا یہ سب چھوڑو یہ بتاؤ اتنے دن کہاں تھے بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہو گا کہ کہاں غائب ہو گئے تھے۔

اس کی بات کے جواب میں اس نے پر سوچ انداز میں کہا،

اپنی تلاش میں نکلا تھا۔

اس کا انداز خود کلامی کا سا تھا جب کہ نیہا نے نہ سمجھنے والے انداز میں دیکھا اور پوچھا،

کیا؟؟؟

اس کے ایک دم پوچھنے پر وہ حواسوں میں واپس لوٹا اور کہا،

کچھ نہیں یار ! میرا پتہ تو ہے تمہیں جب موڈ ہو آوارہ گردی کرنے نکل جاتا ہوں۔

اس نے اپنی انگلیاں پھر بالوں میں پھنسائیں جب کہ نیہا نے بغور اس کو دیکھا اور کہا،

مگر اس مرتبہ مجھے تم کچھ بدلے بدلے لگ رہے ہو۔

اس کے ٹھیک اندازے پر وہ چونکا اور بے ساختہ اپنے خوبرو چہرے پر ہاتھ پھیرا جیسے لاشعوری طور پر اپنے چہرے سے اپنی اندرونی کیفیت کے آثار مٹانے چاہ رہا ہو مگر وہ اسی طرح اسے دیکھتی رہی تو اس کی توجہ اپنے اوپر سے ہٹانے کی خاطر بولا،

اتنے دن بعد میں آیا ہوں کوئی چائے کافی نہیں پوچھو گی۔

اس کی بات کے جواب میں نیہا نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چائے کافی نہیں اب تم کھانا کھا کر جانا۔

وہ نجانے کیوں ہمیشہ کی طرح منع نہیں کر پایا ،ایک نظر رہائشی حصے پر ڈال کر سر اثبات میں ہلا دیا پھر اس کے ساتھ اندر بڑھتے ہوئے پوچھ لیا جو وہ اتنی دیر سے پوچھنا چاہ رہا تھا،

نیہا ! گھر میں کوئی مہمان آئے ہوئے ہیں؟

اس کے پوچھنے پر اس نے کہا،

نہیں تو!

پھر اس کی سمت دیکھتے ہوئے پوچھا،

تم کیوں پوچھ رہے ہو؟

اس کے پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ چلتا ہوا لاؤنج میں آ کر بیٹھ گیا غیر ارادی نظر ارد گرد ڈالی مگر کوئی نظر نہ آیا جب کہ نیہا نے اسے ادھر ادھر دیکھتا پا کر پوچھ لیا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کس کو ڈھونڈ رہے ہو؟

وہ ایک دم سنبھلا تھا اور اپنی بے چینی پر بمشکل قابو پا کر کہا،

انکل آنٹی کہاں ہیں؟

وہ اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی،

آج بھی کسی پارٹی میں انوائٹڈ ہیں میں بھی کلب گئی تھی لیکن وہاں اتنی بوریت ہوئی کہ واپس آ گئی۔

اس کے انداز پر وہ مسکرایا اس کے بعد وہ اس سے بزنس کی ڈیٹیلز ڈسکس کرتا رہا لیکن

دل کو عجیب سی بے چینی لگی تھی.جی چاہ رہا تھا کہ گھر کا ایک ایک کونہ چھان مارے اور گوہر مقصود ڈھونڈ نکالے مجبوراً دل پہ جبر کئے بیٹھا رہا لیکن دل اتنا بے چین ہوا کہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ۔اس کے اس طرح اچانک اٹھ جانے پر نیہا نے حیران نظروں سے اسے دیکھا پھر اسی حیرانی کے زیر اثر پوچھ لیا،

کیا ہوا ؟بیٹھو نا!

جواب میں اس نے ایک نظر اندرونی حصے پر ڈالی اور کہا،

میرا خیال ہے میں چلتا ہوں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب میں وہ مزید حیران ہو کر بولی،

ابھی تو آئے ہو اور پھر تم تو کہہ رہے تھے کہ ڈنر کر کے جاؤ گے۔

اس کی حیرانی کے جواب میں وہ اسی الجھے الجھے انداز میں بولا،

نہیں یار پھر کبھی صحیح۔

وہ کہتا ہوا باہر نکل گیا جب کہ نیہا محض کندھے اچکا کر رہ گئی ،جانتی تھی کہ وہ ایسا ہی ہے اس کے بارے میں کوئی بھی پیشن گوئی کرنا ذرا مشکل ہی تھا اور اب بھی ایسا ہی ہوا

تھا وہ بغیر اسے موقع دیئے وہاں سے چلا گیا تھا۔

وہ پریشانی سے کمرے میں چکر لگا رہی تھی اور اسی تیزی سے اس کا ذہن بھی چکرا رہا تھا ۔سوچیں تھیں کہ کسی ناگ کی طرح پھن پھیلائے اس کے سامنے کھڑی اور اب کیا ہو گا کا بڑا بڑا سوالیہ نشان اس کے ذہن کے پردے پر جھلملا رہا تھا اور وہ ایک خوف کے عالم میں | مسلسل یہی سوچ جا رہی تھی کہ اگر سالار گردیزی کا تعلق اس گھر یا اس گھر کے مکینوں سے ہوا تو وہ کیا کرے گی اس کا یہاں رہنا مشکل ہو جائے گا کہ نیہا قطعاً ناواقف تھی کہ گیتی آراء کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس کا ذمے دار سالار گردیزی اور نہ ہی اس نے کوئی نام اس کے سامنے لیا تھا مگر اب اس کی یہاں موجودگی یہی ظاہر کر رہی تھی کہ اس کا تعلق یقیناً نیہا کی فیملی سے ہے اور اگر اس نے نیہا کے سامنے اصلیت بتا دی تو کیا ہو گا ؟ کیا نیہا تب بھی اس کا ساتھ دے گی یا پھر اس کو ہی مورد الزام ٹھہرائے گی ،سوال ان گنت تھے مگر ان میں سے اس کے پاس جواب ایک کا بھی نہیں تھا۔

وہ ٹہلتے ٹہلتے تھک گئی،سوچوں سے گھبرا کر بیڈ پر گر سی گئی جب کہ اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرا لیا لیکن پھر اچانک نفی میں سر ہلاتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور خود کلامی

کے انداز میں بولی،

اس سے پہلے کہ وہ شخص میرے بارے میں کوئی بھی الٹی سیدھی بات نیہا یا انکل آنٹی سے کر کے انہیں بہکائے مجھے یہاں سے چلے جانا چاہیے ،میں اس کے کچھ بھی کہنے سے پہلے یہاں سے چلی جاؤں گی۔

وہ اسی طرح بیڈروم کے بیچوں بیچ کھڑی تھی جب دروازے پر دستک دے کر نیہا اندر چلی آئی اور اسے اس طرح کھڑے دیکھ کر چونک گئی ۔گیتی آراء کے چہرے پر خوف ،ہراس ، فکر ،تردد اور پریشانی کے رنگ پھیلے تھے ۔اس کے دستک دینے اور اندر آنے پر بھی نہیں چونکی جب نیہا نے اس کی پریشانی محسوس کر کے اسے پکار لیا،

گیتی آراء ! کیا ہوا ہے اتنی خوفزدہ کیوں ہو؟

اس کے پکارنے پر وہ جو اپنی سوچوں میں کھوئی تھی ایک دم ڈر سی گئی اور اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھا جب کہ نیہا اس کے خوفزدہ انداز پر ٹھٹھک سی گئی ،اس نے گیتی آراء کے نرم گداز ہاتھ جو ٹھنڈے ہو رہے تھے تھام کر کہا،

کیا ہوا ؟ تم اتنا ڈری ہوئی کیوں ہو؟

اس کے لہجے میں تشویش سی تھی گیتی آراءاس کے سوال کے جواب میں کچھ نہ کہہ سکی بس خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہی ، نیہا نے نرمی سے اس کا شانہ ہلایا تو وہ اپنے حواسوں میں لوٹی اور کہا،

ن نہیں چھوؤ مت مجھے۔

وحشت زدہ انداز میں کہتی ہوئی وہ جھٹکے سے پیچھے ہٹی جب نیہا نے اس کا ہاتھ نرمی سے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے کہا،

کیاہو گیا ہے گیتی !میں ہوں ؟کیا ہوا کس سے ڈر رہی ہو؟

اس کے احساس دلانے پر وہ شرمندہ سی ہوئی پھر اپنے اوپر بمشکل قابو پا کر کہا،

اے۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

کہتے ہوئے اپنے بالوں میں انگلیاں چلائیں جب کہ نیہا نے اسے بغور دیکھا اس کی نظریں محسوس کر کے وہ شرمندہ سی آواز میں بولی تھی،

اصل میں شام کا ٹائم ہے تو بس ایسے ہی دل اداس سا ہو گیا تھا اس لئے ایسا ہوا۔

اس نے نیہا سے زیادہ جیسے خود کو تسلی دی جب کہ نیہا نے فکر مندی سے پوچھا تھا،

Are you Sure?

اس نے بمشکل مسکرانے کی کوشش کی اور کہا،

بالکل!!

نیہا مطمئن تو نہیں ہوئی تھی اسی لئے جواباً کہا،

دل تو گھبرائے گا ہی ہر وقت کمرہ بند کئے یہاں بیٹھی رہتی ہو ، کتنا کہا تم سے میرے ساتھ کلب چلو مگر نہیں بھئی تمہاری نا بھی ہاں میں نہ بدلی ویسے لگتا نہیں ہے کہ تم اتنی ضدی ہو۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ عادت کے مطابق جلدی جلدی بول رہی تھی بات کے اختتام پر اپنی بڑی بڑی آنکھیں سکیڑ کر گیتی آراء کو شرارت سے دیکھا جب کہ لہجے سے بھی شرارت واضح تھی اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی ۔اس کے انداز پر گیتی آراء جھینپ سی گئی لیکن اس کو تسلی دینے کی خاطر کہا،

ایسا نہیں ہے نیہا بس وہ مجھے ہجوم اور لوگوں سے گھبراہٹ ہوتی ہے اس لئے۔۔۔

اس نے شرمندگی سے کہتے ہوئے سر جھکا لیا جیسے اس سب میں اس کی غلطی ہو جب

کہ اس کے انداز پر نیہا ہنس دی اور اس کا ہاتھ تھام کر کہا،

چلو مان لیا اور اب کھانا کھاتے ہیں۔

بیڈ روم سے باہر جانے کا سوچ کر اس کے وجود میں وہی انجانا سا خوف سرائیت کر گیا اور نا محسوس طریقے سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی جب کہ نیہا نے محسوس کر لیا کہ وہ خوفزدہ ہے مگر اس کی توجہ ہٹانے کی خاطر کہا،

کم آن ! صرف تمہاری وجہ سے اتنا اچھا buffet چھوڑ کر آئی ہوں۔

اس کے جواب میں بھی گیتی نے نفی میں سر ہلایا لیکن نیہا اسے لئے دروازے کی سمت بڑھ چکی تھی ۔ وہ اسے منع کرنا چاہتی تھی مگر کر نہ سکی حتیٰ کہ وہ اسے لے کر نیچے چلی آئی ۔ گیتی آراء کا دل معمول سے ہٹ کر تیز دھڑک رہا تھا ، اس کے ہر انداز سے خوف اور دہشت چھلک رہی تھی ۔ لاؤنج سے گذرتے چور نظروں سے ارد گرد دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا بس ایک انجانا سا احساس تھا جس نے اس کے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا جیسے کسی کی موجودگی کا احساس کوئی وہاں غیر موجود ہو کر بھی موجود تھا ۔ وہ اپنی اس کیفیت پر پریشان ہوتی نیہا کے ساتھ تھی ، اس سے پوچھ بھی نہیں سکتی تھی یہی سب سوچتی وہ خاموشی سے چلتی ڈائننگ ہال میں داخل ہو گئی مگر

وہاں بھی ان دونوں کے سوا کسی اور کو نہ پا کر دل کو قدرے اطمینان ہوا لیکن وہ پختہ ارادہ کر چکی تھی نیہا سے بات کرنے کا ۔اس کا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر تھا ، وہ اپنے رہنے کا انتظام کسی ہاسٹل میں کروا لے گی مگر اس شخص کا سامنا کبھی دوبارہ نہیں کرے گی انہیں سوچوں میں گم اس نے کھانا بھی برائے نام کھایا زیادہ تر نیہا ہی بولتی رہی وہ خاموشی سے سنتی اس کی بات کا جواب زیادہ تر ہاں ہوں میں دیتی رہی ۔ کھانے کے بعد وہ دونوں لاؤنج میں آ گئیں ، ملازمہ سے کافی کا کہہ کر نیہا نے LED پر موومی لگا دی اور اسے بھی ساتھ بٹھا لیا ۔وہ ساتھ بیٹھ تو گئی تھی مگر نیہا سے بات کرنے کے لئے ذہن میں الفاظ ترتیب دیتی پھر رک جاتی محض اس خوف سے کہ نیہا کیا سوچے گی کہ وہ اتنی احسان فراموش ہے مگر بات تو کرنی ہی تھی ۔ چند منٹ ایسے ہی گزر گئے یہی وقت مناسب تھا،اس نے ہمت جمع کر کے نیہا کو مخاطب کیا،

نیہا ! مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔

اور نیہا جو چینل سرچنگ میں مصروف تھی اس کے مخاطب کرنے پر چونکی اور والیوم ہلکا کرتے ہوئے پوچھا،

ہاں گیتی بولو !

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گیتی نے ہلکا سا کھنکھار کے کہا،

پلیز نیہا مجھے غلط مت سمجھنا میں بہت مجبور ہوں اس لئے تم سے یہ بات کر رہی ہوں۔

اس نے جیسے تمہید باندھی جب کہ نیہا اسے بغور سن رہی تھی ، گیتی نے ایک نظر اس پر ڈالی اور ایک گہرا سانس لے کر بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

اس کرائسز میں تم نے اور انکل آنٹی نے میرا جتنا ساتھ دیا ہے کسی نے نہیں دیا حتیٰ کے میرے اپنوں نے بھی نہیں تم سب میرے اپنوں سے بڑھ کر ہو گئے ہو لیکن اب میں مزید تم کو اور انکل آنٹی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی اس لئے میں نے سوچا ہے کہ میں اماں کی فرینڈ کے یہاں چلی جاؤں۔

بات کرتے کرتے وہ نیہا کے چہرے کے تاثرات بھی دیکھ رہی تھی جس پر پہلے حیرانی پھر تردد اور اب پریشانی اور افسوس نظر آرہا تھا جیسے اس کی بات سن کر اسے دھچکا پہنچا ہو ، وہ یہ سب ایکسپیکٹ نہ کر رہی ہو ۔ گیتی کو خود بھی افسوس تھا اسے اس کے تاثرات سے دکھ ہوا لیکن وہ بھی مجبور تھی ۔ اس نے بے شک نیہا کو سب بتا دیا تھا وہ اس کے بارے میں سب جان گئی تھی لیکن اس شخص کا نام مخفی تھا اس وقت نہ نیہا نے پوچھا اور نہ اس نے ضرورت محسوس کی لیکن اب جب کہ اس کا تعلق نیہا کی فیملی سے تھا کسی بھی

ناطے صحیح تو اس کا یہاں سے چلے جانا ہی مناسب تھا ۔ وہ اس شخص کا سامنا کبھی نہیں کرنا چاہتی تھی جس کا تصور ہی اسے صرف وحشت میں مبتلا کر دیتا تھا ، اس کی صورت دیکھ محض خوف کا احساس ہی اس کے اندر جاگتا تھا ، اسے اپنا ایک ایک نقصان یاد آنے لگا اسی لئے اس نے نیہا کے خلوص کی پرواہ بھی نہیں کی اور یہاں سے جانے کا فیصلہ کر لیا کم از کم اس کا بھرم رو نیہا کے سامنے رہ جاتا ۔ دوسری جانب نیہا حیرت کی زیادتی سے گنگ ہو گئی تھی ، کئی لمحے وہ کچھ بول نہ پائی تو گیتی نے گھبرا کر اس کے ہاتھ تھام لئے کچھ بھی تھا وہ نیہا کی ناراضگی کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہنے کو تو اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ یہاں سے چلی جائے گی لیکن نیہا کی پریشان شکل دیکھ کر اسے افسوس کے ساتھ اپنی بات کہنے کا پچھتاوا بھی ہو رہا تھا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا تیر کمان سے نکل چکا تھا ۔ نیہا نے چونک کر اس کی شکل دیکھی اور حیرانی سے باہر آتے ہوئے کہا،

کیا ہوا ہے گیتی ایسا جو تم یہاں سے جانے کی بات کر رہی ہو کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟

اس نے اس کا چہرہ بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا ، گیتی نے نفی میں سر ہلا یا وہ اس کو اصل وجہ کیسے بتائے کہ جس شخص سے وہ بچنا چاہ رہی ہے وہ آس پاس ہی ہے لیکن چاہ کر بھی کہہ نہ سکی البتہ اپنی کیفیت پر قابو پا کر کہا،

مجھے جانا تو ویسے بھی تھا نا یہاں ہمیشہ کے لئے تو رکنے نہیں آئی تھی اور پھر اماں کی

دوست۔۔۔۔

نیہا نے اس کی بات کاٹ دی،

تم مجھے وہ وجہ بتاؤ جو سچ ہے۔

اس کے حتمی سوال پر اس نے بمشکل نفی میں سر ہلایا اور کہا،

کوئی وجہ نہیں ہے۔

نیہا نے جواب میں زور دیتے ہوئے کہا،

بس یہی قیمت لگائی میرے خلوص کی۔

اس نے افسوس سے کہا وہ جان کر ایسی باتیں کر رہی تھی کہ جانتی تھی کہ گیتی آراء کو اسی طرح ایموشنل بلیک میل کیا جا سکتا ہے لیکن اسے واقعی اس کے اچانک فیصلے سے شاک پہنچا تھا اور وہ جاننا چاہتی تھی کہ اس کے اس اچانک فیصلے کے پیچھے کیا وجہ ہے اس لئے اس طرح بات کر کے وہ اس کو اکسا رہی تھی لیکن گیتی آراء کی آنکھیں لبالب نمکین پانیوں سے بھر گئیں وہ نفی میں سر ہلانے لگی نیہا کو افسوس ہوا اور اس نے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تم یہاں سے جانے کا کہو گی اور میں فوراً اس بات کو مان لوں گی جب تک اپنے اس فیصلے کی کوئی ٹھوس وجہ نہیں بتاؤ گی میں تمہاری کوئی بات بھی نہیں مانوں گی۔

گیتی آراء نے بے بسی سے اسے دیکھا اس کا انداز حتمی تھا لیکن وہ کبھی بھی اس کو وہ وجہ نہیں بتا سکتی تھی جو اس فیصلے کے پیچھے تھی جب کہ نیہا اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اسے ڈپٹتے ہوئے کہہ رہی تھی،

پاگل لڑکی! میں تم کو کیسے یقین دلاؤں نہ تو تم ہم پر بوجھ ہو اور نہ ہمیں تمہاری وجہ سے کسی طرح کی کوئی پریشانی ہے اور مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے میری کوئی بہن ہے جو مجھے اب ملی ہے؛ سچ مچ کی بہن وہ بہن جس کی کمی کا شکوہ میں اکثر ممی ڈیڈی سے کرتی تھی اس بہن کی کمی جیسے تمہاری صورت میں پوری ہو گئی ہے۔

نیہا یہ سب کہتے ہوئے اچھی خاصی جذباتی ہو گئی اس کے خلوص پر کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا یہ گیتی بھی جانتی تھی کہ نیہا اس کے ساتھ کتنی پر خلوص ہے مگر اس خوف کا کیا کرتی جو اس کے دل میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا، اس شخص کا خوف جو اسے پہلے بھی اپنے پیاروں سے دور کرنے کی وجہ بنا تھا اور اب بھی محض اس ایک شخص کی وجہ سے وہ

اتنی پر خلوص بہن جیسی دوست کا دل دکھا رہی تھی اور نہ صرف اس نے نیہا کی بہن کی کمی دور کی تھی بلکہ نیہا نے بھی اس کی بہن نا ہونے کے خلاء کو پر کر دیا تھا۔اس نے اپنی سوچوں سے گھبرا کر نیہا کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا تھا اور روہانسی سی آواز میں کہنا چاہا،

پلیز نیہا ! میرا وہ مطلب نہیں تھا سمجھنے کی کوشش کرو تمہارے اور انکل آنٹی کے خلوص پر تو کوئی شبہ ہے ہی نہیں تم سب نے تو میرا اتنا ساتھ دیا ہے جو شائد کوئی اور کسی کے لئے نہیں کرتا لیکن میں بہت مجبور ہو کر تم سے یہ بات کر رہی ہوں ، میں تو بس۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی جب نیہا نے شاکی انداز میں پوچھا،

میں تو بس کیا؟ہاں بولو کیا؟اصل بات یہ ہے کہ تم نے کبھی ہمیں اپنا سمجھا ہی نہیں اس لئے اتنی آسانی سے یہ سب کہہ دیا۔

وہ جان کہ یہ سب کہہ رہی تھی لیکن گیتی جو پہلے ہی افسردہ تھی اس کی خوبصورت آنکھوں میں نمی ٹھہر گئی اور وہ نفی میں سر ہلاتے اپنی کیفیت پر بمشکل قابو پا کر کہا،

نیہا ! میرا مقصد تمہارا دل دکھانا نہیں تھا میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں خود اپنے

پیروں پہ کھڑے ہونا چاہتی ہوں دیکھنا چاہتی ہوں کہ مجھ میں کتنی ہمت ہے اور اس دنیا کا مقابلہ ہمت سے کرنا چاہتی ہوں آخر کب تک تمہارے سہارے اس زندگی کی شاہراہ پر چلتی رہوں گی اپنے لئے کبھی نا کبھی تو اسٹینڈ لینا ہی ہے مجھے۔

کہتے ہوئے اس نے پھر امید بھری نظروں سے نیہا کی سمت دیکھا جیسے اسے سمجھانے کی کوشش کی جب کہ نیہا نے اس کے نرم گداز ہاتھ تھام کر نرمی سے کہا،

تم ضرور اپنے لئے اسٹینڈ لو میں بھی اس کے حق میں ہوں لڑکیوں کو بہادر اور باہمت ہونا چاہئے لیکن ابھی یہاں سے جانے کی بات مت کرو۔

اس نے اس کی خوشنما آنکھوں میں دیکھا جب کہ گیتی نے نا چاہتے ہوئے بھی سر اثبات میں ہلا کر جیسے ہتھیار ڈال دیے جب کہ نیہا نے اس کے انداز پر مطمئن ہو کر اسے گلے سے لگا لیا۔

نیہا سے بات کرنے کے بعد وہ خاموش تو ہو گئی تھی لیکن ایک نادیدہ سا بوجھ تھا جو دل پہ دھرا تھا، ذہن اور اعصاب پر ایک ان دیکھا اور انجانا خوف سوار تھا کہ کہیں اس سے

دوبارہ سے سامنا نہ ہو جائے ۔رات کو سوتے میں بھی اس کی آنکھ ایک انجانے خوف سے کے باعث کھل جاتی تھی اور پھر وہ کئی کئی گھنٹے اس خوف کے عالم میں جاگتی رہتی تھی ۔دن میں بھی اس کے آجانے کا ڈر اسے خوفزدہ رکھتا تھا اور رات کو نیند میں بھی سونے نہیں دیتا تھا لیکن اس خوف کا اظہار وہ کسی سے نہیں کر سکتی تھی حتیٰ کہ نیہا سے بھی نہیں ۔وہ نہیں جانتی تھی کہ اس شخص کا اس گھر سے کیا رشتہ ہے مگر یقیناً کوئی نا کوئی تعلق تو ہے تو وہ کب تک اس کی نظروں سے بچ پائے گی اور اگر اس نے اسے پہچان کر نیہا یا انکل آنٹی کے سامنے کچھ الٹا سیدھا کہہ دیا تو وہ سب کو کیسے فیس کرے گی ،سب کو کیا جواز دے گی ،کوئی اس کی بات کا یقین کرے گا بھی یا نہیں ،یقیناً ان سب کی نظروں میں اس کی پوزیشن آکورڈ ہو جائے گی غرضیکہ اس کا خوف اس کے دل اور ذہن پر کسی آسیب کی مانند سوار تھا اور وہ اس خوف میں مبتلا اندر ہی اندر گھل رہی تھی۔

وہ صبح اسکول جانے کے لئے تیار ہو کر نیچے آئی تو ملازمہ ناشتہ لگا رہی تھی جب کہ انکل آنٹی بھی وہیں موجود تھے ،نیہا البتہ نظر نہیں آ رہی تھی شائد اپنے بیڈروم میں تھی ۔ وہ ان دونوں کو سلام کرتی اپنی کرسی پہ بیٹھ گئی ۔ان دونوں نے بھی خوشدلی سے اس

کے سلام کا جواب دیا اور ناشتہ کرنے لگے ۔ وہ آہستہ روی سے چائے کے سپ لے

رہی تھی لیکن دھیان کہیں اور تھا جب نیہا کی ممی نے اسے مخاطب کر لیا،

بیٹا! گیتی کیا ہوا ہے صرف چائے کیوں پی رہی ہو پر اپر ناشتہ کیوں نہیں کر رہیں۔

ان کے مخاطب کرنے پر وہ ایک دم چونکی اور زبردستی مسکراتے ہوئے کہا،

جی آنٹی میں لے رہی ہوں۔

جب کہ لیلیٰ آنٹی نے سرزنش کرتے ہوئے کہا،

کیا لے رہی ہو پلیٹ تو خالی ہے تمہاری۔

اس نے اپنی پلیٹ پر نظر ڈالی اور شرمندہ ہو گئی اور اپنے سامنے رکھی آملیٹ کی پلیٹ

میں سے تھوڑا آملیٹ نکال لیا جب کہ لیلیٰ آنٹی اس سے کہہ رہیں تھیں،

بیٹا اگر کچھ اور کھانے کا دل چاہے تو نور بانو سے کہہ کر بنوالیا کرو تکلف نہیں کیا کرو۔

ان کے خلوص پر وہ مزید شرمندہ ہوئی جب کہ نیہا جو ابھی ڈائننگ ہال میں آئی تھی اس

نے اپنی مما کی بات سن لی تھی اس لئے ان کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

ممی! آپ ہی اس کو سمجھائیں میری تو یہ سنتی نہیں ہے کتنی مرتبہ کہا ہے کہ اس گھر کو اپنا

گھر سمجھے تکلف نا کرے مگر مجال ہے جو محترمہ کو میری بات سمجھ آئی ہو۔

اس سب کے خلوص پر اس کی خوشنما آنکھیں بھیگ سی گئی اور نوالہ حلق سے اتارنا مشکل ہو گیا جب کہ بہروز احمد نیہا کے ڈیڈی جو کافی دیر سے خاموش اخبار دیکھتے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے خوشدلی سے گیتی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

بیٹا گیتی یہ تمہاری آنٹی کا پسندیدہ ٹاپک ہے تو بہتر ہے کہ چپ چاپ اچھے بچوں کی طرح کھانا کھالیا کرو ورنہ یہ تمہارے اسی طرح پیچھے پڑی رہیں گی۔

وہ بظاہر سنجیدگی سے کہہ رہے تھے ، لیلیٰ آنٹی نے حیرانی سے انہیں دیکھا جب کہ نیہا نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی اور ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ اس کے لبوں کو بھی چھو گئی۔

دو تین دن سے وہ جس خوف اور پریشانی کا شکار تھی اس میں قدرے کمی آگئی تھی جب مخالف سمت سے کوئی پیش رفت نہیں ہوئی تو اس کے خوف میں کسی حد تک کمی آگئی تھی اور وہ دوبارہ سے معمولات زندگی میں حصہ لینے لگی تھی لیکن اس میں بھی ایک احتیاط تھی ۔ گھر سے اسکول اور اسکول سے گھر آتے جاتے وہ محتاط نظروں سے ارد گرد دیکھتی گھر میں بھی لان میں نہ نکلتی لیکن جب کوئی غیر معمولی واقعہ رونما نہیں ہوا

تو وہ بھی کسی حد تک مطمئن ہو گئی تھی ۔اس شام بھی وہ چائے کا مگ لئے لاؤنج میں آگئی اور ایک صوفے پر بیٹھ کر سامنے رکھے میگزینز میں سے ایک میگزین اٹھا کر کھول لیا ابھی کوئی آرٹیکل سلیکٹ بھی نہیں کیا تھا کہ بھاری قدموں کی آہٹ پر سر اٹھایا اور وہیں ساکت ہو گئی۔

بھاری قدموں کی آہٹ پر اس نے چونک کر سر اٹھایا اور وہیں ساکت ہو گئی ، ورق گردانی کرتے ہاتھ وہیں رک گئے حتیٰ کہ آنکھوں کی پتلیاں بھی وہیں ساکت ہو گئیں اور اس پر جیسے کسی حسین مجسمے کا گمان ہونے لگا جب کہ مقابل کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے حیرانی لہرائی اور پھر سحر انگیز آنکھوں میں انجانے جذبے لہرانے لگے ، دلکش آنکھوں میں خوبصورت رنگ جگمگا گئے اور وہ درمیانی فاصلہ عبور کر کے اس کی جانب بڑھا لیکن وہ جو اپنی جگہ ساکت سی بیٹھی تھی اس کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر وہ ایک خوف کے عالم میں اپنی جگہ سے سرعت سے کھڑی ہوئی ۔ایک دم کھڑے ہونے سے اس کے ہاتھ میں تھمے مگ سے چائے چھلک کر کچھ اس کے کپڑوں پر گری اور کچھ اس کے ملائم اور مخملی ہاتھ کو جلا گئی لیکن وہ اپنی جلن کی پرواہ کئے بغیر ایک ٹک

سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی جو خود بھی حیران سا اس کے صبیح چہرے پر نظریں جمائے اس کے نزدیک کھڑا تھا جیسے یقین کرنے کی کوشش کر رہا ہو کہ سامنے موجود خوبصورت وجود حقیقت ہے یا پھر ہمیشہ کی طرح اس کا وہم۔اپنے وہم کو دور کرنے کی خاطر ہی وہ اس کی جانب ایک قدم مزید بڑھا اور تبھی شائد گیتی آراء کو ہوش آیا اور اسی خوف کے عالم میں اس نے وہاں سے جانا چاہا کہ اس کا نرم گداز مخملیں ہاتھ سالار کی مضبوط گرفت میں آگیا اور اس نے اس طرح اس کے فرار کی کوشش ناکام بنا دی جب کہ گیتی نے اسی خوف کے زیر اثر ہراساں سا ہو کر اس کی جانب دیکھا ۔وہ اپنی دلکش اور سحر انگیز آنکھوں میں ان گنت رنگ لئے اسے دیکھ رہا تھا اور یہ رنگ اس کی آنکھوں کو مزید دلکش بنا رہے تھے ،کیا نہیں تھا ان نظروں میں شرمندگی ،پچھتاوا ، افسوس اور کہیں بہت گہرائی میں انجانے انوکھے رنگ لیکن گیتی کو ان نظروں سے صرف خوف محسوس ہو رہا تھا ۔اس کے دل پر ان نظروں کا وہ پہلا تاثر اس طرح ثبت ہوا تھا کہ وہ چاہ کے بھی اس تاثر کو نہیں مٹا سکتی تھی ۔اسے ان نظروں کا تصور ہمیشہ خوف میں مبتلا کر دیتا تھا اور اب یہ نظریں پوری شدت سے اس کے مقابل تھیں اور ان کی گہرائی اس کے دل اور روح میں اتر رہی تھی ۔دوسری جانب وہ اپنے دل میں انوکھی اور انجانی سی خوشی محسوس کرتے ہوئے اس کے خوف کو نظر انداز کئے صرف اس کے

ہونے کے یقین کو محسوس کر رہا تھا ،اس کے ہونے کا احساس اس کو انوکھی خوشی سے ہمکنار کر رہا تھا جیسے اس کی تلاش ختم ہو گئی ہو اس کا دل کنارے لگ گیا ہو ۔اس کے دل میں ڈھیروں اطمینان اتر گیا تھا ۔اتنے دنوں سے وہ جس کے لئے پریشان تھا اور جس کی خیر و عافیت کے لئے فکر مند تھا وہ اس کے سامنے صحیح سلامت موجود تھی ۔

اس کا نرم ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لئے وہ ابھی بھی خاموشی سے اس پہ اپنی نظریں جمائے ہوئے تھا اور وہ اس کی موجودگی سے زیادہ اس کی نظروں اور اس کی قربت اور مضبوط گرفت سے پریشان ہو رہی تھی ۔اس کی نظروں کے ارتکاز پر وہ کسمسائی اور اپنا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت سے چھڑانا چاہا تو وہ جو کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا ایک دم حواسوں میں آیا ۔ایک نظر اس کے خوفزدہ مگر معصوم اور خوبصورت چہرے پر ڈالی اور اگلی نظر اپنے ہاتھ میں دبے اس کے مخملیں اور ملائم ہاتھ کو دیکھ کر شرمندہ ہو کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا ۔اس کے ہاتھ چھوڑتے ہی وہ سرعت سے اپنا ڈھلکتا گلابی آنچل سنبھال کر اس کی سائڈ سے نکلنے لگی کہ اس نے پکار لیا،

سنیئے ! پلیز رکیں !

اس کے پکارنے پر گیتی نے ہراساں ہو کر اس کی جانب دیکھا دل جو پہلے ہی خوف سے

تیز تیز دھڑک رہا تھا مزید تیزی سے دھڑکنے لگا حتٰی کہ اس کی تیز دھڑکنیں اسے اپنے کانوں میں سنائی دینے لگیں جب کہ اس کے لہجے میں عجیب سی بیقراری تھی مگر وہ اس کو نظرانداز کر کے سرعت سے اس کے نزدیک سے گذر کر تیزی سے لاؤنج کا دروازہ عبور کرنے کے چکر میں اندر آتی نیہا سے بری طرح ٹکرا گئی ،نیہا نے اسے شانوں سے پکڑ کر تھامتے ہوئے کہا،

اوہو سنبھل کے !

مگر وہ اسے بھی نظرانداز کر کے اپنا آپ کو اس کی گرفت سے چھڑاتی اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھ گئی ۔نیہا نے حیران نظروں سے اسے اوپر جاتے دیکھا اور پھر اس کی نظر سالار پر پڑی تو ساری بات سمجھ میں آگئی کہ وہ سالار سے خوفزدہ ہو کر بھاگی ہے لیکن اس خوف کی اصل وجہ وہ نہیں جانتی تھی اور نہ ہی یہ جانتی تھی کہ گیتی جس تکلیف سے گذر رہی ہے اس کے پیچھے سالار کا ہاتھ لیکن گیتی کس ٹراما سے گذر رہی یہ وہ اچھی طرح جانتی تھی ۔وہ ایک گہرا سانس لے کر اس کے نزدیک آگئی جب کہ وہ ابھی بھی اس راستے پر نظریں جمائے کھڑا تھا جہاں سے وہ گئی تھی ۔دل کو اس کے اچانک مل جانے کی جو خوشی ملی تھی اور آج اسے جو یقین ہوا تھا کہ اس دن اس کو دیکھنا اس کا

وہم نہیں تھا تو وہ اس کے خوف ،ہراس ،بے اعتباری اور نفرت نے مل کر ختم کر دی ۔اس کی سیاہ شفاف نظروں میں اسے یہ رنگ بخوبی نظر آ گئے تھے ،دل پر پھر وہی بیقراری کی کیفیت چھا گئی تھی ۔وہ اس کے پیچھے جانا چاہتا تھا لیکن نیہا کی وجہ سے مجبوراً خاموش ہو گیا جب کہ نیہا ڈھیلے قدموں سے چلتی سامنے رکھے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی ۔کچھ دیر وہ بھی کسی سوچ میں گم کھڑا رہا پھر ایک گہرا سانس لے کر اس کے مقابل بیٹھتے ہوئے محتاط انداز میں اس سے پوچھا،

یہ کون تھی؟

یہ گیتی آراء ہے۔

اس نے انجان بنتے ہوئے اگلا سوال کیا،

یہ اس طرح سے خوفزدہ ہو کر بھاگ کیوں گئی؟

حالانکہ دل میں پکڑ دھکڑ ہو رہی تھی مگر انجان بننا مجبوری تھی جب کہ نیہا افسردگی سے بولی تھی،

جب سے مجھ سے ملی ہے تب سے اس کا یہی حال ہے ،کسی بھی اجنبی کو دیکھ کر اسی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

طرح خوفزدہ ہو جاتی ہے میری اتنی کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں میں گھلے ملے تاکہ اس میں اعتماد آئے مگر اس کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس کے بعد اس کا خوفزدہ ہونا جائز ہے۔

وہ اپنی رو میں اسے گیتی کے بارے میں بتا رہی تھی بغیر اندازہ لگائے کے سالار دل پر کیا گزر رہی ہے ۔اس واقعے کو یاد کر کے اس کا دل ایک اتھاہ میں ڈوبا تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس سب کے پیچھے اس کا ہی ہاتھ ہے اس معصوم اور پیاری لڑکی کو اس حال تک پہنچانے کا ذمے دار صرف وہی ہے ، آج وہ جن حالات کا شکار ہے اس کی وجہ بھی وہی ہے ۔اس لمحے اس کو اپنے آپ سے شدید نفرت محسوس ہوئی ، وہ اپنی ہی نظروں میں گر گیا اور اپنے آپ سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا ، دل اور ضمیر دونوں کے بوجھ میں اضافہ ہو گیا تھا لیکن بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر بولا تھا ،

تم نے بتایا تم کو ملی تھی ، تمھیں کہاں ملی تھی ؟

اس نے جیسے کریدا تھا جب کہ نیہا نے اس کو سارا واقعہ سنا دیا تھا کہ کس طرح اس کی کار سے گیتی آراء کا ایکسیڈینٹ ہوا اور نیہا اسے اپنے گھر لے آئی اور کس طرح اس کے گھر والوں نے بنا اس کی پرواہ کئے اسے گھر سے نکال دیا ۔وہ یہ سب بتاتے ہوئے بے حد افسردہ ہو رہی تھی جب کہ وہ بنا کچھ کہے اس کی بات سن رہا تھا اس کے پاس جیسے الفاظ

ختم ہو گئے تھے کہ وہ اپنی صفائی میں کچھ کہہ پاتا اور گیتی آراء کے اوپر جو بیتی اس کا احساس کر کے وہ ایک مرتبہ پھر ضمیر کی عدالت میں کھڑا تھا جب کہ نیہا اسی تکلیف دہ احساس میں گھری کہہ رہی تھی،

سالار! مجھے بتاؤ اس معصوم کا جرم کیا تھا اس نے کون سا گناہ کیا تھا جو اس کے گھر والوں نے اسے گھر سے نکال کر اس سے سارے تعلقات ہی ختم کر لئے، اگر اس کو کسی نے کڈنیپ کر لیا تو اس میں اس معصوم کی کیا غلطی ہے لیکن اس کی فیملی یہ ماننے پر تیار ہی نہیں ہیں کہ اس کو کڈنیپ کیا گیا وہ کہتے ہیں وہ اپنی مرضی سے گئی تھی اور جب گیتی نے اپنی بے گناہی کا یقین دلانے کی کوشش کی تو وہ بے حس لوگ اس کا ساتھ دینے کے بجائے اس کی جان کے دشمن ہو گئے کس لئے محض لوگوں کے ڈر سے کہ وہ کیا کہیں گے۔ انہیں اپنی بیٹی سے زیادہ اپنی نام نہاد عزت پیاری تھی۔

گیتی کا ذکر کرتے ہوئے وہ ایک مرتبہ پھر افسردہ ہو گئی تھی جب کہ وہ اس سے تو کیا اپنے آپ سے بھی نظریں ملانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ اسی طرح اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں پھنسائے خاموش بیٹھا تھا، دلکش سحر انگیز آنکھوں میں سوچ کے گہرے سائے تھے، وہ اسی طرح گہری سوچ میں ڈوبا رہتا جب نیہا کی آواز اسے حقیقت کی دنیا میں

واپس لے آئی ؛ وہ اس سے پوچھ رہی تھی،

خیر یہ سب چھوڑو تم مجھے یہ بتاؤ آج کیسے رستہ بھول گئے ؟

اس نے ماحول کے بوجھل پن کو دور کرنے کی خاطر ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا تو سالار نے ایک گہرا سانس لے کر صوفے کی بیک سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا،

بس ایسے ہی یہاں سے گذر رہا تھا سوچا تم سے ملتا چلوں اور پھر اس دن کا تمہارا ڈنر بھی تو ڈیو تھا۔

اس نے اپنے اعصاب ڈھیلے چھوڑ کر بظاہر مطمئن انداز میں کہا جب کہ نیہا اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہنے لگی،

اوہو ! جتنا میں سالار گردیزی کو جانتی ہوں وہ کوئی بھی کام ایسے ہی نہیں کرتا اس کے پیچھے یقیناً کوئی نا کوئی وجہ ہوتی ہے۔

اس کے لہجے اور آنکھوں میں موجود شرارت پر سالار نے اسے بغور دیکھا پھر پھر زور سے ہنس پڑا ،اس کی بھاری دلکش ہنسی اطراف میں پھیل کر پورے ماحول پر چھا گئی جب کہ نیہا نے حیرانی سے اسے دیکھا اور اپنی حیرانی کو زبان بھی دے دی،

کیا میں کوئی خواب دیکھ رہی ہوں میرے سامنے وہی سالار گردیزی بیٹھا ہے نا جو بمشکل ہی کسی بات پر ہنستا ہو۔

اس کے لطیف سے طنز پر بھی اس نے برا نہیں مانا بلکہ اس کی دلکش مسکراہٹ گہری ہو گئی جب کہ نیہا نے شرارت سے کہا،

تمہاری اس بے ساختہ ہنسی کے صدقے مان لیتی ہوں کہ تم میرے ساتھ ڈنر کرنے ہی آئے تھے۔

جواب میں سالار نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے سینے پہ رکھ کر سر کو ہلکا سا خم دیا جب کہ نیہا مسکراتی ہوئی کچن کی جانب بڑھ گئی.

نیہا کے گھر سے وہ خاصا لیٹ لوٹا تھا ،ڈنر پر بھی صرف اس لئے رکا تھا کہ شائد اس پری

چہرہ کا دیدار ایک بار پھر ہو جائے لیکن وہ سامنے نہیں آئی ۔ کھانے پر بھی نیہا نے اسے نہیں بلوایا اور وجہ اسے معلوم تھی ،وہ جانتا تھا کہ وہ اس سے خوفزدہ ہے ،اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی اس کے باوجود یہ بات اس کو اندر ہی اندر کاٹ رہی تھی اس کے دل کو زخمی کر رہی تھی کہ جو مطلوب ہو وہ جب وہ نظرانداز کرے تو دل پہ کیا گذرتی ہے اسے آج پتہ چل رہا تھا ۔وہ گیتی آراء کو اس طرز عمل کے لئے حق بجانب سمجھ رہا تھا اس کے باوجود اس پر عجیب طرح کی جھنجھلاہٹ سوار تھی ، کئی مرتبہ کروٹیں بدلنے کے باوجود آج نیند اس سے روٹھی ہوئی تھی اور تبھی اس نے جھنجھلا کر کمفرٹر ہٹایا اور بیڈ سے نکل آیا پھر سائڈ ٹیبل سے سیگریٹ کا پیکٹ اور لائٹر اٹھا کر کمرے سے باہر بنی بالکونی میں آگیا ۔تاروں بھرے آسمان پر چودھویں کا چاند اپنی پوری آب وتاب سے روشن تھا ،اس نے لائٹر کی مدد سے سیگریٹ جلا کر ایک گہرا کش لیا اور نظریں چاند پر جمادیں پھر یکایک چاند میں اس چاند چہرے کی شبیہ نظر آنے لگی. نجانے کتنا وقت بیت گیا وہ اسی طرح چاند پر نظریں جمائے دیکھتا رہا . جس نے اس کے وجود کو بے چینیاں بخش دیں تھیں ، جس کی یاد نے اسے راتوں کو جگایا تھا ، جس کے لئے اس نے رو رو کر اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر وعافیت کی دعائیں مانگیں تھیں اب جب وہ اسے ملی تھی تو اس سے خوفزدہ تھی ۔ وہ اس سے ملنا چاہتا تھا مگر اس سے اپنے کئے کی معافی مانگنا چاہتا تھا

پھر اپنی اس محبت کا یقین دلانا چاہتا تھا جو اس دوران اسے اس سے ہو گئی تھی مگر وہ اسے کوئی بھی موقع دیئے بغیر اپنی جھلک دکھا کر نجانے کہاں چھپ گئی تھی اور باوجود اسے اس رویئے میں حق بجانب سمجھنے اسے یہ بات بے چین کر گئی تھی ۔آج زندگی میں پہلی مرتبہ اسے احساس ہوا تھا کہ محبوب جب نظرانداز کرتا ہے تو دل پر کیا بیتتی ہے ۔ آج سے پہلے وہ ان سب باتوں کا مذاق اڑاتا تھا ،عاشقوں کے عشق کی داستانیں سن کر وہ صرف ہنستا تھا لیکن اب وہ خود ایسی کیفیت سے دوچار تھا تو اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اس طرح نظرانداز کیا جانا کس قدر تکلیف دہ ہوتا۔اندر جیسے گھٹن بڑھ رہی تھی اس نے سیگریٹ کے گہرے گہرے کش لے کر اندر کی کثافت کم کرنے کی کوشش کی لیکن سوچیں صرف اس ایک وجود کے گرد گھوم رہیں تھیں اور وہ اپنی اس کیفیت پہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا،

تو اب تم مجھے اس طرح تڑپاؤ گی،کوئی بات نہیں بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے ؛ چھپ جاؤ جتنا چھپنا ہے لیکن میرا نام بھی سالار گردیزی ہے جب کسی بات کو ٹھان لوں تو جب تک اس کو پورا نہ کر لوں چین سے نہیں بیٹھتا۔

اس سوچ کے آتے ہی اس کے ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آ گئے اور سحر انگیز

آنکھوں میں اسے پانے کا عزم لہرا گیا پھر وہ کچھ سوچ کر اندر کی جانب بڑھ گیا ،
سگریٹ ایش ٹرے میں بجھا کر اطمینان سے آ کر بیڈ پر لیٹ گیا اور آنکھیں موند لیں اور
کچھ ہی دیر میں نیند کی دیوی اس پر مہربان ہو گئی۔

شام میں وہ کچن میں تھی ، آج گھر میں اکیلی تھی لیکن اس کا جی چاہا کہ کچھ مزیدار سا بنایا
جائے اس لئے چکن کڑھائی کا مصالحہ تیار کر کے چکن گلنے کے لئے رکھ دی اور اب
ویجیٹبل فرائڈ رائس کے لئے باریک سبزیاں کاٹ رہی تھی کہ رضیہ ہانپتی کانپتی کچن
میں داخل ہوئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

و۔۔۔وہ گیتی بی بی ! وہ آئے ہیں۔

اس نے مگن سے انداز میں سبزیاں کاٹتے ہوئے پوچھا،

کون ؟ کون آئے ہیں؟

جواب میں رضیہ نے عجلت اور گھبراہٹ سے کہا،

و۔۔وہ سالار بھائی جی!

اس آواز پر اس کے ہاتھ میں پکڑی چھری اس کی گرفت میں لرز گئی اور دل دھڑک اٹھا جب کہ رضیہ اس کی دلی کیفیت سے بے نیاز بول رہی تھی،

وہ کہہ رہے ہیں جی گھر میں جو کوئی بھی موجود ہے اسے بھیجو۔

اس اطلاع پر اس کے دل کی ابتر حالت مزید ابتر ہوئی اور لرزتے ہاتھوں سے چھری چھوٹ کر کٹی ہوئی سبزیوں کے تھال میں گر گئی ۔اس نے گھبرا کر رضیہ کو دیکھا جو منتظر نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی ۔اس کو متوجہ دیکھ کر گیتی نے سنبھل کر چھری دوبارہ اٹھاتے ہوئے مصروف انداز میں کہا،

تو تم ان سے کہہ دو کہ گھر میں اس وقت کوئی بھی موجود نہیں ہے۔

جواب میں وہ مسمسی سی آواز میں بولی،

بی بی! مجھے تو ان سے ویسے ہی ڈر لگتا ہے میں تو پیغام سن کر سیدھی آپ کے پاس بھاگی آئی کہ اس وقت تو گھر میں آپ ہی موجود ہیں۔

اپنی طرف سے اس نے اپنی صفائی دینے کی کوشش کی جب کہ گیتی آراء نے اپنے مخصوص دھیمے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا،

رضیہ ! تم جانتی ہو نا کہ میں کسی سے بھی نہیں ملتی۔

بات کرتے کرتے اس نے رضیہ کو دیکھا جب کہ رضیہ نے عجلت میں کہا،

پر بی بی وہ تو بڑے صاحب کے بھانجے ہیں اور کیا پتہ کوئی ضروری بات ہو پھر نیہا بی بی بھی تو گھر پہ نہیں ہیں ، آپ ان کی بات سن لیں وہ زیادہ دیر نہیں رکتے.

لجاجت سے کہتے اس نے چھری گیتی آراء کے ہاتھ سے لے لی ،اس کو رضیہ کے رویئے پر تاؤ تو آیا لیکن بمشکل صبر کے گھونٹ پی کر رہ گئی مجبوراً سنک میں ہاتھ دھو کر اور دل کو سمجھا بجھا کر ڈوپٹہ درست کرتی لاؤنج کی جانب چل پڑی لیکن قدم من من بھر کے ہو رہے تھے ،پیر رکھ کہیں رہی تھی پڑ کہیں رہے تھے ۔وہ بہروز انکل کا بھانجا ہے یہ بات بھی اس کے لئے کسی شاک سے کم نہ تھی ،اس کا اتنا قریبی تعلق ہے اس گھر سے وہ کب تک اس کی نظروں سے اور اس سے بچ پائے گی ایسا ہونا ممکن ہی نہیں تھا لیکن وہ ملازمہ کے سامنے کچھ کہہ کر اپنی پوزیشن آکورڈ نہیں کرنا چاہتی تھی ۔وہ جانتی تھی کہ اس نے جان بوجھ کر رضیہ سے اسے بلانے کو کہا ہے اور وہ جان بوجھ کر ایسے وقت گھر

آیا ہے جب گھر پر کوئی نہیں ہے ۔اس کا دل خوف کی آماجگاہ بنا تھا مگر وہ اس وقت اس سے بات کرنے پر مجبور تھی کہ کوئی تماشہ نہیں کرنا چاہتی تھی بمشکل اپنے آپ کو گھسیٹتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئی ،وہ سامنے ہی متوجہ تھا ۔اندر داخل ہوتے ہی اس کی پہلی بے ساختہ نظر اس پہ پڑی تھی ، نظروں کا تصادم بڑا گہرا تھا ۔وہ اپنی سحر انگیز نظروں سے اس کی جانب ہی متوجہ تھا ، گیتی نے سٹپٹا کر نگاہیں جھکا لیں جب کہ وہ اپنی دلکش نظریں اس کے معصوم ریا سے پاک پاکیزہ چہرے پر جمائے ہوئے تھا۔ جیسے کتنے برسوں کی پیاس بجھا رہا تھا ۔کاٹن کے سفید سوٹ جس پر سیاہ بلاک پرنٹ بنا تھا ویسا ہی سفید اور سیاہ امتزاج کا کاٹن کا ڈوپٹہ سر پہ لئے ہمیشہ کی طرح معصوم اور پاکیزہ لگ رہی تھی ۔وہ ایک ٹک اس کے چہرے پر اپنی گہری مقناطیسی سحر انگیز آنکھیں جمائے رہا جب کہ وہ اپنی بے ہنگم دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش میں ناکام ہوتی دروازے کے نزدیک ایسے کھڑی تھی جیسے زبردستی کھڑی ہو اور موقع ملتے ہی فرار ہو جائے گی ۔جب وہ اسی طرح کھڑی رہی تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی جانب بڑھا اس کے بڑھتے پہلے قدم پر ہی وہ خوفزدہ سی پیچھے ہٹی اور اس ڈر سے وہ کہیں دوبارہ غائب نہ ہو جائے وہ اسے پکار بیٹھا،

سنیئے پلیز رکیں !

اس کی پکار پر گیتی کے قدم ٹھٹھکے اور دل سکڑ کے پھیلا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

میرا ارادہ آپ کو پریشان کرنے کا نہیں ہے نا ہی میں آپ کو کوئی نقصان پہچانے کے ارادے سے آیا ہوں۔آپ پلیز ڈریں مت۔

گیتی نے ان الفاظ پر بے یقینی سے اسے دیکھا اور پھر اس کی خوشنما آنکھوں میں استہزائیہ سا تاثر ٹھہر گیا ایسا تاثر جسے پڑھ کر وہ شرمندہ ہو گیا ،اس کی خوبصورت آنکھیں اسے الزام دے رہیں تھیں جیسے کہہ رہیں ہوں کہ تم مزید کیا نقصان پہنچاؤ گے جتنا نقصان پہنچانا تھا تم پہنچا چکے ہو۔ان شفاف آنکھوں کے تاثر پر وہ اپنی جگہ گڑ کے رہ گیا لیکن ہمت نہ ہارتے ہوئے اسے ایک مرتبہ پھر مخاطب کر لیا،

آپ پلیز بیٹھ تو جائیں۔

اس سے مخاطب ہوتے ہوئے لہجے میں جیسے چاشنی سی گھلی تھی اس کے لئے آواز میں بے حد نرمی آگئی تھی جب کہ وہ خوفزدہ سی جلد از جلد وہاں سے نکلنے کا سوچ رہی تھی ،

اس کی آفر پر عجلت میں اس نے کہا،

آ۔۔۔آپ کو جو کہنا ہے ایسے ہی کہہ دیں ، مم۔۔۔مجھے یہاں نہیں بیٹھنا۔

بات کرتے ہوئے اس کی آواز واضح طور پر لرز رہی تھی جب کہ بات کرنے کے دوران ایک مرتبہ بھی اس نے نظر اٹھا کر نہیں دیکھا تھا ۔اس کے معصوم اور سہمے سے انداز پر سالار کے دل نے ایک بیٹ مس کی جب کہ ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آگئے ۔اس نے بے پناہ حسین چہرے دیکھے لیکن حسن میں معصومیت کی آمیزش اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی ۔اس کی جانب متوجہ ہونے کی ایک وجہ اس کی معصومیت بھی تھی ۔ہونٹوں پہ مسکراہٹ لئے اس نے ایک قدم پھر اس کی جانب بڑھایا جب کہ اس کے قدم بڑھانے پر گیتی کا دل پھر اتھاہ میں ڈوبا اور مزید تیزی سے دھڑکنے لگا ، وہ سٹپٹا کر ایک قدم پیچھے ہوئی اور اپنے پیچھے بنے لکڑی اور شیشے کے بڑے سے فریم نما گلاس ڈور سے ٹکرا گئی ۔اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ مضبوط قدم بڑھاتا اس کے نزدیک جا رکا جب کہ وہ بجائے اس کی سمت دیکھنے کے اپنا خوف سے دھڑکتا دل قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ۔اس کی جانب دیکھنے کی ہمت ابھی بھی نہیں تھی صرف اس کے لیدر بوٹ نظر

آرہے تھے جب کہ سالار ارد گرد سے بیگانہ اس کے خوبصورت اور معصوم مگر خوفزدہ چہرے کو نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا۔اس کے خوبصورت چہرے پر پھیلا خوف وہراس سالار کو تکلیف دے رہا تھا ،اس کے بس میں ہوتا تو وہ وقت کا پہیہ الٹا چلا دیتا اور اس کے خوف کو مسکراہٹ میں بدل دیتا لیکن یہ ناممکنات میں سے تھا کہ گیا وقت واپس نہیں آسکتا ۔ اس کا جی چاہا کہ وہ اسے بتائے کہ وہ اس سے خوفزدہ نہ ہو اور پھر اپنے دل کی حکایت اسے سناتے ہوئے اس کے خوبصورت چہرے پر بکھرے حسین رنگوں کو دیکھے لیکن وہ یہ سب چاہ کے بھی نہیں کہہ سکا جب کہ اس کی قربت سے زیادہ اس کی دلکش نظروں کا تاثر گیتی آراء کو خوف میں مبتلا کر رہا تھا ۔وہ صرف اس کی بات سننے کے لئے وہاں رکی تھی لیکن وہ کچھ بھی کہے بغیر پوری توجہ سے اس کی جانب متوجہ تھا ۔وہ کافی دیر اس کے بولنے کی منتظر رہی جب وہ کچھ نہ بولا اسے ہی بمشکل مجبوراً اسے مخاطب کرنا پڑا،

آ۔۔۔آپ کو جو بھی کہنا ہے پلیز جلدی کہیں مجھے جانا ہے۔

الجھی سانسوں اور تیز دھڑکنوں کے درمیان وہ بمشکل بول پائی , لہجہ لرز رہا تھا اور آواز کانپ رہی تھی جس سے اس کی ابتر دلی کیفیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا اس کے

باوجود انداز بیان اور لہجے و آواز کی خوبصورتی نمایاں تھی ۔ سالار کے سمجھ نہ آیا کہ اس کی آواز زیادہ خوبصورت ہے یا اس کا انداز بیان ۔ وہ جو ایک ٹرانس کی کیفیت میں تھا اس کے مخاطب کرنے پر ایک دم حواسوں میں لوٹا اور اس کی سمت قدرے جھکتے ہوئے کہا،

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

کہنا تو آپ سے بہت کچھ ہے لیکن ڈرتا ہوں کہ جس طرح آپ مجھ سے خوفزدہ ہیں اس

خوف کے اثر سے بے ہوش نہ ہو جائیں اس لئے تفصیل میں جائے بغیر صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ مجھے ۔۔۔آپ سے محبت ہو گئی ہے۔

نہایت ہی واضح اور جامع انداز تھا اس کا لیکن گیتی کا دل جیسے سوکھے پتے کی مانند کانپ رہا تھا اور اسے لگ رہا تھا اس کے قدموں تلے سے زمین سرک رہی ہو ۔اس کا اپنے قدموں پر کھڑا رہنا دشوار ہو رہا تھا ،ایسے جیسے قدموں میں جان نہ رہی ہو وہ محض خوف دہشت اور بے یقینی سے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی ۔وہ بھی براہ راست اس کی خوشنما ،کشادہ آنکھوں میں اپنی دلکش سحر انگیز آنکھوں کو گاڑھے اسے دیکھ رہا تھا ۔وہ شاک کی سی کیفیت میں اپنی جگہ جمی کھڑی تھی جیسے جو سنا ہو وہ سماعت کا دھوکہ ہو ،خوبصورت آنکھیں پھیل کر مزید کشادہ ہو گئیں تھیں جب کہ اس کے معصوم اور دلکش چہرے پر حیرانی کا تاثر بے حد بھلا لگ رہا تھا ۔وہ کئی لمحے اس کی سیاہ گھنی پلکوں والی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر ہلکے سے شرارت سے کھنکھارا تو وہ جیسے ایک دم حواسوں میں آئی اور سٹپٹا کر پلکوں کی گھنی باڑھ جھکا لی اور تبھی وہ اطمینان سے اسے مخاطب کرتا ہوا بولا،

آپ کچھ کہیں گی نہیں؟

اس سوال سے ذیادہ اس کے اظہار محبت نے اسے پریشان کر دیا تھا ، یہ وہ آخری بات تھی جس کی توقع وہ سالار گردیزی سے کر سکتی تھی لیکن نہیں یہ گھمنڈی اور انا پرست اس جیسی زمانے سے ٹھکرائی لڑکی جس کے گھر والوں نے بھی اسے دھتکار دیا ہو اس سے اظہار محبت کرے ناممکن ! ضرور یہ اس کی کوئی چال ہے جو وہ اس پر آزما رہا ہے ، یقیناً نیہا کی نظروں میں معتبر بننے کے لئے اس کا شاطر ذہن جال بچھا رہا ہے ۔یہی سب سوچتے اس کا چہرہ غصے کی ذیادتی سے سرخ ہو گیا ، وہ بغیر کچھ کہے اور بغیر اس پر اگلی نظر ڈالے تیزی سے پلٹی اور تبھی اس کی بھاری آواز نے اس کے بھاگتے قدم جکڑ لئے ، وہ کہہ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ میری بات کا جواب دیئے بغیر نہیں جا سکتیں۔

کہتے ہوئے وہ دوبارہ اس کے راستے میں آگیا اور اپنی سحر انگیز اور مقناطیسی نظروں کی گرفت میں اس کا دلکش چہرہ لے لیا جو تپ کے سرخ ہو رہا تھا ۔وہ ہراساں اور خوفزدہ ہونے کے باوجود اس کی ایسی فرمائش پر غصہ ہو گئی اور ایک کاٹ دار نظر اس کے وجیہ چہرے پہ ڈال کر کہا،

ظلم اور جبر کے رشتے میں محبت نہیں ہو سکتی ہو ۔ جو کچھ آپ نے کیا اس لحاظ سے آپ

محبت تو دور بات کرنے کے بھی لائق نہیں ہیں۔

اپنے حساب سے اس نے اپنے اندر کی نفرت شدت سے سالار کے سامنے ظاہر کر دی تھی ، بمشکل ہی صحیح اس نے اپنا غصہ اس پر نکال دیا تھا ، آواز اگرچہ دھیمی تھی لیکن لہجے میں کاٹ نمایاں تھی جب کہ وہ اس کی کڑوی کسیلی ایسے سن رہا تھا جیسے وہ اپنی خوبصورت مدھر آواز میں کوئی غزل سنا رہی ہو ۔ وہ خاموش ہوئی تو اسی اطمینان سے سالار نے کہا،

اور اگر میں اس ظلم اور جبر کا ازالہ کرنا چاہوں ، معافی مانگنا چاہوں تب تو گنجائش نکل سکتی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے مطمئن انداز پر گیتی آراء نے حیرانی بلکہ پریشانی سے اس کی دلکش آنکھوں میں دیکھا اور پھر اس کی خوشنما شفاف آنکھوں میں افسوس رقم ہو گیا ، ہونٹوں پر ایک استہزائیہ مسکراہٹ پھیلی لیکن وہ اپنے مخصوص بردبار اور سنجیدہ انداز میں بولی،

کچھ لوگ اس قدر خوش فہم ہوتے ہیں کہ انہیں اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ غلطی اور گناہ میں کیا فرق ہے اور بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا کوئی کفارہ نہیں ہوتا نہ ہی ازالہ ممکن ہے اس لئے بہتر ہے کہ اس موضوع پر آپ مجھ سے بات نہ کریں۔

کہتے ہوئے ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی اور تیزی سے اس کی سائڈ سے نکل کر اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھ گئی۔

سالار گردیزی کا سامنا ہی اس کے لئے کسی جھٹکے سے کم نہیں تھا اب اس کے اس قدر کھلے انداز میں اعتراف محبت نے نہ صرف اسے پریشان کیا بلکہ اسے شدید قسم کے ذہنی دباؤ کا شکار بھی کر دیا اس کے علاوہ اس کا نیہا کا کزن ہونا بھی ایک پریشان کن بات تھی سوچ سوچ کے اس کے سر میں درد ہونے لگا مگر فرار کی کوئی راہ نا تھی ۔اسی باعث وہ رات بھر ٹھیک سے سو بھی نہ سکی نینداس کی آنکھوں سے جیسے روٹھ گئی تھی اور نتیجہ صبح تھکن اور اعصابی جنگ کے باعث اس کی آنکھیں سوجی ہوئی تھی اور سر بھاری ہو رہا تھا اس کے باوجود وہ اسکول کے لئے تیار ہو کر نیچے ناشتے کی ٹیبل پر پہنچ گئی تھی ۔سب سے پہلی نظر نیہا کی اس پر پڑی اور اس کا ستا ہوا چہرہ اور سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئی اور فوراً پوچھا،

کیا ہوا گیتی !تمہاری طبعیت ٹھیک ہے؟

اس کے اچانک پوچھنے وہ سٹپٹا سی گئی ،وہ جانتی تھی نیہا سے اپنی کیفیت چھپا نہیں سکے گی

لیکن وہ اس کے پیچھے جو وجہ تھی اس کو نہیں بتا سکتی تھی اس لئے بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر کہا،

کچھ نہیں نیہا! تم ایسے ہی پریشان ہو رہی ہو میں بالکل ٹھیک ہوں۔

کہتے ہوئے قصداً "مسکرائی اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی جب بہروز احمد گردیزی کی آواز اسے سنائی دی،

بیٹا گیتی! آپ کے معاملے میں نیہا کی آنکھوں میں ریڈار فٹ ہے اس کو سب پتہ چل جاتا ہے کہ کب آپ خوش ہیں اور کب پریشان۔

ان کے لطیف سے طنز پہ نیہا نے تو منہ پھلا یا جب کہ آنٹی مسکراتے ہوئے سب کی باتیں سن رہیں تھیں لیکن گیتی نے قصداً "مسکراتے ہوئے کہا،

انکل یہ تو نیہا کی محبت ہے اور وہ کہتے ہیں نا دل کو دل سے راہ ہوتی ہے تو بس وہی معاملہ ادھر بھی ہے۔

کہتے ہوئے نیہا کو دیکھا اور مسکرائی یہ ایک شعوری کوشش تھی باور کروانے کی کہ وہ بالکل ٹھیک ہے جب کہ نیہا ابھی بھی مطمئن نہیں تھی اسی لئے اس نے کہا،

میرا خیال ہے میں آج آفس نہیں جاتی تمہارے ساتھ رک جاتی ہوں۔

اس کی بات کے جواب میں گیتی آراء نے اسے رسانیت سے سمجھاتے ہوئے کہا،

نہیں بالکل نہیں تم کوئی چھٹی نہیں کرو گی اور آفس جاؤ گی کیونکہ میں بھی اسکول جا رہی ہوں۔

اس کے کورے جواب پر نیہا نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے اس کے ہاتھ پر اپنا نرم ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

پلیز نیہا ! اگر تم نے آج آفس سے آف لیا تو میں سمجھوں گی کہ تم بھی باقی سب کی طرح یہی سمجھتی ہو کہ میں اسٹرانگ نہیں ہوں اور ذرا ذرا سی بات پر میں دل چھوٹا کر کے بیٹھ جاتی ہوں۔

اس نے جس طرح یہ سب کہا نیہا کو خاموش ہونا ہی پڑا اس نے بمشکل ہی صحیح اسے مطمئن کر دیا لیکن خود اس کا سکون جیسے رخصت ہو گیا تھا۔

پورا ہفتہ خاموشی سے گذرا لیکن گیتی آراء کو یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ ہی لگ رہی تھی ۔حالانکہ اسے امید تھی کہ وہ اسے پریشان کرے گا یا گھر آئے گا لیکن جب ایسا نہیں ہوا تو وہ بجائے مطمئن ہونے کے مزید پریشان ہو گئی اور وہ چاہ کے بھی اپنی اس بے چینی سے چھٹکارہ نہیں پا سکی تھی ۔اس کی کھوئی کھوئی کیفیت نیہا نے بھی نوٹ کی لیکن وہ اسے مطمئن کرنے کے باوجود خود ایک نا سمجھ میں آنے والے خوف میں مبتلا تھی اور وہ چاہ کر بھی اس خوف سے چھٹکارہ نہیں پا سکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ایک ہفتہ نجانے کس طرح اپنے دل

کو سمجھایا تھا لیکن پھر وہ نیہا سے ملنے کے بہانے وہاں چلا آیا تھا لیکن وہ اسے کہیں نظر نہ آئی اور جب ایسا کوئی تیسری مرتبہ ہوا تو اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہی ہے اور یہ بات اس کے لئے جھنجھلاہٹ کا باعث تھی گو وہ اس کو مارجن دے رہا تھا کہ وہ اس رویئے میں حق بجانب ہے لیکن اپنا نظر انداز کیا جانا بھی کسی صورت گوارا نہیں تھا اور پھر اس دن وہ تمام مصلحت بالائے طاق رکھ کر پھر وہاں آیا تھا لیکن اس نے رضیہ سے کہلوا دیا کہ وہ سو رہی ہے اور پھر وہ اپنے آپ کو روک نہیں پایا رضیہ کو فارغ

کرئے کے بعد وہ سیڑھیاں چڑھ کے اس سمت آگیا جہاں اس کی موجودگی متوقع تھی۔

ایک ہفتہ پرسکون سے گذرا تھا اور ابھی وہ اطمینان کا سانس بھی نہ لے پائی تھی کہ سالار کی آمدورفت گھر میں دوبارہ شروع ہوگئی تھی جو اسے مزید بے چین اور کافی حد تک خوفزدہ کرگئی تھی اور اس نے اس کا حل یہ نکالا تھا کہ وہ اس کے سامنے سے گریز کرتی تھی جہاں اسے نیہا کی کسی بات سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ آنے والا تو وہ منظر سے غائب ہو جاتی ۔ نیہا نے اس کا یہ انداز نوٹ کیا تھا لیکن اس کو ٹوکا نہیں تھا اور اس کے لئے یہی بہت تھا لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس طرح بلی کی طرح آنکھیں بند کر کے وہ کب تک خطرے کو ٹال سکتی ہے جب کہ اس کا یہ رویہ مقابل کو مزید طیش بھی دلا رہا تھا لیکن وہ اپنے ڈر خوف پر کسی صورت قابو نہیں پاسکتی تھی ۔اس دن بھی وہ گھر پہ ہی تھی جب رضیہ نے اسے اطلاع دی کہ سالار صاحب آئے ہیں لیکن اس نے اسے ٹال دیا وہ تو سر ہلاتی واپس مڑ گئی کہ گیتی کے انداز سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سالار سے نہیں ملنا چاہتی اور ابھی وہ ڈھنگ سے مطمئن بھی نہ ہو پائی تھی کہ دروازے پہ بھاری

قدموں کی چاپ ابھری اور ساتھ ہی دروازے پہ دستک ہوئی اس کا سانس سینے میں اٹکا جب کہ دل خوف سے سینے کی چار دیواری میں پھڑ پھڑا کے رہ گیا ۔ وہ کچھ بول نہیں پائی جب کہ دستک مسلسل اور لگاتار ہو رہی تھی ۔ مسلسل بجتے دروازے کی آواز پہ اس نے گھبرا کر دروازہ وا کر دیا ۔ دروازہ کھلتے ہی سامنے کھڑے سالار نے اسے دیکھا تھا اور دونوں کی نظریں مل گئیں تھیں ، وہ سٹپٹا کر دو قدم پیچھے ہٹی جب کہ وہ ایک قدم بڑھا کر اندر داخل ہو گیا ۔ گیتی کو اس کی موجودگی سے زیادہ اس کی سرخ ڈوروں سے سجی آنکھیں دیکھ کر خوف محسوس ہو رہا تھا ، وہ ایک قدم مزید پیچھے ہٹی اور ساتھ ہی گھبراہٹ میں اس کے ہونٹوں سے نکلا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟

سالار نے اس کے سوال کا جواب نہیں دیا لیکن نظریں مسلسل اس کے صبیح چہرے پر جمیں تھیں ، گیتی کو اس لمحے وہ کوئی جنونی لگا تھا ۔ وہ مزید ایک قدم پیچھے ہوئی تھی اور وہ اس کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے درمیانی فاصلہ طے کرتا عین اس کے سامنے آ رکا ، گیتی کا دم اٹکا اور اس نے پیچھے ہونا چاہا لیکن پیچھے ہوتے ہی دیوار سے ٹکرا گئی ، سٹپٹا کر اس کی جانب دیکھا وہ اسے نظروں کی گرفت میں لئے براہ راست اسے ہی دیکھ رہا

تھا ؛ گیتی نے سٹپٹا کر اس کی سائڈ سے نکلنا چاہا مگر اس نے گیتی کے پیچھے موجود دیوار پر دونوں ہتھیلیاں جما کر اس کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر دیں ۔ گیتی کا دل اس درجے قربت اور تنہائی پہ سینے کی چار دیواری میں پھڑ پھڑانے لگا مگر ہمت کر کے اس نے پوچھ لیا،

کک ۔۔۔ کیا چاہئے آپ کو ؟ کیوں آئے ہیں یہاں ؟

آواز کی لرزش سے ہی اندر کا خوف واضح تھا جب کہ وہ جو پہلے ہی تپا ہوا تھا اس وقت مزید طیش میں آ کر گیتی کے دائیں بائیں جمی ہتھیلیوں کی مٹھیاں بھینچ کر زوردار انداز میں اس کے پیچھے دیوار پر دے ماریں کہ وہ جو پہلے ہی اس سے خوفزدہ تھی اس کا حد درجہ غصہ دیکھ کر اپنی جگہ اچھل پڑی جب کہ وہ اس کی خوشنما خوف سے پھیلی کشادہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

کیا کروں ؟ ایسا کیا کروں کہ تمہیں یقین آ جائے ؟

بھاری پر تپش سرگوشی اس کے نزدیک گونجی تھی جب کہ پر تپش نظروں کی حدت سے اس کے گلابی مائل گندمی گال جھلس رہے تھے لیکن اس نے ہمت کرتے ہوئے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا،

کس بات کا یقین؟

خوبصورت گھنی پلکوں والی کشادہ آنکھوں میں خوف پریشانی اور تردد کے رنگ واضح تھے جب کہ وہ اس کے سوال پر اسی طرح اس کی خوشنما آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا،

ایسا کیا کروں کہ تم یقین کر لو میری محبت کا!

اس کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سالار نے سوال کیا جب کہ وہ اس کے لہجے کی شدت اور نظروں کی حدت محسوس کر کے کانپ سی گئی اور وہ اس کی جانب اسی طرح جھکے جھکے بولا تھا،

کیا کروں ؟ جان سے گذر جاؤں تب یقین آئے گا؟

اس انداز پر گیتی کا نرم دل کانپا ،اس جیسی نرم دل تو چڑیا کے بچے کے بارے میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی تھی وہ تو پھر ایک جیتا جاگتا انسان تھا ۔اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا اور خوفزدہ نظریں اس کے وجیہ چہرے پر جمیں تھیں ۔اس کے جواب پر وہ جو اپنی سحر انگیز آنکھوں میں عجیب سی کیفیت لئے اسے دیکھ رہا تھا ایک دم ہلکا پھلکا ہو کر مسکرایا تھا ۔گلابی مائل عنابی ہونٹ دلکش اور سحر انگیز مسکراہٹ کی ذد میں آ گئے اور

شربتی آنکھوں میں انوکھی چمک لہرا گئی،

جان بچانے کا شکریہ ورنہ آج میں نجانے کیا کر گزرتا۔

بھاری لب ولہجہ ان گنت رنگ لئے ہوئے تھا ، گیتی کا دل زور سے دھڑکا اور وہ جو اتنی دیر سے اس کی سحر انگیز کچھ کہتی سنتی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اس انداز پر اس کی پلکیں لرز کے اس کے ریشمی رخساروں پہ جھک گئیں ۔وہ چند لمحے دلچسپی سے اس کے صبیح رنگ بکھیرتے چہرے پر نظریں جمائے رہا ، گھنی پلکوں کا رقص ریشمی رخساروں پہ بے حد بھلا لگ رہا ۔گیتی کے ایک جواب نے اس کا وجود ہلکا پھلکا کر دیا تھا اور اس کے وجود میں ایک نئی توانائی بھر دی تھی ۔وہ کئی لمحے اس کی جانب متوجہ رہا جو گھبرائی گھبرائی اس سے نظریں چرائے اپنے ہونٹ کچل رہی تھی پھر اس کی جانب قدرے جھک کر دھیمی سرگوشی کے سے انداز میں کہا،

میں چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا۔

کہتے ہوئے آہستگی سے اس کے گھنے بالوں کی لٹ جو اس کے گال پہ جھول رہی تھی کھینچ کر وہاں سے پلٹ گیا جب کہ اس کے پلٹنے پر گیتی نے سینے میں اٹکا سانس لیا لیکن دل ابھی بھی معمول کی رفتار سے ہٹ کر دھڑک رہا تھا۔

وہ دونوں شاپنگ مال آئیں ہوئیں تھیں، مسٹر اینڈ مسز بہروز کی ویڈنگ اینوورسری تھی اور ہمیشہ کی طرح ان کی اینورسری کو دھوم دھام سے سیلیبریٹ کرنے کا ارادہ تھا ۔ فنکشن کی تیاریاں تو کئی دنوں سے چل رہیں تھیں لیکن اب دن کیونکہ تھوڑے رہ گئے تھے تو نیہا کو ہی خیال آیا کہ ان دونوں کو بھی فنکشن کی مناسبت سے شاپنگ کر لینی چاہئے اسی لئے جب اس نے گیتی سے ساتھ چلنے کو کہا اس نے حسب روایت منع کر دیا لیکن وہ نیہا ہی کیا جو آسانی سے مان جائے وہ ہی اسے زبردستی ساتھ لائی تھی جب کوئی اور حربہ کام نہ آیا تو لا محالہ نیہا کو اپنی مشہور زمانہ ایموشنل بلیک میلنگ کام میں لانی پڑی اور بالآخر اس کے ماننے کے بعد نیہا اس کو لے کر شہر کے جانے مانے شاپنگ مال چلی آئی تھی ۔ مال میں ہمیشہ کی طرح گہما گہمی اور رش تھا اور گیتی آراء کو ہمیشہ کی طرح رش اور لوگوں سے گھبراہٹ ہو رہی تھی لیکن نیہا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے خاصی ڈھارس تھی۔ نیہا عادت کے مطابق مختلف دکانوں میں پھرتی رہی پھر کافی دیر پھرنے کے بعد بالآخر اسے اپنے لئے ایک خوبصورت ساڑھی پسند آگئی ، ساڑھی کا پلو اپنے

ساتھ لگاتے ہوئے اس نے گیتی سے پوچھا،

بتاؤ گیتی کیسی لگ رہی ہے؟

گیتی کی نظروں میں ستائش تھی اسے بھی وہ ساڑھی بے حد پسند آئی تھی اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا،

بہت خوبصورت اور تمہارے اوپر اور بھی خوبصورت لگ رہی ہے۔

اس کی ایماندارانہ رائے سن کر نیہا کے چہرے پر مسکراہٹ لہرائی اور اس نے کہا،

چلو پھر اس کو فائنل کر لیتے ہیں۔

پھر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،

ایسا کرتے ہیں تمہارے لئے بھی ساڑھی لے لیتے ہیں۔

اس بات پر وہ سٹپٹائی اور عجلت میں اسے منع کرتے ہوئے کہا،

نہیں مجھے تو تم رہنے ہی دو۔

نیہا نے عادت کے مطابق اپنی بڑی بڑی آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور کہا،

کیوں اس میں حرج ہی کیا ہے؟

اس نے گھبرا کے کہا،

حرج کوئی نہیں ہے بس مجھ سے سنبھالی نہیں جائے گی۔

اس نے فوراً کہا وہ جانتی تھی کہ نیہا کو سمجھانا آسان نہیں ہے لیکن نیہا نے ایک نظر اسے دیکھا اور ہنس پڑی اور کہا،

او ہو بھئی اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا بات ہے تمہارا جو دل چاہے ہے وہ پہنو۔

کہتے ہوئے اپنی مسکراہٹ دبائی جب کہ گیتی آراء جو اسے حیرانی سے دیکھ رہی تھی اس کے انداز پر مطمئن ہوتے ہوئے بولی،

نیہا تم بھی نا!!!

جواب میں نیہا نے بھرپور شرارتی انداز میں کہا،

ہاں جانتی ہوں بہت اچھی ہوں میں۔

اس کی شرارت پر گیتی کے ہونٹوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی اور اسی مسکراہٹ کے زیر اثر اس نے کہا،

اس میں تو کوئی شک نہیں ہے تم واقعی بہت اچھی ہو۔

اس کے انداز پر نیہا پھر ہنس پڑی جب کہ گیتی آراء کی مسکراہٹ بھی گہری ہو گئی پھر ان دونوں نے خاصی تگ ودو کے بعد گیتی کے لئے ایک خوبصورت گولڈن پیچ گھٹنوں کو چھوتی کاٹن کی پشواز جس کے گلے اور گھیر پر زردوی کی ایمبرؤائڈری ہوئی تھی کتان کی خوبصورت سی گولڈن پیچ شال جس کے پلوؤں اور کناروں پر زردوزی کی ویسی ہی کڑھائی بنی تھی جیسی پشواز پر تھی ۔ان دونوں کو ہی وہ ڈریس ایک ساتھ پسند آگیا اور تبھی نیہا نے اس کا بڑا سا شال نما دوپٹہ کھول کر اس کے سر پہ ڈال دیا ،اس کے اچانک ایسا کرنے پر وہ سٹپٹا سی گئی جب کہ نیہا نے اس کا رخ سامنے لگے قدآدم آئینے کی جانب کر دیا ۔ گولڈن پیچ شیڈ اس کی گلابی مائل گندمی رنگت پر بے حد بھلا لگ رہا تھا ،وہ منع کرتی رہی لیکن نیہا نے ایک نا سنی اور کہا،

دیکھو تو کتنی خوبصورت لگ رہی ہو.

اس کے کہنے پر گیتی نے بمشکل نظریں اٹھائیں اور اس کی نگاہیں آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر جم گئیں ،اس کی خوبصورت آنکھوں میں انجانا سا درد ہلکورے لینے لگا اور آنکھوں کی سطح گیلی ہونے لگی ۔اس لمحے نجانے کیا کچھ یاد آگیا اور یادیں کسی فلم کی

طرح ذہن کے پردے پر چلنے لگیں ۔ان سوچوں کے زیر اثر اس کی کیفیت عجیب ہو گئی ،خوبصورت آنکھیں ضبط کی شدت سے سرخ پڑ گئیں جب کہ نازک گداز وجود پہ جیسے لرزہ ساطاری ہو گیا ،نیہاالبتہ ڈریس کی خوبصورتی کی جانب متوجہ تھی اور اس سے پوچھ رہی تھی،

بتاؤ ناگیتی !کیسا لگا تم کو ڈریس؟

وہ تو شائد جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں تھی البتہ اپنے پیچھے بھاری دلکش آواز سن کر اس کی نظریں اٹھیں اور آئینے میں اپنے ساتھ کھڑے وجود کو دیکھ کر اس کی نگاہیں وہیں ساکت ہو گئیں۔

وہ عجیب سی کیفیت کا شکار تھی جب نیہا نے اس سے پوچھا تھا،

بتاؤ ناگیتی کیسا ہے یہ ڈریس؟

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اپنے پیچھے دلکش بھاری مردانہ آواز نے ان دونوں کو متوجہ کر لیا،

بیوٹیفل !!!

وہ ایک دم حواسوں میں آئی اور نظریں قد آدم آئینے میں اپنے آپ سے ذرا پیچھے کھڑے وجود پر پڑیں اور وہیں ساکت ہو گئیں ۔ ہمیشہ کی طرح اس کی آمد پر گیتی کا دل زور سے دھڑکا اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا، دل پر عجیب ناگوار سی کیفیت چھا گئی جب کہ نیہا ہمیشہ کی طرح اس کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی تھی ۔ گیتی نے آہستگی سے رخ موڑا اور بھاری شال نما دوپٹہ سر پہ سے اتار کر اپنی گلابی چادر سر پہ برابر کی ، دل پہ جیسے کوئی بھاری بوجھ آ پڑا تھا حالانکہ وہ نیہا کے ساتھ مل کر انکل آنٹی کی خوشی پورے اہتمام سے سیلیبریٹ کرنا چاہتی تھی لیکن سالار کی آمد پر وہ پھر اپنے خول میں سمٹ گئی ۔ دل پہ وہی کیفیت چھا گئی جو سالار گردیزی کو سامنے دیکھ کر ہمیشہ اس کی ہو جاتی تھی اور آخری ملاقات کے بعد تو وہ اور بھی محتاط ہو گئی تھی ۔ اس نے جس طرح اپنی محبت کا اظہار اس کے سامنے کیا تھا وہ اس کے لئے کسی شاک سے کم نہیں تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو جائے ، وہ جلد سے جلد وہاں سے نکلنا چاہ رہی تھی لیکن نیہا کی موجودگی میں ایسا ہونا ممکن نہیں تھا اس لئے مجبوراً رخ موڑے کھڑی رہی تبھی اپنی باتوں کے دوران نیہا کو اس کا خیال آیا اور وہ اس کا گداز

ہاتھ جو اس لمحے سرد ہو رہا تھا اور جس میں سالار کی موجودگی کے باعث ہلکی سی لرزش تھی، تھام کر سالار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

سالار میں نے تم کو اپنی بہت پیاری دوست سے تو ملوایا ہی نہیں۔

وہ اپنی دلی کیفیت پہ قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی جب کہ نیہا نے اس کا رخ سالار کی جانب کر دیا، اس کی غیر ارادی نگاہ اٹھی اور سیاہ گھنی پلکوں والی چمکدار خوبصورت آنکھیں ان دلکش سحر انگیز شربتی آنکھوں سے مل گئیں ، تصادم بڑا گہرا تھا۔ اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ، ہتھیلیوں میں نمی اتر آئی اور وہ اپنی گلابی چادر کا کونہ کھینچتی ان سرخ ڈوروں سے سجی مقناطیسی آنکھوں سے نظریں چراتی سیدھی سالار کے دل میں اتر گئی ۔ وہ اس کی گھبراہٹ سے محظوظ ہوتا دلچسپی سے اس کے دلکش رنگ بکھیرتے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا اور ہمیشہ کی طرح یہ آنکھیں گیتی کو خوف میں مبتلا کر گئیں تھیں لیکن وہ اس کی کیفیت محسوس کرنے کے باوجود اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولا تھا،

مل تو ہم پہلے بھی چکے ہیں لیکن۔۔۔

کہتے کہتے وہ ذرا رکا اور ہونٹوں کے کونے میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی جب کہ گیتی کا

دل کسی نے خوف سے مٹھی میں لے لیا ۔اسے لگا کہ وہ نیہا کو حقیقت بتا دے گا لیکن وہ بات آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا،

باقاعدہ ملاقات آج ہوئی ہے۔

اس کی دلکش مسکراہٹ کا تاثر اس کی دلکش سحر انگیز آنکھوں میں نظر آرہا تھا اور گیتی آراء سے بات کرتے ہوئے لہجے میں بے پناہ مٹھاس اور نرمی تھی ۔وہ بات نیہا سے کر رہا تھا لیکن نظروں کے فوکس میں گیتی آراء کا دلکش اور حسین چہرہ تھا جو اس کی نظروں کی تپش سے سرخ ہو رہا تھا۔اس کی نظروں کے ارتکاز پر وہ بے تحاشا گھبرائی سی اس کے نزدیک ہی کھڑی تھی ۔ پہلی نگاہ کے بعد دوسری مرتبہ اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔گھبراہٹ میں کبھی اپنا ڈھلکتا گلابی آنچل کھینچتی کبھی اپنی گھنی پلکیں اٹھاتی کبھی گراتی بے حد معصوم اور پیاری لگ رہی تھی ۔سالار کا دل کیا اسے دیکھتا رہے لیکن اسے ڈر تھا کہ وہ اس کے خوف سے بے ہوش ہی نہ ہو جائے اس لئے بمشکل اپنی نظروں کو کنٹرول کیا جو اسے گستاخی پر آمادہ کر رہیں تھیں اور نیہا کی سمت متوجہ ہوا جو پوچھ رہی تھی،

مل چکے ہو ؟ کب کہاں ؟ کیسے ؟

نیہا کے لہجے میں حیرانی تھی جب کہ گیتی کا دل جو پہلے ہی بے قابو تھا مزید تیزی سے دھڑکنے لگا ،اس کی دلی کیفیت کا اندازہ لگاتے سالار فوراً سنبھلا اور کہا،

تمہارے ہی گھر...

کہتے ہوئے مسکراتی نظر اس کے گھبرائے مگر خوبصورت چہرے پر ڈالتے ہوئے بات بڑھاتے ہوئے کہا،

جب یہ مجھ سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئیں تھیں۔

اس خوفزدہ چہرے کو اپنی گہری نظروں کی گرفت میں لئے لئے بات مکمل کی جبکہ وہ ابھی بھی نروس سی کھڑی اپنے ہونٹ کچل رہی تھی ۔سالار کے انداز پر نیہا مسکرائی اور گیتی کا سرد ہاتھ تھامتے ہوئے کہا،

تمہاری شکل دیکھ کر ڈر گئی ہو گی اس لئے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئی۔

اس کے شرارتی انداز پر وہ زور سے ہنس پڑا اور اس کی بھاری دلکش ہنسی اطراف میں پھیل گئی جب کہ گیتی کا دل سکڑ کر پھیلا اور اس نے جز بز ہو کر سر مزید جھکا لیا ۔نیہا نے حیران نظروں سے اسے اس طرح ہنستے ہوئے دیکھا کہ یہ وہی سالار ہے جو کبھی کبھی ہی

اس طرح کے خوشگوار موڈ میں نظر آتا تھا لیکن جو بھی تھا اسے اس کا خوشگوار موڈ اچھا لگ رہا تھا پھر وہ گیتی آراء کی جانب مڑی جو سر جھکائے خاموش سی کھڑی تھی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

بتاؤ گیتی کیسا ہے یہ ڈریس یہی لے لیں یا پھر کچھ اور دیکھنا ہے؟

اور وہ جو یہاں سے جلد از جلد نکلنا چاہ رہی تھی فوراً بولی،

ن۔۔۔ نہیں یہی ٹھیک ہے۔

آواز گو بے حد دھیمی تھی اس کے باوجود لہجے کی خوبصورتی اور آواز کی مدھرتا نمایاں تھی ۔ سالار کو ایسا لگا جیسے چاروں اطراف گھنٹیاں سی بج اٹھیں ہوں ،وہ پوری طرح اس خوبصورت آواز کے سحر میں جکڑا تھا ۔ نیہا نے کچھ دیر اس ڈریس پر غور و خوض کرنے کے بعد اپنی ماہرانہ رائے دیتے ہوئے وہ ڈریس فائنل کر لیا پھر گیتی کے لاکھ انکار کے باوجود اس ڈریس کی میچنگ جیولری اور سینڈلز بھی خرید لئے ۔ اس دوران وہ پوری دلچسپی اور اطمینان سے اس کی جانب متوجہ رہا جو بظاہر اسے اگنور کئے ہوئے نیہا کی جانب متوجہ تھی لیکن اس کی نظروں سے پوری طرح اگاہ تھی ۔ کاؤنٹر پہ پیمینٹ کرنے کے بعد وہ دونوں فارغ ہوئیں تو نیہا نے سالار سے پوچھا،

تم ابھی شاپنگ کرو گے یا پھر گھر چلنے کا ارادہ ہے؟

سالار نے ایک گہری بھرپور نظر اس کے دلکش اور معصوم چہرے پر ڈالی ، وہ سر جھکائے کھڑی تھی جب کہ وہ اسے دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولا،

شاپنگ تو مجھے کرنی ہے لیکن اپنے لئے نہیں۔۔۔

نیہا نے اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی بیچ میں اچک لیا،

ہاں اپنی کسی نئی گرل فرینڈ کے لئے شاپنگ کرنی ہو گی۔

سالار نے اسے گھور کے دیکھا جب کہ گیتی کے خوبصورت چہرے پر ناگوار سے تاثرات چھا گئے جو کہ سالار نے بھی محسوس کر لئے اسی لئے نیہا کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا،

کیوں میرا امپریشن خراب کرنے پر تلی ہو؟

اس کے انداز پر وہ زور سے ہنس پڑی اور اسی شرارتی انداز میں کہا،

او ہو! سالار گردیزی کو کب سے پرواہ ہونے لگی ان سب باتوں کی۔

سالار نے پھر ایک نظر اس دلکش چہرے پر ڈالی جو بے نیاز سی کھڑی تھی اور نیہا کو جواب دیتے ہوئے کہا،

تم یہ سب باتیں چھوڑو اور میری ہیلپ کر دو ماموں ممانی کے لئے گفٹ لینا ہے اور مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ، ماموں کے لئے تو میں کر لوں گا لیکن ممانی کے گفٹ کے لئے مجھے تمہاری ہیلپ چاہئے you know لیڈیز شاپنگ کا کچھ تجربہ نہیں ہے مجھے۔

جملے کے اختتام پر اس کا دلکش لہجہ شرارتی ہو گیا ، نیہا نے اسے گھور کے دیکھا تو وہ ہاتھ اٹھا کر ہنستے ہوئے کہنے لگا،

اب اس بارے میں اپنی قیمتی رائے مت دینا صرف اتنا بتا دو کہ ہیلپ کرو گی یا نہیں؟

اس کے انداز پر وہ ایک مرتبہ پھر ہنس پڑی جب کہ گیتی آراء کو اس گفتگو سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی ٹلنے والا نہیں ہے ۔ اس کا جی چاہا کہ وہ سب کچھ چھوڑ کے یہاں سے بھاگ جائے لیکن وہ ایسا کر نہ سکی ۔ پھر نیہا نے لیلیٰ آنٹی کے لئے ایک قیمتی شیفون کی وائٹ ساڑھی جس پر خوبصورت ایمبرائیڈری بنی تھی پسند کی اور تبھی نگاہ سامنے گئی ، وہ پر شوق نظروں سے ایک ٹی پنک شیفون کی ساڑھی جس پر خوبصورت شیڈو ورک اور ریشم کے دھاگوں کا کام بنا تھا ، گولڈن بارڈر کے ساتھ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔ سالار کے دل میں نجانے کیا سمائی کہ اس نے وہ ساڑھی اٹھالی جس پر گیتی کی نظر جمی تھی ، گیتی آراء نے چونک کر اسے دیکھا ، اس کے

متوجہ ہونے پر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے نیہا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

نیہا مجھے یہ زیادہ اچھی لگ رہی ہے۔

اور نیہا جو مزید ساڑھیوں کے ڈیزائن دیکھ رہی تھی اس کے پکارنے پر اس کی جانب متوجہ ہوئی جب کہ گیتی نے ایک دم چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا پھر سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں جب کہ نیہا نے اس ساڑھی کو پسندیدگی کی سند دیتے ہوئے کہا،

تم تو کہہ رہے تھے کہ لیڈیز شاپنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے تمہیں تو پھر یہ کیا ہے؟

اس نے سالار کو گھورتے ہوئے آڑے ہاتھوں لیا جب کہ وہ ڈھٹائی سے ہنس پڑا لیکن گیتی کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑک اٹھا ۔ساڑھی پسند کرنے کے بعد انہوں نے وہیں سے خوبصورت گولڈ کی میچنگ جیولری اور ساتھ میں میچنگ کلچ خرید لئے پھر بہروز گردیزی کے لئے رولیکس کی رسٹ واچ کے ساتھ گولڈ اسٹڈ کف لنکس اور Azzaro کا کولون اور آفٹر شیو سیٹ لے کر شاپنگ مکمل کر لی ،اس دوران وہ بالکل خاموش رہی پیمینٹ کرنے کے بعد وہ تینوں مال سے باہر آئے تو شام اچھی خاصی ڈھل چکی تھی ،گیتی آراء نے شکر ادا کیا کہ بس اب واپس چل رہے ہیں ،وہ نیہا کے ساتھ گاڑی کی سمت بڑھ رہی تھی جب سالار کی آواز نے اس کے بڑھتے قدم روک دیئے ،

وہ نیہا سے مخاطب تھا،

تم اپنی گاڑی لائی ہو؟

جواب میں وہ اپنی گاڑی کا چابیاں جھلاتے ہوئے بولی،

آف کورس!!

سالار نے ایک نظر گیتی کے جھکے سر پہ ڈالی ،وہ لاتعلق نظر آنے کا پوری کوشش کر رہی تھی جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

شام تو ہو ہی چکی ہے ،ڈنر میں بھی زیادہ ٹائم نہیں ہے تو آج کا ڈنر میری طرف سے ،کیا خیال ہے؟

نیہا نے اسے سر سے پیر تک گھورا اور کہا،

سالار! خیریت تو ہے آج یہ مہربانی کس سلسلے میں؟

اس کے انداز پر اس نے زچ ہو کر کہا،

اوہ شٹ اپ اب ایسا بھی نہیں ہے کہ میں نے کبھی تمہیں ڈنر نہیں کروایا۔

اس کے چڑنے پر وہ ہنس پڑی پھر گیتی کی سمت مڑتے ہوئے اس سے پوچھا،

کیا خیال ہے گیتی! اس کنجوس آدمی کی آفر ایکسیپٹ کر لیں؟

اس سوال پر اس نے سٹپٹا کر نظریں اٹھائیں اور اس کی خوشنما آنکھیں ان سحر انگیز مقناطیسی نظروں سے مل گئیں ۔ہمیشہ کی طرح ان نظروں نے اسے خوفزدہ کر دیا اس نے گھبرا کر رخ موڑا اور نیہا سے کہا،

نن ۔۔۔ نہیں نیہا! پلیز گھر چلو بہت دیر ہو گئی ہے۔

اس کی آواز بے حد دھیمی تھی لیکن سالار کی سماعتوں تک بخوبی پہنچ گئی ،اس کی توقع کے عین مطابق اس نے انکار کر دیا تھا جب کہ نیہا اسے سمجھا رہی تھی،

یار گیتی ہم کون سا روز ڈنر باہر کرتے ہیں اور پھر آج تو تم بھی ساتھ ہو تو چلو نا یار!

جواب میں اس نے اپنی مخصوص سنجیدگی سے کہا،

پلیز نیہا تم جاؤ بس مجھے گھر ڈراپ کر دو پلیز

وہ ابھی بھی دھیمی آواز میں بول رہی تھی ،نیہا نے ایک گہرا سانس لیا اور سالار کی سمت مڑتے ہوئے کہا،

سالار پلیز مائنڈ مت کرنا یہ ڈنر ادھار رہا۔

اس نے گیتی پر ایک نظر ڈالی اور نیہا کو جواب دیتے ہوئے کہا،

اس میں مائنڈ Not at all!

کرنے کی کیا بات ہے لیکن ڈنر گھر پہ کرنے پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا !!

وہ بات نیہا سے کر رہا تھا لیکن نظروں کے فوکس میں وہ خوبصورت چہرہ تھا جو ہمیشہ اس کے خیالات اور دل و ذہن پر قابض رہتا تھا جب کہ اس نئے پلان پر گیتی نے گھبرا کر بے ساختہ نظر اس کے وجیہ چہرے پر ڈالی تھی ، نیہا سالار کی بات پہ خوش ہوتے ہوئے کہنے لگی،

یہ آئیڈیا اچھا ہے اس طرح گیتی کا کہا بھی پورا ہو جائے گا اور تمہارے ڈنر کی آفر بھی۔

نیہا کی بات کے جواب میں اس نے کہا،

لیکن یہ آفر میں نے کی ہے تو ڈنر بھی میرے گھر پر ہی ہو گا۔

کہتے ہوئے پھر اس کے صبیح چہرے کو دیکھا جہاں گھبراہٹ کے رنگ واضح تھے جب کہ وہ پریشان سی کھڑی اپنے ہونٹ کچل رہی تھی ، وہ کسی صورت بھی اس کے گھر

نہیں جانا چاہتی تھی ،وہ تو اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق بھی نہیں رکھنا چاہتی تھی لیکن وہ ہر مرتبہ اس کی راہ میں آجاتا تھا ،وہ پریشانی سے یہی سوچ رہی تھی کہ کیسے انکار کرے جب نیہا نے گیتی سے پوچھا،

گیتی اس بات پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے نا!

اس سوال پر وہ شرمندہ سی ہو کر نفی میں سر ہلا گئی کہ کچھ بھی تھا وہ نیہا کو منع نہیں کر سکتی تھی ۔نیہا نے اطمینان کا سانس لیا اور مسکرا کر سالار کو thumbs up کا اشارہ کیا ،اس کے انداز پر اس کے عنابی ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ چھلکی وہ چند قدم چلا اور گیتی آراء کے نزدیک رکا وہ سر جھکائے کھڑی انگلیاں مروڑ رہی تھی ،اس کے نزدیک رکتے ہوئے دھیمی سرگوشی کے سے انداز میں کہا،

چلیں!

اس کی بھاری آواز اور قربت پر وہ سہم سی گئی جب کہ وہ مسکراتا ہوا اپنی گاڑی کی سمت بڑھ گیا ،وہ وہیں کھڑی اپنی دھڑکنیں سنبھال رہی تھی جب نیہا نے اسے پکارا،

آجاؤ گیتی!

اس کی پکار پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی گاڑی میں جا بیٹھی اور اس کے بیٹھتے ہی نیہا نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

نیہا____

نے گاڑی پر شکوہ گھر کے پورچ میں لے جا کر روک دی, ساتھ ہی گیتی کی نظر سامنے پڑی تو اس کو حیرت کا زبردست جھٹکا لگا ۔ وہ یہاں پہلے بھی آچکی تھی تو کیا یہ گھر سالار کا ہے، اس گھر سے سالار کا تعلق ہے ،اس کے لئے یہ بات کسی شاک سے کم نہیں تھی ،سیاہ آنکھیں نجانے کس احساس کے تحت بھیگ گئیں تھیں ۔اس کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور وہ اپنی کیفیت خود سمجھنے سے قاصر تھی ۔ کیا ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا ،یہ شخص جس کا نام سالار گردیزی ہے وہ بس اس سے ہر خوشی چھیننے کی غرض سے اس کی زندگی میں آیا ہے پھر وہ چاہے،رشتے ہو ،پیار محبت ہو یا پھر عزت اور وقار اور ابھی بھی ایسا ہی ہوا تھا۔وہ یہی سب سوچ رہی جب نیہا کی چہکتی آواز اسے خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی ،وہ کہہ رہی تھی،

آو گیتی ! چلو اندر چلتے ہیں۔

کہتے ہوئے اپنی سائڈ کا دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تبھی گیتی نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

نیہا! تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟

نیہا نے جواب میں پوچھا،

کیا نہیں بتایا؟

جب کہ گیتی آراء نے اسی سنجیدگی سے کہا،

یہی کہ تمہارا کزن آغا جان کا رشتے دار ہے۔

____

نیہا نے گاڑی پر شکوہ گھر کے پورچ میں لے جا کر روک دی, ساتھ ہی گیتی کی نظر سامنے پڑی تو اس کو حیرت کا زبردست جھٹکا لگا۔ وہ یہاں پہلے بھی آ چکی تھی تو کیا یہ گھر سالار کا ہے، اس گھر سے سالار کا تعلق ہے، اس کے لئے یہ بات کسی شاک سے کم نہیں تھی، سیاہ آنکھیں نجانے کس احساس کے تحت بھیگ گئیں تھیں۔ اس کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور وہ اپنی کیفیت خود سمجھنے سے قاصر تھی۔ کیا ہمیشہ ایسا ہی

ہوتا رہے گا ، یہ شخص جس کا نام سالار گردیزی ہے وہ بس اس سے ہر چیز چھیننے کی غرض سے اس کی زندگی میں آیا ہے پھر وہ چاہے، رشتے ہوں ، پیار محبت ہو یا پھر عزت اور وقار اور ابھی بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ یہی سب سوچ رہی جب نیہا کی چہکتی آواز اسے خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی ، وہ کہہ رہی تھی،

آو گیتی ! چلو اندر چلتے ہیں۔

کہتے ہوئے اپنی سائڈ کا دروازہ کھولنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تبھی گیتی نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

نیہا ! تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں ؟

نیہا نے جواب میں پوچھا،

کیا نہیں بتایا؟

جب کہ گیتی آراء نے اسی سنجیدگی سے کہا،

یہی کہ تمہارا کزن آغا جان کا رشتے دار ہے۔

اس بات پر نیہا نے حیران نظروں سے اسے دیکھا جو اپنے لب کاٹ رہی تھی اور پوچھا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کم آن گیتی !اس میں بتانے والی کیا بات تھی انفیکٹ میں تو جب تمہیں یہاں لے کر آئی تھی سالار تو آؤٹ آف سٹی تھا اور پھر یہ بات اتنی امپورٹینٹ بھی نہیں ہے کہ اس طرح بتائی جائے۔

لیکن شائد گیتی کی برداشت جواب دے گئی تھی ،خوشنما آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کر ریشمی گال پر پھسلا اور اس نے کہا،

امپورٹینٹ ہے میرے لئے کیونکہ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آغا جان کا تعلق تمہارے کزن سے ہے تو میں کبھی بھی ان سے تعلق نا رکھتی۔

کہتے ہوئے اس نے بے دردی سے گال رگڑے ،نجانے کیوں اسے رونا آئے جا رہا تھا کہ سالار کا تعلق آغا جان سے ہے یا پھر جس طرح کی انسیت اور لگاؤ اس کو آغا جان سے محسوس ہوا تھا وہ سالار کی وجہ سے ختم ہو جائے گا ،اس کے دل میں شائد یہ خوف کنڈلی مارے بیٹھا تھا کہ سالار سے نفرت میں کہیں وہ آغا جان سے محبت اور عقیدت گنوا دے جب کہ نیہا حیران سی یہ سوچ رہی تھی کہ وہ کون سی کڑی ہے جو مسنگ ہے ۔ وہ گیتی کے اس رویئے سے کچھ بھی اخذ نہیں کر پا رہی تھی اسی لئے حیرانی سے پوچھ لیا،

میں سمجھ نہیں پا رہی ،سالار سے تمہاری ملاقات ابھی کچھ دن پہلے میرے گھر میں

ہوئی تھی ،آغا جان کے پاس میں تمہیں خود لے کر آئی تھی لیکن اگر ان کا تعلق سالار سے ہے تو اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے؟

اس نے اپنی حیرانی کو زبان دے دی اور گیتی آراء کے آنسو وہیں ٹھٹھر گئے جب کہ اس کے پاس اس بات کا جواب تو تھا لیکن وہ نیہا کو بتا نہیں سکتی تھی اور اب اس طرح کہہ کر اس نے خود نیہا کو اپنی طرف سے مشکوک کر دیا تھا اس بات کا احساس اسے بعد میں ہوا اور اب وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اسے نیہا سے یہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا ،اس نے خود نیہا کو کڑی تھمادی تھی ۔ابھی وہ اس کے سوال کا جواب سوچ ہی رہی تھی کہ نیہا کی گاڑی کی ونڈو پہ ناک ہوا ،وہ دونوں ہی چونکیں اور گاڑی کے باہر کھڑے سالار کو دیکھ کر دونوں ہی اپنی اپنی جگہ سنبھل گئیں ۔نیہا نے ڈرائیونگ ڈور کھولا تو سالار کی فکر مند آواز اسے بھی سنائی دی،

از ایوری تھنگ آلرائٹ؟

وہ پوچھ نیہا سے رہا تھا جب کہ اس کی نظریں گیتی کی بھیگی پلکوں والی آنکھوں پہ جمیں تھیں ۔نیہا نے مسکرا کر اسے ٹالنا چاہا،

ہاں سب کچھ ٹھیک ہے۔

پھر چہرہ موڑ کر گیتی کو مخاطب کیا،

گیتی اندر چلتے ہیں ورنہ آغاجان کیا سوچیں گے کہ ہم یہاں تک آئے اور اندر نہیں آئے۔

اس بات پر وہ جز بز ہوئی لیکن بمشکل اپنی کیفیت پر قابو پا کر اثبات میں سر ہلا گئی کچھ بھی تھا وہ آغاجان سے کسی صورت بے مروتی نہیں برت سکتی تھی پھر چاہے آج کے بعد وہ ادھر کا رخ نہیں کرے گی۔اپنے دل میں ارادہ باندھتی گاڑی سے باہر آ گئی پھر بمشکل قدم اٹھاتی نیہا کے ساتھ چلتی اس طرف چلی آئی جہاں وہ ان دونوں کا منتظر کھڑا تھا۔ان دونوں کے نزدیک پہنچنے پر خوشدلی سے بولا،

شکریہ کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں۔

نظروں کی گرفت میں اس کا افسردہ سا چہرہ تھا ،بظاہر وہ دونوں سے یہ بات کہہ رہا تھا لیکن دیکھ گیتی کو رہا تھا جس کے چہرے پر حزن اور افسردگی کی کیفیت تھی وجہ وہ جانتا تھا لیکن اس وقت جو تکلیف اس دلکش چہرے پر رقم تھی اس کی وجہ وہ جاننے سے قاصر تھا گو دل سے وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ اس کی ہر ہر تکلیف اور درد کا ازالہ کر دے کہ غم اس کے نزدیک بھی نہ آ سکے۔یہی سب سوچتے وہ اس پر نظریں جمائے تھا جب اس

کی نظروں کی تپش پر گیتی نے اپنی سیاہ گھنی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا، اس کے وجیہ چہرے پر فکر اور تردد کے آثار تھے وہ اس کے لئے فکر مند تھا لیکن دلکش آنکھوں میں خوشی روشنی بن کر جگمگا رہی تھی شائد وہ اس کے آنے سے بے حد خوش تھا لیکن گیتی اس دل کا کیا کرتی وہ تو جیسے بجھ سا گیا تھا یہ جاننے کے بعد اس کا تعلق آغا جان سے، اس کو سالار کی خوشی سے کوئی غرض نہیں تھی جب کہ نیہا نے سالار کو جواب دیتے ہوے کہا،

خیریت ہے اتنا پروٹوکول اتنی فارمیلٹی؟

نیہا کے شرارتی انداز پر وہ کھل کر مسکرایا تھا، نظروں کے فوکس میں ابھی بھی سادہ اور معصوم سا چہرہ تھا لیکن وہ اس کی نظروں کے ارتکاز پہ ہمیشہ کی طرح نروس ہو رہی تھی۔ سالار کو ہی احساس ہوا اور نیہا کی موجودگی کے باعث اس نے نظروں کا زاویہ بدل لیا پھر نیہا کی جانب دیکھتے ہوے کہا،

بالکل خیریت ہے چلو اندر چلتے ہیں

کہتے ہوے اندر جانے والے راستے کی سمت بڑھا جب کہ وہ بھی نیہا کے ساتھ بمشکل قدم اٹھا رہی تھی لیکن دل چاہ رہا تھا کہ یہیں سے واپس ہو جائے مگر یہ ضروری بھی

نہیں ہے کہ ہمیشہ وہی ہو جو آپ کا دل چاہے ۔ وہ خاموشی کے ساتھ چلتی نیہا کے ساتھ رہائشی حصے میں داخل ہو گئی ۔اس گھر کی خوبصورتی آج بھی ویسی ہی تھی جیسی اس سے پہلے تھی لیکن وہ اس سب سے بے نیاز کارپٹ پر نگاہیں جمائے ہوئے تھی ۔ آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ جب پچھلی مرتبہ یہاں آئی تھی تو کیوں اتنی خوفزدہ تھی یقیناً اس کا وجدان اسے احساس دلا رہا تھا کہ کچھ ہے جو ٹھیک نہیں ہے اور وجہ آج سامنے آ گئی تھی ،وہ جان گئی تھی کہ وہ پہلی مرتبہ جب یہاں آئی تھی تو کیوں اتنی بے چین تھی اس کی وجہ یہی تھی کہ یہ گھر سالار گردیزی کا تھا اور اس کا خوف بھی اسی وجہ سے تھا ۔ وہ یہ سب سوچ رہی تھی جب نیہا کی آواز نے اس کا دھیان بانٹ دیا جو کہہ رہی تھی،

انکل کہاں ہیں؟

وہ جو ہال کی لائٹس روشن کر رہا تھا اپنے مخصوص لاپرواہ انداز میں جواب دیتے ہوئے بولا،

اپنے بزنس ٹرپ کے سلسلے میں لندن گئے ہیں.

As usual

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نیہا نے سر ہلایا اور پھر پوچھا،

اور آغا جان؟

اس نے بھی مختصراً جواب دیا،

وہ گھر پہ ہیں۔ آپ لوگ بیٹھیں نا!

ساتھ ہی بیٹھنے کی پیشکش بھی کر دی جب کہ نیہا گیتی آراء کا ہاتھ تھام کر اندر کی جانب بڑھتے ہوئے بولی۔

تم کھانا لگواؤ ہم آغا جان سے مل کر آتے ہیں ویسے بھی اس گھر میں آنے کی واحد وجہ آغا جان ہی ہیں۔

اس نے جیسے چڑایا تھا ،اس کے انداز پر وہ کھل کر ہنسا اور کہا،

کیا ان کا بھی یہی خیال ہے؟

ساتھ ہی نظریں اس کے چہرے پر جما دیں جو اندرونی خلفشار کے باعث سرخ ہو رہا تھا ،اس سوال پر گیتی کا دل کیا کوئی کرارا سا جواب دے دے لیکن اپنی تربیت کے ہاتھوں مجبور ہو گئی اور محض ہونٹ کاٹ کر رہ گئی جب کہ نیہا نے اسے جواب دیتے

ہوئے کہا،

فصول آدمی ! گیتی آراء پہلے بھی میرے ساتھ آغا جان سے ملنے یہاں آچکی ہے۔

اس کی بات پر جہاں وہ حیران ہوا وہیں گیتی آراء پر گھڑوں کے حساب سے پانی گنذر گیا ، وہ شرمندہ سی سر جھکا گئی جب کہ وہ دلچپسی سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا جو شائد شرمندگی اور اس کی نظروں کی تپش کے باعث سرخ ہو چکا تھا ۔ وہ یہی سوچ رہی تھی کہ وہ اس کے بارے میں کیا سوچے گا کہ اس سے تعلق رکھنا نہیں چاہتی اور اس کی غیر موجودگی میں یہاں تک چلی آئی ،وہ عادت کے مطابق ہونٹ کاٹ رہی تھی جب کہ نیہا نے سالار سے کہا،

تم کھانا لگواؤ ہم آتے ہیں۔

کہتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر ایک جانب چل پڑی ، گیتی جانا تو نہیں چاہتی تھی لیکن سالار گردیزی سے فرار کا یہی راستہ تھا اس لئے وہ نیہا کے ساتھ چل پڑی ۔ لمبی راہدری عبور کرکے وہ دونوں ایک بیڈروم کے سامنے جاکر رک گئیں ، نیہا نے دروازہ ناک کیا اور اندر سے آغا جان کی بارعب مگر پر شفقت آواز آئی تھی ،وہ اندر آنے کی اجازت دے رہے تھے ۔نیہا نے دروازہ کھولا اور دروازے سے جھانک کر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حسب عادت باآواز بلند سلام کیا اور وہ جو جائےں ماز طے کر رہے تھے اس کی آواز پر پلٹ کر اسے دیکھا اور ان دونوں کو دروازے میں کھڑا دیکھ کر ان کے ہونٹوں پہ شفیق مسکراہٹ ٹھہر گئی ،انہوں نے بھی اپنے مخصوص پر شفقت انداز میں سلام کا جواب دیا ،وہ دونوں اندر داخل ہو کر ان کے نزدیک پہنچ گئیں ۔انہوں نے پہلے نیہا کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے دعادی پھر اسی انداز میں گیتی کے سر پہ ہاتھ رکھا اور مسکراتے ہوئے کہا،

جیتی رہو۔

اور وہ اپنی کچھ دیر پہلے کی کیفیت بھلائے ایک دم ہلکی پھلکی ہو گئی ،وہ جواب سے کچھ دیر پہلے اسے شدید ذہنی جھٹکا لگا تھا جس کی وجہ سے وہ بے حد ذہنی دباؤ کا شکار تھی وہ کیفیت یک لخت غائب ہو گئی تھی ۔وہ اسی ٹرانس کے زیر اثر ان کی جانب متوجہ تھی کہ انہوں نے کہا،

گیتی آراء بھی آئی ہے ،یہ تو بہت اچھا ہوا۔

ان کے پر شفقت انداز پر وہ اپنی کچھ دیر پہلے کی سوچ پر جی بھر کے شرمندہ ہوئی جب کہ نیہا اپنے مخصوص شرارتی انداز میں کہہ رہی تھی،

آغاجان آئی نہیں ہیں محترمہ بلکہ زبردستی لائیں گئیں ہیں۔

اس کے شرارتی انداز پر آغاجان ہنس دیئے جب کہ وہ مزید شرمندہ ہوئی ، آغاجان نے اس کی شرمندگی محسوس کرلی اوراس کی شرمندگی دور کرنے کی خاطر انہوں نے کہا،

گیتی آراء کو کوئی کچھ نہیں کہے گا بھئی۔

ان کا اپنائیت بھرا انداز گیتی آراء کے دل میں تراز و ہو گیا اوراسی احساس سے اس کی خوبصورت آنکھوں میں نمی ٹھہر گئی ۔ ابھی وہ کچھ کہتی کہ دروازے پہ دستک دے کر وہ بھی وہیں چلا آیا اوراس کی آمد اور موجودگی کے سبب وہ ہمیشہ کی طرح ایک مرتبہ پھر کانشس سی ہو کر اپنے ہونٹ کاٹنے لگی ، وہ مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا جب آغاجان نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آؤ سالار ! دیکھو تو کون آیا ہے۔

ان کے انداز پر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ شرارت سے آہستہ آواز میں کھنکھارا جب کہ گیتی کا دل اس کے انداز پر دھڑکا ،اس نے آغاجان کی بات کا جواب دیتے

ہوئے کہا،

آغا جان میرے ساتھ ہی آئیں ہیں میرا مطلب ہے میں ہی لے کر آیا ہوں۔

صاف لگ رہا تھا کہ وہ اسے جتا رہا ہے جب کہ نیہا نے اسے ٹوکتے ہوئے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا،

تم تو رہنے ہی دو جب اتنے اتنے دنوں کے لئے آغا جان کو اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہو تب تو خیال نہیں آتا۔

جب کہ آغا جان اس کا دفاع کرتے ہوئے کہہ رہے تھے،

بالکل! یہ بات تو ٹھیک ہے نیہا ہی ہے جو میری خیریت پوچھنے آجاتی ہے اور اسی بہانے اب تو گیتی آراء جیسی پیاری بچی سے بھی ملاقات ہو گئی ورنہ تم تو مہینوں کے لئے غائب ہو جاتے ہو کہ تمہارا کچھ اتہ پتہ ہی نہیں ہوتا۔

انہوں نے بات کرتے کرتے اس کو ہلکا سا گھور کے دیکھا نیہا البتہ اس کی درگت بننے پہ ہنسنے لگی لیکن وہ اپنے مخصوص انداز میں بولا تھا،

آپ ہی تو کہتے ہیں کہ انسان کو اپنی کھوج میں لگے رہنا چاہئے بس یوں سمجھیں کے اپنی

ہی کھوج میں ادھر ادھر پھر رہا تھا۔

کہتے ہوئے ایک بھرپور نظر اس بے نیاز وجود پر ڈالی جو چاہ کر بھی بے نیاز نہیں بن پا رہی تھی ۔ نیہا نے البتہ اس کی بات کو خوب انجوائے کیا اور اس کی بات کے جواب میں لطیف سا طنز کرتے ہوئے کہا،

پھر ملا اپنا آپ ؟

لہجے اور آنکھوں میں بے پناہ شرارت تھی ، وہ ایک دم چونکا تھا پھر گہرا سانس لے کر اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھنساتے ہوئے ایک چور نظر اس خوبصورت چہرے پر ڈالی جو نروس سی کھڑی اپنا ڈھلکتا آنچل درست کر رہی تھی اور نیہا کی بات کے جواب میں کہا،

ہاں مل تو گیا ہے اپنا آپ لیکن ابھی بے حد الجھا ہوا ہے اسے سلجھانے میں تھوڑا وقت لگے گا.

کہتے ہوئے اس پر پھر ایک بھرپور نگاہ ڈالی ، لہجہ ذو معنی تھا جب کہ وہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ اس گفتگو کا مقصد کیا ہے لیکن خاموش رہنا مجبوری تھی کہ اس وقت خاموشی ہی بہترین ہتھیار تھا جب کہ نیہا پر ایسی کوئی پابندی نہیں تھی ، وہ زور سے ہنسی

اور آغا جان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

دیکھ رہے ہیں آغا جان ! اپنے سالار گردیزی صاحب تو فلاسفر بن گئے ہیں۔

اس کی شرارت پر آغا جان کھل کر مسکرائے جب کہ سالار خفیف سا ہو کر اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر مسکرا دیا ۔آغا جان نے نیہا کی شرارت کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

تمہیں لگ رہا ہے کہ یہ فلاسفر بن گیا ہے ، مجھے تو لگ رہا ہے کہ فلاسفر ، پینٹر ، شاعر اور بھی نجانے کیا کیا بن گیا ہے۔

انہوں نے شرارت سے کہتے ہوئے اسے دیکھا جب کہ وہ ان دونوں کو ہی تنبیہ کرتا ہوا کہہ رہا تھا،

بس کر دیں آپ دونوں ، کیوں مہمان کے سامنے میری ٹانگ کھینچ رہے ہیں۔

ساتھ ہی گیتی کو نظر بھر کے دیکھا جب کہ نیہا اس کے انداز پر ہنس پڑی لیکن گیتی اس کی نظروں کے ارتکاز سے زیادہ گفتگو کی معنی خیزی کے باعث نروس سی ہو کر سر جھکا گئی لیکن آغا جان نے گیتی کے سر پہ اپنا بھاری ہاتھ رکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا،

مہمان کیوں ہو گی بھلا ،اس کا اپنا گھر ہے اور سچ کہوں تو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میری اپنی بیٹی آئی ہو ۔کیوں؟

انہوں نے جس شفقت اور اپنائیت سے یہ سب کہا تھا ،ان کی محبت پر گیتی آراء کا دل ان کی جانب کھنچنے لگا ۔ان کا وہی مشفق اور نرم انداز تھا جو کسی کے بھی دل میں گھر کر جائے ،اس کا بھی دل گداز ہوا اور آنکھیں نم ہو گئیں ۔وہ ابھی بھی منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے ،اس نے بمشکل گھنی پلکیں جھپک کر اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا جب کہ نیہا نے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Urdu|Articles|Poetry|Interviews

جلدی سے جواب دے دو گیتی آغا جان کبھی بھی اتنی آسانی سے کسی کو اپنا نہیں مانتے۔

گیتی نے ایک نظر کنکھیوں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا مگر اس کا چہرہ نہ دیکھ پائی نہ ہی اس کے تاثرات کا اندازہ لگا پائی اگر وہ یہاں موجود نہ ہوتا تو اس کے لئے یہ اعتراف کرنا مشکل نہ ہوتا کہ اس کو بھی ان سے اسی طرح کی اپنائیت محسوس ہوتی ہے جیسی کہ انہیں اس کے وجود سے ہو رہی ہے۔ایک انجانی سی کشش ہے جو اسے ان کی جانب کھینچتی ہے لیکن اس وقت کسی بھی قسم کا اثباتی جواب دینے کا مطلب یہ تھا کہ اس شخص کو شہ دینا اور وہ ایسا ہر گز بھی نہیں چاہتی تھی ، عجیب مشکل میں پھنس گئی تھی جب کہ

وہ اس کے تاثرات سے محظوظ ہوتا کہہ رہا تھا،

لگتا ہے آپ نے بہت مشکل سوال کر دیا ہے جس کا جواب دینا ان کو بہت مشکل لگ رہا ہے۔

اس بات پر گیتی کے چہرے پر نا گوار سے تاثرات چھا گئے جب کہ اس کی کیفیت کا اندازہ لگاتے ہوئے آغا جان نے کہا،

کوئی بات نہیں ہم گیتی آراء کی خاموشی کو ہی اس کا اقرار مان لیتے ہیں.

کہتے ہوئے اس کے جھکے سر پر اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈال کر ہاتھ ہٹا لیا پھر سالار کی جانب رخ کرتے ہوئے کہا،

کیا ایسے ہی کھڑے رہو گے یا بچیوں کو کچھ کھانے وغیرہ کا بھی پوچھو گے؟

وہ بھی انہی کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے بولا تھا،

یہی بتانے آیا تھا کہ کھانا ریڈی ہے شکور سے کہہ کر ٹیبل پر لگوا دیا ہے لیکن یہاں تو نئے رشتے جوڑے جا رہے ہیں۔

کہتے ہوئے ایک شرارتی نظر گیتی آراء کے خوبصورت چہرے پر ڈالی جس کے چہرے پر

ناگواری کے تاثرات بے حد واضح تھے جب کہ نیہا نے چہرہ پھیر کر اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی لیکن آغا جان نے اپنے مخصوص پر شفقت اور دوستانہ انداز میں کہا تھا،

تم کیوں جیلس ہو رہے ہو؟

ان کی بات کے جواب میں وہ بھی انہی کے سے انداز میں بولا،

جیلس ہونے کا تو سولڈ ریزن ہی۔

اس بات پر آغا جان نے سوالیہ جب کہ نیہا نے دلچسپ نظروں سے اسے دیکھا جب کہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی یہ گفتگو سننے پر مجبور تھی لیکن وہ اس کی غیر دلچسپی بلکہ کسی حد تک ناگواری محسوس کرنے کے باوجود کہنے سے بعض نہ آیا،

آج بھی لڑکیاں مجھ جیسے ہینڈ سم بندے کے بجائے آپ کی کمپنی میں رہنا زیادہ پسند کرتیں ہیں۔

اس کے اسٹائل پر آغا جان تو دل کھول کر ہنسے جب کہ نیہا اس کی ٹانگ کھینچنے سے یہاں بھی بعض نہ آئی اور شرارتی انداز میں کہا،

خیر سالار اتنے مبالغے سے تو کام نہ لو جیسے میں جانتی نہیں ہوں کہ تم لڑکیوں میں کس

قدر مقبول ہو

لہجے میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی جب کہ وہ تنبیہ کرنے سے بعض نہ آیا،

اپنی قیمتی رائے کا اظہار کرنا ضروری ہے؟

ساتھ ہی نیہا کو گھورا لیکن آغا جان نے سنجیدگی سے اس کی بات کے جواب میں کہا تھا،

برخوردار اپنے اندر ایسے گر پیدا کرو کہ خواتین خود بخود احترام کے ساتھ تمہاری جانب متوجہ ہوں نہ کہ تمہاری موجودگی انہیں ڈر خوف میں مبتلا کرے۔

انہوں نے تو یہ بات سادگی سے کہی تھی جب کہ نیہا اس کی درگت پہ حسب عادت زور سے ہنس پڑی اور ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ گیتی کے کٹاؤ دار ہونٹوں کا حصہ بن گئی جب کہ اس کی یہ مسکراہٹ سالار کے دل میں اتر گئی ، وہ مسکراتے ہوئے بے حد حسین لگ رہی تھی ۔اس کی موجودگی میں تو شائد پہلی مرتبہ ہی مسکرائی ہوگی ورنہ تو خوفزدہ اور سہمی ہوئی رہتی تھی ۔وہ ایک ٹرانس کی کیفیئت میں اس کی جانب ہی متوجہ تھا جب کہ اس کی نظروں کے ارتکاز پر گیتی آراء نے سٹپٹا کر رخ موڑ لیا تھا اور اس کے اس طرح رخ موڑنے پر وہ ایک دم ماحول میں واپس لوٹا تھا ۔اس دوران آغا جان کو

ہی خیال آیا تھا اور انہوں نے ہی ان تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آجاؤ بچوں کھانا کھاتے ہیں۔

ان کے کہنے پر نیہا اور سالار کو بھی احساس ہوا جب کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان سب کا ساتھ دینے پر مجبور تھی کہ نیہا کو پہلے ہی اپنی طرف سے مشکوک کر چکی تھی اور اب اپنے آپ کو اس کے سوالات کے جواب دینے پر راضی کر رہی تھی جو اس کو یقیناً گھر پہنچ کر اسے دینے تھے ۔ وہ سب ہی آغا جان کے ساتھ چلتے ڈائننگ ہال میں داخل ہو گئے ۔ڈائننگ ٹیبل پر مختلف انواع کے کھانے رکھے تھے اور اتنا اہتمام دیکھ کر وہ ایک مرتبہ پھر شرمندہ ہو گئی تھی ۔سب نے نشستیں سنبھالنے کے بعد کھانا شروع کیا ، اس دوران بھی مختلف موضوعات پر گفتگو کا سلسلہ چلتا رہا جب کہ وہ زیادہ تر خاموشی سے سنتی رہی ۔سالار کے انداز سے اس کی خوشی جھلک رہی تھی ،اس کے ایک ایک انداز سے اس کی خوشی کا اندازہ ہو رہا تھا ، وہ ایک ایک ڈش خود اسے آفر کر رہا تھا جیسے وہ کسی ریاست کی ملکہ ہو لیکن یہ بات اس کے لئے کسی قسم کی خوشی کا باعث نہ تھی ۔ اس کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی یقیناً اس وقت اپنے آپ کو خوش قسمت تصور کرتی کہ سالار گردیزی اسے اتنی اہمیت دے رہا ہے لیکن گیتی آراء کے لئے اس کی اہمیت اور

توجہ بھی محض دکھاوا یا پھر اس کا کوئی گیم تھا جو وہ سب کی نظروں میں معتبر بننے کے لئے کر رہا تھا ۔اسے اس کا اہمیت دینا بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا جب کہ اس کا دل ایک انجانے خوف کی آماجگاہ بنا ہزاروں خدشات میں گھرا تھا ۔وہ اس کے انداز پر جزبز ضرور ہو رہی تھی ، کھانے کے بعد کافی کا دور چلا ، آغا جان نے اس کی خاموشی بلکہ کسی حد تک اس کے چہرے پر رقم فکر مندی بھانپ لی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

بیٹا گیتی ! کیا بات ہے اتنی خاموش کیوں ہو؟

ان کا سوال اس پہلی ملاقات کے تناظر میں تھا جس دن وہ پہلی مرتبہ ان کے گھر آئی تھی ،بے شک اس دن بھی وہ زیادہ تر خاموش ہی رہی تھی جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ خاصی حد تک خاموش طبع ہے لیکن اس کے خوبصورت چہرے پر فکر کے آثار نہیں بھی فکر مند کر رہے تھے۔وہ جو خاموش سی بیٹھی تھی چونک سی گئی جب کہ نیہا اس کی حمایت کرتے ہوئے کہہ رہی تھی،

آغا جان ! یہ محترمہ نہ صرف کم گو ہیں بلکہ بے حد شرمیلی بھی ہیں۔

اس نے شرارت سے گیتی کو دیکھا جس کا چہرہ خفت سے سرخ ہو گیا تھا اور وہ اس

ریمارک سے زیادہ ان نظروں سے پزل ہو گئی تھی جو اس دوران پوری دل جمعی سے اس کے رنگ بکھیرتے چہرے پر جمیں تھیں ۔وہ نیہا کو گھور بھی نہ سکی کہ جانتی تھی کہ سامنے بیٹھا شخص یہیں متوجہ ہے جب کہ نیہا کے اس ریمارک پر آغا جان ہنس دیئے ۔گیتی اب وہاں سے اٹھنے کے لئے پر تول رہی تھی ،اس لئے نیہا کو دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں چلنے کا اشارہ کیا حتی الامکان کوشش کی اس کی جانب نہ دیکھے جب کہ ۔نیہا اس کا اشارہ سمجھ کر اپنا کافی کا مگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور آغا جان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

اب اجازت دیں آغا جان ،چلتے ہیں۔

وہ ان کے نزدیک آکر الوداعی انداز میں کہہ رہی تھی جب کہ یہ سن کر گیتی کے چہرے پر اطمینان چھا گیا ،وہ اپنی چادر کا کونہ درست کرتی سیدھی ہوئی اور نظریں براہراست سالار کی سحر انگیز شربتی آنکھوں سے مل گئیں ۔وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بنائے ،اس کو ٹھوڑی کے نیچے ٹکائے اس کی جانب ہی متوجہ تھا ۔ہمیشہ کی طرح اس کے اس طرح دیکھنے پر گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ۔وہ بمشکل نظروں کا زاویہ بدل کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی جب کہ اس کی گھبراہٹ کا اندازہ کر کے سالار کے

گلابی مائل عنابی ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی لیکن وہ بنا اس پہ اگلی نظر ڈالے جلدی سے آغا جان کی جانب متوجہ ہو گئی جو اس سے ہی مخاطب تھے،

بیٹا ! گیتی اب آتی جاتی رہنا یہ ضروری نہیں کہ نیہا ہی تمہیں یہاں لائے تو تم آؤ ، تمہارا جب جی چاہے آجانا۔

انہوں نے جیسے اس کی جھجھک کا اندازہ لگا لیا تھا ، وہ بمشکل اثبات میں سر ہلا سکی ، وہ حامی بھرنا تو نہیں چاہتی تھی لیکن ایک مرتبہ پھر ان کی شخصیت کے سحر میں گرفتار ہو کر اس کا سر میکانکی انداز میں اثبات میں ہل گیا وہ مسکرائی جب کہ سالار کی بے ساختہ نظر اس کے مسکراتے چہرے پر ٹھہر گئی جو اس بھولی بھٹکی مسکراہٹ کے زیر اثر بے خوبصورت لگ رہا تھا ، اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس خوبصورت مسکراہٹ نے اس کو اور اس کے دل کو جکڑ لیا ہو ۔ وہ دونوں آغا جان سے مل کر بیرونی دروازے کی جانب بڑھیں تو وہ بھی ماحول میں واپس لوٹا اور آغا جان کی جانب دیکھتا ہوا انہیں مطلع کرتے ہوئے کہا،

میں ان کو سی آف کر کے آتا ہوں۔

وہ کہتا ہوا ان دونوں کے پیچھے گیا جب کہ آغا جان کی پر سوچ نظریں اس کی پشت پہ

جمیں تھیں۔

وہ ان دونوں کو خدا حافظ کہنے باہر تک آیا تھا، نیہا نے چونک کر اسے دیکھا جو ان دونوں کے ساتھ چلتا پورچ تک آیا تھا اور اس نے اپنی حیرت کو زبان دے دی،

سالار! خیریت ہے؟

وہ جو اپنی دھن میں گیتی آراء کی موجودگی کو پوری شدت سے محسوس کرتے ہوئے اپنے ہی کسی خیال میں گم تھا نیہا کے مخاطب کرنے پر اسی گم صم انداز میں بولا تھا،

ہمم۔۔۔۔

جب کہ نیہا نے حیرت کی زیادتی میں گھر کر کہا،

آج تو بڑی فارمیلٹی نبھائی جا رہی ہے۔

اور وہ جو اپنے دھیان میں گم تھا ایک دم چونکا اور پوچھا،

کیا کہا؟

اس کے انداز پر وہ مسکرائی اور کہا،

آج تو سالار گردیزی مجھے حیران کر رہے ہیں؟

سالار نے رک کر اسے دیکھا اور پوچھ لیا،

کیا مطلب؟

نیہا نے مسکراتے ہوئے اپنے بڑے سے ہینڈ بیگ میں سے گاڑی کی چابی تلاش کرتے ہوئے کہا،

آج تو بڑی کرٹسی نبھا رہے ہو ورنہ اس سے پہلے تو اتنے با مروت تم نہیں تھے۔

سالار نے اسے گھور کے دیکھا اور کہا،

اتنا المینرڈ بھی نہیں ہوں ، مجھے تو لگتا ہے میری امیج خراب کرنے کے تمہیں پیسے ملتے ہیں۔

اس نے جیسے چڑ کر کہا تھا جب کہ وہ اپنی عادت کے مطابق کھلکھلا کر ہنسی اور گاڑی کا دروازہ ان لاک کرنے لگی ۔اس دوران گیتی خاموش ہی رہی اور اس وقت بھی لاک کھلنے کے انتظار میں خاموش کھڑی وہ گاڑی کی جانب متوجہ تھی جب کہ وہ اس کی جانب

متوجہ تھا اور تبھی اس نے سوچا تھا کہ اس سے پہلے کہ یہ وقت گذر جائے آ سے اس وقت کو اپنی گرفت میں کر لینا چاہئے یہی سوچ کر اس نے اس کو مخاطب کر لیا،

میرے گھر آنے کا شکریہ یہ دن میرے لئے ہمیشہ یادگار رہے گا۔

اس کے اس طرح اچانک مخاطب کرنے پر وہ ہمیشہ کی طرح سہم سی گئی لیکن اپنی کیفیت پر بمشکل قابو پا کر کہا،

میں صرف نیہا کے کہنے پر اور آغا جان کی وجہ سے یہاں آئی تھی ورنہ میرا بس چلے تو کبھی ایسا موقع ہی نہ آنے دوں کہ میرا آپ سے سامنا ہو۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ سب کہتے ہوئے اس نے ایک مرتبہ بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا لیکن سالار کو لگا اس کا دل کسی نے جیسے چھلنی کر دیا ہو ۔ اتنی تکلیف آج سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی لیکن یہ لڑکی جو اسے اپنی رگ جان سے بھی قریب محسوس ہونے لگی تھی اس کے ان الفاظ پر اس کا دل دکھ کی اتھاہ میں ڈوبا جب کہ نیہا کے ہارن دینے پر وہ جلدی سے فرنٹ ڈور کھول کر گاڑی کے اندر بیٹھ گئی ۔ نیہا نے گم صم کھڑے سالار کو ہاتھ ہلایا گاڑی ریورس کر کے گیٹ سے نکال کر لے گئی ۔ وہ کافی دیر اسی طرح گم صم سا وہیں کھڑا رہا جب چوکیدار نے اسے مخاطب کر لیا،

صاحب! آپ کو کہیں جانا ہے یا گیٹ بند کر دوں۔

وہ اس کے پوچھنے پر حواسوں میں آیا اور چونکتے ہوئے پوچھا،

ہمم ۔۔۔کیا کہا تم نے؟

چوکیدار نے حیران ہو کر اسے دیکھا اور اپنی بات دہرائی جب کہ وہ اسی غائب دماغی کے زیر اثر بولا،

نہیں ۔۔۔ہاں نہیں گیٹ بند کر دو کہیں نہیں جانا مجھے۔

کہتے ہوئے وہ پلٹ کر پورچ کی سیڑھیاں چڑھ گیا ، لکڑی کا دروازہ کھول کر اندر آیا تو آغا جان ابھی تک وہیں موجود تھے ، وہ ان کو ابھی تک وہاں بیٹھا دیکھ کر ٹھٹھکا تھا اور ان سے پوچھ لیا تھا،

آپ ابھی تک یہیں بیٹھے ہیں ؟ کیا بات ہے طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟

اس نے ایک ساتھ کئی سوالات کئے ، لہجے سے ان کے لئے فکر مندی جھلک رہی تھی ۔انہوں نے مسکراتے ہوئے اپنے پوتے کو دیکھا جو انہیں جان سے بڑھ کر عزیز تھا لیکن آج انہیں حیران پر حیران کیے جا رہا تھا ۔اس کا وجہ بے وجہ مسکرانا ، مہمان

کے ساتھ اس قدر نرمی اور مروت برتنا کہ جو اسے جانتا ہو وہ حیران رہ جائے کہ وہ وہی سالار گردیزی ہے جو بمشکل ہی اتنی مروت نبھاتا ہے ۔ایسی تو اس کی عادت نہ تھی ،تو ایسا کیا ہوا تھا کہ وہ اس طرح اپنی عادت کے بر خلاف رویہ رکھ رہا تھا تو کیا وجہ وہ معصوم چہرے اور حسین صورت والی لڑکی رھی جس کا نام گیتی آراء تھا ۔وہ تو انہیں پہلی مرتبہ ہی بھا گئی تھی لیکن اب اپنے عزیز پوتے کے حوالے سے اس کو سوچا تو وہ اور اچھی لگنے لگی ۔اس سوچ نے ان کی بوڑھی آنکھوں کو چمک بخش دی اور ان کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی جو ان کے باریش چہرے کو منور کر گئی اور وہ جو ان کے جواب کا منتظر ان کو بغور دیکھ رہا تھا ان کی اس بے موقع مسکراہٹ دیکھ کر چونکا اور ان کا ماتھا چھوتے ہوئے کہا،

آغا جان ! خیریت ہے اس طرح خود بخود مسکرانا اچھی علامت نہیں ہے۔

انہوں نے بھی اسی کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا،

جب پوتا اس طرح کی حرکتیں کرے جو وہ عموماً نہ کرتا ہو تو یہ علامت بھی تو غیر معمولی ہے۔

ان کی بات کا مطلب سمجھ کر وہ بری طرح چونکا اور پھر ان سے نظریں چرا گیا جب کہ وہ

اس کے مقابل آ کر اس کے شانے تھام کر کہنے لگے،

تم کو گیتی آراء اچھی لگتی ہے نا!

ان کے استفسار پہ وہ خفیف سا مسکرایا جب کہ اس کی چمکتی آنکھیں اور روشن مسکراہٹ اس بات کو ثابت کر رہیں تھیں کہ وجہ وہی ہے جو وہ سمجھ رہے ہیں ۔ وہ خاموش رہا تو انہوں نے کہا،

ارے یار! بتا بھی دو ہم دونوں دوست بھی تو ہیں۔

ان کے انداز پر وہ کھل کے مسکرایا اور کہا،

آغا جان !اس کے لئے اچھا لگنا تو بے حد چھوٹا لفظ ہے بلکہ یوں کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ اس سے محبت کرنے لگا ہوں اور شائد محبت کا لفظ بھی اس کے لئے چھوٹا پڑ جائے.

وہ ذرا رکا پھر بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا،

آغا جان میرا دل چاہتا ہے کہ اسے اپنے دل کے کسی نہاں خانے میں چھپالوں کہ دنیا کا کوئی سرد گرم اسے چھو نہ سکے ،وہ ایسی ہی تو ہے ،نرم نازک ،ذرا سی تندہی سے مرجھا جائے ،ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جائے ,اس کو تو بہت سنبھال کر احتیاط سے

رکھنا چاہیئے کسی محفوظ مقام پر۔

وہ ایک جذب کے عالم ارد گرد سے بے نیاز اپنی حکایت دل آغا جان کو سنا رہا تھا اور وہ بھی پوری دلچسپی سے مسکراتے ہوئے اس کی بات سن رہے تھے ،اس کے خاموش ہونے پر انہوں نے برجستہ کہا،

اور دل سے زیادہ محفوظ مقام اور کون سا ہو سکتا ہے۔

ان کے لہجے سے ہی شرارت جھلک رہی تھی جب کہ وہ جو کھویا کھویا سا اپنے دل کا حال انہیں سنا رہا تھا ان کے انداز اور ان کی بات پر جھینپ سا گیا اور وہ اس کے اس طرح جھینپنے پر زور سے ہنس پڑے پھر اسے محبت سے اپنے سینے سے لگا لیا ۔ کچھ دیر اسی طرح خاموشی کی نظر ہوئے پھر وہ ان سے علیحدہ ہوا اور ان سے پوچھا،

آپ کو گیتی کیسی لگی؟

اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی چھوٹا بچہ اپنے باپ سے اپنی کسی بھی من پسند چیز کے بارے میں رائے مانگ رہا ہو لیکن ساتھ وہ یہ بھی چاہتا ہو کہ باپ بھی اس کی پسند کو پسند ہی کریں ۔اس کے انداز پر ان کے چہرے پہ وہی مخصوص شفیق مسکراہٹ لہرائی جو ان کی

شخصیت کا خاصہ تھی اور محبت سے کہا،

بے حد پیاری ،بہت معصوم اور سادہ۔

انہوں نے نہایت جامع انداز میں تعریف کی تھی ،وہ دلچسپی سے سن رہا تھا اور اندر ہی اندر خوش ہو رہا تھا جیسے یہ تعریف اس کی خود کی تعریف ہو جب کہ وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہے تھے،

سالار ! میں جب بھی تصور میں تمہیں ۔تمہاری شریک حیات کے ساتھ دیکھتا تھا تو ہمیشہ سے ایسی ہی ایک شبیہ میرے ذہن میں آتی تھی جیسی گیتی آراء ہے ، معصوم سی ،پیاری سی شرمیلی سی۔

ان کی بات پہ وہ مسکرایا تھا جب کہ وہ کہہ رہے تھے،

لیکن پھر سوچتا تھا پتہ نہیں تمہیں کیسی لڑکی اپنی بیوی کے طور پہ پسند ہو گی لیکن آج گیتی آراء کے بارے میں جان کر مجھے بے حد خوشی اور سکون ملا ہے لیکن کیا گیتی بھی تمہیں پسند کرتی ہے؟

بات کرتے کرتے اس سے پوچھا ،اس سوال پر وہ ٹھٹھکا ،ہونٹوں پر کھیلتی دلکش

مسکراہٹ سمٹی جب کہ سحر انگیز ،خمار آلود آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں لہرا گئیں ۔اس نے کچھ نہیں کہا تو آغا جان جو بغور اسے دیکھ رہے تھے انہوں نے پوچھا،

کیا ہوا؟ سالار! کوئی مسئلہ ہے ؟ کیا گیتی تمہیں پسند نہیں کرتی۔

ان کے ایک ساتھ کئی سوالوں پر وہ ایک دم حواسوں میں واپس لوٹا اور انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا،

آپ پریشان مت ہوں ،آپ نے دیکھا تو ہے کتنی کم گو ہے لیکن آہستہ آہستہ اس کے دل کا حال بھی معلوم ہو جائے گا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کا لہجہ سنجیدہ ہو گیا جب کہ سحر انگیز نظروں میں ایک نہ سمجھ میں آنے والا تاثر ٹھہر گیا جب کہ آغا جان جو اس کی ضدی فطرت سے اچھی طرح واقف تھے اسے سمجھاتے ہوئے کہہ رہے تھے،

سالار ! وہ بہت پیاری بچی ہے ،بہت معصوم اور سادہ اور میں نہیں چاہتا کہ تمہارے کسی عمل سے اس کے نازک دل کو ٹھیس پہنچے۔

ان کے انداز پر اس نے اپنے خیالات کو جھٹکا اور کہا،

آپ فکر مت کریں بس دعا کریں میرے حق میں کہ سب بہتر ہو۔

بات کرتے کرتے وہ دلکشی سے مسکرایا اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس کا گال

تھپتھپاتے ہوئے کہا،

میری تو تمام دعائیں ہمیشہ سے تمہارے ساتھ ہیں۔

ان کے انداز پر وہ مسکرایا پھر ان کا ہاتھ تھام کر کہا،

اب آپ کو ریسٹ کرنا چاہئے ویسے بھی اتنی دیر تک جاگنا آپ کے لئے ٹھیک نہیں

ہیں۔

کہتے ہوئے ان کو لے کر ان کے بیڈروم کی جانب بڑھا اس کے کئیر نگ انداز پر وہ

مسکرائے اور اس کے لئے ان کے دل سے دعا نکلی تھی ۔ وہ ان کو بیڈروم میں چھوڑ کر

انہیں شب بخیر کہتا اپنے بیڈروم کی جانب بڑھ گیا تھا۔

وہ

عشاء کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی جب نیہا دروازہ ناک کر کے اندر چلی آئی ، وہ اس کی

آمد کی وجہ جانتی تھی اس لئے ایک گہرا سانس لے کر قصداً" مسکرا کر اسے دیکھا جب

کہ نیہا نے سنجیدگی سے پوچھا،

گیتی ! وہاں کیا بدحواسیاں ہو رہیں تھیں تمہاری؟

اس کے سوال پر وہ گڑبڑا سی گئی حالانکہ اپنے آپ کو ذہنی طور پر اس کے سوالات کے

لئے تیار کر لیا تھا لیکن اس کے باوجود دل کی عجیب کیفیت ہو رہی تھی ۔رہ رہ کر ملال

ہو رہا تھا کہ اسے وہ سب نیہا کے سامنے نہیں کہنا چاہیے تھا جب کہ نیہا اپنی سوالیہ نظریں

اس کے چہرے پر جمائے جواب کی منتظر تھی ۔گیتی نے جب دیکھا جواب دیئے بغیر

کوئی چارہ نہیں ہے تو اپنے آپ کو ہمت کا سبق دیتے کہا،

ایسی کوئی بات نہیں ہے نیہا! بس میں ایسے ہی گھبرا گئی تھی۔

وہ حسب عادت اپنی انگلیاں مڑوڑتے اس سے کہہ رہی تھی جب کہ نیہا ابھی بھی

مطمئن نہیں تھی اس لئے اس سے پوچھنے لگی،

گیتی ! مجھے ایسا کیوں لگتا ہے جیسے تم سالار سے واقف ہو؟

وہ ذرا سا رکی جب کہ گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ اس نے

اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

میرا مطلب مجھ سے ملنے سے پہلے تم اور وہ کیا ایک دوسرے کو جانتے تھے۔

جواب میں گیتی نے اپنا سر نفی میں ہلایا اور بمشکل کہا،

نہیں میں ان کو کیسے جان سکتی ہوں ہاں آغا جان کو میرے بابا جانتے ہیں ان کے فن کے قدردان بھی ہیں لیکن میں بھی آغا جان سے اس دن پہلی مرتبہ ہی ملی تھی جب تمہارے ساتھ ان کے گھر گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے نیہا کی تسلی کی خاطر خاصا تفصیل سے جواب دیا تھا لیکن نجانے کیوں وہ اسے حقیقت پھر بھی نہیں بتا پائی تھی کہ وہ سالار کو جانتی ہے جب کہ نیہا نے ایک اور سوال کر دیا،

تو پھر تم نے یہ کیوں کہا کہ مجھے تم کو بتا دینا چاہیئے تھا کہ سالار اور آغا جان کا کیا تعلق ہے ،میرا خیال ہے یہ بات اتنی اہم تو نہیں ہے جس کے بارے میں پہلے سے بتانا ضروری تھا۔

گیتی کو سمجھ نہیں آیا کہ اسے کیسے مطمئن کرے گو دل چاہ رہا تھا کہ اس کو حقیقت بتا

دے لیکن دل میں ایک عجیب طرح کا خوف بیٹھا تھا کہ اگر نیہا کو یہ بتا دیا کہ وہ سالار کو کس حیثیت سے جانتی ہے تو کہیں وہ بھی اس سے متنفر نہ ہو جائے اور کہیں وہ اسے بھی ہمیشہ کے لئے نہ کھو دے گی نجانے اس کے دل میں یہ خوف کیوں سما گیا تھا کہ اس کی پسندیدہ ہستی جس سے وہ محبت کرتی ہے یا جس سے اسے ذرا سی بھی اپنائیت یا انسیت محسوس ہوتی ہے وہ اس سے اسی طرح دور ہو جاتی ہے بس اسی خوف کی وجہ سے وہ اس کو بتانے سے گریز برت رہی تھی جب کہ سالار کے بارے میں اس کا خیال تھا کہ وہ جب سے اس کی زندگی میں آیا ہے اس نے اسے ان سب لوگوں سے اور رشتوں سے دور کر دیا ہے جس سے اسے محبت اپنائیت اور انسیت ہے اسی لئے اسے یہ جان کر شدید ذہنی جھٹکا لگا کہ آغا جان اور سالار کا اتنا قریبی تعلق ہے اور وہ ان کو بھی اس سے دور کر دے گا پھر اس نے خاصا ٹھہر ٹھہر کر اور سنبھل کر کہنا شروع کیا،

نیہا ! اصل میں آغا جان سے جس قسم کی اپنائیت محسوس ہوئی تھی میں ان سے آگے بھی تعلق رکھنا چاہتی ہوں لیکن اس طرح تمہارے کزن کی موجودگی میں میرا ان کے گھر جانا مجھے کچھ مناسب نہیں لگ رہا اس لئے جب مجھے معلوم ہوا کہ ان کا آپس میں کیا تعلق ہے تو اس لئے میں تھوڑا گھبرا گئی تھی ورنہ ایسی کوئی بات نہیں ہے جیسا تم سمجھ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہی ہو۔

کہتے کہتے وہ خاموش ہو گئی تو نیہا نے ایک گہرا سانس لیا پھر اس کا نرم گداز ہاتھ اپنی نرم گرفت میں لیتے ہوئے پوچھا،

آر یو شیور؟

اس کے سوال پر وہ بمشکل مسکرائی اور اثبات میں سر ہلایا جب کہ نیہا نے اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا،

لیکن گیتی !اس طرح تو زندگی نہیں گذرے گی نا !تم اس طرح کب تک لوگوں سے چھپتی رہو گی ،دنیا کا سامنا کرنا سیکھو اور پھر اگر تمہیں ایسا لگتا ہے کہ آغا جان سے تمہیں اپنائیت محسوس ہوتی ہے تو تم ان سے ضرور ملو نہ کہ کسی اور کی وجہ سے ان سے ملنا ترک کر دو۔

بات کرتے کرتے اس نے اس کا نرم ہاتھ تھپتھپایا جب کہ گیتی نے ایک گہرا سانس لے کر اثبات میں سر ہلایا ،نجانے اس کے جواز پر نیہا مطمئن ہوئی تھی یا نہیں لیکن کچھ بھی تھا اس وقت اس نے بات سنبھال لی تھی اور جیسے اس کے سر سے ایک بوجھ اتر گیا

تھا ۔کچھ دیر نیہااس کے ساتھ بیٹھی پھر شب بخیر کہتی چلی گئی جب کہ وہ بیڈ پہ لیٹی سالار گردیزی کے آج کے رویئے پہ غور کرتی نجانے کب نیند کی وادیوں میں اتر گئی اسے پتہ نہیں چلا۔

وہ اپنے بیڈروم میں مکمل تیار تھی ، گولڈن بیج کتان کی پیروں کو چھوتی پشواز ،میک اپ کے نام پر نیچرل شیڈ لپ اسٹک اور کاجل لگائے ، گھنے, سیاہ، سلکی بالوں کو ڈھیلی ڈھالی چوٹی میں مقید کئے ،کانوں میں گولڈن میچنگ آویزے ڈالے اور پیروں میں میچنگ سینڈلز ڈالے وہ مکمل تیار تھی،اپنا تین گز کا بڑا سا کتان کا شال نما دوپٹہ جس پہ زردوزی کا کام بنا تھا ویسا ہی کام پشواز پہ بنا تھا اپنے سر پہ ٹکانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی لیکن وہ بھاری شال نما دوپٹہ اس سے سنبھل نہیں رہا تھا اور اس کو سنبھالنا اس کے بس کی بات تھی بھی نہیں ۔اپنی سی کوشش کرکے اور اس کوشش میں ناکام ہو کر وہ نیہا کے بیڈروم میں چلی آئی ۔وہ خود بھی تیاری کے مختلف مراحل سے گزر رہی تھی اسے اندر آتا دیکھ کر مسکرائی اور کہا،

اوہو !آج تو لوگ حسین لگ رہے ہیں نجانے کتنوں کا دل ان کے خلاف بغاوت کر

دے گا۔

وہ جو پہلے ہی نروس ہو رہی تھی اس کے شرارتی لہجے پر روہانسی سی ہو کر بولی،

پلیز نیہا! مذاق مت کرو مجھ سے یہ دوپٹہ پہلے ہی نہیں سنبھل رہا اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔

اس کے انداز پر نیہا حسب عادت زور سے ہنس دی پھر اسٹول سے اٹھ کر اس کے نزدیک چلی آئی ، تنقیدی نظروں سے اس کا جائزہ لیا پھر کہا،

ہمم ۔۔۔اس کا کچھ تو کرنا پڑے گا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام ڈریسنگ ٹیبل کے نزدیک لے آئی پھر اسے اسٹول پر بٹھا کر کچھ دیر ایسے ہی دیکھتی رہی پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے گھنے سیاہ بال کھول دیئے ۔ گیتی آراء نے گھبرا کر اسے ٹوکا،

نیہا! کیا ہوا میرے بال کیوں کھول دیئے؟

اس کی گھبراہٹ کے برعکس نیہا نے اطمینان سے اس کے بالوں میں برش کرتے ہوئے کہا،

صبر میری جان! اتنے خوبصورت تو تمہارے بال ہیں ان کو کھلا چھوڑ دو بہت اچھے لگیں گے۔

اس کی بات پر وہ مزید گھبرا گئی اور گھبرا کر کہا،

ن۔۔۔نہیں نیہا ! میں بال نہیں کھولوں گی ، تم پلیز بال باندھ کر دوپٹہ سر پہ سیٹ کر دو۔

اس نے گھبرا کر عجلت میں کہا،

اوہو ! تم رکو تو ایک منٹ۔

کہتے ہوئے اس کے بالوں میں برش کیا پھر آگے سے سمیٹ کر پیچھے لے جا کر بالوں کو پن اپ کر دیا ۔اس کے بعد اپنا میک اپ کٹ کھولا تبھی گیتی نے پھر کہا،

پلیز نیہا میں میک اپ نہیں کروں گی جتنا کیا ہے اتنا کافی ہے۔

اس نے ملتجی انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہا جب کہ نیہا نے اسے ہلکے سے گھورا اور کہا،

میں بھی تم کو پیسٹری نہیں بنا رہی بس تھوڑا ٹچ اپ ہی کر رہی ہوں۔

گیتی نے پھر کہنا چاہا،

نن۔۔۔نہیں پلیز!

جواب میں نیہا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا،

ڈونٹ وری! بالکل نیچرل میک اپ کروں گی۔

گیتی نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے آپ کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جب کہ نیہا اس پر اپنے مختلف وقتوں میں کئیے گئے سیلف گرومنگ اور میک اپ کے کورسز آزماتی رہی اور وہ اپنا صبر ۔کچھ دیر بعد نیہا نے ہاتھ روک دیئے اور اس نے ڈرتے ڈرتے نظریں سامنے آئینے پر ڈالی اور ایک سکون بھری سانس اس کے ہونٹوں سے نکلی ، محض ،آئی پینسل ،لائنر ،مسکارہ اور برونز کلر لپ اسٹک نے ہی اس کی تیاری مکمل کردی تھی ۔وہ آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ رہی تھی جب نیہا نے اس سے پوچھا،

کیسا لگا؟

وہ مسکرائی اور شرارت سے کہا،

شکر ہے اچھا ہے ورنہ میں ڈر رہی تھی کہ تم مجھے پیسٹری نہ بنا دو۔

اس کے انداز پر نیہا نے اسے گھور کے دیکھا پھر دونوں ہنس پڑیں ،نیہا نے اس کا بھاری

دوپٹہ اٹھا کر سر پہ رکھا پھر ہئیر پن کی مدد سے ٹکا دیا ، گیتی نے ایک گہرا اطمینان بھرا سانس لیا جب کہ نیہا نے فخریہ انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

لیجئے جناب ! بالکل ریڈی ہیں آپ !

گیتی نے اپنے شانے پہ رکھے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا اور کہا،

تھینک یو نیہا ! تم کتنی اچھی ہو۔

اس کی خوبصورت آنکھوں میں نمی کی جھلک تھی جب کہ نیہا نے مصنوعی خفگی سے کہا،

میڈم اپنے یہ تھینک یو اپنے پاس سنبھال کر رکھیں کسی اور کے لئے کام آئیں گے۔

اس کے انداز پر گیتی آراء ہنس دی ، تروتازہ معصوم ہنسی اور اس طرح ہنستے ہوئے وہ نیہا کو بے حد پیاری لگی اور وہ نیہا ہی کیا جو اپنے دل کی بات دل میں رکھ لے اس وقت بھی اپنی سوچ کو الفاظ دیتے ہوئے کہا،

گیتی ! یار آج تو تم واقعی بہت پیاری لگ رہی ہو ایسا نہ ہو کہ آج کے فنکشن میں واقعی کوئی اپنا دل ہار دے۔

کہتے ہوئے گیتی کو شرارت سے دیکھا جب کہ ان الفاظ پر گیتی کا دل دھڑکا ، ذہن کے

پردے پر دو خمار آلود دلکش اور سحر انگیز شربتی آنکھیں لہرا گئیں جب کہ اس نے سر جھٹک اس خیال سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی کہ وہ کسی بھی قسم کی خوش فہمی کو دل میں جگہ نہیں دینا چاہتی تھی, اس نے نروس ہو کر سر جھکا لیا جب کہ نیہا ابھی بھی شرارت کے موڈ میں تھی اپنی بات کو بڑھاتے ہوئے کہا،

سچ میں اگر میرا کوئی بھائی ہوتا تو فوراً تمہیں اپنی بھابھی بنا لیتی۔

اس کے شرارت سے پر انداز اور شوخ نظروں پہ وہ پزل ہو کر جھینپ سی گئی اور اسے ٹوکتے ہوئے کہا،

نیہا!!! بہت فضول باتیں کرتی ہو۔

اس کا چہرہ شرم اور خجالت سے سرخ ہو چکا تھا جب کہ نیہا اس کی حالت پہ محظوظ ہو رہی تھی ۔ گیتی نے اسے ہلکے سے گھورا لیکن وہ نیہا ہی کیا جو بعض آ جائے اس لئے وہ اسے اس کے حال پہ چھوڑ کر دروازے کی جانب بڑھی کہ نیہا نے پکار لیا،

ارے جا کہاں رہی ہو؟

اگر فضول باتوں سے دل بھر گیا ہو تو جلدی ریڈی ہو جاؤ۔

وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئی تو اسے بھی اپنی تیاری جلدی نمٹانے کا خیال آ ہی گیا۔

شہر کے لوکل کلب کا لان نہایت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا ۔لان کے حصے میں فنکشن کا ارینجمینٹ کیا گیا تھا اور یہ حصہ بے حد خوبصورتی سے سجایا گیا ۔فیری لائٹس اور آرکڈ کے علاوہ ڈرائڈ فلاورز سے سجاوٹ اس انداز سے کی گئی تھی کہ آنکھوں کو بے حد بھلی لگ رہی تھی ۔دھیمے سروں میں بجتا میوزک اور وسط میں بنے خوبصورت بیضوی شکل کے پول میں پڑتی لائٹس ماحول کو خوبناک بنا رہئں تھیں پول کے ساتھ ہی گھانس کے قطعہ پہ بنا لائٹس سے جگمگ کرتا چوکور فلور بے حد خوبصورت لگ رہا تھا وہیں پہ بڑی سی راؤنڈ ۔ٹیبل پر بڑا سا ٹرپل اسٹوری خوبصورت سا کیک رکھا تھا ۔وہ اپنے ہاتھوں میں بڑا سا ریڈ روزز کا بکے اٹھائے نیہا کے ساتھ venue پہ پہنچی تو بے حد نروس تھی ،نیہا نے خوبصورتی سے wrap کیا بڑا سا گفٹ باکس اٹھایا ہوا تھا ۔ ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی کئی لوگوں کی توجہ ان دونوں کی جانب ہو گئی ،کچھ کی نظروں میں ستائش تھی جب کہ کچھ کی نظروں میں رشک .وہ نروس ہوتی نیہا کی سنگت میں قدم آگے بڑھا رہی تھی جب کہ نیہا مسکراتی ہوئی سب سے ملتی اس سمت

بڑھی جہاں بڑی سی خوبصورتی سے سجی راؤنڈ ٹیبل رکھی تھی ،وائٹ اور ریڈ کلر کا تھیم تھا ،ٹیبل کلاتھ سے لے کر بیک گراؤنڈ پہ سجے غبارے ،فلاورز اور لائٹس بھی اسی تھیم کی تھیں ۔نزدیک ہی خوبصورتی سے wrap ہوئے گفٹس اور بکے کا ڈھیر لگا تھا اور وہیں بہزاد انکل اور لیلیٰ آنٹی مہمانوں سے ملتے ہوئے مبارکباد وصول کر رہے تھے۔وہ ان کو دیکھتی ہوئی کچھ دور رک گئی جب کہ نیہا نے ان دونوں کے نزدیک پہنچ کر انہیں پکارا ،وہ دونوں ہی فوری اس کی جانب متوجہ ہوئے اور محبت سے لبریز مسکراہٹ سے اس کی جانب دیکھا جب کہ وہ ایکسا تھ ان دونوں کے گلے لگی اور ان دونوں کو وش کیا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Happy anniversary both of you!!

ان دونوں نے ہی محبت سے اسے ایک ساتھ لپٹا لیا وہ نزدیک ہی کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی ذہن کے پردے پر نجانے کتنے منظر تازہ ہو گئے تھے نجانے پچھلا کیا کچھ اسے ان چند لمحوں میں یاد آگیا تھا ان چند لمحوں میں وہ نجانے پیچھے کا کتنا لمبا سفر طے کر آئی تھی جہاں وہ تھی اس کا گھر تھا اور محبت کرنے والے ماں باپ تھے کبھی اماں سے لاڈ اٹھواتی کبھی بابا سے محبت جتاتی کبھی بھائی اور بھابیوں سے نخرے اٹھواتی کبھی بھتیجا بھتیجیوں

کے درمیان خود بھی بچی بن جاتی لیکن وقت کی تیز آندھی سب کچھ اڑا کر لے گئی تھی ابھی وہ ماضی کے جھروکوں میں پوری طرح جھانک بھی نہیں پائی تھی کہ کوئی اس کے عین پیچھے آکر رک گیا مخصوص کولون کی مہک نے اس کے گرد حصار باندھا اور وہ جہاں تھی وہیں ساکت ہو گئی۔

وہ ماضی کے جھروکوں میں صحیح سے جھانک بھی نہیں پائی تھی کہ کوئی اس کے عین پیچھے آکر رک گیا ، مخصوص کولون کو مہک نے اس کے گرد حصار باندھا تھا, کوئی اس کے بے حد نزدیک تھا ،وہ جانتی تھی کہ آنا والا کون ہے ۔اس کی موجودگی کے احساس سے ہی اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ وہ ساکت سی اپنی جگہ سے ہل بھیٔ نہیں سکی ۔وہ اس کے عین پیچھے کھڑا اپنے بھاری لب و لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔اس کی موجودگی کے سبب وہ ہمیشہ کی طرح سہم سی گئی اس پر متضاد اتنے لوگوں کی موجودگی میں اس کا مخاطب کرنا اس کی جان پر بنا گیا ۔وہ اپنا تیزی سے دھڑکتا دل قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی جب اسے دوبارہ اس کی آواز سنائی دی ۔وہ کہہ رہا تھا،

کیسی ہیں آپ؟

انداز ایسا تھا جیسے دونوں کے بڑے گہرے دوستانہ مراسم ہوں ،وہ خاموش رہی ۔کچھ دیر اس کے جواب کا انتظار کرنے کے بعد اس نے پھر کہا،

آپ نے جواب نہیں دیا؟

اس کی مستقل مزاجی بلکہ ڈھٹائی اسے غصہ دلا گئی جسے اس نے بمشکل دبایا،وہ اس موقع پر کسی قسم کا سین کریئٹ کرنا نہیں چاہتی تھی اور نہ ہی یہ سب اس کی فطرت میں شامل تھالیکن اس کو سنانے کی غرض سے محض اتنا کہا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔

اس کے انداز پر وہ مسکرایا ،اچھی خاصی زچ کر دینے والی مسکراہٹ تھی اور یہی وہ چاہتا تھا کہ وہ کچھ بولے ،چاہے برا ہی صحیح ؛ ،اس کو اس کا بولنا اچھا لگتا تھا پھر وہ چاہے اس پر غصہ ہی کرتی لیکن اسے لگتا تھا شائد یہ بھی محبت کی کوئی قسم تھی یا پھر ازالے کا کوئی انداز دوسری جانب وہ اس سے جتنا گریز برتنے کی کوشش کرتی وہ مزید اس کی راہ میں آتا تھا اور یہ سب کچھ اسے پریشان کرنے کو کافی تھا ۔اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا

کہ بہروز احمد گردیزی نے اسے پکار لیا،

ارے سالار!

جواب میں اس نے بھی انہیں وش کیا ،اس کی آواز پورے ماحول میں پھیل گئی جب ارد گرد موجود کئی لوگ اس کی جانب متوجہ ہو گئے ۔بہروز گردیزی نے اسے وہیں سے پکارا،

اوئے آگیا میرا شیر !ارے یار وہاں کیوں کھڑے ہو یہاں آؤنا!

ان کے پکارنے پر وہ اس کی سائڈ سے نکل کر ماموں ممانی کی جانب بڑھ گیا ۔ان کے نزدیک پہنچ کر دونوں کو وش کرتے ہوئے ان کے گفٹس انہیں تھمائے پھر ماموں کے گلے لگا ، تبھی انہوں نے پوچھ لیا،

کیسا ہے میرا شیر!

وہ ہمیشہ اس سے اسی طرح مخاطب ہوتے تھے ،وہ بھی مسکراتا ہوا ان سے مخاطب تھا،

میں تو ٹھیک ہوں ماموں ! آپ کیسے ہیں؟

انہوں نے اسی گرمجوشی اور محبت سے اسے جواب دیتے ہوئے کہا،

یار ! ہم بھی ٹھیک ہیں بس تمہاری ممانی نے میٹھے پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔

وہ ابھی انہیں جواب دیتا کہ لیلیٰ آنٹی نے خفگی سے کہا،

بیٹا ! اپنے ماموں کو تم ہی سمجھاؤ میری تو یہ سنتے نہیں ہیں۔

ان کے شکایتی انداز پر وہ مسکرا دیا جب کہ ماموں اس سے آغا جان کی خیریت پوچھ رہے تھے ۔ وہ سب ہی جانتے تھے کہ وہ لیٹ نائٹ تقاریب اٹینڈ نہیں کرتے تھے ۔ ان کے بارے میں بتاتے اس کی نظر گیتی آراء پر پڑی جو یہیں متوجہ تھی ، خوبصورت آنکھوں میں حزن کی کیفیت ٹھہری تھی اور معصوم چہرے پر حسرت اور یاس کے رنگ واضح تھے ۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے دل پر کیا گذر رہی ہے اس کے باوجود اس کی یہ کیفیت اسے اچھی نہیں لگی جب کہ اس کی نظریں محسوس کر کے وہ وہاں سے پلٹنے لگی ، وہ ہر گز نہیں چاہتی تھی کہ سالار گردیزی پر اس کی کیفیت ظاہر ہو ۔ اس نے بمشکل ایک قدم بڑھایا ہو گا جب لیلیٰ آنٹی نے اسے پکار لیا،

بیٹا گیتی ! وہاں کیوں کھڑی ہو ؟ یہاں آؤ نا!

ان کے پکارنے پر اس کے قدم تھمے پھر وہ مجبوراً پلٹی ورنہ دل چاہ رہا تھا یہاں سے کہیں

دور چلی جائے ۔اس شخص کی موجودگی اسے کھل کر خوش بھی نہیں ہونے دے رہی تھی لیکن وہ کم از کم نیہا اور انکل آنٹی کو اس شخص کی وجہ سے شرمندہ نہیں کروا سکتی تھی اس لئے بمشکل ہی صحیح اپنے اوپر قابو پا کر اس سمت آ گئی جہاں وہ سب کھڑے تھے اور انکل آنٹی کو وش کرتے ہوئے کہا،

بہت مبارک ہو آپ دونوں کو۔

وہ بدقت مسکرائی تھی ،لیلیٰ آنٹی نے اسے گلے سے لگایا اور اس کا شکریہ ادا کیا اور تبھی سائڈ میں کھڑے سالار سے اس کی نظریں دوبارہ مل گئیں تھیں ،وہ اس کی جانب ہی متوجہ تھا۔ نظروں کا تصادم بڑا گہرا تھا ۔نظریں ملنے پر سالار کے ہونٹوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی جب کہ اس کی مسکراہٹ پہ گیتی آراء نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں ، تیز تیز دھڑکتا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا جب کہ لیلیٰ آنٹی اسے اپنے سامنے کھڑا کئے کہہ رہے تھیں،

آج تو گیتی آراء بہت پیاری لگ رہی ہے ماشااللہ !

انہوں نے جیسے دل سے تعریف کی تھی جب کہ نیہا جو نزدیک ہی کھڑی تھی فوراً بولی،

مابدولت کا کمال ہے۔

اس نے فخر سے بتاتے ہوئے اپنے فرضی کالر جھاڑے جب کہ لیلیٰ آنٹی نے نیہا کی تائید کرتے ہوئے مسکرا کر کہا تھا،

واقعی ! ویسے تو گیتی آراء ہے ہی پیاری لیکن آج تو پہچانی نہیں جا رہی۔

ان کی بات سے زیادہ اس شخص کی موجودگی اور کچھ اس کے چہرے پر جمیں اس کی پر تپش گہری نظروں کے اثر سے اس کا گلابی مائل گندمی چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ کچھ اور بھی خوبصورت لگنے لگی جب کہ نیہا نے اس کی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے شرارت سے کہا تھا،

جی ماما بالکل ٹھیک کہہ رہیں ہیں آپ انفیکٹ میں بھی اس سے یہی کہہ رہی تھی کہ اگر میرا کوئی بھائی ہوتا تو فوراً اس کو اپنی بھابھی بنا لیتی۔

اس بیان پر تو اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی وہ جانتی تھی کہ نیہا کتنی صاف گو ہے لیکن اس حد تک ہو گی اس کے گمان میں بھی نہیں تھا ۔اس کا چہرہ شرم اور خجالت سے سرخ ہو گیا جب کہ سائڈ میں کھڑا شخص پوری دلچسپی سے اس کی جانب ہی

متوجہ تھا ،وہ شرم سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ نروس نروس سی سیدھی اس کے دل میں اتر گئی جب کہ نیہا کی شرارت کو آگے بڑھاتے ضوفی نے کہا تھا

نیہا ! یار بھائی نہ صحیح کزن ہی صحیح کیوں سالار؟

کہتے ہوئے خاموش کھڑے سالار کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر اسے بھی گفتگو میں شامل کر لیا یہ سوچے بغیر کے یہ گفتگو سامنے کھڑی گیتی آراء پہ کس قدر گراں گزر رہی ہے ۔ سالار نے ضوفی کی بات کے جواب میں کچھ بھی کہے بغیر اپنے شانے اچکا دیئے لیکن وہ سٹپٹا کر اپنا آپ چھڑواتی تیزی سے پلٹی اور بھاگنے کے سے انداز میں وہاں سے نکلتی چلی گئی ۔اس کے اس طرح وہاں سے چلے جانے پر ضوفی نے حیرانی سے پوچھا تھا،

انہیں کیا ہوا؟

نیہا نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا،

لگتا ہے ہمارے مذاق پہ پریشان ہو گئی ہے۔

اس کی بات کی تائید میں لیلیٰ آنٹی نے کہا،

بیٹا !نروس کر دیا آپ لوگوں نے گیتی آراء کو۔

پھر نیہا کی جانب دیکھتے ہوئے کہا،

جاؤ گیتی آراء کو بلا لاؤ۔

ان کی ہدایت پہ وہ سر ہلاتی فلور سے نیچے اتر کر آگے بڑھی ،سالار بھی اس کے ساتھ ہی نیچے اترا تھا۔وہ دونوں ہی ارد گرد نظریں دوڑا کر اسے تلاش کر رہے تھے جب وہ نسبتاً سنسان گوشے میں لان کے آخری سرے پر نظر آ گئی۔وہ دونوں اس سمت بڑھے تھے جب نیہا کی کزن نیشا نے اسے پکار لیا ، تبھی سالار نے رسانیت سے کہا،

تم نیشاء کی بات سن لو میں "انہیں" لے آتا ہوں۔

نیہا نے اسے دیکھا جب کہ وہ سہولت سے اسے اس طرف دھکیل کر جس طرف نیشاء اس کی منتظر کھڑی تھی اس جانب بڑھ گیا جہاں گیتی آراء موجود تھی۔

وہ اس نسبتاً سنسان گوشے میں کھڑی اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی ، دل بے ترتیبی سے دھڑک رہا تھا اور نجانے کیوں آنکھوں میں آنسو آئے چلے جا رہے تھے۔وہ اس لمحے بے حد حساس ہو رہی تھی ،دل بہت سا رونے کا چاہ رہا تھا ، جبھی

اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کے پریشان سی ہو گئی ۔ وہ مڑے بغیر بھی جانتی تھی کہ آنے والا کون ہے ، سگریٹ اور کولون کی مخصوص مہک نے اسے اپنے حصار میں لے لیا جس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ اس کے نزدیک ہی ہے ۔ اس کا دل ہمیشہ کی طرح اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ وہ اس سے مخاطب تھا،

آپ یہاں کیوں آ گئیں؟

اس سوال پر گیتی آراء کا جی چاہا کہ اپنی عادت کے برخلاف ایک کرارا سا جواب اسے دے دے لیکن اپنی فطرت سے مجبور خاموش رہی ۔ اس کی خاموشی سے خظ اٹھاتا وہ اس سے مخاطب تھا،

آپ کی خاموشی کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ میری مجودگی کے باعث وہاں سے چلی آئیں۔

اس کی سرگوشی نزدیک ہی گونجی تھی ، وہ سٹپٹائی اور سٹپٹا کے مڑی اور تبھی اپنے پیروں کو چھوتے گھیر دار پشواز میں الجھ کر لڑکھڑا گئی اس سے پہلے وہ گرتی سالار نے فوراً ہی اسے بازوؤں سے پکڑ کر سنبھال لیا تھا اور اس کے خوبصورت چہرے کو نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے کہا،

سنبھل کر!

اس کی سرخ ڈوروں سے سجی خمار آلود پر تپش نظروں کے ارتکاز اور پر حدت مضبوط ہاتھوں کی نرم گرفت میں وہ سٹپٹائی سی اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش میں وہ ہلکان ہوتی پوری جان سے لرز رہی تھی جب کہ وہ اس کی کوشش نظرانداز کرتا اس کی جانب جھکا اور کہا،

ویسے سب ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں۔

اس کا پر تپش سرگوشیانہ لہجہ اس کے نزدیک ہی گونجا تھا لیکن اس کی ہمت نہ تھی اس کی جانب دیکھنے کی ۔وہ روہانسے سے انداز میں ابھی بھی اپنے آپ کو اس کی گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس نے اس کے شانوں پر اپنی گرفت مضبوط کیئے کہا،

آج آپ واقعی بہت خوبصورت لگ رہیں ہیں جی چاہ رہا ہے کہ آپ کو آپ سے ہی چرا کر دل کے کسی نہاں خانے میں چھپا کر حفاظت سے رکھ لوں۔

اس کی قربت ،اس کی سحر انگیز نظروں کی پر حدت تپش اور اس کی مضبوط گرفت مل

کر اسے حواس باختہ کر گئیں اوپر سے اس کے الفاظ اسے سہمانے کو کافی تھے ،وہ بمشکل بول پائی تھی،

پپ۔۔۔پلیز! مجھے جانے دیں.

اس کی آواز لرز رہی تھی جب کہ لہجہ روہانسا سا تھا ۔اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے سالار نے کہا۔

اتنا ڈرتی کیوں ہیں مجھ سے ؟آپ کو کھا نہیں جاؤں گا۔

اس کے حسین چہرے کو جو آج اور بھی حسین لگ رہا تھا اپنی نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا لیکن اس کی بات کا کوئی جواب گیتی آراء کے پاس نہیں تھا جب کہ کسی کے اس طرف آجانے کی تلوار اس کے اعصاب پر لٹکی تھی .اسی حساب سے اس نے سہمی آواز میں کہا،

کک ۔۔کوئی آجائے گا.

خوف کے باوجود آواز کی دلکشی نمایاں تھی جب کہ سالار کو لگا اس کے دل نے اس کے خلاف ہی بغاوت کر دی ہے ، ۔چاروں جانب جیسے گھنٹیاں سی بج اٹھیں تھیں ۔وہ

بمشکل اپنے باغی جذبات پر بند باندھتا اس کے شانوں سے ہاتھ ہٹاتا ایک قدم پیچھے ہٹ گیا لیکن گیتی آراء کی ہمت نہیں تھی ایک بھی قدم بڑھانے کی ۔اس کے جسم پر لرزے کی سی کیفیت تھی اور تبھی ارکیسٹرا پہ بجتا میوزک تبدیل ہو گیا اور میوزیشن نے عاطف اسلم کے گانے کی دھن چھیڑ دی ، سنگر کی پرسوز آواز ماحول میں پھیل گئی اور جیسے پورے ماحول کو کسی فسوں نے اپنی گرفت میں لے لیا،

کچھ اس طرح تیری پلکیں میری پلکوں سے ملا دے

آنسو تیرے سارے میری پلکوں پہ سجا دے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ اس طرح تیری پلکیں میری پلکوں سے ملا دے

آنسو تیرے سارے میری پلکوں پہ سجا دے

کچھ اس طرح تیری پلکیں میری پلکوں سے ملا دے

وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی اس کا دل زور سے دھڑکا تھا ،اس کا جی چاہا کہ وہ وہاں سے بھاگ جائے لیکن قدم جیسے زمین نے جکڑ لئے تھے۔

تو ہر گھڑی ہر وقت میرے ساتھ رہا ہے

ہاں یہ جسم کبھی دور کبھی پاس رہا ہے

ان الفاظ نے یا پھر گائک کی آواز کے سوز نے جیسے جادو اثر کیا تھا گیتی نے بے ساختہ نظریں اٹھائیں وہ اس کو اپنی پر تپش نظروں کی گرفت میں لئے تھا ،دلکش آنکھیں ہزاروں داستانیں سنا رہیں تھیں ۔ان دلکش آنکھوں میں وہی کیفیت تھی ،دھیمی دھیمی لو دیتی کیفیت ۔وہ کئی لمحے اس کی جانب متوجہ رہ گئی،

جو بھی غم ہیں تیرے انہیں تو میرا پتہ دے

کچھ اس طرح تیری پلکیں میری پلکوں سے ملا دے

آنسو تیرے سارے میری پلکوں پہ سجا دے

آج وہ ان نظروں کو نظرانداز نہ کر سکی ،وہ گہری بولتی نظریں اس سے مخاطب تھیں اور وہ جتنا ان نظروں سے بچنا چاہ رہی تھی وہ آنکھیں اتنا ہی اس کا پیچھا کر تیں تھی ، اس کے دل کی حالت عجیب ہو رہی تھی،

مجھ کو تو تیرے چہرے پر غم نہیں جچتا

جائز نہیں لگتا مجھے غم سے تیرا رشتہ

گیتی کے دل کو ٹھیس سی لگی ، خوبصورت نرگسی آنکھوں میں اس لمحے نمی کچھ اور گہری ہوئی جب کہ وہ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر بے چین سا اس کی جانب بڑھا تھا،

سن میری گذارش اسے چہرے سے ہٹادے

گیتی نے پھر اس کی جانب دیکھا ، وہ دلکش آنکھیں اسے ان کہی داستان سنا رہیں تھیں ، ان سحر انگیز آنکھوں میں دلکش اور انوکھے رنگ تھے جو اسے انجانے رستوں پر چلنے کی دعوت دے رہے تھے ۔ وہ بھی کھوئی کھوئی سی ان مخمور آنکھوں کی جانب دیکھ رہی تھی جیسے ان آنکھوں کی سحر نے اسے اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا ہو،

کچھ اس طرح تیری پلکیں میری پلکوں سے ملا دے

آنسو تیرے سارے میری پلکوں پہ سجا دے

کچھ اس طرح--------

نجانے اسے کیوں لگ رہا وہ دلکش سحر انگیز آنکھیں اس لمحے اس سے التجا کر رہیں ہیں ، جیسے ان آنکھوں میں اپنے کئے پر پچھتاوا ہو ۔ ان آنکھوں میں ایک ان کہے انجانے درد

کی کیفیت درج تھی جیسے اسے تکلیف پہنچا کر وہ خود بھی خوش نہیں تھا ، گیتی آراء کا دل زور سے دھڑکا تھا ،اب اسے نہ تو میوزک کی آواز آرہی تھی نہ ہی گائک کی محض اپنے دل کی دھڑکن سنائی دے رہی اور ارد گرد جیسے ان نظروں اور ان نظروں سے جھلکتی کیفیت نے حصار باندھ لیا تھا ۔اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا وہ وہاں سے کہیں دور بھاگ جانا چاہتی تھی لیکن قدم جیسے من من بھر کے ہو گئے تھے ۔اس سے پہلے کے وہ کچھ کہتا یا وہ اپنی اس کیفیت پہ بے ہوش نہ ہو جاتی تبھی نیہاان دونوں کو ڈھونڈتی اور دور سے ہی اونچی آواز میں پکارتی اس طرف چلی آئی،

ارے گیتی! یار تم یہاں چھپی ہو۔

اس کی آمد پر گیتی کی جان میں جان آئی وہ ایک دم بڑھ کر اس کے گلے سے لگ گئی ، خوبصورت آنکھوں میں نمی کی تہہ گہری ہو گئی ۔سالار نے ایک گہرا سانس لیا جب کہ اس کی ابتر حالت کا اندازہ کرتے نیہا نے تشویش سے پوچھا تھا،

یار ! گیتی! کیا ہوا ہے؟اتنا گھبرائی ہوئی کیوں ہو اور یہ ہاتھ اتنے ٹھنڈے کیوں ہو رہے ہیں۔

اس نے اس کی حالت کے پیش نظر کئی سوالات ایک ساتھ کر ڈالے اور گیتی جس نے

بمشکل ہی صحیح اپنے اوپر قابو پالیا تھا کہا،

مم۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔شائد اتنے لوگوں کی موجودگی کے باعث نروس ہو گئی ہوں۔

اس نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی جب کہ اس کی کوشش تھی کہ سالار کی جانب نہ دیکھے لیکن سالار پہ کوئی پابندی نہیں تھی،وہ پوری توجہ سے اس کی جانب ہی متوجہ تھا۔نیہا نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا اور کہا،

مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہیں تم چہرہ دیکھو کتنا سرخ ہو رہا ہے۔

کہتے ہوئے اس کی پیشانی کو چھوا جب کہ گیتی نے سٹپٹا کے سالار کو دیکھا اس کے دیکھنے پر وہ شرارت سے مسکرایا اور کہا،

ہاں واقعی آپ کا چہرہ اتنا سرخ کیوں ہو رہا ہے؟

اس کا شرارت آمیز لہجہ گیتی آراء کو مزید سٹپٹانے پر مجبور کر گیا لیکن نیہا اس کو ابھی بھی فکر مندی سے دیکھ رہی تھی اس لئے اب کچھ تو کہنا تھا ،اس نے بمشکل دھیمی آواز میں کہا،

مم ۔۔۔میں ٹھیک ہوں نیہا ! تم فکر مت کرو ،پلیز انکل آنٹی کے پاس چلتے ہیں وہ سب کیا سوچیں گے۔

وہ اپنے مخصوص دھیمے مگر دلکش لہجے میں بولتی بے حد پیاری اور معصوم لگ رہی تھی سالار کا واقعی ایک لمحے کو جی چاہا کہ اسے سب کی نظروں سے چھپا کر کہیں دور لے جائے جہاں کسی غم اور تکلیف کا سایہ بھی اس پر نہ پڑے لیکن وہ اس وقت اپنی اس خواہش کو پورا نہیں کر سکتا اس لئے دل کی اس خواہش پر بمشکل بند باندھ گیا ۔گیتی نے نیہا کے ساتھ قدم آگے بڑھائے تھے ،اس کو ایک دم سے وحشت نے اپنے حصار میں لیا تھا ،وہ کیا سوچ رہی تھی ،وہ ایسا کیسے سوچ سکتی تھی ۔نہیں یہ نا ممکن تھا ،جس راہ جانا نہیں اس کے کوس کیا گننا سوچتے ہوئے اپنا سر ہولے سے جھٹک کر شائد اس سوچ سے چھٹکارہ پانے کی کوشش کی اور وہ یہی سب سوچتی نیہا کے ساتھ آگے بڑھی جب کہ وہ اس کی جانب نظریں جمائے ہوئے تھا ،گیتی نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا اور وہ نیہا کے ساتھ کافی آگے چلی گئی تھی ،وہ مایوس سا ہوا اور تبھی وہ ایک انجانے احساس میں گھری پلٹی اور اس کی خوشنما آنکھیں اس کی سرخ ڈوروں سے سجی سحر انگیز آنکھوں سے مل گئیں ،سالار کے ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آئے جب کہ وہ گھبرا کر

وہاں سے پلٹ گئی۔

تھوڑی دیر میں کیک بھی کٹ گیا اور پھر کھانا بھی سرو ہو گیا ،سب مہمان ڈنر کے ساتھ ایک دوسرے کی کمپنی بھی انجوائے کر رہے تھے ۔وہ بھی نیہا اور اس کی چند کزنز کے ساتھ کھڑی تھی، تھوڑے سے چاول پلیٹ میں ڈالے ،غائب دماغی سے چمچہ پلیٹ میں چلاتی کھانا شائد سونگھ رہی تھی .نیہا کی کزنز اس سے پہلی مرتبہ مل رہیں تھیں ،چند کی آنکھوں میں ستائش تھی تو کچھ کی آنکھوں میں رشک ،کوئی اس کی جو بصورت گھنی پلکوں والی سیاہ آنکھوں کی خوبصورتی سے انسپائر تھا تو کوئی اس کے سیاہ گھنے اور لمبے بالوں کی خوبصورتی سے متاثر ؛کسی کو اس کا دھیما انداز گفتگو بھا رہا تھا تو کوئی اس کی خوبصورت مسکراہٹ کو پسند کر رہا تھا جب کہ وہ ان سب تعریفوں پہ نروس سی ہوتی کبھی جھینپ کر بلش کر جاتی کبھی مسکرا دیتی اور بلش کرتے اور مسکراتے ہوئے اس کا خوبصورت چہرہ مزید خوبصورت لگنے لگتا تبھی ضوفی اور چند ایک لڑکوں کے ساتھ وہ وہیں چلا آیا اور اس کی موجودگی کے سبب وہ ایک دم کونشش

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Email: Neramag@gmail.com

ہو گئی ۔وہ اس کے عین سامنے کھڑا ، سیگریٹ سلگاتے ہوئے اسے ہی اپنی نظروں کے حصار میں لئے ہوئے تھا ، بلیک ڈنر سوٹ میں اپنے گھنے بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کئے ہلکی شیو میں اپنی سحر انگیز پر سنلیٹی کے ساتھ ہمیشہ سے کچھ زیادہ ہی ڈیشنگ رہا تھا ۔گیتی نے جھکی جھکی نظر اس پہ ڈالی پھر کچھ اس کی موجودگی اور کچھ اس کی انگلیوں میں دبی سگریٹ کی باعث ناگواری سے رخ موڑ لیا ۔گیتی آراء کے ایسا کرنے پر وہ حیران سا ہو کر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور اپنے ہاتھ میں موجود سیگریٹ دیکھ کر اس کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ گیتی کو کیا بات ناگوار گذری ہے ۔ اس نے خفیف سا ہو کر اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور نزدیکی ٹیبل پہ رکھی ایش ٹرے میں سیگریٹ بجھا دیا پھر اس جانب دیکھا لیکن وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی ۔سالار نے ایک گہرا سانس لیا اور تبھی گیتی آراء کو نیہا کی کزن نیشا نے اسے مخاطب کر لیا،

آپ نے بتایا نہیں آپ کے پیرنٹس کہاں ہوتے ہیں؟

نیشا نے تو ایک عام سا روٹین کا سوال کیا تھا لیکن اس کو یہ نہیں معلوم تھا جس سے وہ یہ سوال کر رہی ہے اس کے لئے یہ کتنا تکلیف کا باعث ہے ۔اس سوال پر اس کے دل کو ٹھیس سی لگی اور دل کی کرچیوں کی چبھن ،آنسوؤں کی نمی کی صورت آنکھوں میں اتر

آئی ،بے ساختہ نظر اس شخص سے ملی تھی ،وہ بھی اسی کی جانب متوجہ تھا ۔گیتی کی خوبصورت آنکھوں میں درد کی تحریر واضح تھی ،وہ آنکھیں سالار کے دل میں دل میں ترازہ ہو گئیں ؛شکوہ کرتی ،الزام دیتیں ۔وہ اس کی تکلیف جیسے دل پر محسوس کر رہا تھا ،وہ خاموش تھی جب کہ اس کی جانب سے نیہا نے جواب دیا اور کہا،

نیشا ! گیتی کے پیرنٹس اسلامہ آباد میں ہوتے ہیں،کچھ فیملی اور بزنس رائولری کی وجہ سے گیتی وہاں safe نہیں تھی تو اس کے پیرنٹس نے پاپا سے بات کر کے اس کو یہاں بھیج دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گیتی نے ممنون نظروں سے نیہا کو دیکھا ورنہ اسے لگ رہا تھا کہ وہ بول نہیں پائے گی ، گلے میں آنسوؤں کے پھندے لگ رہے تھے اور بات کرنا کیا وہاں کھڑا رہنا بھی اسے مشکل لگ رہا تھا لیکن وہ اپنا ضبط آزماتی نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی ۔نیہا کے جواب میں نیشا نے خوشدلی سے کہا تھا،

ہاں یہ ہیں بھی تو اتنی پیاری ان کی فیملی میں تو جھگڑا ہو گیا کہ گیتی کی شادی ان کے گھر میں ہونی چاہیئے۔

اس نے شرارت سے کہتے گیتی کو دیکھا جب کہ گیتی کا چہرہ پھیکا پڑا ،اس نے قصدا "

نظروں کے ساتھ چہرہ جھکا

لیاجب کہ نیشا شرارت سے بات آگے بڑھاتے ہوئے بولی تھی،

تبھی ان کے فادر نے انکل کو کہا ہو گا کہ تم ہی کوئی اچھا سا لڑکا دیکھ کر گیتی کی شادی کر دینا ورنہ فیملی والے تو ان کی مشکل کر دیں گے۔

اس ذکر پہ اس نے بمشکل مسکراہٹ برقرار رکھی تھی لیکن یہ صرف وہی جانتی تھی کہ اس کے دل پر کیا گذر رہی ہے جب کہ نیہا نے موضوع بدلنا چاہا تھا لیکن مئیشاء اس کی ایک اور کزن نے بھی گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا،

آپ کو گھر تو یاد آتا ہو گا ؟ ممی پاپا! بہن بھائی ! بھئی میں تو ایک دن بھی اپنی مما کے بغیر نہیں رہ سکتی اور نہ ہی مما میرے بغیر لیکن آپ اور آپ کی مما بہت بہادر ہیں جو آپ کو اپنے آپ سے اتنی دور بھیج دیا۔

اس بات پر ایک اور برچھی گیتی کے دل میں ترازو ہو گئی ، زخمی اور نم آنکھوں سے سالار کی جانب پھر دیکھا جو شرمندہ سا کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا ، چہرہ اندرونی انتشار اور شرمندگی کے باعث سرخ ہو رہا تھا اور ان دلکش آنکھوں کی سرخی میں کچھ اور اضافہ

ہو گیا تھا ۔ گیتی کے لئے وہاں کھڑا رہنا مشکل ہو گیا تھا جب کہ سالار کی بھاری آواز نے سب کو اپنی جانب متوجہ کر لیا تھا،

یہ کس قسم کا احمقانہ سوال ہے۔ آف کورس گھر یاد آتا ہو گا ، کس کو گھر یاد نہیں آتا ؟ انہیں بھی آتا ہو گا۔

اس کی آواز قدرے اونچی ہو گئی تھی ،ارد گرد کھڑے لوگ بھی گردنیں گھما کر ان کی جانب متوجہ ہو رہے تھے ، گیتی نے گھبرا کر نیہا کا ہاتھ تھام لیا جب کہ باقی سب کو سالار کے لب و لہجے پر سانپ سونگھ گیا ۔ نیہا نے آگے بڑھ کر اس کے مضبوط شانے پر ہاتھ رکھا اور کہا،

کیا ہوا ہے سالار ؟ اس میں اتنا روڈ ہونے کی کیا بات ہے ؟ ریلیکس !

کہتے ہوئے اس کا شانہ تھپتھپایا اور اسے کام ڈاؤن کرنے کی کوشش کی ۔ وہ اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ،اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے گہرا سانس لیا اور اپنے اوپر بدقت قابو پانے کی کوشش کی پھر ہاتھ اٹھا کر ان سب کو ایک ساتھ مخاطب کرتا ہوئے کہا،

ایم سوری لیڈیز ! میں شائد کچھ زیادہ ہی روڈ ہو گیا۔

وہ سب جو اس کا انداز دیکھ کر حیران سی کھڑیں تھیں ،اس کے معذرت کرنے پر مسکرادیں بس ایک وہی تھی جو خاموش کھڑی اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی ۔ سالار نے ایک نظر اس دلربا چہرے پر ڈالی ،وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی جب کہ نیشا نے اس کی معذرت کے جواب میں شوخی سے کہا،

معافی تمہیں ایک شرط پر ملے گی۔

سالار کے ساتھ باقی سب بھی دلچسپی سے سن رہے تھے ،جب کہ اس نے شوخی سے کہا،

تم ہمیں کوئی اچھا سا گانا سناؤ گے۔

نیشا کے شرط بتانے پر باقی سب نے ہیئر ہیئر کے نعرے لگائے جب کہ وہ ابھی بھی نظریں جھکائے خاموش کھڑی تھی۔ سالار نے ایک نظر اس کے جھکے چہرے پر ڈالی اور پھر اسٹیج کی جانب بڑھ گیا جہاں میوزک انسٹرومنٹ رکھے تھے اور نئے ابھرتے ہوئے گلوکار آکر اپنے فن کا مظاہرہ بھی رہے تھے ۔اس کو اسٹیج کی جانب بڑھتا دیکھ کر وہ

سب ہی ایکسائٹڈ ہو گئیں اور اسٹیج کے سامنے ،ذرا فاصلے پر پڑی راؤنڈ ٹیبلز کی جانب بڑھ گئیں ۔ان سب میں نیہا بھی شامل تھی اور اپنے ساتھ ہی اس نے گیتی آراء کو بھی کھینچ لیا جو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ آنے پر مجبور تھی ۔ان سب نے اسٹیج کے عین سامنے پڑی راؤنڈ ٹیبل کے گرد رکھی کرسیاں سنبھال لیں ساتھ ہی وہ سب سامنے دیکھتے ہوئے سامنے اسٹیج پر رکھے ایک اونچے سے اسٹول پر بیٹھے سالار کے بارے میں تبصرے بھی کر رہیں تھیں جو گٹار کے تاروں سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی سننے پر مجبور تھی ، تبھی مئیشاء نے پر جوش سی آواز میں کہا،

مجھے تو یقین نہیں آرہا کہ یہ وہی سالار ہے جو اتنے نخروں کے بعد بھی گانا تو کیا کوئی شعر بھی نہیں سناتا۔

اس کی بات کے جواب میں نیشا نے اس سے زیادہ پر جوش آواز میں کہا،

ہائے پر سالار کی آواز ہے زبردست جب گاتا ہے تو اور بھی زبردست لگتا ہے۔

اس کے کمینٹ پر محظوظ ہونے کے باوجود مئشاء نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا،

شرم کرلو کچھ ،اگر تمہارے منگیتر کو پتہ چل گیا نا جو تمہارے شادی اگلی سال ہونی ہے

ناوہ اسی سال کروالے گا تمہاری یہ حرکتیں دیکھ کر۔

اس کے اسٹائل پر وہ سب ہی ہنس پڑیں جب کہ ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں کو بھی چھو گئی اور تبھی اس کی بھاری آواز اطراف میں پھیل کر اس کے دل کے تاروں کو چھیڑ گئی ،وہ کہہ رہا تھا،

لیڈیز اینڈ جینٹل مین ! آج مجھ سے فرمائش ہوئی ہے کہ میں کوئی گانا سناؤں ، ویسے تو گانا ، شعر و شاعری اپنے جذبات کی ترجمانی کا بہترین ذریعہ ہے اور خصوصاتب جب آپ کو کسی روٹھے ہوئے کو منانا ہو لیکن میں گانا تو نہیں پر ایک خوبصورت سی غزل آپ سب کی اجازت سے سنا دیتا ہوں۔

اور وہ بھی نہ چاہتے ہوئے سن رہی تھی ۔جب کہ وہ سامنے بیٹھا جیسے اسے ہی محسوس کر رہا تھا،

کس مقتل سے گذرا ہو گا اتنا سہما سہما چاند

اس شعر پر تو سب نے داددی اور ونس مور بھی کیا جب کہ گیتی نے بے ساختہ چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا ،وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا ،اس کا دل تیز تیز دھڑ کنے لگا جب کہ وہ

اسے ہی دیکھتے ہوئے اگلا شعر پڑھ رہا تھا جیسے اپنی حکایت دل اسے سنا رہا ہو،

یادوں کی آباد گلی میں گھوم رہا ہے تنہا چاند

میرے منہ کو کس حیرت سے دیکھ رہا ہے بھولا چاند،

شعر پڑھتے وہ دلکشی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا مسکرایا تھا اور گیتی آراء نے سٹپٹا کر اپنا چہرہ جھکا لیا ۔اس کے گھبرا کر چہرہ جھکانے پر سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا،

کتنے گھنے بادل کے پیچھے کتنا تنہا ہو گا چاند

آنسوروں کے نور نہائے ،دل دریا تن صحرا چاند،

گیتی کا دل اس کے انداز پر اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ،اسے لگا جیسے وہ اسے جتا رہا ہے ۔وہ نظریں اٹھانے کی ہمت نہ کر سکی،

اتنے روشن چہرے پر بھی سورج کا ہے سایہ چاند

اب وہ دھیمی باوقار چال چلتا اسی جانب آرہا تھا جہاں وہ بیٹھی تھی پھر وہ چلتا ہوا اس کی ٹیبل کے نزدیک رکا تھا اور پھر ایک خالی کرسی اس کے عین سامنے رکھتا اس پہ بیٹھ

گیا ۔اس کے وہاں آ کر بیٹھ جانے پر باقی سب نے تو اسے چیئر کیا جب کہ گیتی کے دل کو حالت ابتر ہو گئی لیکن وہ اپنی پر تپش جذبوں سے پر دلکش نظریں اس کے خوبصورت چہرے پہ جمائے باظاہر غزل سنا رہا تھا جب کہ در حقیقت اپنے دل کا حال سنا رہا تھا،

جب پانی میں چہرہ دیکھا تو نے کس کو دیکھا چاند !

وہ جیسے اس سے ہی مخاطب تھا ، گیتی کا تیز تیز دھڑکتا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا ، اس نے سٹپٹا کر نظریں اٹھائیں اور اس کی آنکھیں ان گہری بولتی آنکھوں سے مل گئیں،

بادل کے ریشم جھولے میں بھور سمے تک سویا چاند

رات کے شانے پر سر رکھے دیکھ رہا ہے سپنا چاند

ہاتھ ہلا کر رخصت ہو گا اس کی صورت ہجر کا چاند

صحرا صحرا بھٹک رہا ہے اپنے عشق میں سچا چاند

جیسے کوئی یقین دہانی تھی لیکن گیتی نے ان گہری بولتی نظروں کے ارتکاز پہ سٹپٹا کر چہرہ جھکا لیا۔دل یک بارگی زور سے دھڑکا تھا جب کہ اس کی آواز کے تھمتے ہی پورا ماحول جو کسی فسوں کے زیر اثر تھا ایک دم جاگ اٹھا اور سب ہی ونس مور ونس مور کا شور کرتے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوئے اس سے یہی غزل دوبارہ سنانے کی فرمائش کر رہے تھے لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر مسکراتا ہوا ، معذرت کرتا ان سب کی جانب دیکھا رہا تھا جب کہ گیتی آراء نے نظروں کے ساتھ چہرہ بھی جھکالیا ، اس لمحے اس کا جی چاہا وہ کہیں غائب ہو جائے ؛اس لمحے اس شخص کا سامنا کرنا اس کو بے حد مشکل لگ رہا تھا ۔وہ نجانے کیوں اس کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی لیکن وہ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر اس کی سمت ہی متوجہ تھا اور اپنی جذبوں سے پر سحر انگیز مقناطیسی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا جب نیہا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے شوخی سے کہا،

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

www.neweramagazine.com

سالار! تم آج کل کچھ زیادہ ہی فارم میں نظر آرہے ہو اور حیران پر حیران کئے جا رہے ہو ، بات کیا ہے آخر؟

اس بات پر وہ بولا کچھ نہیں محض مسکرا دیا ،اس کی مسکراہٹ پر وہ سب حیران ہوتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں جب کہ گیتی کی حالت غیر تھی ۔وہ ابھی بھی مسکرا رہا تھا ،منشاء نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا،

سالار ! تم کو تو پروفیشنل سنگر ہونا چاہیئے ،آج تو تم نے کمال کر دیا ۔

جواب میں اس نے مسکراتے ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور کہا،

اس سے پہلے تو آج تک تم نے کچھ بھی نہیں سنایا تو پھر آج کیا خاص بات ہے۔

وہ سب ہی شوخی اور شرارت سے اس سے سوال کر رہیں تھیں جب کہ وہ اس کی پر تپش نظروں سے نروس ہوتی اپنا ڈھلکتا آنچل درست کر رہی تھی ۔وہ سب ہی اس کی تعریف میں کچھ نہ کچھ کہہ رہیں تھیں لیکن وہ منتظر تھا کہ وہ کیا کہتی ہے لیکن وہ نظریں جھکائے خاموش بیٹھی تھی ۔وہ کچھ نہ بولی تو اس نے براہ راست اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آپ کچھ نہیں کہیں گی؟

اس کے براہ راست مخاطب کرنے پر گیتی آراء کا دل اتھاہ میں ڈوبا تھا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ، وہ اپنے دل کی تیز دھڑکن سنتی پریشان سی بیٹھی تھی جب کہ سب کی نظریں اب اس پر جمیں تھیں ۔ اتنے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر وہ مزید سٹپٹائی لیکن ان گہری کچھ کہتی نظروں کا تاثر سب سے جدا تھا۔ وہ اس کی پر تپش نظروں کی گرفت میں ہمیشہ کی طرح نروس ہوتی اپنے ہونٹ کچل رہی تھی ، کبھی اپنی گھنی پلکیں اٹھاتی کبھی گراتی سیدھی اس کے دل میں اتر گئی جب کہ نیشانے اسے بھی گفتگو میں شامل کرنے کے لئے پوچھا،

ہاں گیتی ! بتاؤنا کیا رائے ہے تمہاری سالار کے بارے میں؟

ان سوالوں سے زیادہ وہ اس کی گہری نظروں کی تپش سے گھبرا رہی تھی جو اس کے چہرے پر جمیں تھیں جب کہ وہ اس کی گھبراہٹ سے محظوظ ہوتا شرارت سے بولا تھا،

تم میرے بجائے میری غزل کے بارے میں ان کی رائے لو تو زیادہ بہتر ہے۔

اس کے شرارتی انداز پر وہ اور زیادہ نروس ہو گئی ، گھبرا کے جھکی پلکیں اٹھائیں اور اس کی

آنکھیں ان سحر انگیز نظروں سے مل گئیں لیکن ان آنکھوں کے ارتکاز پر اس نے اپنی پلکوں کی گھنی باڑھ گرادی ۔ نیہا ان دونوں کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی اور اس لمحے اس کے اس خیال کو تقویت مل رہی تھی جو وہ کئی دنوں سے محسوس کر رہی تھی جس کا اندازہ اسے سالار کے بدلے رویئے سے ہو رہا تھا لیکن اب اس بات میں شبہے کی کوئی گنجائش نہیں رہی تھی ۔ سالار کے کہنے پر نیشا ،منشاء اور اس کی باقی کزنز بھی اصرار کرنے لگیں اور وہ جز بز ہوتی بمشکل بول پائی۔

میں صرف اس چیز کے بارے میں رائے دے سکتی ہوں جو اوریجنل ہو ،اس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو پھر وہ چاہے شاعری ہو ،گانا ہو یا جذبے ہوں۔

اس کے خوبصورت انداز بیان پر وہ سب ہی متاثر ہو گئیں اور وہ اس کے پہلو بچانے پر مسکرایا تھا اور اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے کہا،

الرائٹ ! میں اپنے جملے میں سے میری ہٹا دیتا ہوں ، آپ میرے زوق کی تعریف تو کر ہی سکتیں ہیں.

اس نے جیسے لاجواب کرنا چاہا گیتی آراء نے ایک نظر اس پر ڈالی اور اپنے مخصوص دھیمے اور دلکش لہجے میں کہا،

میں اتنی کم ملاقاتوں میں کسی کے بھی ذوق کے بارے میں اندازہ نہیں لگا سکتی رائے دینا تو بہت دور کی بات ہے۔

کہتے ہوئے اس نے ایک مرتبہ بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا ۔بات ختم کرتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور سب سے معذرت کرتی اس سمت بڑھ گئی جس طرف انکل آنٹی کی موجودگی کا امکان تھا جب کہ سالار کی گہری پر سوچ نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا تھا۔

وہ اسکول سے واپس آ رہی تھی جب اس کی نظر اس خوبصورت گھر پہ پڑی اور اس نے ایک دم ہی ڈرائیور کو گاڑی روکنے کو کہہ دیا۔ڈرائیور نے اس کے کہے کی تعمیل میں گاڑی فوراً ہی روک دی لیکن وہ ایک تذبذب میں گھری تھی کہ اندر جائے نہ جائے ۔ دل چاہ رہا تھا یہاں تک آئی ہے تو اندر بھی چلی جائے لیکن پھر ایک انھونا خیال اور ایک انجانا احساس اسے نجانے کیوں روک رہا تھا تبھی ڈرائیور نے اسے مخاطب کر لیا،

بی بی !اندر جانا ہے یہ گھر لے چلوں؟

اس کے پوچھنے پر وہ حواسوں میں آئی اور گہرا سانس لیا پھر نرمی سے کہا،

آپ تھوڑی دیر رکیں میں آتی ہوں۔

کہتے ہوئے وہ گاڑی سے اتر آئی تھی اور پھر اس کے قدم خود بخود اس گھر کے مین گیٹ کے سامنے جا کر رک گئے تھے۔

آج پورا دن بے حد بزی گزرا تھا کہ اسے سر اٹھانے کی فرصت نہیں ملی تھی اور اب وہ اپنے تمام ارجنٹ کام نمٹا کر اپنے آفس میں آ کر بیٹھا تھا ،لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھا وہ امپورٹینٹ ای میلز چیک کر رہا تھا جب دروازہ کھول کر ٹینا اس کی اسسٹنٹ اندر داخل ہوئی اور اپنی عادت کے مطابق عجلت میں اسے مخاطب کیا،

سر ! وہ ایک پرابلم ہو گئی ہے۔

وہ اس کی عادت جانتا تھا اس لئے بنا لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹائے اس نے کہا تھا،

کیا ہوا ہے؟

لہجہ مصروف تھا جب کہ وہ اپنی عادت کے مطابق اسی عجلت بھرے انداز میں کہنے لگی،

وہ سر وہ ساشا کا ایکسیڈینٹ ہو گیا اور اس کو ڈاکٹر لے کمپلیٹ بیڈ ریسٹ بتایا ہے جس کے مطابق وہ کچھ مہینے تک کسی بھی قسم کا کام نہیں کر سکتی۔

وہ اس کی لمبی چوڑی بات کرنے کی عادت سے نالاں ہوا لیکن اس وقت یہ مسئلہ ایسا تھا کہ اسے اگنور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، ساشا ان کی کریئٹو ٹیم کی اہم ممبر تھی اور کریئٹو ڈائریکٹر کی رائٹ ہینڈ بھی تھی۔ اس کی پر سوچ نظریں کسی غیر مرئی نقطے پر جمیں تھیں جب کہ ٹینا اسے خاموش دیکھ کر ایک مرتبہ پھر شروع ہو گئی تھی،

باس ! ابھی تو ہمارے کتنے نئے پراجیکٹس شروع ہو رہے ہیں جس کے لئے ہمیں ساشا کی کتنی ضرورت تھی لیکن اب اس کے ایکسیڈینٹ کے بعد تو فوری کسی کو ہائر کرنا پڑے گا۔

سالار جو پہلے ہی اس بارے میں سوچ رہا تھا, ایک گہرا سانس لے کر رہ گیا پھر سیگریٹ کیس سے سیگریٹ نکال کر لائٹر کی مدد سے سلگا کر لبوں میں دبایا جب کہ گہری پر سوچ نظریں ابھی بھی ایک نقطے پر جمیں تھیں۔ اس سے پہلے کے ٹینا دوبارہ شروع ہوتی تبھی دروازہ کھول کر نیہا وہاں چلی آئی اور زوردار آواز میں سلام کیا ، وہ چونکا اور اسے دیکھ کر کہا،

تم!! آؤ بیٹھو۔

کہتے ہوئے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرا جب کہ نیہا نے اندازہ لگا لیا کہ کچھ مسئلہ ہے

اسی حساب سے اس نے پوچھا تھا،

کیا ہوا ہے سالار ! ایسے کیوں بیٹھے ہو؟

اس نے پوچھا ،اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے اس نے ساری بات اسے بتا دی ، نیہا

نے پر سوچ انداز میں کہا،

اوہو ! یہ تو بہت برا ہوا، ویسے اب وہ کیسی ہے؟

ساتھ ہی ٹینا سے پوچھا،

میم ! ایکسیڈینٹ تو چھوٹا سا تھا لیکن اس کی ٹانگ پر خاصی گہری چوٹ آئی ہے اس لئے

ڈاکٹرز نے اسے کمپلیٹ بیڈ ریسٹ بتایا ہے۔

نیہا نے ایک گہرا سانس لیا جب کہ ٹینا پھر شروع ہو گئی تھی،

میم ! اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ ہمیں ارجنٹ کسی کو ہائر کرنا ہو گا اور۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب سالار نے اسے ٹوک دیا،

ٹینا! تم جاؤ اور فضل سے کہہ کر دو کافی بھجوا دو۔

اس کے اکتائے ہوئے انداز پر نیہا نے اپنی ہنسی دبائی جب کہ ٹینا کی زبان کو ایک دم بریک لگے اور وہ سر ہلاتی آفس سے باہر نکل گئی ۔اس کے جانے کے بعد سالار نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا ،نیہا خاموشی سے اس کا جائزہ لے رہی تھی ۔کچھ دیر بعد وہ اس کی جانب متوجہ ہوا اور اسے اپنی جانب دیکھتا پا کر بھنویں اچکا کر پوچھا،

وہاٹ!!!

جواب میں وہ شرارت سے پر انداز میں بولی تھی،

جس سالار کو میں جانتیں ہوں وہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ پریشان ہونے والا انسان نہیں ہے۔

کہتے ہوئے مسکرائی جب کہ اس نے چونک کر اسے دیکھا لیکن وہ کہہ رہی تھی،

میرا مطلب ہے ہونے والی بات تھی ہو گئی ،تم کسی اور کو ہائر کر لو۔

وہ کہنا تو کچھ اور چاہ رہی تھی لیکن پھر بات بدل دی جب کہ وہ جیسے چڑ کر بولا تھا،

اور اتنے کم ٹائم میں ایسا کوئی ری لائبل انسان کہاں سے ملے گا ، تم جانتی تو ہو کتنے نئے پراجیکٹس پائل اپ ہوئے ہیں اور کتنے ابھی چل رہے اوپر سے یہ پرابلم۔

کہتے ہوئے اس نے پیشانی مسلی ، نیہا مسکرائی اور کہا،

آر یو شیور یہی بات ہے؟

جواب میں الٹا اس نے سوال کر دیا،

کیا مطلب؟

وہ شرارت سے مسکرائی اور کہا،

مطلب چھوڑو اور خوش ہو جاؤ تمہارے اس پرابلم کا حل میرے پاس ہے۔

کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی جب کہ وہ اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا ، وہ اس کی شکل دیکھ کر عادت کے مطابق ہنسی اور کہا،

بس سمجھو انتظام ہو گیا۔

سالار نے اسے ایسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو تمہارا دماغی توازن ٹھیک ہے جب کہ وہ اس کے انداز پر ایک مرتبہ پھر ہنسی اور پھر ہاتھ ہلاتی دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جب کہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ابھی بھی سوچ رہا تھا کہ اس کی طبیعت ٹھیک ہے کہ نہیں۔

وہ گاڑی سے اتر کر گیٹ کے نزدیک پہنچ گئی جہاں چوکیدار نے بہروز احمد گردیزی کی گاڑی پہچان کر گیٹ کھول دیا تھا ۔وہ وہاں تک آ تو گئی تھی لیکن اندر جاتے ہوئے ہچکچا رہی تھی ،یہی سوچتے ہوئے کہ اندر جائے یا نہ جائے جب کہ چوکیدار منتظر نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا ۔وہ کچھ نہ بولی تو اس نے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

بی بی !آپ اندر چلی جائیں!

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ایک دم چونکی اور چہرہ اونچا کر کے اسے دیکھا اور جھجکتے ہوئے پوچھا،

آغا جان گھر پہ ہیں؟

وہ پوچھنا تو اس شخص کے بارے میں چاہ رہی تھی لیکن جھجھک آڑے آ رہی تھی گو اسے یقین تھا کہ وہ اس وقت گھر پہ نہیں ہوتا لیکن پھر بھی وہ محتاط تھی جب کہ چوکیدار نے مؤدب انداز میں جواب دیا،

جی بی بی !وہ ہیں اندر آپ چلی جائیں۔

اس کی نشاندہی پر وہ جھجھکتی ہوئی اندر داخل ہو گئی ، چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر جانے والے بڑے سے نقشین لکڑی کے دروازے کی جانب آ گئی پھر جھجھکتے ہوئے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی ۔ ذرا سا آگے آئی اور ارد گرد نظر دوڑائی پورا ہال اور راہداری خالی پڑی تھی ۔ وہ ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ خود ہی ان کے بیڈروم تک چلی جائے یا پھر کسی ملازم کے زریعے پیغام پہنچائے ۔ وہ ابھی یہ سوچ رہی تھی جب اسے ان کا خاص ملازم لڑکا شکور جوان کی دیکھ بھال کے لئے ہی مخصوص تھا ادھر آ تا دکھائی دیا ، وہ بھی اسے پہچان گیا تھا جب کہ اسے دیکھ کر اس نے اپنا سوال دہرایا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آغا جان گھر پہ ہیں؟

اس کے پوچھنے پر شکور نے خوشدلی سے جواب دیا تھا,

جی جی آپ آیئے وہ اپنے کمرے میں ہیں۔

وہ جھجھکتی ہوئی ، نروس سی اس کے پیچھے ان کے بیڈروم کی جانب چل پڑی ۔ وہ یہاں آتے ہوئے ہچکچا رہی تھی لیکن ایک ان جانی کشش تھی کہ وہ یہاں کھنچی چلی آئی تھی گو پچھلی مرتبہ اس نے اپنے آپ سے عہد کیا تھا کہ وہ دوبارہ کبھی ادھر کا رخ نہیں کرے گی لیکن ان کی شخصیت کی کشش اسے ایک مرتبہ پھر یہاں کھینچ لائی اور وہ چاہ کر

بھی اپنے آپ کو روک نہ پائی ۔ شکور اس کو ہال کے راستے سے گذر کر راہداری کے سرے پر موجود آخری بیڈروم کی سمت بڑھا تھا ،وہ بھی اس کے ساتھ چلتی دروازے کے سامنے جا کر رک گئی تھی جب کہ وہ اتنی دیر میں دروازے پر دستک دے چکا تھا ۔اس کی دستک کے جواب میں آغا جان نے اپنی بارعب آواز میں اندر آنے کی اجازت دی تھی ،شکور نے اس کے لئے دروازہ کھولا تھا ،وہ جھجکتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھی اور تبھی ان کی نظر بھی اس پہ پڑی تھی اور وہ جو ایزل پر جھکے اپنی کیلی گرافی پر کام کر رہے تھے اسے دیکھ کر خیر مقدمی انداز میں مسکرائے تھے اور اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے ،وہ بھی جھجکتی ہوئی ان کی جانب بڑھی تھی اور ان کے نزدیک پہنچ کر اپنا سر جھکاتے ہوئے دھیمی آواز میں انہیں سلام کیا تھا جس کا جواب انہوں نے اپنی مخصوص شفقت اور محبت سے دیتے ہوئے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے دیا تھا اور کہا،

جیتی رہو !خوش رہو!

ان کے انداز پر اس کا دل ہمیشہ کی طرح گداز ہوا تھا اور وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تھی

جب کہ وہ کہہ رہے تھے،

بہت اچھا کیا بیٹا تم نے میں تمہیں یاد ہی کر رہا تھا بلکہ سالار سے بھی پوچھا تھا تمہارے بارے میں لیکن وہ خود اتنا مصروف ہے آج کل کہ گھر پہ بھی کم ہی ٹکتا ہے۔

اپنے لئے ان کی شفقت اور اپنائیت نے جہاں اس کے دل کو خوشی تھی وہیں اس شخص کا حوالہ سن کر اس کے دل پر ایک ناگوار سا احساس چھا گیا ۔اس نے بمشکل اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے ان سے پوچھا تھا،

میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا؟

اس کے انداز پر وہ مسکرائے تھے اور کہا تھا،

نہیں بیٹا !بیٹیاں بھی کبھی ڈسٹرب کرتیں ہیں اور یہ تم تکلف مت کیا کرو۔

کہتے ہوئے اس کے جھکے سر پر اپنے بھاری ہاتھ کا دباؤ ڈال کر مسکرائے تھے جب کہ ان کے پر شفقت اندا زاور ان کی مسکراہٹ پر اس کی ڈھارس کچھ اور بندھی تھی پھر وہ شکور سے مخاطب ہوئے تھے،

تم اب تک یہاں کھڑے ہو کچھ ٹھنڈا وغیرہ لے کر آؤ بلکہ ایسا کرو کہ کھانا گرم کروا کر

لاؤ۔

ان کی ہدایت پر اس نے مؤدب انداز میں سر ہلایا تھا جب کہ ان کی تجویز پر وہ بوکھلا سی گئی اور کہا،

ن۔۔۔نہیں کھانے کو آپ رہنے دیں میں تو صرف آپ سے ملنے آئی تھی۔

وہ شرمندہ سی ہونٹ کاٹنے لگی ۔ انہوں نے بغور اس کا چہرہ دیکھا،وہ انہیں بے حد معصوم اور پیاری لگی ،گلابی چادر کے ہالے میں اس کا گلابی مائل گندمی معصوم چہرہ جیسے روشنی بکھیر رہا تھا۔اس کی بات کے جواب میں وہ اپنی مخصوص بزرگانہ شفقت اور محبت سے بولے تھے،

تم نے پھر تکلف کیا۔

اس نے انہیں دیکھا جب کہ وہ اپنی بات جاری رکھتے کہہ رہے تھے،

بلکہ میرا تو خیال ہے کہ تم سیدھی اسکول سے آرہی ہو اور یقیناً تم کو بھوک بھی لگ رہی ہو گی ۔وہ خاموش رہی جب کہ وہ شکور کی جانب مڑتے ہوئے بولے،

تم یہیں کھڑے ہو جاؤ کھانا گرم کروا کے لاؤ اور میرے لئے گرین ٹی۔

ان کی ہدایت پر وہ مسکراتا ہوا چلا گیا جب کہ وہ نروس سی ،اپنی عادت کے مطابق اپنے ہونٹ کچل رہی تھی ۔انہوں نے محسوس کر لیا کہ وہ نروس ہے اسی لئے اس کی تسلی کی خاطر بولے،

گیتی آراء !بیٹا !ایزی فیل کرو چلو شاباش آرام سے بیٹھو۔

ان کے کہنے پر وہ اپنی چادر اتار کر دوپٹہ سلیقے سے اپنے سر پہ جما کر سامنے پڑی کرسی پر ٹک گئی ۔وہ اسی کو دیکھ رہے تھے ،اس کا معصوم مگر باوقار انداز انہیں بے حد بھلا لگ رہا تھا ۔وہ دل ہی دل میں سالار کی پسند کو سراہ رہے تھے جب کہ وہ ان کی بنائی کیلی گرافی پر نظریں مرکوز کئے ہوئے تھی ۔اس کے ارتکاز پر وہ مسکرائے اور اس سے پوچھا تھا،

یہ تم کو پسند آئی ہے؟

اس سوال پر وہ جو خوبصورتی سے لکھی آیت "اھدنا الصراط المستقیم" پر نظریں جمائے ہوئے تھی ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولی،

جی !بے حد خوبصورت ہے۔

کہتے ہوئے مسکرائی تھی ،اس کو مسکراتے دیکھ کر وہ بھی مسکرائے اور کہا،

مجھے اس آیت کی کیلی گرافی کرنا بہت اچھا لگتا ہے جانتی ہو کیوں ؟

ان کے پوچھنے پر اس نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا تو وہ بھی مسکراتے ہوئے اس کی کرسی کے نزدیک پڑے صوفے پر بیٹھ گئے اور کہا،

یہ آیت ہمیں ہمیشہ یاد دلاتی ہے کہ ہمیں کتنے بھی مشکل حالات کا سامنا ہو ہمیں ایک ہی راستے پر چلنا ہے ،وہ راستہ جو سچائی کا راستہ ہے ،وہ راستہ جو ہمیں اللہ رب العزت کی جانب لے کر جانے والا راستہ ہے اور وہ راستہ جو نیکی کا راستہ ہے اور ہمیشہ دعا میں بھی ہمیں یہی مانگنا چاہئے کہ اللہ ہمیں اس راستے پر چلا جو اس کا پسندیدہ راستہ ہے۔

وہ ان کے خوبصورت انداز بیاں میں کھوئی تھی پھر اسی کھوئے کھوئے انداز میں اس نے پوچھا تھا،

لیکن اگر کوئی انسان کسی ایسے حال میں ہو کہ وہ ناامید ہونے لگے اور مایوسی میں وہ راہ اپنا لے جو اللہ کو پسند نہیں ہے تو پھر کیا کرنا چاہئے۔

اس کے انداز پر وہ مسکرائے اور کہا،

مایوس ہونا بھی انسانی فطرت ہے لیکن مایوس ہونے کے بعد پر امید ہو کر پھر اس پاک ذات سے رجوع کرنا اور توبہ کرنا ہی سچے انسان کی نشانی ہے اور جانتی ہو وہ توبہ قبول کر کے اس انسان کا ہاتھ تھام لیتا ہے اور پھر کبھی بھٹکنے نہیں دیتا ۔اس کے یہاں توبہ کا راستہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اور طاقتور انسان وہی ہے جو اپنی ناامیدی پر قابو پا کر کتنے ہی مشکل در پیش حالات ہونے کے باوجود اپنے رب سے رجوع کرے اور در پیش مشکلات میں گھرے ہونے کے باوجود اس کا بتایا ہوا راستہ نہ چھوڑے ،اس ذات سے ہی مدد مانگے اور جب وہ پاک ذات اسے ان مشکلات با حفاظت نکال لے تو اس کا ہی شکر ادا کرے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بنا پلکیں جھپکائے انہیں دیکھ رہی تھی ،ان کا پر اثر انداز جیسے اس کے دل پر اثر کر رہا تھا اور اس کی روح میں روشنی بن کر اتر رہا تھا ۔وہ بات کے اختتام پر مسکرائے تھے اور ان کو مسکراتے دیکھ کر وہ بھی مسکرائی تھی اس سے پہلے کہ کچھ کہتی کہ دروازے پر دستک دے کر شکور ٹرالی لئے اندر آگیا ۔اسے اندر آتا دیکھ کر انہوں نے کہا،

لے آؤ بھئی!

پھر اس کی جانب دیکھ کر کہا،

بیٹا تم فریش ہو جاؤ پھر اطمینان سے کھانا کھاؤ۔

ان کے بے تکلف انداز پر وہ مسکرا دی اور اٹھ کر واشروم کی جانب بڑھ گئی جب کہ اسے یہ بھی بھول گیا کہ وہ اس وقت کہاں ہے ،فریش ہو کر واپس آئی تو شکور کھانا ٹیبل پر رکھ کر جا چکا تھا اور وہ اس کے منتظر بیٹھے تھے ۔وہ آگے بڑھ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی اور کہا،

آپ نے اتنا تکلف کر دیا۔

انہوں نے اس کی جانب پلیٹ بڑھاتے ہوئے کہا،

پھر وہی بات ،ویسے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ان فار میلیٹیز میں پڑے بغیر ایک دوسرے کے دوست بن جائیں اور میرا خیال ہے دوستی میں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔

ان کے انداز پر وہ کھل کر مسکرائی اور پلیٹ تھام لی جب کہ انہوں نے اسے مسکراتے دیکھ کر کہا،

جس طرح تم بے تکلفی سے میرے گھر چلی آئیں اب اسی بے تکلفی سے لنچ بھی کرو تو مجھے خوشی ہو گی۔

ان کا انداز اور لہجہ اس کے دل میں ترازو ہوا اور اس کی خوبصورت آنکھوں میں نمی تیر گئی لیکن اس کی آنکھوں میں نمی کا تاثر انہیں اچھا نہیں لگا مگر انہوں نے اسے ٹوکا نہیں جب کہ وہ پلیٹ میں تھوڑا سا مٹر پلاؤ اور سلاد نکالتے ہوئے کہہ رہی تھی،

پتہ نہیں کیوں میں اپنے آپ کو روک نہیں پائی ،آج آپ کے گھر کے سامنے سے گزرتے ہوئے میرا دل کیا کہ آپ سے ملوں اس لئے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ آپ کے آرام کا وقت بھی ہو سکتا ہے۔

اس کے انداز پر ان کی مسکراہٹ گہری ہوئی ،اس نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

ایک عجیب سی کشش ہے آپ کی شخصیت میں کہ بندہ خود بخود کھنچا چلا آتا ہے ،اس دن جب نیہا کے ساتھ پہلی مرتبہ آپ کے گھر آئی تھی اس دن ہی آپ کی شخصیت سے متاثر ہو گئی تھی اور پھر کئی مرتبہ سوچا کہ آپ سے ملوں پھر خیال آیا کہ آپ نجانے کیا سوچیں گے۔

اس کا معصوم سادہ انداز گفتگو اور اس پر متضاد دھیما متاثر کن لہجہ انہیں اس کا گرویدہ کر گیا ،وہ شفقت اور اپنائیت سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرائے اور کہا،

گیتی آراء ! اس دنیا میں چند لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے بظاہر ہمارا کوئی رشتہ نہیں ہوتا لیکن پھر وہ دل سے نزدیک محسوس ہوتے ہیں ،ان سے ایک انجانی سی اپنائیت محسوس ہوتی ہے ،ان کی موجودگی میں انجانی سی خوشی محسوس ہوتی ہے ،یہ ایک انجاناسا کنیکشن ہوتا ہے جس کو کوئی نام نہیں دیا جا سکتا اور سچ پوچھو تو نیہا کے ساتھ جب تم پہلی مرتبہ میرے گھر آئیں تھیں اسی طرح کا کنیکشن مجھے بھی فیل ہوا تھا ، تمہارے آنے سے جیسے یہ گھر روشن ہو گیا تھا۔

بات کرتے کرتے جیسے وہ کہیں اور ہی کھو گئے تھے جب کہ ان کی بات پر وہ جھینپ سی گئی تھی ۔ان کے اپنائیت بھرے پر شفقت انداز نے اس کی جھجھک کافی حد تک ختم کر دی تھی اور پھر ان سے اس نے مختلف موضوعات پر ڈھیر ساری باتیں کیں تھیں ۔ لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ وہی گیتی آراء ہے جو اتنی کم گو ہے اور انہی باتوں کے دوران کب ٹائم گزرا کچھ اندازہ ہی نہ ہوا ۔ وہ تب چونکی جب دروازہ کھول کر سالار اندر آیا تھا ،اسے سامنے ، آغا جان کے نزدیک بے تکلفی سے بیٹھے مسکراتے دیکھ کر وہ لمحے بھر کو ٹھٹھکا تھا جب کہ دروازہ کھلنے پر آغا جان سمیت وہ بھی سامنے متوجہ ہوئی تھی اور اس کی بے ساختہ کھلتی مسکراہٹ سامنے کھڑے سالار گردیزی کو دیکھ کر سمٹ گئی

تھی ۔ہمیشہ کی طرح دل سکڑ کر پھیلا اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ وہ ایک انجانی سی خوشی محسوس کرتا ، مسکراتا ہوا اندر چلا آیا اور دونوں کو ہی مشترکہ سلام کیا ۔آغاجان جو اس کے آنے پر اس کی سمت متوجہ ہو چکے تھے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرائے اور کہا،

اوہو ! سالار گردیزی صاحب ! آج گھر جلدی کیسے تشریف لے آئے ؟

ان کے لطیف سے طنز کو سمجھ کر اس کی دلکش مسکراہٹ گہری ہوئی ساتھ ہی اس کے جھکے چہرے پر ایک تفصیلی نظر ڈالی جو بلاوجہ اپنے سر پہ جما دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے گھبرائی سی بیٹھی تھی ۔وہ بمشکل اپنے آپ کو سمجھا کر اس دلکش رنگ بکھیرتے چہرے سے نظر ہٹاتے ہوئے آغاجان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے بولا،

جی ہاں ! آج سالار گردیزی کے دل نے کہا کہ جلدی گھر چلو کوئی تمہارا منتظر ہے۔

اس کی نظروں کی تپش ہی اس کو نروس کرنے کے لئے کافی تھی کہ اس کا شرارتی لب و لہجہ اسے اچھا خاصا سٹپٹانے پر مجبور کر گیا ۔اس کی بات کا مفہوم گیتی آراء کو اچھی طرح سمجھ آ رہا تھا لیکن وہ اس وقت کچھ بھی کہنے سے قاصر تھی ، اس لئے سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی لیکن آغاجان پر ایسی کوئی پابندی نہیں تھی اس لئے اس کی بات کے

جواب میں انہوں نے اسی کا سا انداز اپناتے ہوئے کہا تھا،

یہاں تو کوئی تمہارا منتظر نہیں ہے ویسے بھی آج تو میری بیٹی مجھ سے خاص طور پر ملنے آئی ہے تو اس کی موجودگی میں تو تمہیں یاد کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔

انہوں نے جیسے اس کی کھنچائی کی جب کہ وہ نجانے کیوں شرمندہ سی ہو گئی ، دل ہی دل میں جزبز ہوئی کہ وہ اس کے بارے میں نجانے کیا سوچے گا کہ اس سے بات تو کرتی نہیں ہے اور اس کے دادا سے ملنے بنا بتائے بنا بلائے گھر تک آ گئی ۔ وہ یہ سب کچھ سوچ رہی تھی جب کہ وہ آ کر آغا جان کے ساتھ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا،

اچھی بات ہے کہ آپ دونوں ایک دوسرے کی کمپنی میں خوش ہیں لیکن یہ بات میں نہیں مان سکتا کہ مجھے ایک مرتبہ بھی یاد نہ کیا ہو۔

کہتے ہوئے پھر اس کے جھکے چہرے پر نظر ڈالی جو نجانے اس کی نظروں کی تپش پر یا پھر کسی اور جذبے کے تحت سرخ ہو کر کچھ اور بھی بھلا لگ رہا تھا ۔ وہ بنا کسی بات کی پرواہ کئے ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا جب کہ وہ اس کی نظروں کے ارتکاز اور آغا جان کی موجودگی کے باعث شرمندگی سے سر جھکا گئی ۔ آغا جان نے اس کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے سالار پر ایک نظر ڈالی جو ابھی بھی اس کی جانب ہی متوجہ تھا اور تنبیہا"

اسے منع کرتے ہوئے کہا،

اونہوں ! تنگ مت کرو ،بچی خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہے۔

ان کے کہنے پر وہ اپنی ہنسی کو بمشکل ایک مسکراہٹ میں سمیٹ پایا جب کہ وہ اپنے ہاتھ میں تھمے چائے کے کپ کو ٹیبل پر رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی ۔ حتی المکان کوشش کی کہ اس سمت نہ دیکھے جہاں وہ بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا ؛اسے اٹھتا دیکھ کر آغا جان نے فوراً پوچھا تھا،

تم کہاں جا رہی ہو؟

ان کے سوال پر اس نے اسی طرح نظریں جھکائے دھیمی آواز میں کہا،

میں چلتی ہوں آغا جان بہت دیر ہو گئی ہے۔

انہوں نے اسے دیکھا پھر سالار کو دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں،"،وہ تمہاری وجہ سے جا رہی ہے "اس نے اپنے مخصوص لاپرواانداز میں کندھے اچکا دیئے جب کہ انہوں نے گیتی کو دیکھتے ہوئے کہا،

بیٹا اتنی جلدی کیا ہے کچھ دیر تو رکو۔

اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ وہ مزید ان کے ساتھ وقت گذارتی لیکن سامنے بیٹھے شخص کی وجہ سے وہ مجبور ہو گئی تھی اس لئے اپنے مخصوص مگر دلکش لب و لہجے میں بولی،

آغا جان ! ابھی جانے دیں آج سچ میں بہت دیر ہو گئی ہے۔

اس کے ملتجی سے انداز پر وہ مسکرائے اور پوچھا۔

اچھا ٹھیک ہے لیکن یہ بتاؤ پھر کب آؤ گی؟

اس سوال پر اس کے اپنی شال کی جانب بڑھتے ہاتھ وہیں رک گئے ۔ بے ساختہ نگاہ اس وجیہہ چہرے کی جانب گئی جو آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ لئے اسی کی جانب متوجہ تھا ۔ نظروں کا تصادم بڑا گہرا تھا اور گیتی آراء نے سٹپٹا کے نظریں جھکا لیں جب کہ اس کے گھبراہٹ پر سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی ۔ وہ نروس سی ہونٹ کچلتی ساکت سی کھڑی تھی ،اس کی موجودگی میں نہ حامی بھر سکتی تھی نہ انکار کر سکتی تھی ؛ عجیب مشکل میں پھنس گئی تھی ۔ گھبراہٹ میں اپنے کٹاؤ دار ہونٹ کچلتی ، کبھی گھنی پلکیں اٹھاتی کبھی گراتی بے حد معصوم اور خوبصورت لگ رہی تھی ۔ وہ اس کی کیفیت سمجھ رہے تھے اس لئے اسے مزید مشکل میں نہ ڈالتے ہوئے انہوں نے خود ہی کہا تھا،

اس گھر میں آنے کے لئے تمہیں کسی اجازت کی ضرورت نہیں ہے جب جی چاہے آجانا۔

کہتے ہوئے اس کے جھکے سر پہ ہاتھ رکھ دیا جب کہ ان کے الفاظ اور ضعیف ہاتھ کے دباؤ نے اس کا دل ہمیشہ کی طرح گداز کر گیا ،وہ نم آنکھوں کے ساتھ بمشکل اپنا سر اثبات میں ہلا سکی ۔اسے جانے کے لئے تیار دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا ،اس نے حیرانی سے اسے اٹھتے دیکھا جب کہ آغا جان نے اس کی حیرانی کو زبان دے دی،

تم کہاں جا رہے ہو؟

ان کی بات کے جواب میں وہ مطمئن اندااز میں بولا تھا،

آپ کی مہمان کو see off کر دوں۔

اس کی وضاحت پر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا جب کہ وہ اس کو مخاطب کرتا ہوا بولا،

آیئے !

کہتے ہوئے ہاتھ سے اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا ،وہ منع کرنا چاہتی تھی لیکن آغا جان کے سامنے کسی قسم کی بدلحاظی نہیں دکھا سکتی تھی اس لئے ان کو خدا حافظ کہتی مجبوراً

اس کی سنگت میں دروازے کی جانب بڑھ گئی ۔ان دونوں کو ساتھ جاتا دیکھ کر وہ مسکرائے اور پھر وضو کرنے اٹھ گئے۔

وہ اس کے ساتھ چلتی پورچ کی سیڑھیوں تک آ گئی تھی ،دونوں کے درمیان بولتی خاموشی حائل تھی ۔وہ اس خاموشی سے بھی پریشان ہو رہی تھی جب سالار نے اسے مخاطب کر لیا،

آغا جان کی کمپنی تو آپ بے حد انجوائے کرتی ہیں میرے سامنے ایسا کیا ہو جاتا ہے جو اتنی خاموش ہو جاتیں ہیں۔

وہ اس کے اچانک مخاطب کرنے پر ایک دم چونک سی گئی،دل ہمیشہ کی طرح سکڑ کے پھیلا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ۔وہ جلد سے جلد یہاں سے نکلنا چاہ رہی تھی لیکن اس کے مخاطب کرنے پر بے ساختہ اس کی جانب دیکھنے لگی ،گلابی مائل گندمی چہرہ سرخ ہوا جب کہ سیاہ بڑی بڑی گھنی پلکوں والی آنکھوں سے شرارے پھوٹنے لگے اور اس نے دھیمی آواز میں کہا،

اتنے نادان نہیں ہیں آپ تو پھر اس طرح انجان بننے کا مطلب؟

ڈھلتے سورج کی نارنجی شعاعیں اس کے گلابی مائل گندمی چہرے پر پڑ رہیں تھیں اور اس کے خوبصورت چہرے کو مزید دلکش بنا رہیں تھیں ، پلین سرخ کاٹن کے شلوار قمیص اور میچنگ دوپٹے میں اپنی سادگی ، خوبصورتی اور معصومیت سمیت اس کو متوجہ کر رہی تھی۔ وہ اس کی بات سے زیادہ اس کے اپنی جانب متوجہ ہونے پر مسکرایا تھا اور کہا،

میرا مطلب ہے بزرگوں کی کمپنی میں بیٹھنا اچھی بات ہے لیکن میری کمپنی بھی اتنی بری نہیں ہے۔

ٹراؤزرز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے ، اس کی سمت قدرے جھک کر شرارت سے اس کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتا اس سے مخاطب تھا ۔ وہ اس کے انداز پر اندر ہی اندر تلملائی لیکن جب بولی تو لہجہ ہموار تھا،

میرا خیال ہے اس بات کا تعلق عمر سے نہیں ہے بلکہ اس بات سے ہے کس سے آپ کی کتنی ذہنی ہم آہنگی ہے اور کس کو کوئی کتنا سمجھتا ہے ورنہ عمر تو محض ایک نمبر کے سوا کچھ بھی نہیں ہے ۔ اور آغا جان سے بے تکلف ہونے کا مطلب ہر گز بھی یہ نہیں ہے کہ میں آپ سے بھی بے تکلفی برتوں.

جملے کے اختتام پر اس کا لہجہ ترش ہو گیا ، اس کے انداز پر وہ مسکرایا جب کہ وہ اسی انداز

میں بات جاری رکھتے ہوئے بولی،

امید ہے کہ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

کہتے ہوئے گیٹ کی سمت اپنے قدم بڑھائے جب کہ اس نے پیچھے سے پکار لیا،

سنیں!!

اس کی بھاری آواز پر اس کا دل تھما اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ وہ مضبوط قدم بڑھاتا اس کے برابر آکر کھڑا ہو گیا اور کہا،

آپ نے تو یہ نہیں بتایا کہ آپ پھر کب آئیں گی لیکن میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آپ جب بھی آئیں گی مجھے اپنا منتظر پائیں گی۔

کیسا یقین بول رہا تھا اس کے لہجے میں ،اس کی پر تپش نظروں اور پر حدت لہجے پر اس نے سٹپٹا کر نظریں جھکائیں اور اس کی سائیڈ سے نکلتی تیز تیز قدم اٹھاتی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی جب کہ وہ گاڑی کے نظروں سے اوجھل ہونے تک وہیں کھڑا رہا ،دل پر مانوس سی خوشگوار کیفیت چھا گئی تھی ۔اس نے ایک گہرا سانس لیا اور سیٹی پر شوخ سے دھن بجاتا اندر بڑھ گیا۔

ڈنر کے بعد وہ دونوں لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئیں تھیں ، نیہا نے حسب عادت ٹی وی کھول لیا تھا جب کہ وہ کوئی کتاب لے کر بیٹھ گئی تھی ۔چینل سرچنگ کرتے کرتے نیہا نے ایک نظر اپنے برابر بیٹھی گیتی آراء کو دیکھا جو پوری طرح اس کتاب میں منہمک تھی ۔ اس نے نفی میں سر ہلاتے اسے مخاطب کیا۔

آنسہ گیتی آراء بیگم ! بندی آپ کی توجہ کی طالب ہے۔

اور وہ جو واقعی کتاب میں منہمک تھی اس کی جانب سر اٹھا کر دیکھا ، نیہا کے شاعرانہ بلکہ کسی حد تک شاہانہ انداز گفتگو پہ اس کے کٹاؤ دار ہونٹوں پہ مسکراہٹ چھلکی اور اس نے بھی اسی کا سا انداز اپناتے ہوئے کہا،

جی آنسہ نیہا احمد ! فرمایئے بندی حاضر ہے۔

یار گیتی ! شام میں میں نے تم سے ایک ریکویسٹ کی تھی۔

اس نے اسے یاد دہانی کروائی ، گیتی کو یاد آیا کہ شام میں کیا بات ہوئی تھی ۔اس یاد دلانے پر وہ پھر تذبذب کا شکار ہوئی اور کہا،

نیہا ! تم جانتی تو ہو یہ سب کرنے کا میرا ٹیمپرامینٹ نہیں ہے۔

وہ اپنی انگلیاں چٹخاتی فکر مندی سے کہہ رہی تھی اس کی فکر مندی کے برعکس نیہا اتنے ہی اطمینان سے بولی تھی،

اوہو ! تم نے بھی تو فوراً منع کر دیا ،ایک مرتبہ کر کے دیکھنے میں کیا حرج ہے سمجھ نہ آئے تو نہ کرنا اور پھر کون سا پرمیننٹ کرنا ہے یہ کام۔

جواب میں اس نے اب بھی فکر مندی بلکہ کسی حد تک پریشانی سے کہا تھا،

نیہا ! اتنا مشکل کام ہے یہ اور اگر میں نہیں کر سکی یہ کام تو۔

جواب میں وہ اسے تسلی دیتے ہوئے کہنے لگی،

فکر مت کرو میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔

لیکن وہ اب بھی فکر مند تھی،

نیہا نے اسے دیکھا اور کہا،

یار گیتی ! ڈونٹ بی آ اسپوائل اسپورٹ ! میری ریپوٹیشن کا سوال ہے پلیز یار منع مت کرنا۔

وہ ابھی بھی گومگو کی کیفیت میں بیٹھی تھی نیہا کے انداز پر گہرا سانس کھینچتے ہوئے حامی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھر گئی جب کہ نیہا اس کے مان جانے پر ایک دم ایکسائٹڈ ہو کر اسے گلے سے لگا گئی۔

وہ اس کے ساتھ یہاں آ تو گئی تھی لیکن دل نجانے کیوں ابھی بھی راضی نہیں تھا ، طرح طرح کے وہم ستا رہے تھے لیکن وہ محض نیہا کی خاطر یہاں چلی آئی تھی ۔ شاندار سی گلاسسز سے مزین اونچے ٹاور کی ساخت کی بلڈنگ اپنی خوبصورتی کا منہ بولتا ثبوت تھی لیکن وہ اس جگہ کی خوبصورتی سے بے نیاز ابھی بھی فکر مند سی تھی. Elevators کے زریعے وہ نیہا کی سنگت میں ٹاپ فلورز پر بنے شاندار سے آفس میں داخل ہو گئی تھی ۔اندر داخل ہونے تک اس کا دل سنبھلنے کے بجائے مزید تیزی سے دھڑکنے لگا تھا ۔آفس کا باقی حصہ جتنا شاندار تھا وہ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں تھا جتنا شاندار یہ آفس تھا کہ دیکھنے سے ہی اندازہ ہوتا تھا کہ یہ ایگزیکٹو بندے کا آفس ہے ۔آفس کا سارا فرنیچر بلیک تھا ، بڑی سی بلیک وڈن آفس ٹیبل جس کا گلاس ٹاپ بھی بلیک تھا upholstery کی قیمتی بلیک چیئرز ٹیبل کے ارد گرد پڑی تھیں جب کہ ٹیبل کے بائیں جانب چیئرز سے ہی میچنگ ایک تھری سیٹر صوفہ پڑا تھا اور صوفے کے دائیں اور بائیں سنگل سیٹر صوفے اور ویسی ہی چیئرز پڑیں تھیں ، صوفوں کے درمیان بلیک گلاس ٹاپ کی کافی ٹیبل پڑی تھی جس پر مختلف نوعیت کے میگزینز

پڑے تھے ، ۔آفس کا فلور بلیک ٹائلز کا تھا جب کہ کافی ٹیبل کے نیچے ہی موٹا سا ash گرے رگ پڑا تھا۔صوفوں کے عین پیچھے بڑی سی گلاس ونڈو تھی جس پر ash گرے کرٹنز پڑے تھے ۔آفس ٹیبل کے سامنے دیوار پر بڑا سا LED دیوار پر نصب تھا جب کہ ٹیبل کے عین پیچھے بڑی سی وال ہینگنگ تھی جس پر خوبصورتی سے بلیک ہارسز پینٹ کئے گئے تھے ،جب کہ ٹیبل پر موجود لیمپ ،فون ایش ٹرے حتٰی کہ آفس سپلائز بھی بلیک کلر کے تھے اور انتہائی نفیس اور قیمتی تھے جب کہ آفس کی roof وائٹ تھی جس پہ وائٹ اسپاٹ لائٹس ہی نصب تھیں جس کے باعث کمرے کا ماحول ڈپریسنگ ہونے کے بجائے بھلا لگ رہا تھا ۔وہ قرانی آیات کا ورد کرتی ارد گرد کا جائزہ لیتی نیہا کے کہنے پر ایک کرسی پر ٹک گئی جب کہ نیہا انٹر کام اٹھا کر کسی سے بات کرنے لگی ۔وہ ابھی بھی سر جھکائے بیٹھی تھی جب نیہا انٹر کام رکھ کر اس کی سمت متوجہ ہوئی ۔اس کی کیفیت پر مسکرائی اور گھوم کر اس کی سمت آتے ہوئے اسے مخطب کرتے ہوئے کہا،

یار گیتی !اب ایسے تو بیہیو مت کرو کہ مجھے گلٹ ہونے لگے جیسے میں نے تم پر کوئی ظلم کیا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے گیتی آراء کے شانے پر اپنا ہاتھ رکھا اور تبھی گیتی نے اپنی سیاہ چمکدار آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا ،خوبصورت چہرے پر ابھی بھی فکر مندی کے آثار تھے ،نیہا کو دیکھتے ہوئے وہ بمشکل مسکرائی تھی جب کہ اس کی مسکراہٹ پر نیہا اس کے شانے پر ہاتھ رکھتی ستائشی انداز میں بولی تھی،

That's like a good girl!

پھر اس کا شانہ تھپک کر کہا،

اچھا تم بیٹھو میں کافی کا کہہ آؤں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے وہ دروازے کی سمت بڑھ گئی ۔گیتی آراء اسے منع کرنا چاہتی تھی لیکن وہ اسے ایزی ہو کر بیٹھنے کا کہہ کر دروازہ عبور کر گئی ۔اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پانے کی کوشش کی لیکن دل ابھی بھی بے قابو ہو کر تیز تیز دھڑک رہا تھا ،ایک انجانی گھبراہٹ نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا ۔اس نے اپنی پریشان سوچوں سے چھٹکارہ پانے کے لئے اپنا دھیان ایک مرتبہ پھر آفس کے انٹیریئر پر لگا دیا اور ابھی اسے بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ دروازہ کھلا اور کوئی اندر آگیا ،وہ ایک دم چہرہ گھما کر نووارد کو دیکھنے لگی جب کہ اسے سامنے دیکھ کر مقابل کی دلکش آنکھوں آنکھوں کی چمک میں کئی

گنا اضافہ ہو گیا اور ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آ گئے ۔وہ مضبوط قدم اٹھاتا اس کے عین سامنے آ کر رک گیا۔

وہ آنے والے کو دیکھ کر شاکڈ سی رہ گئی جب کہ وہ مضبوط قدم بڑھاتا عین اس کے سامنے آ رکا، عنابی ہونٹوں میں دبی مخصوص سحر انگیز مسکراہٹ ، گرے کاٹن فرنٹ بٹنڈ ڈریس شرٹ پہ بلو گرے ڈیمنم اور بلیک لیدر شوز میں خاصے casual حلئے میں بھی اس کی پر سنیلٹی خاصی امپریسو لگ رہی تھی ۔ براؤن بالوں کو ہمیشہ کی طرح جیل کی مدد سے سیٹ کیے، شربتی ، سرخ ڈوروں سے سجی روشن آنکھوں میں انکی داستان لئے سیدھا اس کی سیاہ چمکدار آنکھوں میں جھانک رہا تھا ۔اس کو اپنے عین سامنے اور اس قدر نزدیک کھڑا دیکھ کر گیتی آراء کا دل ہمیشہ کی طرح خوف سے لرز اٹھا ، اس نے سٹپٹا کر اپنا ییلو اور سی گرین پرنٹڈ آنچل درست کیا اور نظریں جھکا لیں ۔اس کا خوف سے دھڑکتا دل ابھی تک بے قابو تھا جیسے ہاتھوں پیروں میں دھڑک رہا ہو جب کہ وہ اطمینان سے اس کی سمت قدرے جھکتے ہوئے کہہ رہا تھا،

ویلکم آن بورڈ ! ہمیں اور ہماری کمپنی کو جوائن کرنے کا شکریہ۔

اس کی بھاری آواز گیتی کے نزدیک ہی گونجی تھی اور اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا جب کہ نظریں براہ راست ان سحر انگیز آنکھوں سے مل گئیں ۔اسے سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ جس جگہ کھڑی ہے اس کا مالک کوئی اور نہیں سالار گردیزی ہے جس کے سائے سے بھی وہ نالاں ہے اور جس کا تصور ہی اس کے لئے محض خوف وہراس ہی لے کر آتا ہے ۔اس کی خوبصورت سیاہ چمکدار آنکھوں میں ایک نہ سمجھ میں آنے والی کیفیت در آئی ،ڈر خوف کی جگہ رنج اور افسوس نے لی ،غصے کی زیادتی سے اس کی دلکش آنکھوں سے جیسے شرارے پھوٹنے لگے اور وہ بنا کچھ کہے اپنی شال درست کرتی اس کے سائڈ سے نکل کر دروازے کی جانب بڑھی جب کہ وہ اس کے اس طرح بنا کچھ کہے وہاں سے چلے جانے پر ایک لمحے کو حیران ہوا پھر اسے ایک دم غصہ آیا وہ اس کی جانب بڑھا لیکن وہ اس دوران تیزی سے دروازہ کھول کر بھاگنے کے سے انداز میں باہر نکل گئ ۔

اس کے اس طرح نکل بھاگنے پر وہ اپنے ایک ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کا مکہ برسا کر رہ گیا ، اسے رہ رہ کر طیش آ رہا تھا اور وہ کرسی کی پشت تھامے اپنا غصہ کنڑول کرنے کی کوشش کر رہا تھا تبھی دروازہ ناک کر کے نیہا اندر چلی آئی ۔وہ جو کوئی شوخ سا جملہ سوچتی ہوئی وہاں آئی تھی گیتی کو وہاں نہ پا کر حیران ہوئی اور سامنے کھڑے سالار سے پوچھا،

سالار گیتی کہاں ہے ؟ ابھی تو میں یہاں چھوڑ کر گئی تھی۔

اور وہ جو پہلے ہی طیش میں تھا اسی طیش کے عالم میں جیسے پھٹ پڑا،

تمہاری دوست کی مجھے سمجھ نہیں آتی ،اتنا ڈرتی ہے مجھ سے جیسے میں اسے کھا جاؤں گا۔

کہتے ہوئے وہ جیسے تلملایا تھا جب کہ اس کو اس طرح غصے میں نیہا نے کافی عرصے بعد دیکھا تھا ،اسی لئے حیرانی سے پوچھ بیٹھی،

کیا ہو گیا ہے سالار ؟ اتنا غصہ کیوں کر رہے ہو ؟ جانتے تو ہو اس کے ساتھ کیا ہوا ہے اس کے علاوہ وہ by nature بھی ریزروڈ اور شرمیلی ہے ۔ تم جن خواتین سے ڈیل کرتے ہو وہ فطرتاً "بولڈ اور کانفیڈینٹ ہوتیں ہیں اسی لئے تم کو اس کا رویہ عجیب سا لگ رہا ہے۔

اس کے وضاحتی بیان پر سالار نے زور سے کرسی کی پشت پر ہاتھ مارا تھا جیسے سارا غصہ اسی بے جان چیز پر نکال رہا ہو جب کہ نیہا نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا،

اوہو سالار ! اتنا غصہ اچھی بات نہیں ہے.calm down

پھر دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے کہا،

میں جا کر دیکھوں کہ گیتی کہاں ہے؟

کہتی ہوئی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جب کہ اس نے اپنے اعصاب کنٹرول کرتے ہوئے سیگریٹ کیس سے سیگریٹ نکال کر سلگا لیا جب کہ پر سوچ نظریں دھوئیں کے مرغولوں پر جمیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس کے آفس سے نکل کر تقریباً بھاگنے کے سے انداز میں لمبا کاریڈور کراس کر رہی تھی ۔اس فلور پر قدرے خاموشی تھی ،کاریڈور میں دونوں سمت آفسز بنے تھے اور ہر دروازے کے باہر خوبصورت انڈور پلانٹس لگے تھے جب کہ دیواروں پر خوبصورت پینٹنگز لگی تھیں لیکن وہ ان سب پر توجہ دیئے بغیر نسبتاً کھلے ایریا میں آگئی جہاں صوفے ڈال کر ایک ویٹنگ ایریا کی سی شکل دے دی گئی تھی اور اس کے پیچھے

ایک بڑی سی گلاس ونڈو تھی جس سے شہر کا نظارہ صاف نظر آرہا تھا جب کہ صوفوں کے سامنے ہی elevators نصب تھے ۔وہ وہاں تک آتو گئی تھی لیکن اب تذبذب کا شکار تھی کہ elevator کے زریعے اکیلی نیچے کیسے جائے ۔اس کو اس لمحے فطرتا" اپنی ڈرپوک طبیعت پر جی بھر کے غصہ آیا تھا اور بے بسی کے آحساس سے خوبصورت آنکھوں میں نمی ٹھہر گئی تھی ۔اس نے اپنی شال کے کنارے سے آنکھوں میں آئی نمی صاف کی اور تبھی پشت پر اپنا نام سن کر ٹھٹھک گئی ۔نیہا اسے خاصے فاصلے پکارتی وہیں آرہی تھی ،اسے شرمندگی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا جب کہ وہ یہی سوچ سوچ کر شرمندہ ہورہی تھی کہ نیہا اس کے اس طرح وہاں سے چلے آنے پر اس کے بارے میں کیا سوچے گی ۔وہ نروس سی عادت کے مطابق اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی جب نیہا وہیں چلی آئی اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا ،وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پاکر اس کی جانب پلٹی ،نیہا کی نظر اس کی نم پلکوں پہ پڑی اور اس نے اس سے پوچھا،

کیا ہوا گیتی ؟تم وہاں سے اس طرح چلی کیوں آئیں ؟

اس کے سوال کا گیتی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا ،وہ شرمندگی کے احساس میں گھری

بنا کچھ کہے ہونٹ کاٹتی رہی ،وہ کچھ نہ بولی تو نیہا نے ہی اسے نرمی سے مخاطب کیا،

کیا سالار کی وجہ سے تم اس طرح سے وہاں سے آئی ہو؟

اس سوال سے زیادہ اس حوالے پر گیتی کا دل زور سے دھڑکا اور وہ نیہا سے نظریں نہیں ملا پائی نہ ہی کچھ کہہ پائی تو نیہا نے اس کا نرم گداز ہاتھ اپنے ہاتھ کی نرم گرفت میں لیتے ہوئے پوچھا،

مجھے بتاؤ گیتی کیا واقعی ایسا ہے ،کیا اس نے تمہیں کچھ کہا ہے جو تم اس سے اتنا گھبراتی ہو؟

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سوال پر اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا اسے ایک مرتبہ پھر اس شخص کی وجہ سے نیہا کے سامنے شرمندگی اٹھانی پڑی تھی اگر وہ اب بھی خاموش رہتی تو نیہا نجانے اور کیا کیا سوچتی اس سے پہلے ہی وہ اس کی غلط فہمی دور کرنے کی خاطر بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر بولی تھی،

نہیں تو !اصل میں وہ اتنا اچانک آئے کہ میں گھبرا گئی اور پھر تم بھی تو مجھے اس طرح انجان جگہ پر اکیلے چھوڑ کر چلی گئیں تھیں۔

لہجے میں حد درجہ معصومیت تھی ،نیہانے بغور اسے دیکھا ،اسکی گھنی نم پلکوں پر آنسو ٹکے تھے اور سیاہ آنکھوں سے جھلکتی سرخی اس کے رونے کی چغلی کھا رہی تھی اسی لئے نیہانے فکر مند لہجے میں اس سے پوچھا تھا،

آر یو شیور ؟یہی وجہ ہے

اس سوال پر وہ سر جھکائے محض سر ہی ہلا سکی جب کہ نیہا اس کے نرم گداز مخملیں ہاتھ پر اپنی نرم گرفت کا دباؤ دیتے ہوئے کہا،

گیتی !اس طرح ڈرنا چھوڑ دو اگر تم اس طرح ڈرتی رہو گی تو کام نہیں چلے گا ،یہ دنیا بڑی ظالم ہے ،اس دنیا میں وہی لوگ سروائیو کرتے ہیں جو اسٹرانگ ہوتے ہیں اس لئے لوگوں سے اور حالات سے ڈرنا چھوڑ دو۔

وہ ایک مرتبہ پھر اسے سمجھا رہی تھی اس کی ہمت بندھا رہی تھی جب کہ گیتی محض سر ہلا کر رہ گئی تھی یہ نہ کہہ سکی کہ ڈر خوف کی اصل وجہ تو تمہارا یہ کزن ہے ۔نیہا البتہ قدرے شرارت کے موڈ میں آتے ہوئے کہہ رہی تھی،

ویسے یہ تو کمال ہو گیا

کہتے ہوئے شرارت سے مسکرائی اور اسے دیکھا جو اپنی بڑی بڑی خوشنما آنکھوں میں حیرت سموئے اسے ہی دیکھ رہی تھی اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

مسٹر سالار گردیزی کا غصہ ہونا جائز ہے۔

اس نام پر گیتی کا دل ایک مرتبہ پھر دھڑکا اور وہ اس سے نظریں چرا گئی جب کہ وہ شائد اپنی ہی بات کو انجوائے کرتے ہوئے کہہ رہی تھی،

آج تک موصوف کو لڑکیاں ایڈمائر ہی کرتیں تھیں تم پہلی لڑکی ہو جو اس سے ڈرتی ہو۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے کھلکھلائی اور شرارت سے اسے دیکھا جو پہلے ہی نروس سی ہو کر عادت کے مطابق اپنے ہونٹ کچل رہی تھی ۔نیہا کی بات کے اختتام پر اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں کہا،

اے۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں ہے نیہا!

لہجے میں شرمندگی اور خفت تھی جب کہ نیہا نے ہنستے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے تو وہ گھبراہٹ میں اس کا ہاتھ تھام کر اسے روکتے ہوئے کہنے

لگی،

نہیں نیہا ! مم۔۔۔میں نہیں۔

نیہا نے بغور اسے دیکھا تو وہ مزید سٹپٹا گئی جب کہ نیہا نے سنجیدگی اور نرمی سے اسے ٹوکا،

پھر وہی بات !

وہ خاموش رہی تو نیہا نے ہی کہا،

یار گیتی ! میری ریپوٹیشن کا سوال ہے تمہارا نام میں نے ہی suggest کیا تھا ، سالار کو تو آج صبح تک پتہ بھی نہیں تھا ۔اب تم اس طرح کرو گی تو میری پوزیشن کتنی آکورڈ ہو جائے گی ،کچھ تو میرا خیال کرو۔

وہ بات کرتے کرتے اس کا ہاتھ تھامے آفس کی سمت بڑھتے ہوئے کہہ رہی تھی جب کہ گیتی اپنے آپ کو بے بسی کی انتہا پہ محسوس کر رہی تھی ۔وہ کبھی بھی نیہا کو شرمندہ نہیں کروا سکتی تھی اس لئے بادلنخواستہ اس کے ساتھ چلنے پر مجبور تھی ،وہ چاہ کے بھی اسے منع نہ کر سکی جب کہ نیہا اس کا ہاتھ تھامے دروازہ ناک کرتے ہوئے اندر داخل ہو گئی اور وہ جو لائٹر کی مدد سے سگریٹ سلگا رہا تھا رک کر ان دونوں کو اندر آتے ہوئے

دیکھنے لگا ۔گیتی آراء کے چہرے پر نظر پڑی تو اس وقت کا دبا غصہ پھر عود کر آیا ،

سگریٹ بے دردی سے ٹیبل پہ پڑی ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے وہ ان دونوں کی سمت

مڑا جو قدرے نزدیک آ گئیں تھیں جب کہ نیہا کہہ رہی تھی،

لو بھئی ! آ گئی تمہاری مفرور ملزم۔

اور وہ جو پہلے ہی نروس تھی نیہا کے شرارتی انداز پر مزید سٹپٹا گئی جب کہ وہ غصیلے انداز

میں ، سرخ ڈوروں سے سجی نشیلی آنکھوں سے اس کی سمت دیکھتے ہوئے کہنے لگا،

اب ان کو ڈر نہیں لگ رہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے انداز پر وہ مزید نروس ہو کر اپنے ہونٹ کچلنے لگی جب کہ نیہا نے اس کو ٹوکتے

ہوئے کہا،

سالار ! اسی لئے وہ تم سے ڈرتی ہے۔

اس رائے پر اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے اور ٹیبل پر سے اپنا لائٹر ، سیل فون

اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھا جب نیہا نے پکار لیا،

تم کہاں جا رہے ہو؟

وہ سر جھکائے کھڑی گیتی کے برابر رکا اور اس پر ایک نگاہ ڈال کر کہا،

فارغ نہیں ہوں ٹیکسٹائل کمپنیز سے میٹنگ فکس ہے ،ان کا سیزن ہے اور انہیں اپنے ڈیزائن لانچ کرنے کے لئے ہم سے ایڈورٹائزنگ کروانی ہے وہیں جا رہا ہوں۔

وہ جتاتے ہوئے کہہ رہا تھا جب کہ گیتی آراء نے اپنا جھکا سر مزید جھکا لیا ۔نیہا نے ایک نظر گیتی کو دیکھا پھر اس سے پوچھا،

اور گیتی ؟

اور وہ جو دروازے کے نزدیک پہنچ چکا تھا ،دروازے کا ہینڈل گھماتے ہوئے ایک نظر رخ موڑے کھڑی گیتی پر ڈال کر بولا،

تم ان کو بریف کر دو ،ان کا دل مانے تو ٹھیک ورنہ کوئی زبردستی نہیں ہے۔

وہ سنجیدگی سے کہتا باہر نکل گیا جب کہ نیہا ایک گہرا سانس لیتی سامنے پڑی کرسیوں میں سے ایک پر گیتی آراء کو بیٹھنے کے لئے کہتی خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی جب کہ گیتی آراء کے دل میں نامعلوم سی بے چینی پھیل گئی جسے وہ کوئی نام نہ دے سکی اور بمشکل اپنی توجہ نیہا کی سمت کرتے ہوئے اس کی بات سننے لگی جو اسے کمپنی اور اس سے ریلیٹڈ

ڈیٹیلز اسے بتا رہی تھی۔

نیہا کے آفس جانا اس کا معمول بن گیا بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا سالار اور نیہا کی کمپنی میں کام کرنا بھی اس کے معمول کا حصہ بن گیا ۔یہ بات بھی اسے اسی دن معلوم ہوئی تھی کہ وہ دونوں ہی پارٹنر شپ میں یہ کمپنی چلا رہے ہیں اور وہ اپنی کم علمی کو کوس کے رہ گئی تھی ۔بہر حال کچھ بھی تھا اسے ہفتے کے تین دن وہاں جانا ہوتا تھا ،ڈرائیور اسے اسکول سے پک کرتا اور پھر آفس ڈراپ کر دیتا وہاں سے اس کی واپسی کوئی چھ بجے کے قریب ہوتی تھی ۔ان چند دنوں میں سالار گردیزی سے اس کا سامنا ہونا بھی معمول کا حصہ بن گیا اس کی کوشش حالانکہ یہی ہوتی تھی کہ اس سے سامنا نہ ہو لیکن ایسا زیادہ دیر تک چلنا ناممکن ہی تھا اس لئے ان چار پانچ گھنٹوں میں اس کی پوری کوشش ہوتی تھی کہ اس سے جتنا بچ سکتی ہے بچے اور شائد اس دن کے بعد سے اسے بھی اندازہ ہو گیا تھا اس لئے وہ بھی اس سے کم ہی مخاطب ہوتا تھا ۔گیتی آراء نے اس کا تغافل محسوس تو کیا لیکن اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ وہ بھی اس سے فاصلہ رکھے ہوئے ہے اور یہی بات اس کے لئے اطمینان کا باعث تھی۔

آج بھی وہ معمول کے مطابق اسکول آف ہونے کے بعد آفس آگئی تھی اور اپنا کام بھی شروع کر دیا تھا ۔اس کا کام زیادہ تر اسٹوڈیوز میں ہوتا تھا جہاں مشہور معروف کمپنیز کے ایڈورٹزمینٹ کی شوٹنگز ہوتیں تھیں ۔وہاں بڑے بڑے سیٹس لگائے جاتے تھے اور ان سیٹس پر اس کا کام ،اسکرپٹ کی ڈیمانڈ کے مطابق پر وپس تیار کرنا ہوتا تھا یا پھر سیٹ پر ضرورت کے مطابق جس طرح کا بیک گراؤنڈ دکھانے کی ضرورت ہے ویسا ہی بیک گراؤنڈ تیار کرنا ہوتا تھا ۔اس بلڈنگ کے تین سے چار فلورز پر مختلف سیٹ ہی لگے ہوتے تھے جہاں شوٹنگز کا سلسلہ چلتا ہی رہتا تھا ۔اسی حساب سے ان فلورز پر رش بھی اور فلورز کی نسبت زیادہ ہوتا تھا اور لوگوں کی آمدورفت کا سلسلہ بھی چلتا رہتا تھا۔اس کے ارد گرد بھی مختلف ٹیکنیشنز ،اسسٹنٹ ،کریٹوڈیزائنرز اور سیٹ پر کام کرنے والے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کا رش تھا لیکن وہ اپنے کام میں مگن ایک سیڑھی نما اسٹول پر چڑھی بڑے سے ہتھوڑے کی مدد سے دیوار پر کیل لگانے کی کوشش کر رہی تھی ۔یہ ایک cereal کے ایڈ کی شوٹنگ تھی اور اسی حساب سے یہ سیٹ بھی لگایا جا رہا تھا.ایک شیر خوار بچے کے کمرے میں جتنا بھی

ضرورت کا سامان ہو سکتا ہے وہ اس وقت اس سیٹ پر موجود تھا ۔ایڈ کی شوٹنگ میں ابھی دو تین دن تھے لیکن اس کی تیاریاں ابھی سے ہو رہیں تھیں ،خوبصورتی سے سجا ،ایک چھ سے آٹھ ماہ کی عمر کے بچے کا کمرہ جس کی دیواریں بے بی بلو پینٹ ہوئیں تھیں اوران دیواروں پر خوبصورتی سے پینٹ ہوئے چاند،ستارے ،سورج ،بادل ، درخت اور پھول۔ پینٹ ہوئی ہری گھانس پر پھدکتے خرگوش اور بادلوں کے درمیان آسمان پر اڑتے پرندے ۔ مشرقی دیوار کے ساتھ چھوٹا سا لکڑی کا crib اور crib کے عین اوپر لٹکتا cot mobile جس میں چھوٹے کلر فل سے toys ہینگ ہو رہے تھے crib۔کے پیچھے ایک چھوٹا سا لکڑی کا بلو کلر کا بک شیلف جس میں ترتیب سے بے بی بکس سیٹ کی گئیں تھیں crib ۔کے ساتھ دو drawer کا بلو سائڈ ٹیبل تھا جس پر خوبصورت سے کارٹون کیریکٹرز کا لیمپ رکھا تھا اور crib کے ساتھ ہی بلو کلر کا recliner چیئر رکھا تھا۔ گیتی اسی کے سائڈ میں کھڑی ایک چھوٹی سی خوبصورت وال ہینگنگ ،جس پر چھوٹے چھوٹے bunnies پینٹ کئے ہوئے تھے ؛ کیل کی مدد سے لگانے کی کوشش کر رہی تھی مگر شائد لکڑی کی دیوار ہی بے حد چوڑی تھی کہ ہتھوڑا بار بار کیل پر سے پھسل جاتا تھا جب کہ ہتھوڑا اچھا خاصا بھاری تھا ۔اس ہتھوڑے کی مدد سے ایک مرتبہ پھر ضرب لگائی جب کیل تو اس کے ہاتھ سے پھسل کر

نجانے کہاں گری جب کہ ہتھوڑا پوری قوت سے اس کی شہادت اور درمیانی انگلی کے علاوہ انگوٹھے کو بھی بری طرح زخمی کر گیا۔اس کے ہونٹوں سے بے ساختہ ایک طویل و عریض چیخ برآمد ہوئی ، ہتھوڑے پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑی اور وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا جب کہ تکلیف کی شدت سے اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے ۔اس کی چیخ سن کر کئی لوگ متوجہ ہوئے جب کہ چند لوگ اس کی مدد کے خیال سے اس کی جانب بڑھے بھی تھے لیکن اس کے نزدیک پہنچنے والوں میں سب سے پہلا چہرہ اس شخص کا تھا جس سے وہ ہمہ وقت خوفزدہ اور ہراساں رہتی تھی۔ وہ چند لمحوں پہلے ہی یہاں پہنچا تھا اور ڈائریکٹر سے کچھ ڈسکس کر رہا تھا کہ گیتی کی چیخ سن کر فوراً ہی اس کی جانب متوجہ ہوا ، وہ ایک کونے میں اسے نظر آ گئی تھی ۔ وہ تیز تیز قدم بڑھاتا اس کی جانب بڑھا تھا جو تیزی سے بہتے خون کو روکنے اور تکلیف کو برداشت کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی ۔بہت برداشت کرتے ہوئے بھی اس کی خوبصورت سیاہ چمکدار آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور اس کے گلابی مائل گندمی گال بھگو رہے تھے ۔ وہ تیزی سے اس کی سمت آیا تھا اور بنا کچھ سوچے اس کا زخمی ہاتھ اپنی مضبوط مگر نرم گرفت میں لے لیا تھا جب کہ وہ اس کے اچانک ایسا کرنے پر ہمیشہ کی طرح ہراساں سی ہو گئی تھی ۔نامحسوس طور پر اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑانا چاہا

لیکن گرفت مضبوط تھی ۔وہ بے تابی سے اس کا ہاتھ تھامے اس کے زخم کا معائنہ کر رہا تھا جس سے خون بہہ رہا تھا ۔جب خون بہنا بند نہ ہوا تو اس نے اپنی شرٹ کی پاکٹ سے رومال نکال کر اس جگہ رکھ دیا جہاں زخم آیا تھا ۔پھر آہستگی سے وہاں دباؤ ڈالا تاکہ خون بہنے میں کچھ کمی آجائے لیکن اس کے ایسا کرنے سے گیتی کے ہونٹوں سے ہلکی سی سسکاری نکلی تھی ۔سالار نے نظریں اٹھا کر اس کے صبیح چہرے کو دیکھا جس پر تکلیف کے آثار تھے ،شدت گریہ سے سرخ آنکھیں، مخملیں گالوں پر بہتے آنسو اور تکلیف سے کانپتے کٹاؤ دار ہونٹ ۔اس کی تکلیف اس لمحے اسے شدت سے اپنے دل پہ محسوس ہوئی اور اسی کیفیت کے زیر اثر وہ زور سے چیخا تھا،

مکرم! ابرار! فیصل! کہاں مر گئے ہو سارے کے سارے۔

اس کی ایک دھاڑ پر وہ سارے ہی لائن حاضر ہو گئے، گیتی اس کے اس طرح چلانے پر اپنی جگہ ہل سی گئی اور ان سب کو سامنے دیکھ کر اس کا غصہ پھر عود کر آیا اور وہ غراتے ہوئے بولا تھا،

کہاں تھے تم سب اور کس نے کہا تھا کہ بی بی سے یہ کام کرواؤ؟

وہ سب ہی اس کے غصے سے خوفزدہ ،کچھ بھی کہے بغیر سر جھکائے کھڑے تھے اور وہ

جو تکلیف کے باعث مسلسل آنسو بہا رہی تھی ان سب لڑکوں کو اپنی وجہ سے مشکل میں پڑتا نہیں دیکھ سکتی تھی جو غالباً اسپاٹ بوائز اور چھوٹے موٹے ٹیکنیشن تھے اسی لئے ان سب کی ہمدردی میں اس نے کہا،

پلیز! آ۔۔۔آپ ان پر خفا نہ ہوں ،ا۔۔۔اس میں ان سب کی غلطی نہیں ہے ۔ میں نے ہی ان سے کہا تھا۔

وہ تکلیف برداشت کر کے بمشکل بولی تھی جب کہ اس کی خوبصورت آواز تکلیف اور آنسوؤں کے باعث لرز رہی تھی ؛لہجہ نم آلود تھا ۔ سالار نے چہرہ گھما کر اسے دیکھا تھا ،وہ نچلا ہونٹ اپنے دانتوں میں دبائے یقیناً تکلیف برداشت کر رہی تھی ۔ اس نے ایک قہر آلود نگاہ سر جھکائے کھڑے تینوں لڑکوں پر ڈالی پھر اس کا ہاتھ تھامے exit ڈور کی جانب بڑھتا چلا گیا ۔ گیتی نے حیران نظروں سے اس کی سمت دیکھا مگر اس کے چہرے پر اس قدر پتھریلے تاثرات تھے کہ اس کی ہمت نہ ہوئی اسے مخاطب کرنے کی۔ وہ چپ چاپ اس کے ساتھ چلنے پر مجبور تھی ، کئی لوگوں نے حیرانی سے انہیں دیکھا تھا لیکن وہ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر اسے لے کر بلڈنگ کے مین ڈور سے باہر نکل کر پارکنگ کی سمت چل پڑا لیکن اس مرتبہ گیتی نے اسے پکار لیا،

آ۔۔۔آپ مجھے کہاں لے جارہے ہیں؟

لہجے اور سوال دونوں میں بے اعتباری تھی جسے محسوس کر کے اسے بھی غصہ آگیا اور اسی غصے کے باعث وہ تلخی سے گویا ہوا،

بھگا کے نہیں لے جارہا۔

اس کے غصے اور آنکھوں کی سرخی پر وہ خائف ہوتی سہم سی گئی جب کہ وہ اسی طرح اس کا ہاتھ تھامے اپنی گاڑی تک لے آیا۔ گیتی کی دبی دبی سسکیاں ابھی بھی نکل رہیں تھیں ،وہ بمشکل اپنی تکلیف پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی جب کہ اس نے ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھامے دوسرے ہاتھ سے گاڑی ان لاک کر کے اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور ساتھ ہی وہی رومال کس کر اس کے زخم پر باندھ دیا۔ وہ سفید رومال اتنی سی دیر میں سرخ ہو چکا تھا اور روانی سے بہتے خون پر وہ ہراساں سی ہو گئی بہتے آنسوؤں میں روانی آگئی تھی۔ سالار کی نگاہ اس کے چہرے پر ٹھہر سی گئی ،وہ معصوم چہرہ آنسوؤں سے دھل کر مزید نکھر گیا تھا اور اس لمحے سالار کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔اس لمحے وہ اس کے بے حد نزدیک تھی ،اس کے ملبوس سے اٹھتی بھینی بھینی مہک نے اسے اپنے حصار میں لے لیا ،وہ بمشکل اپنی کیفیت پر قابو پاتا سیدھا ہوا

اور کہا،

اس رومال کو اسی طرح دبا کر رکھیئے گا تا کہ خون زیادہ نہ بہے۔

کہتے ہوئے دروازہ بند کر کے خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا ، گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے ایک نظر اس کی سمت ڈالی جو خاموش سر جھکائے بیٹھی تھی ۔اس طرح بیٹھنے سے سالار کو محض اس کی ناک اور داہنے گال کا کچھ حصہ ہی نظر آ رہا تھا ۔اس کا باقی چہرہ اس کے دوپٹے سے ڈھکا تھا اور جسم کے گرد اس کی گلابی چادر لپٹی تھی ۔اس لمحے وہ اسے کسی حسین سربستہ راز کی مانند لگی جیسے پراسرارات کا کوئی حصہ ، جیسے سیپ میں چھپا آبدار موتی ۔اس لمحے اس کا شدت سے دل چاہا کہ وہ اس راز کو تفصیل سے جانے لیکن فوراً ہی اپنی سوچ پر اپنے آپ کو ملامت کرتا سیدھا ہو بیٹھا۔بے چینی سے اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے ایک گہرا سانس لے کر گاڑی کا شیشہ کھول کر جیسے اندر کی گھٹن کو کم کرنے کی کوشش کی ۔اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ، بنا اس پر اگلی نظر ڈالے گاڑی تیزی سے ریورس کر کے سڑک پہ دوڑا دی اور پھر کچھ ہی دیر میں شہر کے جانے مانے ہاسپٹل کے احاطے میں گاڑی لے جا کر اس نے روک دی ۔ گاڑی رکنے پر وہ جو اپنی سوچوں میں گم سر جھکائے بیٹھی تھی ،پلکیں اٹھا کر سامنے دیکھنے

لگی کچھ حیران سی ہوئی اور تبھی وہ گاڑی کا انجن بند کر کے ، گھوم کر اس کی سمت آیا اور اس کے لئے دروازہ کھول دیا ۔ وہ جو حیران سی بیٹھی تھی اس کے دروازہ کھولنے پر خاموشی سے گاڑی سے باہر نکل آئی جب کہ اس سے کچھ کہنے کی ہمت ابھی بھی نہیں تھی ۔ایک مرتبہ پھر وہ اس کا ہاتھ تھامے ہاسپٹل کے ایمرجنسی وارڈ کی سمت بڑھ گیا ۔وارڈ میں داخل ہو کر وہ سیدھا ریسپشن کی جانب بڑھا اور وہاں پہنچ کر فوری نرس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

سسٹر !ایک ایمرجنسی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے پکارنے پر نرس فوراً ہی اس کی سمت متوجہ ہوئی اور پوچھا،

جی فرمایئے؟

جواب میں وہ اسی عجلت بھرے انداز میں کہہ رہا تھا،

ان کا ہاتھ زخمی ہے ،ٹریٹمنٹ کروانا ہے ۔ذرا جلدی کیجئے۔

اس کے انداز پر نرس ذرا حیران ہوئی پھر مسکراتے ہوئے کہا،

سر !آپ پلیز انہیں OPD میں لے جائیں کیونکہ یہاں صرف کریٹیکل پیشنٹس کو

ہی ٹریٹ کیا جاتا ہے۔

اس کے جواز پر سالار نے اپنی سحر طراز نگاہیں اٹھا کر اسے گھورا اور کہا،

میں نے آپ سے مشورہ نہیں مانگا ،دیکھیں کتنا خون بہہ رہا ہے اور آپ کو یہ ایمر جنسی نہیں لگ رہی ۔بلائیں ذرا اپنے سینئیر ز کو ایسے ہی ہم یہاں اتنی مہنگی فیس دیتے ہیں۔

اس کا پارہ پھر ہائی ہوا جب کہ نرس ہونقوں کی طرح آنکھیں پھاڑے اس کے وجیہ چہرے کو دیکھ رہی تھی اور وہ جو ابھی تک خاموش کھڑی عادت کے مطابق ہونٹ چبا رہی تھی اس نرس کی ہمدردی میں بولی،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہم OPD میں چلتے ہیں۔

دھیمی خوبصورت آواز میں ابھی بھی آنسوؤں کی نمی گھلی تھی جیسے ابھی بھی تکلیف برداشت کررہی ہو ۔اس مرتبہ سالار نے چہرہ گھما کر اسے گھورا ،اس کی سحر انگیز ، سرخ ڈوروں سے سجی شربتی آنکھیں گیتی آراء کی خوبصورت سیاہ چمکدار آنکھوں سے براہراست مل گئیں ۔اس تصادم پر اس کا دل زور سے دھڑکا اور اس نے سٹپٹا کر نظریں جھکا دیں ۔اس اثنا میں وہ دوبارہ نرس سے مخاطب ہوا،

آپ ٹریٹمنٹ کر رہیں ہیں یا نہیں؟

لہجہ دوٹوک تھا ،نرس اس کے انداز سے سمجھ گئی کہ سامنے کھڑا بندہ اچھی خاصی ٹیڑھی کھیر ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اسے مزید کچھ سناتا اس سے پہلے اس نے نزدیک کھڑی نرس کو مخاطب کیا جو وہیں کھڑی پورا مکالمہ سن رہی تھی اور کہا،

سسٹر ! میم کی بینڈیج کردو۔

پھر سالار کی سمت دیکھا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

سر اپنی وائف کو اس طرف لے آئیں۔

لفظ وائف پر جہاں وہ ٹھٹھکا وہیں گیتی آراء نے جھٹکے سے سر اٹھایا ،حیران نظریں نرس سے ہوتی ہوئی براہ راست ان گہری کچھ کہتی سنتی سحر انگیز نظروں سے مل گئیں ۔اس کے شرمندہ اور سٹپٹائے ہوئے تاثرات دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آ گئے جب کہ سحر انگیز آنکھوں میں محظوظ سے تاثرات جھلک آئے ۔اس کے تاثرات پر گیتی آراء نے سٹپٹا کر رخ موڑ لیا ،اسکا چہرہ شرمندگی کے احساس سے سرخ ہو گیا ۔اس نے نرس کی سمت رخ کر کے کچھ کہنا چاہا لیکن اسی دوران سالار اس

کا نرم گداز ہاتھ تھام کر اسے اس سمت لے آیا جس سمت نرس نے نشاندہی کی تھی ۔ سفید کرٹن کی مدد سے اس جگہ کو ریسیپشن سے الگ کر دیا گیا تھا اور وہاں ایک ٹیبل اور چیئر کے علاوہ ایک چھوٹا سا بیڈ بھی پڑا تھا ۔ سالار نے اس ٹیبل کے نزدیک پہنچ کر اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کر دیا ۔ گیتی آراء نے پھر کچھ کہنا چاہا کہ وہ جونیئر نرس ڈریسنگ کا سامان لئے وہاں چلی آئی تو اسے مجبوراً خاموش ہونا پڑا۔ نرس نے سامان ٹیبل پر رکھ دیا اور گیتی آراء کو آرام سے چیئر پر بٹھا دیا ، وہ سر جھکائے شرمندہ سی بیٹھی تھی اور اپنا سارا اضطراب اور غصہ اپنے نازک ہونٹوں کو کچل کر نکال رہی تھی۔ نرس نے اس کا نرم گداز ہاتھ آہستگی سے تھام لیا اور وہ رومال جو پٹی کے طور پر استعمال ہوا تھا احتیاط سے اتار دیا پھر زخم کا معائنہ کرتے ہوئے اس سے پوچھا،

کیسے لگی آپ کو یہ چوٹ ؟

گیتی نے ٹپٹائے انداز میں اسے دیکھا جب کہ وہ اسے تسلی دینے کی خاطر بولی تھی،

گھبرائیں نہیں ویسے زیادہ درد تو نہیں ہو رہا۔

اس سوال پر اس نے بے ساختہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھا ، وہ یہیں متوجہ تھا اور نچلا لب دانتوں میں دبا کر نفی میں سر ہلا دیا اور دائیں ہاتھ سے اپنے بھیگے گال صاف کئے ۔

نرس اس کے انداز پر مسکرائی جب کہ وہ اپنے مخصوص دھیمے اور نرم لہجے میں اسے بتانے لگی،

وہ میں دیوار میں کیل لگانے کی کوشش کر رہی تھی تبھی چوٹ لگ گئی۔

آواز اور لہجے میں آنسوؤں کی نمی گھلی تھی ، وہ سینے پر ہاتھ باندھے، پوری دلچسپی سے اس کے خوبصورت بھیگے بھیگے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا ۔اس لمحے وہ ایک معصوم سی بچی لگ رہی تھی جب کہ نرس مہارت سے زخم صاف کرتے ہوئے اب اس سے ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھی تاکہ اسے تکلیف کا احساس نہ ہو اور تبھی اس نے اچانک کہا تھا،

ویسے آپ کے ہسبنڈ آپ سے بہت محبت کرتے ہیں اور آپ کی پرواہ بھی کرتے ہیں۔

اس بات پر گیتی آراء کا دل زور سے دھڑکا اور نظریں بے ساختہ اس کی نظروں سے مل گئیں تھیں ۔سالار کے ہونٹوں میں دبی مسکراہٹ اور سحر انگیز نظروں کے تاثر نے اسے نہ صرف شرمندہ کیا بلکہ دل پر ایک انجانی سی کیفیت چھا گئی جسے وہ کوئی نام نہ دے سکی اس لئے بنا کچھ کہے اس کی نظروں کے سحر انگیز تاثر سے بچنے کے لئے نظروں کے علاوہ سر بھی جھکا گئی ۔دل کی حالت غیر تھی اور دھڑکنیں کانوں میں سنائی

دے رہیں تھیں ۔وہ بنا دیکھے بھی جانتی تھی کہ وہ اسی کی جانب متوجہ ہے جب کہ نرس اپنی دھن میں بول رہی تھی،

ویسے آپ اپنی مسز کی پرواہ کرتے ہیں تبھی ان کی اتنی فکر کرتے ہیں۔

گیتی آراء چاہ کے بھی اس کی غلط فہمی دور نہ کر سکی ،اس جملے پر اس کا دل نئے سرے سے دھڑک اٹھا ،وہ نظریں نہ اٹھا سکی ۔اس شخص کے حوالے سے پہچانا جانا اسے عجیب کیفیت سے دوچار کر گیا ،وہ تو اس شخص کے سائے سے بھی نالاں تھی اور اس کی حتی الامکان یہ کوشش ہوتی تھی کہ اس سے سامنا ہی نہ ہو اور اب کہاں اس کے نام کے حوالے سے پہچانا جانا اس کے لئے قطعاً بھی خوشی کا باعث نہ تھا ۔البتہ دوسری جانب کیفیت بالکل برعکس تھی جیسے یہ بات اس کے دل کی انوکھی خواہش ہو ،وہی خواہش جو اس کی آنکھوں سے اور رویئے سے ظاہر ہوتی تھی لیکن وہ اسے دیکھ کر بھی ان دیکھا کر دیتی تھی ۔وہ سر جھکائے بیٹھی اپنے ہونٹ عادت کے مطابق کچل رہی تھی جو اس کی گھبراہٹ کی نشاندہی کر رہی تھی جب کہ دوسری جانب اس کی گھبراہٹ کو بھی انجوائے کیا جا رہا تھا ۔ان نظروں کی تپش گیتی آراء کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی اور وہ بمشکل اپنی سرپٹ دوڑتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش میں ہلکان

ہو رہی اور تبھی نرس نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا،

آپ کی بینڈ تیج ہو گئی ۔

اس کے مخاطب کرنے پر وہ چونکی، نرس اپنا سامان سمیٹ کر پلٹی اور سالار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آپ کی مسز کی ڈریسنگ ہو گئی ہے۔

کہتے ہوئے مسکرائی تھی جب کہ "آپ کی مسز" کہنے پر سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی نرس ان دونوں کو وش کرتی وہاں سے چلی گئی تھی وہ اس کا شکریہ کہتے ہوئے اس جانب بڑھ آیا تھا جہاں وہ کھڑی اپنا دوپٹہ درست کر رہی تھی ۔اس سے ترچھے رخ پر کھڑی تھی ،چہرے کے تاثرات واضح نہیں تھے ،وہ اسے دیکھ کر مسکرایا اور ہلکے سے کھنکھار کے کہا،

چلیں!!!

اس کے مخاطب کرنے پر گیتی نے رخ موڑ کر اسے دیکھا لیکن اس کے وجیہ چہرے پہ موجود مسکراہٹ اور دلکش آنکھوں کے تاثرات اس کے پیروں تلے سے زمین نکالنے

کو کافی تھے۔اس کا دل ڈوب کے ابھرا اور اس نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں پھر بمشکل اپنی ابتر کیفیت پر قابو پاتی اس کے ساتھ ہی آگے بڑھی ۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ریسیپشن پر پہنچ گئے ،وہ والٹ نکال کر پیمینٹ کر رہا تھا جب ریسیپشن پر موجود نرس نے اس سے کہا تھا،

سر !اپنی مسز کا نام بتا دیں میڈیسن سلپ بنانی ہے۔

ان الفاظ پر اس کے ہونٹوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی ساتھ ہی نظر اپنے بائیں جانب کھڑی گیتی پر گئی ۔ وہ جو پہلے ہی نروس سی اپنا دوپٹہ ٹھیک کر رہی تھی اس نئی افتاد پر بالکل ہی حواس باختہ ہوگئی ۔ سالار نے چہرہ گھما کر نرس کو جواب دیتے ہوئے کہا،

گیتی آراء!

اپنا نام اس کے منہ سے سن کر گیتی آراء کو ایک انجانے

احساس نے لپیٹ میں لے لیا ،وہ کئی لمحوں تک اس کی پشت پر نظریں جمائے رہ گئی جب کہ سالار کو اس کا نام لیتے ایسا لگا کہ ہونٹوں پر جیسے شیرینی سی گھل گئی تنہائی میں اس کا نام وہ اکثر دہراتا تھا لیکن اس طرح اس کا نام اسی کے سامنے لینے کا اتفاق شائد پہلی

مرتبہ ہوا تھا اور اب یہ موقع آیا تو اسے ایسا لگا جیسے یہ خوبصورت نام بنا ہی صرف اس کے لئے ہو ۔ وہ خاموش نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی ، دل کی بے ہنگم دھڑکنیں الگ شور کر رہیں تھیں اور تبھی وہ مڑا تھا اور ایسا لگا جیسے کائنات کی ہر حرکت رک گئی ہو، ہر چیز ساکت ہو محض دل کی دھڑکنیں ہوں جن سے زندگی کا پتہ ملتا ہو ۔ نظروں کے اس گہرے تصادم پر گیتی نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں۔ وہ مسکراتا ہوا فارمیسی کی سمت بڑھا جب کہ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ چلنے پر مجبور تھی۔ وہاں سے اس کے لئے میڈیسن لینے کے بعد اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کی میڈیسنز

کہتے ہوئے وہ خاکی لفافہ اسے تھما دیا اور کہا

چلیں !

وہ اس سے نظریں ملائے بغیر اپنا ڈھلکتا آنچل درست کرتے ہوئے محض سر ہلا سکی ۔ اسے ساتھ لے کر وہ مین ڈور کی سمت بڑھ گیا ، پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی تک پہنچ کر اس نے گیتی آراء کے لئے فرنٹ ڈور کھول دیا ۔ وہ خاموشی سے بیٹھ گئی تو وہ دروازہ بند کرتے ہوئے ، گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا ، اگنیشن میں چابی ڈال کر

گاڑی اسٹارٹ کی اور تبھی گیتی آراء کی دھیمی مگر ناراض سی آواز سنائی دی،

آپ نے ان کی غلط فہمی دور کیوں نہیں کی؟

اس کی کی آواز گو دھیمی تھی مگر لہجے میں خفگی نمایاں تھی ، گاڑی اسٹارٹ کرتے اس کے ہاتھ رکے ۔وہ سمجھ تو گیا کہ اس کا اشارہ کس بات کی طرف ہے لیکن انجان بنتے ہوئے محض اسے چھیڑنے کی غرض سے کہا،

کیسی غلط فہمی؟

اس کے سوال کے بدلے سوال کرنے پر وہ اندر ہی اندر جزبز ہوئی تھی اور اپنی گھنی سیاہ پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا ۔وہ مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔ نظروں کے تاثر پر اس کا دل یک بارگی دھڑکا تھا ،وہ اپنے منہ سے خود کیسے کہہ دیتی جب کہ یہ بات وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ اتنا بھی ناسمجھ اور سادہ نہیں ہے کہ اس کی سیدھی سی بات کا مطلب نہ سمجھا ہو ۔وہ سٹپٹاتے ہوئے اپنا دوپٹہ درست کرتی نظریں چرا گئی جب کہ وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنی بھوؤں کو جنبش دیتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا،

آپ نے بتایا نہیں؟

اس کے سوالیہ انداز پر اس کا تیزی سے دھڑکتا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا ، چہرہ اس کی نظروں کی حدت سے سرخ ہوا اور وہ اس کی نظروں کی تپش سے بچنے کے لئے رخ موڑ گئی ۔ سالار نے اس کے رخ موڑنے پر مسکراتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کر دی اور سبک رفتاری سے سڑک پہ دوڑادی ۔ وہ بالکل خاموش بیٹھی تھی مگر اس بولتی خاموشی میں بھی ہزار معنی چھپے تھے ، اس نے کئی مرتبہ اسے دیکھا لیکن وہ رخ موڑے اسی طرح خاموش بیٹھی رہی ۔ وہ جیسے اس کی خاموشی کو بھی انجوائے کر رہا تھا تبھی اس کے سیل پر نیہا کی کال آنے لگی ۔ اس نے موڑ کاٹتے ہوئے ہینڈز فری آن کر کے کال پک کی جب کہ اس کے کال پک کرتے ہی نیہا نے گیتی کی خیریت پوچھی تھی ۔ وہ اسے جواب دیتے ہوئے کہہ رہا تھا،

ہاں ! نیہا ! ہاں" ان" کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا اس لئے میں انہیں ہاسپٹل لے آیا تھا ۔ نہیں دکھا دیا ہے ، ڈریسنگ کر دی ہے ہاں میں ان کو گھر ڈراپ کرنے ہی جا رہا ہوں ۔ آلرائٹ !

اس کی بھاری آواز اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھی ، نیہا سے بات کر کے اس نے کال

ڈسکنیکٹ کر دی لیکن وہ تب بھی اسی طرح لاتعلق سی بیٹھی رہی جیسے تہیہ کر لیا ہو کہ اب کچھ نہیں کہنا۔اس کے انداز پہ وہ مسکرایا اور گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی ۔کچھ دیر بعد گاڑی گھر کے پورچ میں جا کر رک گئی اور وہ جو سر جھکائے بیٹھی تھی ،گاڑی رکنے پر سر اٹھا کر سامنے دیکھا اور بنا اس کی سمت دیکھے گاڑی کا لاک کھولا لیکن اپنے پیچھے اس کی بھاری آواز سن کر دروازہ کھولتے اس کے ہاتھ رک گئے اور دل اتھاہ میں ڈوبا ۔وہ کہہ رہا تھا،

اپنا خیال رکھیئے گا۔

گیتی کا دل ڈوب کے ابھرا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ،اس نے جلدی سے دروازہ کھولا اور بھاگنے کے سے انداز میں پورچ عبور کر کے دروازے کے پیچھے غائب ہو گئی ۔اس کے منظر سے ہٹتے ہی سالار کو لگا جیسے ہر چیز ماند پڑ گیا ،پھولوں میں خوشبو نہ رہے سورج کی چمک ماند پڑ جائے اور منظر میں کوئی رنگ نہ بچا ہو۔وہ اس راستے پر نظر جمائے ،جہاں سے وہ گئی تھی ،کچھ سوچتا رہا پھر ایک گہرا سانس لے کر گاڑی اسٹارٹ کر دی لیکن اپنے آپ سے یہ عہد کرنا نہ بھولا،

بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے ،چھپ لو جتنا چھپنا ہے لیکن تم سالار گردیزی کے بخت کا ستارہ

ہو جسے سالار گردیزی کے آنگن میں ہی اترنا ہے۔

وہ اپنے آپ سے کیا عہد دہراتا گاڑی پورچ میں سے نکال کر لے گیا۔

وہ تقریباً بھاگنے کے سے انداز میں گھر میں داخل ہوئی تھی ،لاؤنج خالی پڑا تھا ،اس کا سامنا کسی سے نہ ہوا ۔وہ اس وقت کسی کا سامنا کرنا بھی نہیں چاہتی تھی اس لئے سیڑھیاں چڑھ کر اوپری منزل پر واقع اپنے زیر استعمال بیڈروم میں آ گئی اور ٹھک سے دروازہ بند کر کے آگے بڑھ کر بیڈ پر گر سی گئی ۔اب تک اپنے اوپر جو ضبط کے پہرے بٹھائے تھے وہ ضبط ایک دم سے ٹوٹ گیا اور وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر شدت سے رو پڑی ۔پورے کمرے میں اس کی سسکیاں گونج رہیں تھیں اور وہ رو کر جیسے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی ایسے جیسے اتنے دنوں بعد تنہائی مئیسر آئی ہو اور اسے اپنے آپ سے باتیں کرنے کا موقع مل گیا ہو ۔وہ رو رہی تھی اور گھٹی گھٹی آواز میں کہتی جا رہی تھی،

آپ کیوں میری زندگی کو مزید مشکل بنانا چاہتے ہیں ؟آخر کیا مل جائے گا آپ کو یہ سب کر کے ۔آپ کی آنکھیں جو انجانی کہانیاں سناتی ہیں میں چاہ کر بھی ان کہانیوں پر

بھروسہ نہیں کر سکتی ۔آپ کا دل جس راہ کا مسافر ہے میں اس سفر میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتی ۔یہ ممکن نہیں ہے کسی صورت ممکن نہیں ہے۔

وہ روتی جارہی تھی اور اپنے آپ سے کہتی جارہی تھی ،نہ کوئی دیکھنے والا تھا اور نہ سننے والا ،وہ درودیوار سے اپنا دکھ کہہ کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی،

آپ نے میرا سب کچھ چھین لیا ،میرا گھر ،میرے ماں باپ محبت کرنے والے سب رشتے حتیٰ کہ سر اٹھا کے جینے کا حق بھی چھین لیا بڑی مشکل سے یہ عزت کی چھت میئسر آئی ہے وہ میں آپ کے ایڈونچر کی نظر نہیں ہونے دوں گی ۔آپ نے مجھے کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا میں وہ سب آپ کے ساتھ نہیں کر سکتی جو کچھ آپ نے میرے ساتھ کیا ہے لیکن میں وہ بھی نہیں کر سکتی جو آپ چاہ رہے ہیں۔

وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی تبھی دروازے پر دستک ہوئی اس کے آنسو اس کے گالوں پر ٹھٹھر گئے اور دروازہ کھول کر نیہا اندر داخل ہوئی اور اس کے آنسو دیکھ کر وہ وہیں ٹھٹھک گئی۔

دروازے پہ دستک دے کے نیہا اندر آگئی جب کہ گیتی کو آنسو پونچھنے کا موقع بھی نہیں مل سکا ،نیہا اس کے آنسو دیکھ کر ٹھٹھک گئی ۔اس کو سامنے دیکھ کر گیتی کا دل زور سے دھڑکا ،وہ گھبرا کر کھڑی ہوئی اور اپنے گالوں پہ ٹکے آنسو صاف کئے ۔نیہا کے لئے پہلی نظر میں اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ روتی رہی ہے ،اس کو روتا دیکھ کر اس نے پریشانی سے اس کا زخمی ہاتھ تھام لیا اور فکر مندی سے پوچھا،

کیا ہوا گیتی ؟تم رو رہیں تھیں زخم میں زیادہ تکلیف ہو رہی ہے؟

وہ عادت کے مطابق ایک ساتھ اس سے کئی سوال پوچھ بیٹھی جب کہ گیتی نے بمشکل اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نن۔۔۔۔۔نہیں میں ۔۔۔وہ اصل میں زخم میں تکلیف ہو رہی تھی اس لئے۔۔۔

وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر عادت کے مطابق نروس ہو کر اپنے ہونٹ کاٹنے لگی ،اسے نہ تو جھوٹ بولنا آتا تھا اور نہ ہی بہانے بنانا اس لئے اس وقت بھی ایسا کرتے اس کی آواز میں لرزش واضح تھی ۔نیہا نے نظر اٹھا کر بغور اسے دیکھا لیکن کچھ کہہ کر وہ اسے مزید نروس نہیں کرنا چاہتی تھی اس لئے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے شانے پہ جھولتا اس کا ہینڈ بیگ اس کے بیڈ پر رکھ دیا اور کہا،

تمہارا ہینڈ بیگ ، تم جلدی میں آفس میں ہی چھوڑ آئیں تھیں ۔گیتی نے شرمندہ سی نظر بیگ پہ ڈالی جب کہ نیہا نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

میں کلائینٹ کے ساتھ تھی واپس آئی تو ٹینا نے بتایا کہ تمہارا ہاتھ زخمی ہو گیا ہے اور سالار تم کو ہاسپٹل لے کر گیا ہے ،میں تو گھبرا گئی کہ نجانے کتنی گہری چوٹ لگی ہے۔

کہتے ہوئے پھر اس کا پٹی بندھا ہاتھ تھام لیا ،اس ذکر پر گیتی کی پھر وہی کیفیت ہو گئی جو وہ پچھلے کئی دنوں سے محسوس کر رہی تھی ۔نیہا نے اس کی خاموشی محسوس کر لی اس لئے بات سمیٹتے ہوئے اس سے پوچھا،

تم نے کھانا کھایا؟

وہ منع کرنا چاہتی تھی لیکن اس سے پہلے ہی نیہا نے اسے ٹوک دیا،

اب یہ نہ کہنا کہ تمہیں بھوک نہیں ہے ۔میں نے بھی ابھی تک کھانا نہیں کھایا ،تم بھی فریش ہو جاؤ پھر دونوں مل کر کھانا کھاتے ہیں ۔گیتی جانتی تھی کہ وہ اب نہیں سنے گی اس لئے محض اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پچھلے دو تین دن سے گھر پہ ہی تھی ،نیہانے بھی اسے یہی تلقین کی تھی کہ وہ ریسٹ کرے جب کہ اسکول سے اس نے چھٹی لے لی تھی ۔فی الحال وہ خود بھی یہی چاہتی تھی ، سالار گردیزی کی بڑھتی عنایتوں نے اسے پہلے ہی پریشان کیا ہوا تھا لیکن اب تو وہ اور بھی نڈر ہو گیا تھا اس لئے وہ اس کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی۔ڈھلتی شام میں وہ لان میں نکل آئی تھی اور اپنے مخصوص گوشے میں آ کر بیٹھ گئی تھی ۔یہاں بیٹھنا اسے ہمیشہ سے پسند تھا ،وہ یہاں بیٹھ کر گھنٹوں ،ان پنجروں میں قید پرندوں سے باتیں کرتی تھی ۔اس کو لگتا تھا جیسے وہ پرندے بھی اس کی بات سن رہے ہوں اور سمجھ بھی رہے ہوں ،اسے لگتا تھا اسے بھی ان پرندوں کی طرح پر کاٹ کر اسی طرح قید کر دیا ہو جیسے اس کی آزادی بھی سلب کر لی گئی ہو ۔یہی سب سوچتی وہ وہاں بیٹھی تھی جب چوکیدار بڑا سا ،خوبصورت پھولوں کا بکے اٹھائے اس کی سمت آ گیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا،

بی بی ! وہ پوسٹ سروس والے یہ آپ کے لئے دے گئے ہیں۔

اس کی آواز پر وہ جو اپنے خیالوں میں کہاں سے کہاں نکل گئی تھی ،ایک دم حواسوں میں لوٹی اور چونکتے ہوئے چوکیدار کی سمت دیکھا جو منتظر نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا

تھا ۔ پھولوں کے خوبصورت سے بکے پر نظر پڑتے ہی اس کا دل بے ہنگم انداز میں دھڑک اٹھا ،اس کی چھٹی حس پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ یہ بکے کس نے بھیجا ہے ۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ملازمہ کارڈلیس ہاتھ میں لئے ، تیز تیز قدم اٹھاتی ، اسی جانب آتی دکھائی دی ۔ ملازمہ کو عجلت میں اس طرف آتے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی جب کہ ملازمہ نے اس کے نزدیک پہنچ کر پھولے سانسوں کے درمیان کہا،

بی بی ! وہ سالار صاحب کا فون ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے گیتی کو اطلاع دی جب کہ وہ دل ہی دل میں جز بز ہوئی لیکن کچھ تو کہنا ہی تھا اس لئے بظاہر اطمینان سے اس نے کہا،

ان سے کہہ دو کہ گھر میں کوئی نہیں ہے۔

ملازمہ نے حیرانی بلکہ قدرے پریشانی سے اسے دیکھا اور کہا،

جی ! وہ کہہ رہے ہیں انہیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔

گیتی کا دل زور سے دھڑکا جب کہ ملازمہ اس کی جانب کارڈلیس بڑھائے منتظر نظروں

سے دیکھ رہی تھی ۔اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی کارڈلیس تھام لیا ،ملازمہ سکون کا سانس لیتی مڑی اور اس کی نظر چوکیدار پہ پڑی جو پھولوں کا بکے لئے مؤدب کھڑا تھا ۔ وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہنے لگی،

دلاور خاناں ! یہ پھولوں کو سامنے میز پہ رکھ دو اور تم جاؤ۔

چوکیدار نے اس کے کہے پر عمل کرتے ہوئے پھولوں کا وہ بکے ٹیبل پر رکھ دیا اور خود وہاں سے چلا گیا لیکن ملازمہ کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ فون کے دوسری جانب بخوبی سنی گئی ہوگی ۔ ملازمہ تو اندر کی جانب بڑھ گئی جب کہ وہ جز بز سی ہو کر اسے جاتے دیکھتے رہی اور تبھی ریسیور سے اس کی بھاری آواز سنائی دی،

کیسی ہیں آپ؟

اس کی آواز سن کر گیتی کو ایسا لگا جیسے وہ بالکل اس کے نزدیک ہی ہو ،اس کی نرم ہتھیلیوں سے پسینہ پھوٹ پڑا اور فون پہ اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی ۔ وہ خاموش کھڑی پریشانی سے اپنے ہونٹ کچل رہی تھی کہ اس کی طویل خاموشی پر دوسری جانب سالار نے اسے بے تابی سے پکارا تھا،

ہیلو ! گیتی ! آپ میری بات سن رہی ہیں؟

اس کی آواز سن کر وہ ایک دم حواسوں میں آئی لیکن اسے ایک دم اتنی کمزوری محسوس ہوئی کہ اسے لگا کہ اس کی ٹانگیں بے جان ہو رہیں ہیں اور اس کا بوجھ سہارنے سے انکاری ۔ وہ ایک دم نزدیک پڑی کرسی پر ڈھے سی گئی جب کہ دوسری جانب وہ ابھی بھی اسے بے تابی سے پکار رہا تھا ۔ گیتی کو لگ رہا تھا اس کی پر تپش آواز سے اس کے کان کا پردہ جل رہا ہو اور اسی وحشت کے عالم میں وہ اسے ٹوک گئی،

آ۔۔۔آپ نے کیوں کال کی ہے؟

اس نے حتی الامکان لہجہ ہموار رکھنا چاہا لیکن کہیں نا کہیں لہجے اور آواز میں لرزش جھلک آئی ۔اس کی کیفیت محسوس کر کے وہ مسکرایا اور کہا،

آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لئے کال کی ہے۔

مسکراہٹ کا تاثر آواز اور لہجے دونوں سے جھلک رہا تھا ، گیتی کے دل میں ٹیس سی اٹھی ،اپنی بے بسی اور اس کی بے حسی پہ وہ کڑھ کے رہ گئی اور اسی کیفیت کے زیر اثر اس نے کہا تھا،

کچھ لوگ اتنے بے رحم ہوتے ہیں کسی کے ساتھ کتنا ہی برا کر لیں ان کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ان کے اس ایک اقدام سے کسی کی پوری زندگی برباد ہو گئ ۔ان کے اس ایک عمل کے باعث کسی نے کیا کچھ کھو دیا۔

وہ جو پہلے ہراساں تھی جب بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی،

اور ایک بات اچھی طرح کان کھول کر سن لیں اور اپنی خوش فہمی بھی دور کر لیں کہ جیسا آپ سوچ رہے ہیں نا میں ویسا ہونے نہیں دوں گی۔

اس کو غصہ شدید تھا لیکن عادتا "اور فطرتا "لہجہ اور آواز دونوں دھیمے تھے۔دوسری جانب سالار کی برداشت اس کے معاملے میں کمال کی تھی ،وہ اس کی کڑوی کسیلی ایسے سن رہا تھا جیسے وہ کوئی خوبصورت گیت سنا رہی ہو ۔اس کی بات کے اختتام پر اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے کہا،

اور میں کیا سوچ رہا ہوں؟

بھاری لہجہ ذو معنی تھا اور وہ جو غصے میں بول رہی تھی اس کی زبان تالو سے چپک گئی اور باقی الفاظ جیسے گم ہو گئے ۔وہ اپنا دھڑکتا دل سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان سی ہو گئی

جب کہ وہ اس کی خاموشی پر بولا،

آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں کیا سوچ رہا ہوں؟

بھاری لب و لہجے میں مسکراہٹ واضح تھی ،وہ روہانسی سی ہو کر اسے ٹوک گئی،

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی بس اتنا کہنا ہے کہ میں آپ سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتی تو کیوں میرے پیچھے پڑے ہیں, ہزاروں لڑکیاں آپ کو اپنے اسٹینڈرڈ کی مل جائیں گی تو آپ۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا سالار نے اس کی بات بیچ میں کاٹ دی،

ان میں سے کوئی گیتی آراء نہیں ہو گی۔

اس کا نام لیتے ہوئے اس کے بھاری لب و لہجے میں مٹھاس سی گھل گئی ،گیتی کو لگا اس کا تیز تیز دھڑکتا دل اتھاہ میں ڈوبا پھر ابھرا اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ۔وہ روہانسی سی آواز میں ایک مرتبہ پھر اسے ٹوکتے ہوئے کہنے لگی،

آپ کیوں کر رہے ہیں یہ سب ؟کیا ملے گا آپ کو ایسا کر کے ؟کیا بگاڑا ہے میں نے آپ کا ؟چین سے جینے کیوں نہیں دیتے مجھے ؟میں۔۔۔

اس کی بات بیچ میں پھر ادھوری رہ گئی جب سالار کی بھاری آواز ائیر پیس سے ابھری تھی،

محبت کرتا ہوں آپ سے ،اس لئے ،اپنا نام دینا چاہتا ہوں۔اس لئے ،اپنے نام کی چھت آپ کو دینا چاہتا ہوں ۔اس لئے،جو بدنامی ،میری وجہ سے آپ کے حصے میں آئی ہے اس کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں ۔اس لئے کر رہا ہوں یہ سب۔

وہ ایک جذب سے کہتا چلا گیا ،بھاری لب ولہجہ اس کی سچائی کا غماز تھا لیکن وہ اس دل کا کیا کرتی جو اس کی کسی بات کا یقین کرنے پر راضی نہیں تھا۔اس کی آنکھ سے ایک آنسو پھسلا اور ریشمی گال پہ بہہ کر اپنی وقعت کھو گیا لیکن وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر مضبوط لہجے اور ہموار آواز میں بولی،

جو کچھ بھی آپ کہہ رہے ہیں ان میں سے ایک بھی بات ممکن نہیں سمجھے آپ اور آئیندہ مجھے اس طرح کال کرنے کی اور اس طرح تحفے بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ترشی سے کہتے اس نے کال ڈسکنیکٹ کر دی اور گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا ۔کچھ دیر وہ اسی طرح بیٹھی اپنی کیفیت پہ قابو پانے کی کوشش

کر رہی تھی کہ فون کی بیل ایک مرتبہ پھر بج اٹھی ۔اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا ،کافی دیر بیل بجنے کے بعد بند ہو گئی لیکن وہ سکھ کا سانس لے بھی نہیں پائی تھی کہ بیل ایک مرتبہ پھر بج اٹھی ۔اس نے لرزتے ہاتھوں سے کال ریسیو کر لی اور اس کے ہیلو کے جواب میں چھوٹتے ہی کہا،

جی فرمایئے ! اب کیوں کال کی ہے آپ نے؟

لہجہ سپاٹ تھا ،آواز میں سختی نہیں تھی تو نرمی بھی نہیں تھی جب کہ اس کے انداز پر دوسری جانب مکمل خاموشی چھا گئی۔وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

میں آپ کو پہلے بھی بتا چکی ہوں ایک مرتبہ پھر بتا رہی ہوں کہ میں آپ سے کوئی تعلق رکھنا نہیں چاہتی I hope کے آپ اس بات کو سمجھیں گے اور آئندہ مجھے پریشان نہیں کریں گے۔

اس نے شائد زندگی میں پہلی مرتبہ کسی سے اس لہجے میں بات کی تھی ،فون بند کر کے اس نے اپنے آپ کو کمپوز کرنے کی کوشش کی ۔کچھ دیر اسی طرح بیٹھی گہرے سانس لیتی رہی پھر کرسی سے اٹھتے ہوئے مڑی اور اپنے پیچھے کھڑی نیہا کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی ۔نیہا اس کے پیچھے ہی کھڑی تھی ،ابھی آئی تھی کہ اسے دیر ہو گئی تھی اسے نہیں

معلوم تھا وہ پریشانی سے ہونٹ کاٹتی نیہا سے حد درجہ شرمندگی محسوس کر رہی تھی ۔ اسے یہی خیال پریشان کر رہا تھا کہ نیہا نے کچھ سنا تو نہیں اور اگر کچھ سنا تو وہ اس کے بارے میں کیا سوچے گی ،اپنی آکورڈ پوزیشن کا احساس اسے شرمندگی کے کوئیں میں دھکیل رہا تھا ۔ شرمندگی کے احساس سے اس کی خوبصورت آنکھیں نم ہو گئیں ،وہ سوچ رہی تھی کہ اگر نیہا اس سے کچھ سوال کرے گی تو وہ اسے کیا جواب دے گی اور اپنی صفائی میں کیا کہے گی اور کیا نیہا اس کی بات پر یقین بھی کرے گی یا نہیں ۔ وہ اسے کیسے یقین دلا پائے گی اس سب میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے ،وہ یہی سب سوچ رہی تھی جب نیہا کی چہکتی آواز اس کے نزدیک ہی گونجی تھی،

ارے واہ یہ پھول تو بڑے خوبصورت ہیں کس نے بھیجے ؟

ساتھ ہی بکے اٹھا کر ایک لمبا سانس لیتے ہوئے پھولوں کی دلفریب مہک اپنے اندر اتار لی،شرمندگی کے مارے گیتی کو رونا آ گیا ۔ نیہا کی نظر اس کی بھیگی آنکھوں پہ پڑی تو اس نے پھول واپس ٹیبل پر رکھتے ہوئے نرمی سے کہا،

گیتی Are you alright!

لیکن اب شائد گیتی کا ضبط جواب دے گیا تھا ،اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور وہ

کرسی پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ کر شدت سے رو پڑی ۔ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی،

نیہا اس سب میں میرا کوئی قصور نہیں ہے میں تو۔۔۔۔

کہتے ہوئے اس کی آواز گھٹ گئی جب کہ نیہا اس کے اس طرح شدت سے رونے پر بوکھلا گئی ،وہ آگے بڑھ کے اس کے سامنے بیٹھ گئی پھر نرمی سے کہا،

ارے یار ! گیتی ! رؤ تو مت ،بتاؤ تو ہوا کیا ہے؟

وہ اس کو تسلی دیتے ہوئے کہہ رہی تھی لیکن گیتی اس کی سنے بغیر روتے ہوئے کہہ رہی تھی،

انہوں نے پھول بھیجے ہیں۔

نیہا نے حیرانی سے پوچھا تھا،

کس نے؟

جواب میں اس جھجھکتے ہوئے کہا،

تمہارے کزن نے ،کل بھی بھیجے تھے میں نے اٹھا کر پھینک دیئے۔

اس نے سسکیاں بھرتے بمشکل بتایا تھا ، نیہا کو اس پر ترس بھی آیا اور پیار بھی لیکن اسے سمجھاتے ہوئے اس نے کہا،

اچھا رونا تو بند کرونا!

اس کے کہنے پر گیتی آراء نے چہرے پر سے ہاتھ ہٹائے اور اپنی آنکھیں رگڑ کے صاف کیں لیکن سسکیاں ابھی بھی جاری تھیں ۔ نیہا اس کے نرم ہاتھ سہلاتے ہوئے نرمی سے کہہ رہی تھی،

تم کہہ رہیں تھیں کہ سالار نے تمہیں پھول بھیجے جو تم نے پھینک دیئے۔

گیتی کا چہرہ انجانے احساس سے سرخ ہوا اور اس کا جھکا سر مزید جھک گیا جب کہ نیہا اسے سنجیدگی سے سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھی،

لیکن گیتی کسی کہ خلوص کا جواب اس طرح تو نہیں دیتے نا!

اس کا لہجہ نرم تھا لیکن اس میں سرزنش تھی ، گیتی آراء کو شرمندگی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ، وہ کچھ نہیں بولی تو نیہا نے بات بڑھاتے ہوئے کہا،

اور اتنے خوبصورت پھول تم نے پھینک دیئے ۔

اس کو جیسے افسوس ہوا جب کہ گیتی آراء عادت کے مطابق اپنے ہونٹ کچل رہی تھی ، وہ اسے حقیقت نہیں بتا سکتی تھی ، یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ سالار گردیزی سے وہ کسی بھی قسم کا تعلق رکھنے کی متحمل نہیں ہو سکتی ؛ وہ اس کو یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ اس کے اس رویئے کے پیچھے اصل وجہ کیا ہے ۔ وہ تو اس شخص کے سائے سے بھی دور بھاگتی ہے کجا اس کا کوئی بھی تحفہ قبول کرنا ۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبی تھی جب نیہا نے اس کا ہاتھ نرمی سے چھوا ، وہ حواسوں میں لوٹی جب کہ نیہا اس سے پوچھ رہی تھی ،

گیتی ! کیا سالار تم کو پسند نہیں ہے ؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsanay | Articles | Poetry | Interviews

وہ اس کے عین سامنے بیٹھی اس کی خوشنما آنکھوں میں جھانکتی اس سے مخاطب تھی ، گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا جب کہ چہرہ سرخ ہو گیا ، دل کی حالت عجیب ہو گئی ، ہاتھوں پیروں میں لرزش سی آگئی اور جسم جیسے شل سا ہو گیا ۔ نیہا اس کو بغور دیکھتے ہوئے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہی تھی ،

میں نے محسوس کیا ہے کہ تم اس سے کتراتی ہو کیا وجہ اس رویئے کی ، شروعات میں اس رویئے کو میں اس کی وجہ تمہاری جھجک سمجھتی تھی لیکن اب ایسا لگتا ہے جیسے تم اس سے خفا ہو اور جان کر اسے اگنور کر رہی ہو ؟ مجھے بتاؤ ایسا کیا ہے جو تم کو اندر ہی اندر

پریشان کر رہا ہے؟

اس کے صحیح تجزیے پر گیتی نے پریشان نظروں سے اس کی جانب دیکھا تھا، نیہا کی نظروں میں اب بھی اس کے لئے فکر اور تردد تھا۔ اب اسے کچھ تو کہنا تھا، نہایت سوچ سمجھ کر اس نے کہنا شروع کیا تھا،

تم ٹھیک کہہ رہی ہو نیہا! میں جان کر انہیں اگنور کر رہی ہوں، میں ان سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق استوار نہیں کر سکتی۔

نیہا نے اسے حیران نظروں سے دیکھا لیکن اسے ٹوکا نہیں، گیتی آراء نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

ابھی ان کو میرے ماضی کے بارے میں علم نہیں ہے لیکن کل کو کسی بھی رشتے میں بندھنے کے لئے محض محبت کافی نہیں ہوتی، اس کے لئے نام، خاندان اور بھی بہت ساری باتیں اہم ہوتیں ہیں۔ اس لئے میں مجبور ہوں اور پلیز تم بھی اس سب میں نہ پڑو، میں نہیں چاہتی کہ ہم دونوں کی دوستی میں کوئی بھی تیسرا آئے۔ پلیز میں تم سے ریکویسٹ کرتی ہوں اس ٹاپک پر مجھ سے بات مت کرنا۔

اس نے لجاجت سے کہا تھا ، نیہا نے اس کی بات تحمل سے سنی تھی ، تسلی کے لئے اس کے نرم گداز ہاتھ کو دھیرے سے سہلایا تھا ۔ گیتی نے نم نظروں سے اسے دیکھا تھا اور پھر اٹھ کر اندر کی سمت بڑھ گئی تھی جب کہ نیہا کی پر سوچ نظروں میں تردد تھا اور وہ یہ سوچ رہی تھی کہ ان سب باتوں کا انجام کیا ہو گا ؟ جس سالار گردیزی کو وہ جانتی تھی وہ ایسا نہیں تھا جیسا وہ اب ہو گیا تھا اور اس کی وجہ یقیناً گیتی آراء تھی اور اب گیتی آراء کے انکار کو وہ کس طرح لے گا یہ سوچ اسے پریشان کر رہی تھی۔ جس سالار کو وہ جانتی تھی بے حد ضدی تھا جب کسی چیز یا کام کے پیچھے پڑ جاتا تھا اسے حاصل کر کے ہی چھوڑتا تھا لیکن یہاں بات کسی چیز کی نہیں تھی بلکہ جیتی جاگتی انسان کی تھی اور یہی سب سوچیں نیہا کو فکر مند کر رہیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اگلے دن وہ دونوں شام کو سٹنگ روم میں بیٹھیں تھیں جب ملازمہ پھر ایک خوبصورت گلابوں کا بکے لئے چلی آئی اور گیتی آراء جو سالار کو اتنی باتیں سنا کر ڈھنگ سے مطمئن بھی نہیں ہو پائی تھی اس بکے کو دیکھ کر اس کا دل زور سے دھڑکا تھا ۔ دذدیدہ نظروں

سے نیہا کو دیکھا جو خود بھی بکے کو دیکھ رہی تھی ،اس کے چہرے پر حیرانی نہیں تھی بلکہ فکر اور تردد تھا ۔ملازمہ نے نیہا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

نیہا بی بی ! کوریئر سروس والے یہ دے گئے ہیں۔

نیہا نے سر ہلایا اور کہا،

ٹھیک ہے اس کو یہاں رکھ دو اور تم جاؤ۔

ملازمہ اس کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے سر ہلاتی بکے ٹیبل پر رکھ کر چلی گئی ۔نیہا نے ایک نظر گیتی آراء پر ڈالی ،وہ عادت کے مطابق اپنے ہونٹ کچل رہی تھی ابھی وہ کچھ کہتی کہ اس کا سیل فون بج اٹھا ۔نیہا نے چونک کر جب کہ گیتی نے خوفزدہ ہو کر سامنے ٹیبل پر رکھے نیہا کے سیل فون کو دیکھا جیسے وہ کوئی خطرناک سانپ ہو اور اسکرین پر جگمگاتا "سالار کالنگ" لکھا دیکھ کر اس کے خوف کی تصدیق بھی ہو گئی ۔اس کا بے قابو دل تیز تیز دھڑکنے لگا جب کہ نیہا نے کچھ سوچ کر کال پک کرتے ہوئے اسپیکر بھی آن کر دیا اور بظاہر خوشدلی سے پوچھا،

ہاں جی سالار گردیزی صاحب ! کیسے کال کی؟

کہتے ہوئے ایک نظر گیتی پر ڈالی جو نظریں جھکائے بیٹھی تھی ،انداز ایسا تھا جیسے موقع ملتے ہی بھاگ جائے گی لیکن قدم جیسے من من بھر کے ہو گئے تھے جب کہ دوسری جانب وہ کہہ رہا تھا،

تمہاری خیریت پتہ کرنے کے لئے کال کی ہے۔

اس کی بات کے جواب میں وہ اس کو سرزنش کرتے ہوئے بولی،

میری خیریت ! غلط بیانی ذرا کم کیا کرو۔

کہتے ہوئے پھر گیتی آراء کے نروس چہرے پر ایک نظر ڈالی جب کہ وہ شاکی انداز میں کہہ رہا تھا،

کیا مطلب میں تمہاری خیریت معلوم کرنے کے لئے کال نہیں کر سکتا؟

وہ اطمینان سے جواب میں کہنے لگی،

بالکل بھی نہیں کیونکہ ایک تو تم اتنی فار میلیٹیز میں پڑتے نہیں ،دوسرے تم اتنے کرٹئیں نہیں اور تیسرے ہم روزانہ آفس میں مل لیتے ہیں تو خیریت پتہ چل ہی جاتی ہے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے جیسے اس کی کھنچائی کی جب کہ وہ اس کی باتوں کے جواب میں برا مانے بغیر زور سے ہنس دیا اور کہا،

میری برائیوں کے علاوہ بھی کچھ کر لیا کرو۔

وہ زور سے ہنسی اور کہا،

میں کیا کروں آج کل تو تم ہی سب کچھ کرتے پھر رہے ہو۔

اس کی بات پر وہ محظوظ ہو کر مسکرایا اور پوچھا،

اچھا یہ بتاؤ کہ اس کو پھول مل گئے؟

اس سوال پر نیہا نے گیتی پر ایک نظر ڈالی جو خوفزدہ سی اسے دیکھ رہی تھی اور ایک گہرا سانس لیتے ہوئے کہا،

ہاں بالکل مل گئے۔

وہ خوش ہوا اور پوچھا،

اچھا کیا کہا اس نے؟

نیہا نے سنجیدگی سے کہا،

سالار ! یہ بات تم خود کیوں نہیں پوچھ لیتے؟

گیتی نے ہراساں نظروں سے اسے دیکھا تھا جب کہ اس کی سنجیدگی کے جواب میں وہ بھی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا،

اسی سے پوچھوں گا لیکن ابھی وہ تھوڑی ڈسٹرب ہے اس لئے تم سے پوچھ رہا ہوں۔

نیہا نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور گیتی کی سمت دیکھتے ہوئے کہا،

ویسے کیا وقت آگیا ہے کہ سالار گردیزی کو کسی بھی لڑکی سے بات کرنے کے لئے اتنی محنت کرنی پڑ رہی ہے اس کا مطلب ہے وہ لڑکی واقعی بہت اسپیشل ہے۔

اس نے بظاہر شگفتہ انداز میں یہ بات کہی تھی وہ سالار سے کسی بھی قسم کی نیگیٹو بات کر کے اس کی ضد کو ہوا نہیں دینا چاہتی تھی اس لئے اس سے اس طرح بات کر رہی تھی جب کہ گیتی کو لگ رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہو جائے گی ،اس نے ایک چور نظر نیہا پر ڈالی جو سالار کی بات سنجیدگی سے سن رہی تھی جو کہہ رہا تھا،

ہاں وہ واقعی بہت اسپیشل ہے ،دل کے کسی نہاں خانے میں احتیاط سے رکھنے کے

قابل۔

اس کے بھاری لب و لہجے جس میں گیتی کے لئے بے حد محبت اور احترام تھا لیکن گیتی کو محض انا اور گھمنڈ لگ رہا تھا۔ نیہا نے گیتی کو دیکھا جو سرخ چہرہ جھکائے بیٹھی تھی اور گفتگو سمیٹتے ہوئے کہا،

مسٹر ! آپ یہ باتیں خود اس سے کہیئے گا۔

جواب میں وہ اسی مطمئن انداز میں کہہ رہا تھا،

اس سے بھی کر لوں گا۔

گیتی کو لگا جیسے وہ مسکرایا ہو ،اسے نیہا سے عجیب طرح کی شرمندگی محسوس ہوئی اور وہ بنا کچھ کہے خاموشی سے وہاں سے اٹھ گئی ۔نیہا نے اسے خاموشی سے اٹھ کر جاتے دیکھا تھا وہ چاہ کر بھی اسے روک نہیں پائی تھی۔

وہ آج کئی دن بعد یہاں آئی تھی ، پچھلے دنوں گھر پر ہی تھی لیکن ایک بے نام سی بے

کلی اور بے چینی تھی جس نے اس کی ذات کا احاطہ کیا ہوا تھا ۔ وجہ وہ جانتی تھی اور اس وجہ سے وہ فکر مند ہونے کے ساتھ ساتھ خوفزدہ بھی تھی ۔ اس دن کے بعد سے نیہا نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا لیکن گیتی کو اس کی نظروں میں انگنت سوال نظر آتے تھے جن میں سے ایک کا جواب بھی اس کے پاس نہیں تھا اور اب جب اس کے زخم بھر گئے تھے تو وہ ایک مرتبہ پھر وہاں آگئی تھی گو نیہا نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا لیکن اسے اپنے وعدے کا پاس تھا ۔ ریسیپشن سے کریئٹو ٹیم کا پتہ کر کے وہ اس سیٹ پر چلی آئی تھی جہاں وہ سب اس ایڈ کی شوٹنگ میں مصروف تھے ۔ یہ وہی ایڈ تھا جس کے سیٹ پر اسے چوٹ لگی تھی ، آج بھی یہاں معمول کی ہلچل تھی جو اس طرح کے کسی بھی سیٹ کا حصہ ہوتی ہے ۔ اب یہ سیٹ مکمل ہو کر شوٹنگ کے مراحل میں پہنچ گیا تھا ، ایک طرف کریئٹو ٹیم، ڈائریکٹر اور ٹیکنیشنز کھڑے تھے اور ان سب کے ساتھ وہ اپنی شاندار شخصیت کے ساتھ ان سب کے درمیان موجود مختلف ڈیٹیلز ڈسکس کرتا نظر آگیا ۔ اس کی نظر گیتی آراء پر نہیں پڑی تھی جب کہ گیتی کا دل اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح زور سے دھڑکا تھا ۔ وہ اس کی نظروں سے بچتے ہوئے آگے بڑھ آئی تھی ، نظروں ہی نظروں میں نیہا کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اسے کہیں نظر نہ آئی شائد لنچ پر تھی یا پھر کسی کلائنٹ کے ساتھ میٹنگ میں ۔ وہ آگے بڑھ رہی تھی جب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سامنے سے آتی ٹینا کی نظر اس پر پڑی اور اسے دیکھتے ہی اس نے خیر مقدمی مسکراہٹ کے ساتھ اسے خوش آمدید کہا اور اس کی خیریت پوچھی تھی ،

ارے ! گیتی تم !! کیسی ہو تم ؟ زخم کیسا ہے اب؟

اس کے پے در پے سوالوں پر وہ دھیرے سے مسکرائی اور کہا،

اب بہتر ہے۔

ٹینا نے اپنے مخصوص انداز میں اپنے چشمے کو انگلی کی مدد سے ٹھیک کرتے ہوئے کہا،

گڈ ! اچھا لگا سن کر کہ تم اب ٹھیک ہو۔

اس کی بات کے جواب میں وہ محض مسکرا کے رہ گئی ۔اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ کہتی کہ وہ ماڈل جو اس ایڈ میں ایکٹ کر رہی تھی ،اس کی تیز آواز نے ان دونوں کو ہی متوجہ کر لیا ۔ان دونوں نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اس حصے کی جانب بڑھ گئیں جو ڈریسنگ روم کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا ۔وہاں پہنچ کر ان دونوں کی حیرانی میں مزید اضافہ ہو گیا جب دیکھا کہ وہ ماڈل جس کا نام نرمل تھا میک اپ آرٹسٹ پر بری طرح برس رہی تھی ،ٹینا نے گھبرا کر اسے مخاطب کیا،

www.neweramagazine.com

Email: Neramag@gmail.com

نرمل !کیا ہوا ہے ؟اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو ؟

ٹینا کے مخاطب کرنے پر وہ طیش میں آکر اس کی جانب پلٹی اور غصیلے انداز میں کہا،

میں اس میک اپ آرٹسٹ سے میک اپ نہیں کرواؤں گی مجھے ابھی اپنا میک آرٹسٹ چاہئے۔

گیتی نے گہرا سانس لیا جب کہ ٹینا نے اس کو جواب دیتے ہوئے کہا،

سوری نرمل !تم جانتی ہو کہ باس کو یہ پسند نہیں ہے کہ ان کے ایڈ میں کوئی اور ان کی ماڈل کا میک اپ کرے۔

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے نرمل غصے سے اس کی بات کاٹ گئی،

وہاٹ ڈومین کوئی اور ؟وہ میرا میک اپ آرٹسٹ ہے جو میری اسکن سے لے کر میری ڈیمانڈز اچھی طرح جانتا ہے۔

اس کے غصے کے جواب میں ٹینا نے اتنے ہی ٹھنڈے انداز میں جواب دیا،

سوری ڈئیر !یہ ہماری کمپنی کا رول ہے کہ ہمارے ایڈ کی شوٹ پر میک اپ آرٹسٹ بھی ہمارا ہی ہوگا اور یہ رول تم بھی اچھی طرح جانتی ہو۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے خاصے تفصیل سے دوٹوک جواب دیا تھا اس کے باوجود نرمل نے تنک کر کہا،

وہاٹ ربش ! کیسا واہیات رول ہے مجھے نہیں کروانا کسی اور سے میک اپ ، مجھے اپنا میک اپ آرٹسٹ ہی چاہیئے۔

اس کی بدتہذیبی کے باوجود ٹینا نے تحمل سے کہا،

آخر اس میک اپ آرٹسٹ میں کیا برائی ہے ؟ کچھ بتاؤ تو؟

اس کے سوال پر نرمل نے خونخوار انداز میں اس میک اپ آرٹسٹ کو دیکھا جو سر جھکائے مجبور سے تاثرات چہرے پر سجائے کھڑی تھی ۔ گیتی کو اس کی قابل رحم حالت پر ترس آیا ، نجانے بچاری کی کیا مجبوری تھی جو وہ یہاں کام کر رہی تھی اور نرمل جیسے لوگوں کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ انہی سوچوں میں کھوئی تھی جب نرمل کی تیز آواز پر واپس حواس میں آئی جب کہ وہ ابھی بھی اس میک اپ آرٹسٹ پر جس کا نام نمرہ تھا برس رہی تھی اور ٹینا کے پوچھنے پر کہہ رہی تھی،

میں کیا بتاؤں ؟ یہ تم اس دو ٹکے کی میک اپ آرٹسٹ سے پوچھو جو مجھے بتا رہی ہے کہ میک اپ کیسے ہوتا ہے ؟اب یہ مجھے بتائے گی کہ مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں؟

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے ایک خونخوار نظر نمرہ پر ڈالی ،وہ شرمندگی سے اپنے ہونٹ کچل رہی تھی جب کہ ٹینا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

نمرہ !کیا ہوا ہے؟

ٹینا کے پوچھنے پر نمرہ نے بمشکل روہانسے لہجے میں کہا،

میم !میں نے تو نرمل میم سے بس اتنا کہا تھا کہ وہ اپنا لک تھوڑا نیچرل رکھیں جو اس ایڈ کی ڈیمانڈ ہے اور۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب نرمل نے اس کی بات غصے سے کاٹ دی،

اوہ جسٹ شٹ اپ!

اس سے پہلے کہ وہ مزید گل فشانی کرتی کہ گیتی آراء نے اسے ٹوک دیا،

یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا ،آپ کو تمیز نہیں ہے کسی سے بات کرنے کی اور نمرہ اپنے کام کو اچھی طرح سمجھتی ہیں اس لئے بحیثیت پروفیشنل وہ آپ کو ایڈوائز کرنا اپنا فرض سمجھتی ہیں۔

اس نے خاصے اعتماد سے اپنی بات مکمل کی تھی گو عادتاً" لہجہ دھیما تھا مگر دوٹوک اور

مضبوط تھا ۔اب نرمل کی خونخوار نظروں کا رخ گیتی آراء کی سمت ہو گیا ۔اس نے سر سے پیر تک بڑی سی گلابی شال نما چادر میں چھپے وجود پر ایک طنز بھری نظر ڈالی تھی اور کہا،

اب تم بھی اس دو ٹکے کی لڑکی کی طرف داری کرو گی اور تم ہوتی کون ہو مجھے بتانے والی ؟ہاں !

غصے سے اس کی آواز اچھی خاصی اونچی ہو گئی جب کہ ٹینا دبے الفاظ میں نرمل کو سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھی،

پلیز نرمل calm ڈاؤن !تم غصہ مت ہو میں۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب نرمل نے اپنے ہاتھ میں تھما ہئیر برش پوری قوت سے زمین پر دے مارا جو گیتی کے پیروں کے پاس گرا تھا ،وہ گھبرا کے پیچھے ہٹی تھی اور اسی گھبراہٹ میں لڑکھڑائی اور اس کی پشت اسی وقت وہاں آکر کھڑے ہوئے سالار کے سینے سے ٹکرائی ۔سالار نے بروقت اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اسے سنبھالا تھا اور اس سے پوچھا،

آر یو آلرائٹ؟

اور وہ جو اس سے ٹکرا جانے پر ہی سٹپٹا گئی تھی اس کے براہ راست مخاطب کرنے پر مزید گھبرا گئی ، غیر محسوس انداز میں اپنے آپ کو اس کی گرفت سے چھڑوانا چاہا اور وہ جو اتنے دنوں بعد اسے دیکھ کر اپنی نظروں کی پیاس بجھا رہا تھا ، اس کے کسمسانے پر نرمی سے اس کے شانوں سے ہاتھ ہٹا گیا اور ٹینا ، نرمل اور نمرہ پر ایک نظر ڈالتے ہوئے پوچھا،

کیا ہو رہا ہے یہ سب؟

اس کے اچانک مخاطب کرنے پر وہ تینوں بھی اس کی سمت متوجہ ہوئیں تھیں جب کہ گیتی اپنا ڈھلکتا آنچل درست کرتے ہوئے سائڈ میں ہو گئی تھی ۔ دل اچانک بڑی زور سے دھڑکا تھا ، وہ اپنی بے ہنگم دھڑکنوں پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی جب کہ ٹینا اس سے پہلے سالار کو کچھ بتاتی نرمل نے اپنے خاص ناز و ادا سے اس کو اپنی جانب متوجہ کر لیا اور اس کے بازو کو اپنے ہاتھ کی نرم گرفت میں لیتے ہوئے ناز بھرے انداز میں اس سے مخاطب ہوئی،

اوہ جان ! اچھا ہوا تم آ گئے ، دیکھو نا ! یہاں کوئی کام پراپرلی نہیں ہو رہا ، تمہارا اسٹاف

بہت ہی ان پروفیشنل ہے۔

اس نے منہ بنا کے جس طرح لاڈ سے کہا تھا ،ٹینا نے حیرانی سے اسے دیکھا جب کہ گیتی آراء نے سٹپٹا کر اپنا رخ موڑ لیا ۔ سالار نے ایک نظر اپنے بازو پر رکھے اس کے ہاتھ کو دیکھا اور دوسری نظر رخ موڑے کھڑی گیتی آراء پر ڈالی پھر سہولت سے اپنے بازو کو اس کے ہاتھ کی گرفت سے نکالتے ہوئے کہا،

مجھے اپنے اسٹاف کا پتہ ہے ،میں یہ بھی جانتا ہوں کس کے کام کرنے کا کیا طریقہ ہے لیکن تم کس بات پر اتنا غصہ کر رہی ہو؟

اس نے اپنے مخصوص دوٹوک انداز میں اس سے پوچھا تھا جب کہ اس کے انداز پر نرمل اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا رہی تھی لیکن بظاہر مسکراتے ہوئے بولی،

دیکھو نا ! تمہاری میک اپ آرٹسٹ نے میرے میک اپ کا ستیاناس کر دیا اوپر سے تمہاری یہ ''مس وہاٹ سوایور'' مجھے یہ بتا رہی ہے کہ اس کمرشل کی کیا ڈیمانڈ ہے ۔

اس نے پہلے پریشان سی کھڑی نمرہ کو گھورا پھر رخ موڑے کھڑی گیتی پر ایک خونخوار نظر ڈالی جب کہ سالار نے اس کا انداز نوٹ کیا اس کے باوجود تحمل سے کہا،

میک اپ بالکل ٹھیک ہے جس طرح کا یہ ایڈ ہے اس حساب سے بالکل پرفیکٹ ہے اور اب تم بھی فضول باتیں چھوڑو اینڈ ہری اپ دیر ہو رہی ہے سب کچھ ریڈی ہے۔

اس کے دوٹوک انداز پر وہ حیران ہوئی پھر غصے سے بولی،

سالار ! میں یہ ایڈ نہیں کروں گی ، یا تو میرے میک اپ آرٹسٹ کو بلواؤ ، وہ میرا میک اپ میرے حساب سے کرے ورنہ مجھے نہیں کرنا یہ ایڈ۔

وہ غصے سے بول رہی تھی ، لہجے سے تکبر اور آواز سے غرور جھلک رہا تھا۔ اسے جیسے امید تھی کہ وہ اس کی بات فوراً مان لے گا ، اس کے برعکس اس نے اپنے مخصوص دو ٹوک انداز میں کہا تھا،

فائن ! یور چوائس ! میں تم کو انسسٹ نہیں کروں گا۔

اس کے انداز پر ٹینا اور نمرہ حیران ہوئیں جب کہ نرمل اپنی جگہ بت بن گئی وہیں گیتی نے بھی اس کا انداز نوٹ کیا۔ اس وقت وہ اسے وہی انا پرست ، گھمنڈی اور مغرور سالار لگا تھا جیسا پہلی ملاقات میں لگا تھا۔ چند لمحے نرمل اسے گھورتی رہی تھی پھر تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی گئی تھی ، ٹینا نے گھبرا کر اس کے پیچھے جانا چاہا لیکن سالار

نے اسے روک دیا،

رہنے دو ! جانے دو اسے۔

ٹینا نے گھبرا کے کہنا چاہا،

لیکن باس ! وہ۔۔۔

سالار نے اسے دیکھا تو وہ وضاحت دیتے ہوئے کہنے لگی،

باس وہ اس طرح عین وقت پر منع کر گئیں جب کہ دوسری کسی ماڈل کو سائن کرنے میں وقت لگے گا جب کہ کلائنٹ کو ایڈ اس ویک کے اینڈ تک ریڈی کر کے دینا ہے۔

اس لمبی چوڑی تفصیل کے جواب میں بھی اس نے اطمینان سے کہا،

میں جانتا ہوں وہ واپس آئے گی !No worries۔

گیتی آراء نے حیرانی سے اس کا مطمئن انداز دیکھا تھا ، وہ اتنے اطمینان سے کھڑا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ورنہ عموماً لوگ ایسی بات پر اچھا خاصا واویلا کرتے ہیں ، اپنے نقصان کا رونا روتے ہیں اور تو اور ایک عام سے میک اپ آرٹسٹ کے لئے اس نے اپنی ٹاپ ماڈل کو ناراض کر دیا ۔ یہ سالار گردیزی کا کون سا روپ تھا ، وہ حیرانی سے اسے دیکھ رہی

تھی جب کہ وہ اسی اطمینان سے اپنی بات کی وضاحت دیتے ہوئے کہہ رہا تھا،

وہ یہ بات اچھی طرح جانتی ہے کہ کانٹریکٹ کی رو سے اگر وہ quit کرے گی تو اسے نہ صرف پینلٹی دینی پڑے گی جو وہ ہر گز بھی نہیں دے گی بلکہ اگلی مرتبہ ہمارے ساتھ کوئی بھی کانٹریکٹ کرنے کی صورت میں فری آف چارج کام کرنا پڑے گا اس لئے ریلیکس!

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلیئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلیئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

اس نے ٹینا کو سمجھایا ،ٹینا نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا اور نمرہ کے ساتھ وہاں سے چلی گئی ،گیتی آراء جو اس کے اطمینان پر حیران ہو رہی تھی ،اس نے بھی ان دونوں کے پیچھے جانا چاہا اور تبھی اس کی بھاری آواز اسے اپنے پیچھے سنائی دی اور اسے لگا کہ اس کے قدم جیسے زمین نے جکڑ لئے ہیں جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

ویلکم بیک !اب زخم کیسا ہے آپ کا؟

گیتی آراء کا دل چاہا وہ وہاں سے غائب ہو جائے یا کم از کم اسے نظر نہ آئے لیکن ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی بات ممکن نہیں تھی ۔وہ خاموش رہی تو وہ مضبوط قدم اٹھاتا اس کے برابر آکر رک گیا اور اس کے خوبصورت چہرے کو اپنی مخمور نظروں کی گرفت میں لیتے ہوئے پھر پوچھا،

آپ نے بتایا نہیں؟

گیتی نے اس کی جانب نہیں دیکھا لیکن ترش لہجے میں اسے جواب دیتے ہوئے کہا،

میں آپ کو جواب دینے کی پابند نہیں ہوں اور آپ کسی خوش فہمی میں مت رہیئے گا ، میں یہاں صرف نیہا کی خاطر آئی ہوں کہ اس سے وعدہ کیا ہے میں نے۔

اس کے دھیمے لہجے میں بلا کی کاٹ تھی جب کہ سالار کے ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی گرفت میں آ گئے ، گیتی آراء نے حیرانی سے اس کے ہونٹوں پہ کھلتی مسکراہٹ کو دیکھا جب کہ وہ اطمینان سے اس کی سمت ذرا سا جھکتے ہوئے کہہ رہا تھا،

اچھا ہوا کہ آپ نے میری یہ خوش فہمی دور کر دی لیکن میں بھی آپ کی غلط فہمی دور کر دینا چاہتا ہوں۔

گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا اس کی ہمت نہ ہوئی نظریں اٹھانے کی جب کہ وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

آپ کے اس رویئے سے دلبر داشتہ ہو کر میں ہر گز بھی پیچھے نہیں ہٹوں گا ،اس بات کا اندازہ تو آپ کو پچھلے ایک ہفتے میں ہو گیا ہو گا۔

اس نے دلچسپی سے اس کے خوبصورت چہرے کے تاثرات جانچے تھے جب کہ اس کے انداز اور نظروں کے علاوہ اس کے جملوں پہ گیتی آراء کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی ۔وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس کا اشارہ کس طرف ہے جس طرح مستقل مزاجی سے پورا ہفتہ اس نے اس کے لئے پھول بھیجے تھے وہ اس بات کا گواہ تھا کہ وہ ہر گز بھی پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہے .وہ سوچ رہی تھی اور وہ اس کے

خوبصورت چہرے پر بکھرے گھبراہٹ کے رنگوں کو دیکھتا اور اس کو اپنی نظروں کی گرفت میں لئے لئے بولا،

میری ضد کا اندازہ تو آپ کو اچھی طرح ہو گیا ہو گا لیکن ایک مرتبہ پھر بتا دوں کہ ایک بار جو میں ٹھان لیتا ہوں وہ پورا کر کے ہی چھوڑتا ہوں۔

اس کی خوف سے پھیلی ستارہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا جب کہ اس کے الفاظ گیتی آراء کے دل میں ترازو ہو گئے خوبصورت آنکھوں میں نمی تیر گئی اور اس نے اسی کیفیت کے زیر اثر کہا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے جو آپ ٹھان لیتے ہیں وہ پورا کر کے رہتے ہیں پھر چاہے ویسا کرنے سے کسی کا کتنا بھی نقصان ہو جائے آپ کو کیا پرواہ۔

ضبط کے باوجود گھنی پلکوں کی باڑھ توڑ کے ایک آنسو اس کے ریشمی رخسار پر پھسلا اور اپنی وقعت کھو گیا اور وہ بنا اس پر اگلی نظر ڈالے اس کے نزدیک سے نکل کر وہاں سے چلی گئی ۔اس کی نظروں کے تاثر پر وہ فکر مند سا ہوا پھر اس کی فکر مندی پریشانی میں بدل گئی ۔وہ پر سوچ انداز میں اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس راستے پر نظریں جمائے ہوئے تھا جس طرف سے وہ گئی تھی ۔اس کو اب افسوس ہو رہا تھا کہ

اسے وہ سب اس سے نہیں کہنا چاہیئے تھا ۔اس کی دلکش آنکھوں میں سوچ کا تاثر ٹھہرا تھا ،وہ انہی سوچوں میں ڈوبا رہتا جب اس کا ڈائریکٹر وہاں چلا آیا اور اس سے آگے کی ڈیٹیلز ڈسکس کرنے لگا تو وہ بھی اپنی سوچوں کو جھٹک کر اس کی سمت متوجہ ہو گیا۔

وہ آج بھی آفس آئی تھی ،وہاں آج بھی معمول کی چہل پہل تھی ؛وہ سیٹ پر چلی آئی جہاں اسی آیڈ کی شوٹنگ زور و شور سے جاری تھی اور نرمل بھی وہاں پہلے سے موجود زور و شور سے شاٹ دینے میں مصروف تھی ۔گیتی کی حیرت کی انتہا نہ رہی اسے وہاں دیکھ کر جب کہ سالار کے کہے الفاظ کی تصدیق بھی ہو گئی کہ واقعی وہ یہ ایڈ نہیں چھوڑے گی ۔وہ سر ہلاتی میک اپ روم کی سمت آ گئی جہاں اس بچے کی نینی اس بچے کو سنبھالنے میں ناکام ہو رہی تھی جو نرمل کے ساتھ اس ایڈ میں پرفارم کر رہا تھا ۔وہ چند لمحے اس کیوٹ سے بچے کو دیکھتی رہی جو نینی کی گود میں مچل مچل کر رو رہا تھا اور کسی صورت اس کے قابو میں نہیں آ رہا تھا ۔وہ مسکرائی پھر آگے بڑھ کر روتے بسورتے بے بی کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا جب کہ روتے ہوئے بے بی کو سنبھالنے میں ہلکان ہوئی نینی نے حیران ہو کر اسے دیکھا تھا لیکن وہ بے حد محبت سے روتے ہوئے بے بی کو

بہلا رہی تھی ۔ حیران کن طور پر بچہ اس کی گود میں آتے ہی خاموش ہو گیا ، وہ بڑی محبت سے اس بچے سے باتیں کر رہی تھی جیسے وہ اس کی بات اچھی طرح سمجھ رہا ہو اور وہ بچہ بھی اسے ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اس کی ساری باتیں اسے سمجھ آ رہیں ہیں اور تبھی اس نے اسے گدگدایا اور وہ کھلکھلا کر ہنسا جب کہ اس کو ہنستا دیکھ کر گیتی کے ہونٹوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی اور اس طرف آتا سالار اسے اس پیارے سے بے بی کے ساتھ اس طرح مصروف دیکھ کر ٹھٹھک کر وہیں رک گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس کیوٹ سے بچے کے ساتھ مصروف تھی جب کہ اس طرف آتا سالار اسے اس طرح اس بچے کے ساتھ مصروف دیکھ کر ٹھٹھکا اور وہیں رک گیا ۔ اس کی نگاہ گیتی آراء کے خوبصورت چہرے پر ٹھہر گئی ، گیتی کے چہرے پر کھلتی الوہی مسکراہٹ اس لمحے اسے مزید خوبصورت بنا رہی تھی ۔ اس کے ساتھ ہی اس طرف آتی نیہا نے اس کی محویت نوٹ کرتے ہوئے اسے دیکھا پھر شرارت سے مسکراتے ہوئے ہلکے سے کھنکھاری ۔ وہ ایک دم حواسوں میں آیا اور بدمزہ سا ہو کر اسے دیکھا جو شرارت سے مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے متوجہ ہونے پر شرارت سے پر لہجے

میں کہا،

نرمل کے بجائے گیتی کو اس ایڈ میں لینا چاہئے تھا،

سالار نے نا سمجھ میں آنے والے انداز میں اسے دیکھا تو وہ بات آگے بڑھاتے ہوئے کہنے لگی،

دیکھو تو کتنے پیار سے اس بے بی کو سنبھال رکھا ہے۔

سالار نے گھور کر اسے دیکھا جو مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہی تھی اور کہا،

تم میری جاسوسی کر رہی ہو؟

جواب میں وہ اپنے مخصوص انداز میں اسے چڑاتے ہوئے کہہ رہی تھی،

مجھے کیا ضرورت ہے تمہاری جاسوسی کی انفیکٹ تمہاری کیفیت کے پوسٹرز تو تمہارے چہرے پر لگے ہیں۔

وہ اپنی آنکھیں گھماتے ہوئے کہہ رہی تھی ،سالار نے زچ ہو کر اسے دیکھا اور کہا،

تم جاؤ ! مجھے گیتی سے بات کرنی ہے۔

اوہو!!!

نیہا نے اوہو کو لمبا کھینچا اور بات جاری رکھتے ہوئے،

تم زیادہ ہی تیز نہیں جا رہے مسٹر!

اس کی بات کے جواب میں سالار نے مطمئن لہجے میں کہا،

ایسے معاملات میں تیزی ہی دکھانی پڑتی ہے اور۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب ٹینا نے نیہا کو بلا لیا ،نیہا نے سالار کو تنبیہہ کرتے ہوئے کہا،

دیکھو اس کو زیادہ پریشان مت کرنا۔

انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا ،اس کے انداز پر وہ مسکرایا اور کہا،

جاؤ تم!

وہ بھی اسی کے انداز میں بولی،

جا رہی ہوں لیکن مجھے کوئی شکایت نہ ملے۔

وہ کھل کر مسکرایا اور کندھے جھٹک دیئے ،وہ وارننگ دیتی نظروں سے اسے دیکھتی

وہاں سے چلی گئی اور وہ ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اس سمت بڑھ گیا جہاں وہ اب تک اس بے بی کے ساتھ مصروف تھی ۔ وہ مگن سی ابھی بھی اس بچے کو بہلانے کی کوشش کر رہی تھی جب وہ اس کے نزدیک عین پیچھے جا رکا لیکن وہ اتنی مگن تھی کہ اسے سالار کے آنے کا پتہ ہی نہیں چلا ۔ وہ آہستگی سے کھنکھارا تو وہ چونکی اور ہمیشہ کی طرح اس کی آمد پر سہم سی گئی ، دھڑکنوں میں ارتعاش سا ہوا اور ہاتھ پیر شل ہو گئے ۔ وہ دلچسپی سے اس کے خوبصورت چہرے پر بکھرے گھبراہٹ کے رنگ دیکھتے ہوئے محظوظ ہو رہا تھا، اس کی نظروں کے ارتکاز پر گیتی ارء نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں ۔ وہ اس کی جھکی پلکوں پہ نظریں جمائے کہہ رہا تھا،

آپ کو بچے اچھے لگتے ہیں؟

وہ اس کو جواب نہیں دینا چاہتی تھی لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اگر اسے جواب نہیں دے گی تو وہ اس کو اسی طرح زچ کرتا رہے گا اس لئے بنا اس کی جانب دیکھے بے بی پر اپنی توجہ مرکوز کئے اس نے کہا،

بچے تو ہر کسی کو اچھے لگتے ہیں اس لئے مجھے بھی اچھے لگتے ہیں۔

اس نے جیسے جان چھڑانی چاہی جب کہ وہ تو جیسے پوری فرصت سے اس سے جیسے اسی

موضوع پر گفتگو کرنے آیا تھا اب بھی بظاہر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا،

وجہ ؟؟؟

گیتی نے ایک نظر اس پہ ڈالی ، وہ اپنی مخمور ، نشیلی ، دلکش ، سرخ ڈوروں سے سجی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔ گیتی کا دل زور سے دھڑکا اس نے نظریں دوبارہ جھکا لیں اور جیسے مجبوراً لیکن سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا،

بچے بے حد معصوم ہوتے ہیں ان کی معصومیت ہی ہوتی ہے جس کے باعث وہ سب کو اچھے لگتے ہیں۔

وہ ایک جذب سے بول رہی تھی اور بولتے بولتے اس کے گداز ہونٹوں پہ الوہی سی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی ۔ اس لمحے وہ جیسے یہ بھی بھول گئی تھی کہ وہ کس سے مخاطب ہے جب کہ وہ پوری دلچسپی اور دلجمعی سے اس کے خوبصورت چہرے پر بکھرے معصومیت بھرے رنگ بغور دیکھ رہا تھا ۔ وہ اس وقت بھی اس بے بی کو گود میں لئے اس کے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر رہی تھی، سالار کو اس لمحے وہ چہرہ دنیا کا حسین ترین چہرہ لگا ۔ اس نے محویت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شائد یہی وجہ ہے جو آپ بھی سب کو اچھی لگتی ہیں۔

کہتے ہوئے اس کی سمت قدرے جھکا اور آہستگی سے اس کے کان کے نزدیک سرگوشی کے سے انداز میں کہا ۔اس کی قربت اور نظریں ہی کافی نہیں تھیں کہ اس کے لہجے کا تاثر بھی اس کے دل کی دنیا تہہ بالا کر گیا ۔وہ اس کی جانب سے رخ موڑ گئی جب کہ دل پر ایک نامانوس سی کیفیت چھانے لگی ،وہی کیفیت جو اس کو پچھلے چند دنوں سے اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھی جب کہ وہ اپنی اس کیفیت کو سمجھتے ہوئے اپنے آپ سے بھی جیسے خوفزدہ تھی ۔اس کے اس طرح رخ موڑنے پر وہ مسکرایا اور اسی انداز میں اس کے نزدیک جھکتے ہوئے کہا،

آپ کے اچھا لگنے کی بھی یقیناً یہی وجہ ہے کہ آپ بے حد معصوم ہیں اور آپ کی یہ معصومیت ہی آپ کو دیگر میں ممتاز کرتی ہے۔

اس کی بھاری سرگوشی اس کے نزدیک ہی گونجی اور اس کا دل جو پہلے ہی بے قابو تھا مزید بے قابو ہو کر تیزی سے دھڑکنے لگا ۔اس نے گھبراہٹ میں ذرا سا رخ موڑ کر سالار کی جانب دیکھا ، وہ اپنی دلکش آنکھوں میں انوکھے رنگ لئے اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔اس کی سحر انگیز نظریں گیتی آراء کے دلکش چہرے پر جمیں تھیں جو اس کی

نظروں کی حدت سے سرخ ہو رہا تھا اور اس لمحے کچھ اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا ۔

اس کی پر حدت نظروں کی تپش پر گیتی آراء نے سٹپٹا کر ایک مرتبہ پھر نظریں جھکا لیں ،اسے لگ رہا تھا اس ک دل ہاتھوں پیروں میں دھڑک رہا ہے جب کہ سالار اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے مسکرایا اور اس کی گود میں موجود بے بی کے نرم ملائم گال پر اپنی شہادت کی انگلی پھیرتے ہوئے کہا،

ٹھیک کہا نا میں نے !Hey Buddy۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بات کے جواب میں وہ گیتی آراء کے شانے میں اپنا چہرہ چھپا گیا اور ایسا کرنے پر سالار کی بھاری ہنسی اطراف میں گونج گئی ، گیتی کا دل اس کی دلکش ہنسی کی آواز پر اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ۔ اس نے جھکی جھکی پلکوں کے درمیان بے فکری سے اسے ہنستے ہوئے دیکھا ،ایک انجانے احساس نے اس اپنی گرفت میں لے لیا ،

اس نے نظروں کا زاویہ بدل کر بچے کو اس کی نینی کے حوالے کر دیا جو اس کا شکریہ ادا کر رہی تھی اور تبھی نرمل وہاں چلی آئی اور سالار کو اس لڑکی کے اتنے نزدیک کھڑا دیکھ کر اس کے اندر تک آگ دہک اٹھی ، وہ ہمیشہ سے سالار کو چاہتی آئی تھی اور اب یہ دو ٹکے

کی لڑکی درمیان میں آ کر اس کی راہ کھوٹی کرنے چلی آئی تھی۔غصے اور طیش سے اس کی بری حالت تھی ،وہ اپنی مٹھیاں بھینچے اپنے غصے کو قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کی چھٹی حس اور سالار کے انداز چیخ چیخ کر بتا رہے تھے کہ وہ اس لڑکی گیتی آراء کے لئے کس قسم کے جذبات رکھتا ہے اور یہ لڑکی اس کی زندگی میں کیا اہمیت رکھتی ہے ۔اس کی دلکش آنکھوں میں جو تاثر اس لمحے ہوتا تھا جب اس لڑکی کا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے ہوتا اس کا احساس ہی مختلف تھا ،وہ انوکھے رنگ اس سے پہلے یا کسی اور سے بات کرتے وقت اس کی آنکھوں میں نظر نہیں آئے تھے اور جب وہ اس سے مخاطب ہوتا تھا تو لہجے میں جیسے شیرینی گھل جاتی تھی جب کہ ایسی مٹھاس کسی اور سے بات کرتے وقت اس کے لہجے سے نہیں جھلکتی تھی ۔یہی سب کچھ سوچ سوچ کر نرمل کو طیش آ رہا تھا،اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس لڑکی کا حشر کر دے جس کا نام گیتی آراء ہے لیکن وہ یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ غصے میں آ کر اس نے کچھ کیا تو سالار کی گڈ بکس سے ہمیشہ کے لئے نکل جائے گی جب کہ وہ اپنے بچکانہ رویئے کی وجہ سے پہلے ہی سالار کو اچھا خاصا زچ کر چکی تھی اور اب وہ ایسی کوئی بھی غلطی دہرانا نہیں چاہتی تھی اس لئے نہ چاہتے ہوئے بھی اسے صبر سے کام لینا تھا اور جو کچھ بھی کرنا تھا وہ نہایت ہوشیاری سے اور موقع کی مناسبت سے کرنا تھا ۔یہی سب سوچ کر اس کے

ہونٹوں پر زہر خند مسکراہٹ نمودار ہوئی اور آنکھوں میں ایک نہ سمجھ میں آنے والا تاثر در آیا ۔ وہ ان دونوں پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالتی ہوئی پلٹی اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

دو تین دن مزید گذر گئے ،نرمل والے ایڈ کی شوٹنگ فی الحال شیڈیول میں نہیں تھی اس لئے وہ بھی نظر نہیں آرہی تھی لیکن اس آفس اور اسٹوڈیوز کی مصروفیات ویسی ہی تھیں جیسی ہمیشہ ہوتی تھی ۔آج یہاں ایک معروف لان کے ایڈ کی شوٹنگ کی تیاریاں زوروشور سے ہو رہی تھی اور اسی حساب سے سیٹ کو بھی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا ۔ سنگ مرمر کے فرش پر سنگ مرمر کے ہی خوبصورت مصنوعی فوارے لگائے گئے تھے اور ان فواروں سے پانی گرنے کی آواز ماحول کو خوبصورت بنا رہی تھی ،چھتوں سے لٹکتے کرسٹلز کے خوبصورت شینڈلئیر زجو روشنی بکھیرتے مزید خوبصورت لگ رہے تھے اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کارووڈ کے جھولے رکھے گئے تھے ۔اس کے علاوہ سنگ مرمر کے خوبصورت مجسمے بھی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ترتیب سے رکھے گئے تھے اور خوبصورتی سے سجا یہ منظر ایک جادوئی ماحول پیش کر رہا تھا ۔باقی سب کی طرح وہ بھی اپنے کام میں مصروف تھی اور ڈائریکٹر کے وژن کے مطابق خوبصورت

جھولوں کو بڑے بڑے لان کے پرنٹڈ دوپٹوں سے سجا رہی تھی تا کہ اس لان کے برانڈ کی تشہیر اچھی طرح ہو سکے۔ دوپٹے کو جھولے کے اوپری حصے پر لپیٹتے کسی کی نظروں کی تپش کا احساس اسے ہوا اور ہمیشہ کی طرح اس کا دل زور سے دھڑکا ، نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی گھنی پلکیں اوپر اٹھ گئیں اور سامنے دیکھتے ہی اس کی سیاہ ستاروں کی مانند چمکتی آنکھیں ان دلکش مخمور آنکھوں سے براہ راست مل گئیں ۔ نظروں کے اس گہرے تصادم پر سالار کے ہونٹوں کے کونوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی جب کہ اس کی نظروں کے تاثر اور گہری مسکراہٹ پر گیتی کا تیزی سے دھڑکتا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا ، وہ رخ موڑ کر اپنے دل کی ابتر کیفیت پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی ۔ چند لمحے لگے تھے اسے اپنی کیفیت پر قابو پانے میں اور پھر وہ اس شخص پر سے دھیان ہٹا کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی ۔ اس کو کام کرتے ہوئے چند منٹ گذرے ہوں گے کہ ایک نامانوس احساس نے اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور تبھی ایک نامانوس آواز اسے سنائی دی ، چند لمحے اس نے غور کیا پھر اپنا وہم سمجھ کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی لیکن وہ آواز اسے وقفے وقفے سے سنائی دیتی رہی جیسے کسی زنجیر کی کڑی ہو جو کسی چیز سے بار بار رگڑ کھا رہی ہو لیکن وہ نظر انداز کئے اپنا کام کرتی رہی ۔ چند منٹ مزید سرکے جب اسے محسوس ہوا کہ کوئی وزنی سی چیز اس

کے عین اوپر جھول رہی ہو ۔اس نے نظریں اوپر اٹھائیں اور خوف سے وہیں منجمند ہو گئی۔

اس نے نظریں اوپر اٹھائیں اور اس کی نظریں وہیں ساکت ہو گئیں،اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا جب نظریں اس کی وہیں منجمند ہو گئیں ، خوف نے جیسے اس کا خون اس کی رگوں میں جما دیا ۔اس لمحے اسے لگا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائے گی ۔اس کے عین اوپر لگا خوبصورت مگر بھاری فانوس ڈھیلا ہو کر اس کے سر پہ جھول رہا تھا اور کسی بھی لمحے گر سکتا تھا ،اس کی آواز جیسے خوف کے مارے اس کے حلق میں دب گئی تھی ۔چند لمحے مزید سرکے پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے اس فانوس کی کڑی ٹوٹی اور وہ نیچے گرنے لگا تبھی ٹینا کی تیز چیخ نے سب کو متوجہ کیا لیکن خوف کے مارے اس کے لبوں سے آواز نکلنا تو دور وہ وہاں سے ہل بھی نہ سکی اور اس سے پہلے کہ وہ فانوس اس کو چھوتا اور اسے نقصان پہنچاتا کسی نے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھا کر اس گرتے فانوس کی رینج سے دور کر دیا اور اس سے اگلے لمحے اپنے پیچھے اسے زوردار دھماکہ سنائی دیا اور وہ فانوس سنگ مرمر کے فرش سے ٹکرا کر چکنا چور ہو گیا اور کانچ کی

کرچیاں دور دور تک بکھر گئیں لیکن اسے ایک خراش تک نہیں آئی کہ کسی نے بہت احتیاط سے اسے اپنے بازوؤں میں سنبھالا ہوا تھا ۔وہ جیسے اس لمحے ان بازوؤں کے حصار میں مکمل طور پر محفوظ تھی لیکن اس کے باوجود بھی خوف سے اس کی حالت غیر تھی ۔اس کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظریں اٹھا کر دیکھ لیتی ،وہ تو اپنی بے قابو دھڑکنیں سنبھالنے میں ناکام تھی جب کہ چہرہ خوف کے اثر سے کسی کے مضبوط شانے پہ ٹکا تھا ۔وہ اس کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اٹھائے اور اس کے لرزتے وجود کو بانہوں میں سنبھالے اپنے حصار میں لئے کھڑا تھا ، تسلی دینے کا انداز بے حد لفریب تھا ۔ ارد گرد مکمل خاموشی تھی ،سب ہی اپنی اپنی جگہ منجمند اور ساکت تھے لیکن اس خاموشی میں بھی دو نفوس کی دھڑکنیں ہم آہنگ ہو کر انوکھا راگ الاپ رہیں تھیں ۔ گیتی آراء خوف اور دہشت سے لرزتی کانپتی بے حال ہوتی کسی کی مضبوط بانہوں کے حصار میں سمٹی تھی اور تبھی اپنے ارد گرد اسے مختلف آوازیں سنائیں دی ،سب ہی شائد ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ یہ کیا ہوا تھا یا پھر سب ٹھیک ہے لیکن وہ ابھی بھی تسلی سے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں سنبھالے اسی طرح کھڑا تھا ۔گیتی نے اپنے دھڑکتے دل کے ساتھ آہستگی سے اپنا چہرہ اس کے مضبوط شانے سے اٹھایا اور تبھی اسے اس کا وجیہ چہرہ نظر آیا اور اسی وقت اس نے بھی اپنا چہرہ گھما کر گیتی کے خوفزدہ

مگر معصوم اور حسین چہرے پر نظر ڈالی اور گیتی کو ان دلکش ، مخمور سحر انگیز آنکھوں میں فکر ، تردد اور پریشانی کے رنگ واضح نظر آئے ۔ان مضبوط ہاتھوں کے لمس میں اسے نجانے کیوں ایسا محسوس ہوا کہ وہ محفوظ ہے ، وہ آج پہلی مرتبہ ان دلکش اور سحر انگیز آنکھوں میں بے حد نزدیک سے دیکھ رہی تھی اور اس کو ان آنکھوں میں اپنے لئے انوکھے رنگ بے حد واضح نظر آرہے تھے ، اس کا خوف سے تیز تیز دھڑکتا دل اچانک اتھاہ میں ڈوبا ، ابھرا اور ایک مرتبہ پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا لیکن اس مرتبہ خوف پر شرم غالب آگئی ۔اسے اس پر حدت قربت اور اپنی اکورڈ پوزیشن کا احساس شدت سے ہوا اور اس کا خوبصورت چہرہ پل بھر میں سرخ ہوا اور گھنی سیاہ پلکیں لرز کر ریشمی رخساروں پر جھک گئیں ۔اس کی گھبراہٹ اس کی لرزتے ہونٹوں اور اٹھتی جھکتی پلکوں سے واضح تھی ۔اس کو اپنی سحر انگیز نظروں کی گرفت میں لئے لئے سالار نے آہستگی سے زمین پر اتار دیا اور احتیاط سے اسے اپنے قدموں پر کھڑا کر کے اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت سے اسے آزاد کر دیا ۔اس سے پہلے کہ دونوں میں سے کوئی کچھ کہتا نیہا اور ٹینا سمیت باقی کریو بھی وہیں آگیا ۔سب ہی فکر مندی سے مختلف سوال کر رہے تھے جب کہ وہ ان سب کے سوالوں کی ذد میں آئی گھبراہٹ میں اپنے ہونٹ کچل رہی تھی ۔سالار نے اس کی کیفیت محسوس کر لی اس لئے وہاں موجود سب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لوگوں کو اونچی آواز میں ایک ساتھ مخاطب کرتے ہوئے کہا،

میرا خیال ہے یہ خاصا ٹرامیٹک انسیڈنٹ تھا گیتی آراء کو تھوڑا ٹائم دیں سنبھلنے کا ان سے اس وقت اس طرح سوال کرنا مناسب نہیں ہے۔ آپ سب کے کنسرن کا شکریہ !

پھر ٹینا کی سمت مڑتے ہوئے کہا،

ٹینا !کائنڈلی یہ مینٹنس والوں کو بلا کر اس میس کو کلین کروادو۔

بات مکمل کرتے ہوئے گیتی آراء کا ہاتھ تھاما اور وہاں سے نکلتا چلا گیا جب کہ گیتی کی اپنی حالت خوف سے اس قدر ابتر تھی کہ وہ بنا کوئی مزاحمت کئے اس کے ساتھ چل رہی تھی ۔کچھ دیر میں وہ اسے اپنے ساتھ لئے اپنے شاندار سے آفس میں داخل ہوا تھا لیکن وہ ابھی تک بھی اپنی ابتر حالت پر قابو نہیں پا سکی تھی ، بار بار وہ خوفناک منظر اس کی نظروں کے سامنے آجاتا تھا جو اس نے اس سے پہلے محض ٹی وی پر ہی دیکھا ہوگا ۔ اس کے اعصاب پہ ابھی تک خوف کی کیفیت طاری تھی ، سالار نے آفس کے وسط میں لا کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا ، وہ تب بھی کچھ نہ بولی جب کہ وہ پلٹ کر ٹیبل پر رکھے کانچ کے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگا اور تبھی گیتی آراء کی نگاہ اس کی پشت پہ پڑی اور اس کے ہونٹوں سے ہلکی سے چیخ نکل کر کمرے کی خاموش فضاء میں پھیل گئی ۔

اس کے ایک دم اس طرح چیخنے پر سالار نے رخ موڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا جب کہ وہ ہونٹوں پر ہاتھ رکھے خوفزدہ نظروں سے اس کی سمت ہی دیکھ رہی تھی ۔ خوشنما آنکھوں میں خوف اور دہشت کے رنگ واضح تھے لیکن اس کے خوف کے باوجود اس نے پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھاتے ہوئے اطمینان سے پوچھا،

کیا ہوا؟

اس کے اطمینان پر گیتی آراء نے حیران نظروں سے اس کے چہرہ دیکھا اور خوفزدہ انداز میں شہادت کی انگلی سے اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

آ۔۔۔آپ کے خون نکل رہا ہے۔

آواز کی لرزش اور لہجے کی کپکپاہٹ سے اس کا خوف واضح تھا ، سالار کا دل اس کے انداز پر دھڑکا ، پہلی مرتبہ شائد وہ اس کے لئے اس طرح فکر مند ہوئی تھی اور اسے یہ کیف آگیں کیفیت لطف دے رہی تھی ۔ وہ اس کی سیاہ ، ستاروں کی مانند چمکتی خوشنما آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

اتنی کوئی خاص تکلیف نہیں ہو رہی۔

لیکن وہ ایک دم اس کے نزدیک آتے ہوئے پریشانی سے کہہ اٹھی،

نن۔۔۔نہیں! بب۔۔۔۔بہت خون بہہ رہا ہے۔

اس کو احساس شرمندگی نے گھیر لیا ،وہ جس کا سایہ بھی ایک پل کے لئے اپنے ارد گرد برداشت نہیں کرتی تھی اب وہ اس کے زیر احسان تھی کہ یہ چوٹ اس کو ہی بچاتے ہوئے سالار کو لگی تھی اور وہ صدا کی نرم دل کسی کو تکلیف میں کیسے برداشت کر لیتی ۔ اس وقت بھی سالار کو تکلیف میں دیکھ کر گیتی کی خوشنما آنکھوں میں نمی تیر گئی جب کہ وہ اس کے خوبصورت چہرے پر پھیلے فکر ،تردد اور پریشانی کے رنگ دلچسپی سے دیکھ رہا تھا ۔وہ ہونٹ کاٹتی، گھنی پلکیں کبھی اٹھاتی کبھی گراتی اسکے دل میں اتر گئی ۔وہ دلچسپی سے اس کے اڑے اڑے چہرے پر اپنی نگاہ جمائے اس کی سمت جھکتے ہوئے کہنے لگا،

پوچھ سکتا ہوں اتنی فکر،وہ بھی میرے لئے،وجہ کیا ہے؟

گیتی آراء نے حیران نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا اور اس کے بھاری لب و لہجے کی ذومعنیت اور دلکش آنکھوں سے جھلکتے انوکھے رنگ اس کا دل دھڑکا گئے لیکن اس وقت اس کے بہتے خون کی فکر اسے زیادہ تھی اسی فکر اور پریشانی کے زیر اثر اس نے کہا،

پپ۔۔۔۔پلیز آپ ڈاکٹر کے پاس جائیں نا بہت خون بہہ رہا ہے۔

کہتے ہوئے اس کی خوبصورت سیاہ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے ،اس لمحے اس کے یہ آنسو سالار کو انجانی خوشی سے ہمکنار کر گئے ،کہنے کو یہ بات بے حد عجیب ہے کہ کسی کے آنسو بھی کسی کو خوشی دے سکتے ہیں لیکن اس وقت اس کی بھی یہی کیفیت تھی ۔وہ اپنی تکلیف نظر انداز کئے چند قدم بڑھا کر عین اس کے سامنے آرکا جو خود بھی اپنے بہتے آنسوؤں پر حیران سی اس سے نظریں چرائے کھڑی تھی اور اس کی جانب جھکتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان آنسوؤں کو کیا سمجھوں؟

اس کی پر حدت قربت ،اس کے بھاری لب ولہجے کی تپش اور دلکش وسحر انگیز نظروں کے تاثر نے ہمیشہ کی طرح گیتی آرا کے دل کی دھڑکن بڑھا گیا اور باقی کسر اس کے سوال نے پوری کر دی ۔وہ روہانسی سی آواز میں بولی،

آ۔۔۔پ اس وقت ان باتوں کو رہنے دیں اور پلیز کسی ڈاکٹر کے پاس جائیں ،دیکھیں تو کتنا خون بہہ رہا ہے ۔

اس نے خوفزدہ نظروں سے اس کی وائٹ کاٹن کی ڈریس شرٹ کو دیکھا جس پر خون کے دھبے نمایاں ہو گئے تھے ۔اس کے دل کو یہ خیال مسل رہا تھا کہ وہ اس کو بچاتے ہوئے زخمی ہوا ہے اور یہ بات اس جیسی نرم دل کے لئے بہت زیادہ تھی ،وہ تو چڑیا کے بچے کو تکلیف میں دیکھ کر تڑپ جاتی تھی پھر کوئی انسان تکلیف میں ہو اور وہ بھی محض اس کی وجہ سے یہ خیال ہی اسے شرمندگی کے کنوئیں میں دھکیل رہا تھا کہ اس کی وجہ سے کوئی تکلیف میں ہے لیکن وہ اپنی تکلیف کی پرواہ کئے بغیر اتنے ہی اطمینان سے گویا ہوا،

گیتی آراء!!!!

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لہجے میں وہی مخصوص رچاؤ در آیا جو اسے مخاطب کرتے ہوئے سالار کے لہجے میں ہمیشہ اتر آتا تھا ،گیتی کا دل اس انداز پر ہمیشہ کی طرح ڈوبا ،ابھرا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

یہی وقت تو ان باتوں کا ہے ،آپکی اس پرواہ کو میں کیا نام دوں ؟میرے لئے آپ کی اس فکر کو کیا کہوں ؟ کہیں اس فکر کے پیچھے وہی جذبہ کارفرما تو نہیں ہے جسے۔۔۔۔

اس کا ذو معنی لہجہ اور نظروں کی تپش گیتی کو سرخ کر گئی اور اس نے سالار کو بیچ میں ہی

ٹوکتے ہوئے کہا،

پلیز ! آپ ان باتوں میں وقت ظائع کر رہے ہیں ، کسی ڈاکٹر کو دکھائیں نا پلیز !

کہتے کہتے وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی ، کچھ اپنے جذبات کے اس طرح عیاں ہو جانے کا بھی غم تھا اور کچھ سالار کی زخمی حالت اور بہتا خون اسے ہراساں کر رہا تھا ۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا کہ دروازہ ناک کر کے نیہا اندر آ گئ ، اس کی پہلی نظر ان دونوں پر ہی پڑی ، وہ دونوں بھی اس کی سمت متوجہ ہوئے ۔ نیہا کی نظر بھی سالار کی شرٹ پہ پڑی تو وہ بھی اس کی سمت آتے ہوئے فکر مندی سے بولی،

سالار ! کتنا خون بہہ رہا ہے تمہارا اور تم کتنے اطمینان سے کھڑے ہو۔

گیتی خاموش رہی البتہ وہ ایک دلفریب نظر اس کے خوبصورت چہرے پر ڈال کر نیہا کی جانب متوجہ ہوا اور جو اس کا بازو تھام چکی تھی اور اطمینان سے کہا،

اتنا exaggerate کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نیہا نے اسے گھور کے دیکھا جب کہ وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

تم "ان" کو لے کر گھر جاؤ ڈاکٹر کے پاس میں خود چلا جاؤں گا۔

اس تکلیف میں بھی اسے گیتی آراء کی فکر تھی جب کہ نیہا نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا اور کہا،

اس حالت میں تم ڈرائیو کرو گے میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔

اس کی پریشانی کے باوجود سالار نے رسانیت سے کہا،

میں ڈرائیور کے ساتھ جاؤں گا تم ان کو لے کر گھر جاؤ۔

کہتے ہوئے گیتی آراء پر نظر ڈالی جو سر جھکائے کھڑی تھی لیکن چہرے سے ہی اس کی اندرونی کیفیت کا اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کتنی پریشان ہے لیکن کہہ نہیں پا رہی ۔ نیہا نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے سالار کا بازو چھوڑ دیا ،وہ جانتی تھی کہ اب وہ کسی کی نہیں سنے گا اس لئے وہ گیتی آراء کی جانب مڑی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

چلو گیتی !گھر چلیں!

نیہا کے کہنے پر اس نے بمشکل اپنے گلے میں پھنسا آنسوؤں کا پھندا اندر اتارا اور اثبات میں سر ہلا دیا اور نیہا کے ساتھ دروازے کی سمت بڑھی جب کہ نیہا نے سالار کو تاکید کرتے ہوئے کہا،

سالار ڈاکٹر کو ضرور دکھا دینا۔

سالار نے کچھ کہا نہیں محض اثبات میں سر ہلا دیا لیکن اس کی نظریں گیتی آراء کی پشت پہ جمیں تھیں ،وہ نیہا کے ساتھ چلتی دروازے پر پہنچی اور مڑ کر اسے دیکھا تھا ۔ وہ اس کی سمت ہی متوجہ تھا ،دل آویز نظروں سے اسے تکتا ہوا گیتی آراء کے دل کی دنیا تہہ و بالا کر گیا ۔ وہ جلدی سے رخ موڑ کر دروازے سے باہر نکل گئی جب کہ اس کی کیفیت یاد کر کے سالار کے ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی گرفت میں آ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دو دن بڑی خاموشی سے گذر گئے ،اس دوران اس کی ہمت نہ ہوئی آفس جانے کی جب کہ نیہا بھی بزی تھی تو اس سے بھی تفصیلی بات نہیں ہو سکی تھی لیکن اس کے دل کو عجیب طرح کی بے چینی نے لپیٹ میں لیا ہوا تھا ۔ وہ جانتی تھی کہ اس بے چینی کے پیچھے کیا وجہ ہے لیکن اس بات کو خود سے بھی کہتے ہوئے ڈرتی تھی ۔ایک دو مرتبہ اس کا جی چاہا کہ نیہا سے اس کی خیریت پوچھ لے لیکن پھر خود کو روک لیا ۔اس شام بھی وہ فریش ہو کر اپنے بیڈروم کی کھڑکی میں آ کر کھڑی ہو گئی ، نم بال ہوا سے اڑ کر اس کے چہرے پر بکھر رہے تھے لیکن اس کا دھیان کہیں بھی نہیں تھا ۔نہ تو موسم کی

رنگینی نے اس پر اثر کیا تھا اور نہ ہی سامنے لان میں کھلے ، ہوا سے اٹھکھیلیاں کرتے خوبصورت پھولوں نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا ۔ وہ ایک غیر مرئی نقطے پر نگاہیں جمائے کسی سوچ میں ڈوبی تھی جب نیہا اس کے کمرے میں داخل ہوئی لیکن وہ اپنی سوچوں میں اس حد تک غلطاں تھی کہ اسے نیہا کی آمد کا علم ہی نہ ہوا ۔ نیہا نے اس کی غیر حاضر دماغی محسوس کر لی اور اس کے نزدیک جا کر اسے پکارا،

گیتی!!!

اس کے ایک دم اس طرح پکارنے پر وہ چونک کر اپنی سوچوں سے باہر آئی اور گھبرا کر پوچھا،

کک۔۔۔کیا ہوا؟

نیہا نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا،

کچھ نہیں ہوا۔

گیتی نے حیران نظروں سے اسے دیکھا تو اس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا،

میں سالار کی طرف جا رہی ہوں تم بھی چلو۔

گیتی کا دل اس نام پر ہمیشہ کی طرح اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ نیہا اسے منتظر نظروں سے دیکھ رہی تھی ،وہ اسے جواب دیتے ہوئے بولی،

مم ۔۔۔میں وہاں جاکر کیا کروں گی؟

کہتے ہوئے نگاہیں دوبارہ باہر لان میں کھلے پھولوں پر جمادیں ،نیہا نے اس کی مصروفیت بغور دیکھی پھر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا،

وہی کرنا جو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے۔

گیتی ارا ءنے حیرانی سے اس کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو دیکھا پھر اس پر ایک نظر ڈالی ،نیہا کا لہجہ بظاہر سنجیدہ ہی تھا لیکن اسے نجانے کیوں ذو معنی لگا اور اس کا دل زور سے دھڑکا اور وہ اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی،

کیا مطلب؟

نیہا اس کا ہاتھ چھوڑنے کے بجائے اسے لے کر دروازے کی سمت بڑھی اور کہا،

مطلب یہ کہ خیریت وغیرہ پوچھ لینا ،آخر کو اس نے اپنی جان پر کھیل کر تمہاری جان

بچائی ہے۔

اس نے لہجہ سنجیدہ رکھنے کی پوری کوشش کی تھی ،انداز جتانے والا بھی نہیں تھا اس کے باوجود گیتی آراء جی بھر کے شرمندہ ہوئی تھی ۔ وہ اس سے یہ بھی نہ کہہ سکی کہ وہ اس کی خیریت معلوم کرنا چاہ رہی تھی لیکن شرمندگی آڑے آ گئی تھی لیکن نیہا پر ایسی کوئی پابندی نہیں تھی اس لئے اس نے گیتی کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا،

کم از کم انسانیت کے ناطے ہی یہ اس کی خیریت پوچھ لو اور تم نے تو از راہ ہمدردی بھی اس کی خیریت نہیں پوچھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان الفاظ پر اس کا جھکا سر مزید جھک گیا ،وہ کچھ کہہ نہ سکی جب کہ نیہا اسے لئے بیڈروم سے باہر نکلی تو اسے کہنا پڑا،

نیہا ! مجھے چادر تو لینے دو۔

اس کی دھیمی آواز جیسے اس نے ہتھیار ڈال دیئے ہوں ، سن کر نیہا مسکرائی اور اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کر دیا ۔ وہ واپس مڑی اور تبھی اپنے پیچھے اسے نیہا کی آواز سنائی دی ،وہ کہہ رہی تھی،

جلدی آنا۔

وہ اپنا دھڑکتا دل بمشکل سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی اپنی چادر لینے اندر کی جانب بڑھ گئی۔

پھر کچھ ہی دیر بعد وہ نیہا کی سنگت میں اس عالیشان گھر میں داخل ہو رہی تھی جہاں وہ پہلے بھی آ چکی تھی لیکن تب اور اب کی کیفیت میں بہت فرق تھا۔ پہلے جب وہ یہاں آئی تھی تو اس پر ایک خوف کی کیفیت طاری تھی اور اب شرمندگی نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ دل میں یہی خیال جاگزیں تھا کہ وہ اسکی جان بچاتے ہوئے زخمی ہوا اور اس کی یہ حالت محض اس کی وجہ سے ہے۔ نیہا کے ساتھ چلتے ایک دو مرتبہ اس کا جی چاہا کہ واپس پلٹ جائے لیکن وہ ایسا کر نہ سکی اور سالار کے بیڈروم کی جانب بڑھتے ان دونوں کو شکور نظر آگیا جو یقیناً سالار کے بیڈروم کی طرف سے ہی آرہا تھا۔ ان دونوں کو آتا دیکھ کر خوش اخلاقی سے مسکرایا اور سلام کیا، نیہا نے اس کے سلام کا جواب دیتے پوچھا،

تمہارے صاحب کہاں ہیں؟

اس کے سوال کے جواب میں وہ دانت نکوستے بولا،

ہونا کہاں ہے اپنے کمرے میں ہیں۔

نیہا نے اس کی اطلاع پر سر ہلایا اور کہا،

چلو پھر وہیں ان سے مل لیتے ہیں۔

اس سے پہلے کے وہ قدم بڑھاتی شکور نے کہا،

سنبھل کر جائیے گا۔

نیہا نے حیرانی سے اسے دیکھا اور پوچھا،

کیوں بھئی کیا تیر تلوار لئے بیٹھے ہیں؟

اس کی بات کے جواب میں وہ اپنے مخصوص انداز میں بولا ، وہی انداز جس سے سالار چڑتا تھا،

صاحب کا موڈ دو دن سے بہت خراب ہے ، پتہ نہیں کیا بات ہے بات بات پر غصہ کر رہے ہیں کھانا بھی نہیں کھایا ، کک کی شامت آئی ہوئی ہے کہ وہ کھانا اچھا نہیں بنا رہا۔

اس نے پوری تفصیل اس کے گوش گذار کردی جب کہ نیہا جو پہلے حیرانی سی سن رہی تھی ، مسکرائی اور ایک معنی خیز نگاہ گیتی آراء پر ڈالی ،وہ بے مقصد ادھر ادھر نظریں دوڑا رہی تھی پھر اس نے ایک بڑا سا لنچ باکس جو وہ گھر سے چلتے وقت ساتھ لائی تھی ، شکور کو تھمایا اور کہا،

ڈونٹ وری! تمہارے صاحب کا موڈ منٹوں میں ٹھیک ہو جائے گا تب تک تم ذرا یہ کھانا گرم کر کے ان کے بیڈ روم میں لے آؤ شاباش!

وہ اس کے ہاتھ سے لنچ باکس لیتا ،اثبات میں سر ہلاتا کچن کی سمت بڑھ گیا جب کہ نیہا گیتی آراء کو لے کر سالار کے بیڈ روم کی سمت بڑھی ،وہ بھی اپنے دل کی ابتر حالت کو سنبھالنے کی کوشش میں ناکام ہوتی اس کے ساتھ تھی اگر نیہا نے اس کا ہاتھ تھام نہ رکھا ہوتا تو وہ کب کی وہاں سے واپس ہو گئی ہوتی ۔بیڈ روم کے سامنے پہنچ کر نیہا نے دروازے پر دستک دی پھر نیہا ہی گیتی آراء کا ہاتھ تھامے اندر داخل ہوئی تھی ایسے کہ وہ اس کے پیچھے چل رہی تھی، کسی کی نظروں سے بچنے کی معصوم سی لاشعوری کوشش تھی ۔ان دونوں کے اندر داخل ہونے پر بیڈ روم میں موجود نفوس پر ان دونوں کی پہلی بے ساختہ پڑی جب کہ وہ ان دونوں کو بیڈ پر لیٹا نظر آ گیا تھا ۔موڈ اس کا بے حد

خراب لگ رہا تھا جس کا اندازہ اس کے چہرے سے ہو رہا تھا ۔ اچھا خاصا جھنجھلایا ہوا لگ رہا تھا ۔ آغا جان اس کے سرہانے بیڈ پر بیٹھے اس پر دم کر رہے تھے جب کہ بہزاد گردیزی بیڈ کے نزدیک موجود ایزی چیئر پر بیٹھے تھے ۔ ان دونوں کو اندر آتا دیکھ کر وہ تینوں ایک ساتھ دروازے کی سمت متوجہ ہوئے تھے ۔ سب سے پہلے نیہا نے سب کو سلام کیا جب کہ گیتی آراء کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ کمرے میں موجود تیسرا فرد یقیناً سالار کے والد ہیں ۔ اس کی شرمندگی دوچند ہوئی اور جھکا سر مزید جھک گیا لیکن اسے ان دلکش آنکھوں کی تپش نظریں جھکی ہونے کے باوجود بھی محسوس ہو رہی تھی ۔ اس کی ہمت نہ ہوئی نظر اٹھا کر اسے دیکھنے کی ۔ نیہا کے سلام کا جواب سب نے ہی گرمجوشی سے دیا تھا ۔ البتہ بہزاد گردیزی کی سوالیہ نظریں گیتی آراء کے سادہ لیکن خوبصورت چہرے پر جمیں تھیں ، نیہا نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے کرتے ہوئے اس کا تعارف کروایا،

انکل ! یہ میری فرینڈ ہے گیتی آراء !

تعارف کے بعد اس کا کچھ بھی کہنا ناگزیر تھا ، اس لئے دھیمی آواز میں سب کو ہی مشترکہ سلام کیا ۔ نظریں اس کی ابھی بھی جھکی ہوئی تھیں ، بہزاد گردیزی نے بغور

اس ک چہرہ دیکھتے اس کے سلام کا جواب اپنے مخصوص بارعب انداز میں دیا تھا ۔ نیہا البتہ اپنے مخصوص چہکتے انداز میں آغا جان کی سمت متوجہ ہو گئی تھی ، وہ ان دونوں کے آنے پر ہمیشہ کی طرح خوشی محسوس کر رہے تھے ۔ گیتی نے ان کے سامنے اپنا سر جھکایا اور انہوں نے ہمیشہ کی طرح اپنا ہاتھ اس کے سر پہ رکھ کر اسے دعا دی اور ان کی دعا کا ہی اثر تھا کہ اس کے ڈوبتے دل کو ڈھارس ملی تھی ، اس کے اندر تک جیسے سکون اتر گیا تھا۔ آغا جان کے کہنے پر وہ دونوں گلاس وال کے ساتھ رکھے صوفے پر بیٹھ گئیں تھیں ۔ نیہا اب سالار سے اس کی خیریت پوچھ رہی تھی جب کہ وہ اب بھی نیہا کی آڑ لئے سر جھکائے قدرے پیچھے کھڑی تھی لیکن اسے ان سحر انگیز پر تپش نظروں کا احساس ابھی بھی تھا اور اس کی ہمت ابھی بھی نہیں تھی کہ وہ ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھ ہی لے ۔ نیہا سالار سے کہہ رہی تھی ،

اب طبیعت کیسی ہے تمہاری ؟

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا بہزاد گردیزی نے مخصوص بارعب آواز میں نیہا کو جواب دیتے ہوئے کہا ،

اس سے کیا پوچھ رہی ہو نیہا بیٹا ! یہ تو اتنا لاپرواہ ہے کہ ڈاکٹر کے پاس بھی بمشکل ہی گیا

ہے۔

ان کے انداز اور سالار کی بیزار شکل دیکھ کر نیہا نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی تھی جب کہ سالار نے ایک اکتائی ہوئی نظر ان پر ڈالی لیکن وہ اس سب سے بے نیاز ابھی بھی نیہا سے مخاطب تھے،

میرے تو یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ تم لوگ اتنے لاپرواہ کیسے ہو سکتے ہو؟

اس سوال پر نیہا نے الجھ کر انہیں دیکھا پھر سالار پر ایک نظر ڈالی تھی جو خود بھی ان کو ہی دیکھ رہا تھا ،اس کے انداز سے ہی اس کی بیزاری اور اکتاہٹ نمایاں تھی ۔ نیہا نے اس پر سے نظریں ہٹا کر بہزاد انکل کو دیکھا اور الجھن آمیز انداز میں پوچھا،

میں سمجھی نہیں انکل؟

اس بات پر ان کا آف موڈ مزید بگڑا اور انہوں نے نیہا کی بات کے جواب میں ان سب کو مشترکہ ڈانٹتے ہوئے کہا،

دیکھا یہی تو تم لوگوں کا پرابلم ہے کسی بات کو سیریس نہیں لیتے ہو اور نہ ہی کسی بات کی تہہ تک پہنچتے ہو تبھی تو میں کہتا ہوں کہ تم لوگوں کی نسل انتہائی لاپرواہ ہے۔

انہوں نے اچھا خاصا لیکچر دیا تھا اور بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

اتنا بڑا واقعہ ہو گیا ، شکر ہے کہ کوئی نقصان نہیں ہوا لیکن کیا تم لوگوں نے کوئی تحقیقات کیں کہ ایسا کیوں ہوا؟

انہوں نے کڑے تیوروں سے ان دونوں کو گھورا اور بات جاری رکھی،

کم از کم یہ تو معلوم کروا لیتے کہ اس سب کے پیچھے وجہ کیا تھی اور یہ سب کیسے ہوا؟

ان کے لمبے لیکچر کے جواب میں اس تمام عرصے میں اس کی اکتائی ہوئی آواز پہلی مرتبہ سنائی دی،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہونے والی بات تھی ہو گئی ،اس میں اتنا ایشو بنانے والی کیا بات ہے؟

بہزاد گردیزی نے اسے کڑے تیوروں سے گھورا اور کہا،

ہونے والی بات تھی۔

انہوں نے اس کا جملہ دہرایا اور طیش میں آکر کہا،

اتنا خون تمہارا بہہ گیا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے ،میرا بیٹا کوئی مفت کا مال نہیں ہے کہ اس کا خون اس طرح بہہ جائے اور میں کھڑا دیکھتا رہوں۔

وہ تو اپنے مخصوص بارعب انداز میں بات کر رہے تھے لیکن ان کے اندا زپر گیتی آراء کا دل سوکھے پتے کی مانند کانپنے لگا جب کہ وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اگر ان کو

پتہ چل جائے کہ ان کے بیٹے کا حال اس کی وجہ سے ہوا ہے تو وہ شائد اس کو ایک منٹ بھی یہاں برداشت نہ کریں ۔وہ سر جھکائے اپنے ہونٹ کاٹتی یہی سب سوچ رہی تھی ،سالار کو اس کی دلی کیفیت کا اندازہ اچھی طرح تھا اور شائد آغا جان نے بھی اس کی گھبراہٹ نوٹ کر لی تھی جب ہی بہزاد گردیزی کو سمجھاتے ہوئے کہا،

تمہارا کہنا درست ہے لیکن فی الحال ان باتوں کو رہنے دو ،سالار کو ٹھیک ہونے دو پھر تحقیق بھی کروا لینا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آغا جان کے کہنے پر انہوں نے بھی ایک گہرا سانس لے کر اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کی تھی اور تبھی دروازہ ناک کر کے شکور کھانے کی ٹرالی لئے اندر داخل ہوا تھا ۔سالار نے اسے کھانا لے کر آتے دیکھا تو کہا،

میں نے منع کیا تھا کہ نہیں کھانا مجھے کھانا۔

شکور نے بھی اسی مخصوص انداز میں جواب دیا جس سے وہ چڑتا تھا،

مجھے تو نیہا بی بی نے کہا تھا میں خود تھوڑی لایا ہوں۔

کہتے ہوئے وہ ٹرالی وہیں چھوڑ کر چلا گیا ،سالار نے غصے سے اسے باہر جاتے دیکھا تھا

جب کہ نیہا نے آگے بڑھ کر ٹرالی پکڑ لی تھی اور سالار کو جواب دیتے ہوئے کہا،

اس بیچارے کو کیوں ڈانٹ رہے ہو یہ کھانا میں گھر سے لے کر آئی ہوں۔

سالار نے ایک نظر اسے دیکھا لیکن کچھ کہا نہیں جب کہ نیہا نے پلیٹ اٹھا کر آغا جان کی

سمت بڑھائی تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا،

بیٹا !میں تو عشاء کی نماز کے بعد صرف ایک گلاس دودھ لوں گا اور بس ورنہ رات کو

نیند نہیں آئے گی۔

اس سے کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو نیہا نے ان سے پوچھا،

آپ جا کہاں رہے ہیں؟

اس کے سوال پر وہ شفقت سے مسکرائے اور کہا،

میں وضو کرنے جا رہا ہوں پھر نماز پڑھوں گا جانے سے پہلے تم دونوں مل کر جانا۔

ساتھ ہی گیتی آراء کو مسکرا کر دیکھا جو ان کے اٹھ کھڑے ہونے پر نجانے کیوں سٹپٹائی

تھی ،انہوں نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعا دی تھی،

خوش رہو۔

وہ بدقت مسکرائی تھی جب کہ نیہا نے کہا،

جی بالکل !ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ سے ملے بغیر چلے جائیں۔

اس کے انداز پر وہ مسکرائے تھے ،نیہا نے بہزاد انکل کو بھی کھانے کی آفر کرتے ہوئے کہا،

انکل آپ تو ہمیں جوائن کریں۔

انہوں نے بھی معذرت کرتے ہوئے کہا تھا،

نہیں بیٹا !آپ لوگ کھاؤ مجھے ایک امپورٹینٹ کانفرنس کال کرنی ہے۔

کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آغا جان کے نزدیک جا کر انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آیئے آغا جان !آپ کو آپ کے روم تک چھوڑ دوں۔

ان کی فکر کے جواب میں آغا جان نے خوشدلی سے کہا،

یار ! اتنا بوڑھا بھی نہیں ہوں۔

بہزاد گردیزی نے سر ہلایا اور ان کا ہاتھ احترام سے تھام کر انہیں لے کر کمرے سے باہر نکل گئے ۔ان دونوں کے جانے کے بعد نیہا نے مسکراتے ہوئے پلیٹ سالار کی جانب بڑھائی تھی لیکن وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھا ۔وہ چہرہ جو دو دن سے اس کی نظروں سے اوجھل تھا ،جس کے باعث اس پر شدید جھنجھلاہٹ سوار تھی لیکن اب وہ سامنے تھی تو وہ اتنے دنوں کی پیاس بجھاتے ایک ٹک اس کی جانب متوجہ تھا ۔جو اس کی پر حدت نظروں کے حصار میں گھری نروس سی ،بنا اس کی جانب دیکھے اپنا گلابی انچل درست کر رہی تھی ۔نیہا نے اس کی محویت نوٹ کری اور اسے متوجہ کرنے کے لئے ہلکے سے کھنکھاری ،وہ جو کسی اور ہی خیال میں تھا اس کے متوجہ کرنے پر چونکا اور بدمزہ ہو کر اسے دیکھا ۔وہ مسکراتے ہوئے شرارت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی ، سالار کے متوجہ ہونے پر دھیرے سے کہا،

بس کر دو ! کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے؟

سالار نے آنکھیں سکیڑ کر اسے گھورا جب کہ وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

وہ بچاری پہلے ہی نروس ہو رہی ہے۔

سالار نے اس مرتبہ اسے گھورا تھا لیکن وہ اس سے بے نیاز پلیٹ میں رائس ڈال کر اس پہ چکن پیس رکھ رہی تھی پھر گیتی کی سمت متوجہ ہوئی جو سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

تم بھی لو نا گیتی!

گیتی آراء نے اس ملتجی نظروں سے اسے دیکھا تھا جب کہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے نیہا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا،

تھوڑا سا لے لو۔

گیتی نے اس کی بات کے جواب میں دھیمی آواز میں کہا،

مجھے بھوک نہیں ہے۔

اس سے پہلے نیہا اسے کچھ کہتی سالار کی بھاری آواز کمرے میں گونجی اور ماحول پر چھا گئی ،وہ کہہ رہا تھا،

ہمارا ساتھ دینے کے لئے تھوڑا سا کھا لیں۔

اس نے جس مان سے کہا تھا وہ سن کر گیتی کا دل دھڑک اٹھا جب کہ نیہا نے بمشکل مسکراہٹ روکی تھی اور گیتی آراء کی سمت پلیٹ بڑھادی تھی جو اس نے ناچار بمشکل تھام لی تھی اور تھوڑے سے چاول پلیٹ میں نکال کر کھانے لگی بلکہ وہ کھا کم رہی تھی چمچہ پلیٹ میں زیادہ چلا رہی تھی جب کہ سالار کی نظریں مسلسل اس کے سادہ ، معصوم ، بے ریا اور خوبصورت چہرے پر جمیں تھیں ۔ہلکی پھلکی باتوں کے دوران کھانا کھایا گیا اور کھانے کے بعد شکور چائے بھی دے گیا ۔ابھی باتیں ہو رہیں تھیں کہ نیہا کے سیل پہ کال آنے لگی ،وہ ایکسکیوز کرتی اٹھ کر باہر جانے لگی کہ اسے دیکھ کر گیتی آراء بھی اٹھ کھڑی ہوئی ۔نیہا سے اٹھتے دیکھ کر کال کرنے والے کو ہولڈ کروایا اور سیل فون کان سے ہٹا کر گیتی کو مخاطب کیا،

گیتی ! یار امپورٹینٹ کال ہے تم پلیز بیٹھو میں بس ابھی آتی ہوں۔

گیتی آراء نے گھبرا کر اسے دیکھا اور کچھ کہنا چاہا لیکن وہ اسے دوبارہ اس کی جگہ بٹھا کر کمرے سے باہر چلی گئی جب کہ وہ نروس نروس سی سامنے بیٹھے شخص کی سحر انگیز نظروں سے نظریں چرائے اپنی انگلیاں مسلتی ، کبھی اپنی گھنی پلکیں اٹھاتی ، کبھی گراتی بے حد پیاری لگ رہی اور سالار کا دل چاہ رہا تھا وہ اسی طرح سامنے بیٹھی رہے اور

وہ اسے دیکھتا رہے ۔ماحول میں معنی خیز خاموشی رچی تھی اور اسے اپنے دل کی دھڑکن کانوں میں سنائی دے رہی تھی جب اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ وہاں سے اٹھ کر بھاگ جائے لیکن قدم جیسے من من بھر کے ہو رہے تھے ۔جب خاصی دیر گذر گئی اور وہ کچھ نہ بولی اور نہ ہی اس کی جانب دیکھا تو اس نے ہی اسے مخاطب کر لیا،

اتنی خوفناک شکل نہیں ہے میری کہ آپ ایک نظر بھی نہ دیکھ سکیں۔

لہجے میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی ،گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا لیکن نظریں اٹھانے کی ہمت ابھی بھی نہ ہوئی جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

کچھ کہیں گی نہیں؟

اس کی بھاری آواز نے جادو اثر کیا ،گیتی نے اپنی سیاہ گھنی پلکیں اٹھا کر اس کی سمت دیکھا ،وہ پوری دلجمعی سے اس کی جانب ہی متوجہ تھا ،روشن خوشنما آنکھوں میں دلکش رنگ تھے ۔گیتی نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں اور اسی گھبراہٹ میں پوچھ لیا،

کیا کہوں؟

اس سوال کو کرنے کے بعد اسے اس سوال کے احمقانہ پن کا احساس ہوا ،اس پر مزید

کسر مقابل کے ہونٹوں پہ کھلتی دلکش مسکراہٹ نے پوری کردی اور وہ جو پہلے ہی اس کے سامنے شرمندہ تھی مزید شرمندہ ہو کر نظروں کے ساتھ چہرہ بھی جھکا گئی جب کہ وہ مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہہ رہا تھا،

کچھ نہیں تو میری خیریت ہی پوچھ لیں۔

لہجے کے ساتھ ساتھ اس کی سحر انگیز آنکھیں بھی مسکرا رہیں تھیں لیکن گیتی کے اوپر سے گھڑوں پانی گذر گیا تھا ۔اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اسے شرمندگی کے عمیق کنوئیں میں دھکیل رہا ہو ۔شرمندگی اور کچھ اس کی زخمی حالت کے باعث اس کی خوبصورت آنکھوں میں نمی تیر گئی اور وہ جو اسکے خوبصورت چہرے پر اپنی نظریں گاڑھے ہوئے تھا اس کی گھنی بوجھل پلکوں پر ٹکی نمی دیکھ کر بوکھلا سا گیا ۔اسے افسوس ہوا لیکن وہ روہانسے لہجے میں کہہ رہی تھی،

مم ۔۔۔۔مجھے بہت افسوس ہے کہ ۔۔۔۔میری وجہ سے آپ کو اتنی چوٹ لگی ، اتنے زخم آئے ، آ۔۔۔آپ کو اتنی تکلیف سہنی پڑی۔

معصومیت سے بولتے اس کی گھنی پلکوں کی باڑھ توڑ آنسو اس کے ریشمی گالوں پر بہہ نکلے اور وہ اسی طرح روتے ہوئے اس کی جانب دیکھتے معصومیت سے پوچھ رہی تھی،

بہت تکلیف ہو رہی ہو گی نا آپ کو؟

اس کی معصومیت پر سالار کو بے تحاشا پیار آیا اور اس کے اندر تک سکون سرائیت کر گیا لیکن اس کو تنگ کرنے کی خاطر اس نے کہا،

ہاں ! تکلیف تو بہت ہوئی ہے۔

اس کی آنکھوں سے چھلکتی شرارت پر گیتی نے توجہ نہیں دی بس اس کے الفاظ پر یقین کرتے ہوئے وہ ایک مرتبہ پھر رو پڑی جب کہ وہ اپنی گہری کچھ کہتی سنتی مدہوش کن نظریں اس کے خوبصورت معصوم ریا سے پاک چہرے پر جمائے تھا ۔اس کا یہ روپ اس نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا ورنہ یا تو وہ اس بے حد خوفزدہ رہتی یا پھر شاکی ۔اس کی خوشنما ، گھنی پلکوں والی شفاف آنکھوں میں خوف اور شکایت کے رنگ واضح ہوتے تھے اور اس کی خوبصورت آنکھوں میں خوف کا تاثر سالار کو اچھا نہیں لگتا تھا ۔اس کی خوبصورت آنکھیں اس سے شکوہ کرتیں اسے شرمندگی کی عمیق کھائی میں دھکیل دیتیں لیکن آج ان خوبصورت آنکھوں میں اسے اپنے لئے فکر ،تردد اور پریشانی کے رنگ دیکھنے کو ملے جو اس کے لئے بے حد انوکھے اور نئے مگر بے حد خوبصورت تھے ۔ اسے لگا کہ وہ ان خوبصورت ،ستاروں کی مانند چمکتی سیاہ آنکھوں اور گھنی پلکوں والی

خوبصورت اور معصوم لڑکی کی محبت میں نئے سرے سے گرفتار ہو جائے گا ۔وہ سوچ رہا تھا کہ ان خوبصورت آنکھوں میں اس کے لئے فکر ،تردد اور پریشانی کے رنگ اس قدر خوبصورت لگتے ہیں جو صرف میرے لئے ہیں اور یہ آنکھیں اس قدر خوبصورت لگتی ہیں تو جب ان آنکھوں میں حقیقی محبت کے رنگ جھلکے گے تو یہ آنکھیں کس قدر خوبصورت لگیں گی ۔وہ یہ سب سوچتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا جو شدت گریہ سے سرخ ہو رہا تھا جب کہ وہ ابھی بھی خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی جب اسی کیفیت کے زیر اثر وہ اسے پکار بیٹھا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گیتی آراء!!

دلکش بھاری لب ولہجے میں بسا رچاؤ گیتی آراء کو اپنی جگہ منجمند کر گیا ،آنسو گالوں پر ٹھٹھر گئے اور دل اتنے زور سے دھڑکا کہ اسے لگا کہ وہ بھی سن لے گا ۔۔اس کی ہمت نہ ہوئی اس کی سمت دیکھنے کی جب کہ وہ ابھی بھی اس کے خوبصورت چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا ۔وہ کچھ نہیں بولی تھی لیکن سوں سوں ابھی بھی جاری تھی ،اس کا انداز سالار کو مسکرانے پر مجبور کر گیا ،اس نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا،

ادھر دیکھیں میری طرف۔

فرمائش تھی کہ حکم وہ اندازہ نہ کر پائی لیکن اس کی سمت دیکھنے کی ہمت اس میں ابھی بھی نہیں تھی ،دل جیسے ہاتھوں پیروں میں دھڑک رہا تھا ۔اس کی دلکش سحر انگیز نظروں سے نظریں چرائے اپنی بے قابو دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی سیدھی اس کے دل میں اتر گئی ۔اس لمحے اس خوبصورت چہرے پر بے حد خوبصورت رنگ بکھرے تھے جو اسے اور بھی حسین بنا رہے تھے ۔وہ پلکیں اٹھاتی گراتی ،اپنے ہونٹ کچلتی سالار کو بے حد پیاری لگی ،وہ دلچسپی سے اس کے رنگ بکھیرتے چہرے پر اپنی نظریں جمائے ہوئے تھا جب وہ اسی طرح بیٹھی رہی بنا اس کی جانب دیکھے اور بنا کچھ بولے تو اسے ہی کہنا پڑا،

میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اتنا خوفناک نہیں ہے میرا چہرہ کہ آپ ایک نظر ڈالنا بھی گوارا نہ کریں۔

لہجہ سنجیدہ تھا لیکن آنکھوں میں شرارت تھی ،گیتی آراء کا دل سکڑ کر پھیلا ،وہ روہانسی سی ہو گئی اور نم آنکھوں میں نمی جھلملا گئی ۔سالار کو اس کی حالت دیکھ کر ترس سا آیا اس لئے نرمی سے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

گیتی آراء!! پلیز رونا بند کریں۔

اس کے ٹوکنے کے باوجود اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تو اس کو روکنے کے لئے سالار کو

کہنا پڑا،

اگر کوئی آپ کو اس طرح روتے ہوئے دیکھے گا تو کیا سوچے گا؟

گیتی نے سوالیہ نظریں اٹھائیں تھیں تو اس نے وضاحت دیتے ہوئے کہا،

یہی کہ میں نے آپ کو رلایا ہے۔

اس کے شرارت آمیز انداز پر وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی، دل ہی دل میں اپنے آپ سے خفا بھی ہوئی کہ کیا ضرورت تھی اس قدر جذباتی ہونے کی جب کہ وہ دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ گیتی نے دھیرے سے پلکیں اٹھائیں اور سالار کو اپنی جانب پوری دلجمعی سے متوجہ دیکھ کر اپنی جگہ سے گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی لیکن وہ تب بھی پوری دلچسپی سے اسے ہی دیکھتا رہا۔ اس کے اس طرح گھبرانے پر سالار کے عنابی ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ چھلکی جب کہ مقابل کی سحر انگیز آنکھوں کی تپش ہی کافی نہیں تھی

کہ اس کی مسکراہٹ گیتی آراء کے پیروں سے زمین نکال گئی ۔وہ اس پہ بنا دوسری نظر ڈالے بھاگنے کے سے انداز میں کمرے کا دروازہ عبور کر گئی اور اس کی عجلت اور خوبصورت چہرے کے گھبرائے ،سٹپٹائے تاثرات یاد کر کے سالار کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

اس کے زخم مندمل ہو گئے تو آج اس نے کئی دن بعد آفس دوبارہ جوائن کر لیا تھا ۔ اپنی تمامتر مردانہ وجاہت اور دلکش اور سحر انگیز شخصیت کے ساتھ وہ اس وقت اپنے آفس میں موجود تھا ۔چند امپورٹینٹ اور پینڈنگ کام وہ نمٹا کر اپنے آفس سے باہر آیا اور اس چہرے کی تلاش میں جس نے اسے اپنا اسیر کر لیا تھا ڈھونڈتا ہوا وہاں آگیا جہاں اس کی موجودگی متوقع تھی ۔اس دن کے بعد سے وہ اس سے ملنے نہیں آئی تھی نہ ہی اس کی آواز سنائی دی تھی اور اسے دیکھے بنا اس کا دل بے چین ہو گیا تھا ۔اس وقت بھی وہ اس کے بارے میں سوچتا ،بے خودی میں چلتا اسی سیٹ پر چلا آیا جہاں اس وقت بھی شوٹنگ چل رہی تھی ۔وہ اسٹاف اور کریو پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتا آگے بڑھا اور اس سمت آگیا جہاں وہ موجود تھی ۔آج بھی نرمل والے ایڈ کی شوٹنگ کا کام چل رہا

تھااور اب یہ کام آخری مراحل میں داخل ہو کر تکمیل تک پہنچ چکا تھا ۔وہ سامنے ہی اسے نظر آ گئی ،اسی بے بی کے ساتھ چھوٹی سی فٹ بال سے کھیلتی ہوئی مسکرا رہی تھی اور بے حد حسین لگ رہی تھی ۔وہ وہیں کھڑا اس کو دیکھ رہا تھا جیسے اتنے دن کی پیاس بجھا رہا ہو ۔نظروں کی تپش پر اس نے بھی گھنی پلکیں اٹھائیں اور اس کی سیاہ ،ستاروں کی مانند چمکتی خوبصورت آنکھیں ان سحر انگیز شربتی گلابی ڈوروں سے سجی آنکھوں سے مل گئیں ۔تصادم بڑا گہرا تھا ،گیتی کا دل اتنے دن بعد اسے سامنے دیکھ کر دھڑکا اور وہ غیر محسوس انداز میں رخ موڑ گئی ،اس کے اس طرح رخ موڑنے پر وہ ماحول میں واپس لوٹا اور ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ لئے مضبوط قدم بڑھاتا اس کے نزدیک آ رکا اور ہلکے سے کھنکھار کر اسے متوجہ کیا لیکن وہ پہلے ہی اس کی سمت متوجہ تھی ۔جسم کا رواں رواں جیسے سماعتیں لئے ہوئے تھا تبھی سالار کی بھاری دلکش آواز اس کے نزدیک ہی گونجی تھی،

Hi!

اس کی بھاری آواز سنتے ہی اس کا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا لیکن اس نے پلٹ کر اسے نہیں دیکھا اور اپنے دل کی ابتر ہوتی کیفیت پر قابو پانے کی ناکام سی کوشش

کری ۔ وہ اس کی کیفیت کا اندازہ کرتے ہوئے دلکشی سے مسکرایا اور تبھی نرمل وہاں آگئی تھی اور سالار کو اس لڑکی کے اتنے نزدیک کھڑا مسکراتا ہوا دیکھ کر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی ۔ پہلے اس نے ضبط کر لیا تھا لیکن اس مرتبہ وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکی اور چیل کی طرح گیتی پر جھپٹی اور اس کے چادر میں لپٹے وجود پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں اس کے سر سے چادر اتر کر اس کے کندھوں پر ڈھلکی اور اس نے پریشان نظروں سے خونخوار بنی نرمل کو دیکھا تھا جو اس پر دوبارہ جھپٹ رہی تھی ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Poetry | Interviews

نرمل چیل کی طرح گیتی پر جھپٹی تھی اور اس کی چادر گھسیٹ لی ایسا کرنے سے اس کے سر پہ ٹکا چادر کا کونہ اسکے سر پہ سے اترا اور اس اچانک افتاد پر وہ لمحے بھر میں گھبرا گئی ۔ سالار جو نرمل کے اس طرح آندھی طوفان کی طرح جھپٹنے پر حیران سا ہوا تھا اس کو دوبارہ گیتی کی سمت جھپٹتے دیکھ کر ان دونوں کے بیچ میں حائل ہو گیا تھا اور نرمل جو گیتی پر ہاتھ اٹھانا چاہ رہی تھی سالار کے اس طرح بیچ میں آجانے کے باعث ایسا نہ کر سکی اور سالار کا آہنی وجود اس کے اور گیتی کے درمیان ڈھال بن گیا ۔ گیتی آراء نے حیران نظروں سی اس کی پشت کو دیکھا تھا جب کہ وہ نرمل کا ہاتھ تھامے پوچھ رہا تھا،

کیا ہوا ہے ؟ کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ ؟

اس کے لہجے اور آواز سے اس کی ناراضگی کا پتہ لگانا مشکل نہیں تھا جب کہ نرمل جو پہلے ہی غصے سے پاگل ہو رہی تھی اس کے اس طرح پوچھنے پر بالکل ہی آؤٹ ہو گئی اور اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے چلا کر بولی،

سالار ! میرا ہاتھ چھوڑو میں اس لڑکی کو چھوڑوں گی نہیں ،اس کا وہ حشر کروں گی کہ ہمیشہ یاد رکھے گی۔

کہتے ہوئے زور دے کر اپنے آپ کو سالار کی گرفت سے چھڑوانا چاہا جس کے باعث وہ بھی لڑکھڑایا تھا اور ذرا پیچھے کو ہوا ۔اس کے لڑکھڑانے پر اس کے پیچھے کھڑی گیتی اس کی پشت سے ٹکرائی اور دھکا لگنے سے وہ بھی گرنے کو ہوئی اور جلدی سے اس کی شرٹ پیچھے سے تھام کر اپنے آپ کو گرنے سے بچایا ۔نرمل ابھی بھی اپنے آپ کو سالار کی مضبوط گرفت سے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن سالار کی گرفت بے حد مضبوط تھی اس لئے وہ کامیاب نہ ہوئی اور یہی وجہ اس کی تلملاہٹ میں اضافہ کر رہی تھی ۔اسے مزید غصہ آرہا تھا اور وہ طیش میں اونچا اونچا بول رہی تھی ۔اس کے اونچا بولنے پر کئی لوگ متوجہ ہو گئے تھے ،کچھ کی نظروں میں حیرانی تھی اور کچھ

کی نظروں میں تمسخر جب کہ کچھ دلچسپی سے محض یہ تماشہ دیکھ رہے تھے ۔وہ سالار کی پشت پر اس کی شرٹ تھامے خوفزدہ سی کھڑی عادت کے مطابق ہونٹ کچل رہی تھی ،ضبط سے گلابی مائل گندمی چہرہ سرخ پڑ چکا تھا ۔نرمل ابھی بھی غصے سے چیختے ہوئے کہہ رہی تھی،

سالار! تم نے اس دن بھی مجھے اس دو ٹکے کی لڑکی کی خاطر اگنور کیا تھا ،میری انسلٹ کی تھی اور ابھی بھی تم اس کو مجھ پر فوقیت دے رہے ہو ۔ایسا کیا ہے اس میں جو مجھ میں نہیں ہے ، تمہیں میں نظر نہیں آتی جو اس طرح اس کے آگے پیچھے پھر رہے ہو یا پھر مفت کا مال ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہر کوئی آئے اور اس پر ہاتھ صاف کر لے اس لئے۔۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا کہ سالار کی دھاڑ نے اسے چپ کروا دیا اور وہ سالار کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی جب کہ گیتی جو اس ساری سچوئشن سے پریشان خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی اپنی جگہ پر سہم سی گئی ۔اس کی شرٹ پر اس کی نرم گرفت مزید مضبوط ہو گئی جب کہ وہ بول نہیں رہا تھا غرا رہا تھا،

شٹ اپ! جسٹ شٹ اپ! اب اگر تم نے ایک اور لفظ کہا مجھ سے برا کوئی نہیں

ہو گا۔

اس نے شہادت کی انگلی اٹھا کر وارننگ دی اور نرمل کے تن بدن میں آگ لگ گئی لیکن وہ اس کی تپش سے سالار کو جلانا نہ بھولی،

کیوں برا لگ رہا ہے ؟ایسا کیا تعلق ہے تمہارا اس لڑکی سے جو تم کو میرا کہنا اتنا برا لگ رہا ہے؟

اس نے تنفر سے سالار کی پشت پر کھڑی گیتی کو گھورا تھا جب کہ سالار نے غصے سے کہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم کو کس نے حق دیا کہ تم کسی کی ذات پر کیچڑ اچھالو اگر میں تمہاری بد تمیزی برداشت کر رہا ہوں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ تمہارا جو دل چاہے بول دو بلکہ بہتر ہے کہ تم اب مجھے اس آفس کے آس پاس نظر مت آنا۔

اس کے لہجے میں شعلوں کی سی گرمی تھی اور آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہیں تھیں، وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

میں ہر گز یہ برداشت نہیں کروں گا کہ میرے کسی بھی ٹیم ممبر کی انسلٹ کی جائے

.you get that

اس نے نرمل کو جتاتی نظروں سے دیکھا تھا ،وہ سالار کا جارہانہ انداز دیکھ کر خاموش ہو گئی تھی لیکن اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ گیتی کا حشر نشر کر دے ۔سالار نے نظر گھما کر ٹینا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

ٹینا فائنانس مینیجر سے کہہ کر نرمل کے ڈیوز کلئیر کروادو تاکہ ان کا یہاں آنے کا ایکسکیوز ختم ہو جائے۔

اس نے جس طرح دوٹوک انداز میں کہا تھا کسی کی ہمت نہ ہوئی کچھ بھی کہنے کی ،ٹینا نے بھی اثنات میں سر ہلا دیا جب کہ گیتی کے آنسو بھی خوف سے ٹھٹھر گئے تھے ،وہ اس کی پشت پر اس کی شرٹ تھامے ساکت سی کھڑی تھی ۔سالار نے رخ موڑ کر اس کے ڈرے سہمے چہرے پر نظر ڈالی جو اپنے ہونٹ بے دردی سے کچل رہی تھی اور اگلی نظر ارد گرد کھڑے لوگوں پر ڈال کر کہا،

یہاں کوئی تماشہ نہیں ہو رہا جو آپ سب یہاں آ کر کھڑے ہو گئے ہیں ۔جائیے اپنا کام کیجیے۔

کہتے ہوئے ذرا سا پلٹ کر اپنے پیچھے کھڑی گیتی آراء کا نرم گداز ہاتھ تھاما اور اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا ۔ گیتی نے ایک دم نظریں اٹھا کر اسے دیکھا لیکن وہ اس کی سمت متوجہ نہیں تھا ، بنا کسی پر ایک بھی نظر ڈالے اپنے مخصوص بے نیاز انداز میں وہاں سے نکلتا چلا گیا ۔ وہ گیتی کا ہاتھ تھامے جدھر سے گذرتا لوگ اس کا راستہ چھوڑ دیتے اور اسی طرح وہ اس کا ہاتھ تھامے وہاں سے نکل کر اپنے آفس کی سمت چل پڑا ، گیتی نے پھر ایک نظر اس کے وجیہ چہرے کی سمت ڈالی جو اندرونی انتشار کے باعث اس لمحے سرخ ہو رہا تھا جس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ کس قدر طیش میں ہے ۔ گیتی آراء نے غیر محسوس انداز میں اپنا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت سے نکالنے کی کوشش کی لیکن ایسا کر نہ سکی کہ گرفت مضبوط تھی ۔ وہ اسی طرح اس کا ہاتھ تھامے اسے لے کر اپنے آفس میں داخل ہو گیا اور کمرے کے وسط میں جا کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا ۔ گیتی نے ایک نظر اپنے ہاتھ پہ ڈالی جہاں ابھی بھی اس کا دہکتا لمس محسوس ہو رہا تھا اور اگلی نظر اس کے چہرے پر ڈالی ۔ وہ اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا جب کہ گیتی کو سب کا تحقیر آمیز انداز اور نظریں یاد کر کے سبکی محسوس ہو رہی تھی اس لئے اس نے سالار کے غصے کی پرواہ کئے بغیر ایک دم کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کو مجھے وہاں سے اس طرح لے کر نہیں آنا چاہیئے تھا ،وہ سب۔۔۔۔وہاں۔۔۔۔

کیا سوچ رہے ہوں گے ۔آپ نے اچھا نہیں کیا۔

بولتے بولتے اس کی خوبصورت آواز میں نمی گھل گئی اور گھنی پلکوں والی خوبصورت آنکھوں میں آنسو جھلملا گئے اور وہ جو بمشکل اپنا غصہ کنڑول کرنے میں کامیاب ہوا تھا اس کے اس طرح کہنے پر وہی غصہ پھر عود کر آیا ۔اس نے گھور کر اس کے خوبصورت لیکن حزین چہرے پر ایک غصیلی نظر ڈالی اور ایک دم اس کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چپ ! بالکل چپ!

اس کے ایک دم اپنی سمت قدم بڑھانے سے زیادہ اس کے تاثرات دیکھ کر وہ ایک دم خاموش ہوئی تھی اور الٹے قدموں پیچھے ہوئی لیکن پیچھے ہٹتے ہی بڑی سی آفس ٹیبل سے ٹکرا گئی تھی جب کہ وہ مضبوط قدم اٹھاتا عین اس کے سامنے آرکا تھا ۔گیتی کی ہمت نہیں تھی اس کی دلنشین ،سرخ ڈوروں سے سجی سحر انگیز آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کی ۔وہ بنا اس کی سمت اگلی نظر ڈالے وہاں سے جانے لگی کہ سالار نے اس کے پیچھے پڑی ٹیبل پر دائیں بائیں اپنی دونوں ہتھیلیاں جما دیں اور اس کے فرار کی راہیں

بند ہو گئیں جب کہ دلکش مخمور نشیلی آنکھیں اس کے ڈرے سہمے خوبصورت چہرے پر جمیں تھیں اور ان سے غصہ جھلک رہا تھا۔ وہ اس کو اپنے اتنے نزیک دیکھ کر مزید سہم گئی ،مزید کسر اس کے غصے نے پوری کر دی جب کہ گیتی نے چہرے کے ساتھ سر بھی جھکا لیا لیکن وہ اپنی سحر انگیز نظریں اس کی گھنی لرزتی اٹھتی جھکتی پلکوں پر جمائے ہوئے تھا اور گیتی کے لئے اس کا قرب اور نظریں سہارنا بے حد دشوار تھا نیز کمرے میں پھیلی معنی خیز خاموشی اور تنہائی اس کے اوسان خطا کرنے کو کافی تھی ۔جب وہ کچھ نہ بولا اور نہ ہی دیکھنا ترک کیا تو نہ چاہتے ہوئے بھی لرزتی آواز میں گیتی کو اسے مخاطب کرنا پڑا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مم۔۔۔مجھے جانا ہے۔

اس کی بات نظر انداز کئے وہ اپنی دھیمی ،بھاری دلکش آواز میں بولا جس سے گیتی آراء کی جان جاتی تھی،

کیا کہہ رہیں تھیں تم؟

اس نے شائد اس طرح تم کہہ کر اسے پہلی مرتبہ مخاطب کیا تھا ،اس کی نظریں ہی کافی نہیں تھیں کہ اس کا انداز اور لہجہ بھی گیتی آراء کی جان پر بنا گیا ۔اس نے لرزتے لہجے

میں دھیمی آواز میں کہا،

کک۔۔۔کچھ نہیں۔

جھکی نظریں اٹھائے بغیر اس نے بمشکل کہا تھا جب کہ آواز اتنی دھیمی تھی کہ اس نے خود بھی بمشکل سنی تھی لیکن وہ دلچسپی سے اس کے خوبصورت چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا ۔وجیہ چہرے پر اب سے کچھ دیر پہلے موجود غصیلے تاثرات مفقود تھے اور ان کی جگہ انوکھے رنگوں نے لے لی تھی لیکن جس کے لئے وہ تمام جذبات تھے وہ اس سے انجان نظریں جھکائے ہراساں سی کھڑی تھی ۔وہ اس کی کیفیت سے محظوظ ہوتا اپنے بھاری دلکش لب و لہجے میں کہہ رہا تھا،

یہی کہا تھا نا کہ مجھے اس طرح سے تمہیں وہاں سے لے کر نہیں آنا چاہیے تھا۔

اس کے انداز پر اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا لیکن کچھ تو کہنا تھا ،وہ کچھ بھی کہے بغیر اثبات میں سر ہلا گئی لیکن وہ اسی اطمینان سے بات آگے بڑھاتے ہوئے بولا،

اور تمہارا خیال ہے میرے ایسا کرنے سے ان سب کے خیالات کی تصدیق ہو جائے گی۔

وہ اس کے صبیح چہرے پر نظریں مرکوز کئے اس سے مخاطب تھا ،وہ جانتی تھی کہ جواب سنے بغیر وہ اسی طرح اس کا راستہ روکے رہے گا اس لئے بنا کچھ کہے پھر اثبات میں سر ہلا گئی لیکن نظریں اس کی ابھی بھی جھکی ہوئیں تھیں ،بنا اس سے نظریں ملائے ،اپنے ہونٹ کچلتی ،ڈری سہمی بمشکل اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کرتی اس کے نزدیک کھڑی تھی ۔وہ اس کی کیفیت بخوبی سمجھ رہا تھا جب وہ کچھ نہ بولی اور نہ ہی اس کی سمت دیکھا تو وہ اسی طرح جھکے جھکے سرگوشی کے سے انداز میں بولا،

ادھر دیکھو میری طرف۔

اس انداز اور لب ولہجے پر گیتی کا دل سکڑ کر پھیلا لیکن اس کی ہمت نہ تھی اس کی سمت دیکھنے کی ،وہ آہستگی سے نفی میں سر ہلا گئی۔وہ اس کے معصوم انداز پر دلکشی سے مسکرایا لیکن گیتی آراء یہی سوچ رہی تھی کہ جیسا وہ سوچتا ایسا ہونا ممکن نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کی ایسی کوئی خواہش پوری کر سکتی ہے ۔سالار گردیزی کے یہ انداز اس کے لئے مشکل کھڑی نہ کر دیں ۔یہی سب سوچتے اس نے بمشکل اپنی دراز پلکیں اوپر اٹھائیں اور نظریں براہراست اس کی نشیلی مخمور سرخ ڈوروں سے سجی دلکش اور سحر انگیز آنکھوں سے مل گئیں ۔گیتی کا دل بے ساختہ زور سے دھڑکا اور اسے لگا جیسے ان آنکھوں کا سحر

اسے اپنے سحر میں جکڑلے گا ،اس کی ذات کو اپنے ساتھ باندھ لے گا اور وہ ایسا قطعاً بھی نہیں ہونے دینا چاہتی تھی جب کہ سالار کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں پر مسکراہٹ جھلکی اور اس کی دلکش مسکراہٹ پر گیتی کا دل ڈوب کر ابھرا اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ۔اس نے نظریں ذرا سی گھمائیں تو کان میں پڑے ڈائمنڈ اسٹڈ پر نظریں جمیں ،اس نے سٹپٹا کر مزید نظریں جھکا لیں تو کھلے گریبان سے جھانکتے فراخ سینے نے توجہ کھینچ لی ۔اس نے سٹپٹا کر جھکا چہرہ مزید جھکا لیا لیکن سالار اس کی کیفیت سے حظ اٹھاتا اسی انداز میں اس کی سمت جھکے جھکے بولا تھا،

Who cares! اگر ان کے کہے کی تصدیق ہوتی بھی ہے ؟ویسے اس میں برا کیا ہے؟

ان الفاظ پر گیتی آراء نے گھنی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا ،اس کی سحر طراز آنکھوں میں بے یقینی اور حیرانی اور قدرے ناگواری کے رنگ واضح تھے۔سالار نے اس کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

ایسا ہوا تو میرے لئے آسانی ہو جائے گی پھر میں انکل آنٹی سے تمہارے سلسلے میں باآسانی بات کر سکوں گا ،وہی تمہارے گارجین ہیں نا!

اس کے اتنی آسانی سے کہہ دینے پر گیتی کا دل زور سے دھڑکا ،وہ جانتی تھی کہ وہ کتنا گھمنڈی اور انا پرست ہے ،جب کسی چیز کا ارادہ کر لے تو اسے انجام تک پہنچا کر ہی دم لیتا پھر چاہے اس کی ضد تلے کسی کا وجود زخمی ہو یا پھر دل اور روح گھائل ہو ،اسے پرواہ نہیں ہوتی تھی اور شکست کا لفظ تو جیسے اس کی ڈکشنری میں تھا ہی نہیں اس کے باوجود وہ حیران تھی لیکن لرزتی آواز میں اس نے بمشکل کہا،

نہیں آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔

آواز اور لہجے میں لرزش واضح تھی جب کہ وہ اپنے مخصوص انداز میں پوچھ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور میں ایسا کیوں نہ کروں؟

کہتے ہوئے بھوؤں کو سوالیہ انداز میں جنبش دی اور پھر شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے سمجھانے والے انداز میں کہا،

میرا خیال ہے کسی لڑکی سے شادی کرنے کی خواہش ہو تو اس سلسلے میں اس کے بڑوں سے ہی بات کی جاتی ہے۔

اس کی گہری بولتی ،پر حدت نظریں اور پر تپش قربت سہار نا ہی گیتی آراء کے لئے

از حد مشکل تھا اور اب اس کی یہ خواہش نہ چاہتے ہوئے بھی اس کا دل دھڑکا گئی ۔ خوبصورت گلابی مائل گندمی چہرہ شرم کے احساس سے سرخ ہو گیا اور وہ روہانسی سی ہو کر چہرہ جھکا گئی ۔ شرم سے اس کی حالت غیر ہو گئی اور غصے اور حیا کی ملی جلی کیفیت کے زیراثر اس کے پورے جسم پر لرزہ ساطاری ہو گیا جب کہ وہ اپنی سحر انگیز نظریں اس کے خوبصورت رنگ بکھیرتے چہرے پر جمائے ہوئے اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ گیتی نے بمشکل اپنے اوپر قابو پایا تھا اور دھیمے لیکن روہانسے لہجے میں کہا،

مم۔۔۔۔مجھے آپ سے شادی نہیں کرنی۔

دھیمی لرزتی آواز میں آنسوؤں کی نمی گھلی تھی ،اس نے اپنے خواب میں بھی نہ سوچا ہو گا کہ وہ اس موضوع پر سالار سے گفتگو کر سکتی ہے ۔ اسے شرم سے رونا آ گیا لیکن اس کا معصومیت بھرا انداز سالار گردیزی کے دل کی دنیا تہہ و بالا کر گیا ،اس کی سمت قدرے جھکتے ہوئے اس نے پوچھا،

مجھ سے نہیں کرنی تو کس سے کرنی ہے؟

بھاری پر تپش لہجہ گیتی کے نزدیک ہی گونجا تھا اور اسے لگا جیسے اس کے کان کا پردہ سلگ رہا ہو ،وہ بمشکل اپنی سرپٹ دوڑتی دھڑکنوں کو قابو کرتی روہانسی سی آواز میں

کہہ رہی تھی،

کسی سے بھی نہیں۔

کہتے ہوئے ہونٹ کچلتے اور آنسو روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو گئی جب کہ وہ اسی انداز میں اس کے نزدیک جھکتے اطمینان سے کہہ رہا تھا،

بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے لیکن یہ طے ہے کہ شادی تو تمہاری مجھ سے ہو گی۔

گیتی آراء نے خوفزدہ نظریں اوپر اٹھائیں جب کہ وہ اپنی دلکش نظریں اس کے خوبصورت ، معصوم ، شرم سے سرخ پڑتے چہرے پر جمائے ہوئے ، تھا اس نے روہانسی آواز میں کہا،

کیوں؟۔۔۔کیوں کر رہے ہیں ایسا ؟ کیوں پڑ گئے ہیں میرے پیچھے ؟

مم۔۔۔میں۔۔۔

اس کی بات بیچ میں ہی ادھوری رہ گئی جب وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے کہہ رہا تھا،

آں۔۔آں کتنی مرتبہ سمجھاؤں محبت کرتا ہوں تم سے اور ظاہر ہے شادی بھی تم سے ہی کروں گا۔

وہ اطمینان سے کہتا اسے بے اطمینان کر گیا جب کہ اس نے کہا،

مم۔۔۔میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی ، مم۔۔۔میں انکل آنٹی اور نیہا کو سب کچھ سچ سچ بتا دوں گی اور۔۔۔

اس کی معصوم سی دھمکی پر وہ مسکرایا تھا جیسے کوئی کسی چھوٹے بچے کی بات پر مسکراتا ہے اور اسی اطمینان سے اس کا اطمینان غارت کرتے ہوئے بولا،

گڈ! یہ تو تم میرے حق میں اور بھی اچھا کرو گی ، تمہارے بتانے کے بعد وہ مجھ سے پوچھیں گے اور میں انہیں صاف صاف بتا دوں گا کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔

کہتے ہوئے اپنی بھوؤں کو جنبش دی اور اطمینان سے اپنے کندھے اچکائے جیسے یہ اس کے لئے کوئی بات ہی نہیں ہے جب کہ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی ، آنسو بھی جیسے خوف سے گالوں پہ ٹھٹھر گئے تھے ۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا دروازے پہ دستک ہوئی ، گیتی کا دل زور سے دھڑکا لیکن اس کے بر عکس سالار اطمینان سے پیچھے ہٹا اور آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دے کر خود گھوم کر ٹیبل کے پچھلی سمت جا کر اپنی چیئر کے پاس کھڑا ہو گیا ۔گیتی البتہ رخ موڑے اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے اپنے آنسو بھی صاف کر رہی تھی ۔ تبھی دروازہ کھلا اور

نیہااندر آگئی ،اس کی پہلی بے ساختہ نگاہ ان دونوں پر ہی پڑی تھی ۔وہ ٹیبل پر پڑے سگریٹ کیس سے سگریٹ نکال کر سلگا رہا تھا جب کہ گیتی رخ موڑے کھڑی یقیناً اپنے آنسو خشک کر رہی تھی ۔اس کو اس طرح روتے دیکھ کر نیہا کی تشویش میں اضافہ ہوا اور وہ اسے فکر مندی سے پکارتی اس کے نزدیک چلی آی،

گیتی? are you alright

نیہا نے کہتے ہوئے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ اپنے اوپر قابو پانے میں ناکام ہوتے ہوئے ایک دم پلٹ کر اس کے شانے سے لگ گئی ،ساتھ ہی آنکھوں سے آنسو چھلک کر اپنی وقعت کھو گئے ۔نیہا نے سوالیہ نظریں اٹھا کر سالار کو دیکھا ،اس نے سگریٹ کا گہرا کش لیتے ہوئے دھواں فضاء کے سپرد کیا اور نیہا کو جواب دیتے ہوئے کہا،

کچھ نہیں نرمل کی وجہ سے پریشان ہیں۔

اس کے جھوٹ پر گیتی نے بمشکل اپنے آپ کو کچھ بھی کہنے سے بعض رکھا ورنہ جی تو چاہ رہا تھا کہ نیہا کے سامنے ہی موصوف کو کھری کھری سنائے اور دماغ درست کر دے لیکن بمشکل خاموش رہی ۔نیہا جو اس کی کیفیت اچھی طرح سمجھ رہی تھی ،اس کی پیٹھ

تھپکتے ہوئے نرمی سے کہا،

یار گیتی سنبھالو خود اور جسے جو سوچنا ہے سوچنے دو اگر تمہارا ضمیر مطمئن ہے تو اس کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلکان مت کرو پلیز!

پھر آہستگی سے بڑبڑاتے ہوئے،

مجھے تمہیں یہاں کام کرنے کے لئے کہنا ہی نہیں چاہئے تھا خوا مخواہ تم کو بھی پریشان کیا۔

اس کا انداز خود کلامی کا سا تھا پھر اس نے سالار کو دیکھتے ہوئے سوال کیا،

سالار ! اب تم نے نرمل کے بارے میں کیا سوچا ہے؟

اس سوال پر اس نے پہلے اطمینان سے ایش ٹرے میں سگریٹ بجھایا پھر مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا،

وہ اتنی اہم نہیں ہے کہ اس کے بارے میں سوچا جائے۔

اس کے بھاری لب و لہجے میں اطمینان جھلک رہا تھا ، اس کی بات کے جواب میں نیہا نے بھی رسانیت سے کہا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن سالار ! وہ ہماری کمپنی کے ساتھ کانٹریکٹ میں ہے۔

اس نے جیسے یاد دلایا تھا لیکن وہ اسی مطمئن انداز میں کہہ رہا تھا،

نیور مائنڈ ! وہ اتنی اہم ہر گز بھی نہیں ہے کہ اس کے بارے میں سوچ کر وقت ضائع کیا جائے اور دوسری بات یہ کہ اب "ان" کو فورس مت کرنا یہاں آنے کے لئے ۔

اس نے ایک نظر گیتی پر ڈالی اور بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

انہوں نے آلریڈی ہماری بہت ہیلپ کی ہے اب میں نہیں چاہتا کہ ان کا نام کسی بھی اسکینڈل میں انولو کیا جائے۔

ساتھ ہی پھر گہری نظر اس کے صبیح چہرے پر جمائی جو دل ہی دل میں اس کے اس طرح پینترا بدلنے پر حیران ہو رہی تھی ۔اسی کے بارے میں سوچتے ہوئے دل ہی دل میں بولی،

ڈرامے باز !!

جب کہ نیہا نے سالار کا حتمی انداز دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا پھر گیتی کو اپنے آپ سے الگ کر کے اس کے آنسو صاف کئے تھے اور اس سے پوچھا،

تم ٹھیک ہو؟

گیتی نے نم آنکھوں کے ساتھ اثبات میں سر ہلایا اور دھیمی آواز میں کہا،

مجھے گھر جانا ہے۔

خوبصورت دلکش آواز پہ آنسوؤں کا غلبہ تھا ،نیہا نے ایک نظر سالار کو دیکھا، سالار نے سر کو جنبش دی اور اشارے سے کہا،

ٹھیک ہے۔

نیہا نے گیتی کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر آفس سے نکل گئی تھی جب کہ سالار کی دلکش سحر انگیز آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں گہری ہو گئیں تھیں۔

اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی ،نماز اور باقی کاموں سے فارغ ہوئے بھی اسے کافی دیر ہو گئی تھی اس کے باوجود اسے نیند نہیں آرہی تھی ،سوچوں کا محور محض ایک انسان کی ذات تھی جس کی وجہ سے وجود انجانی سی بے چینی کی ذد میں تھا اور وہ اس بے چینی کو کوئی نام نہ دے سکی تھی پھر اسی بے چینی کی کیفیت سے گھبرا کر اٹھ بیٹھی

تھی ۔اپنے گھٹنے ،لمبے سیاہ ریشمی بالوں میں انگلیاں پھنسائے وہ نجانے کب تک اس طرح پریشان بیٹھی رہی لیکن پریشانی کم ہونے کے بجائے بڑھتی جارہی تھی اور وہ اپنی اس کیفیت سے گھبرا کر بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی میں آ کھڑی ہوئی ۔اس کا سر ہلکے ہلکے نفی میں ہل رہا تھا اور وہ سوچ رہی تھی،

مجھے کیا ہورہا ہے ؟میں نے یہ کیا کر دیا نجانے میرے اس رویے پر وہ کیسا رد عمل ظاہر کرے گا ۔مجھے اس سے وہ سب کہنا ہی نہیں چاہیے تھا ۔اب نجانے وہ کیا کرے گا ، کہیں ضد میں کچھ الٹا سیدھا نہ کر دے۔

وہ سوچ رہی تھی اور سوچ سوچ کر پریشان ہورہی تھی کہ تبھی اس کے سیل فون کی بیل رنگ ہوئی اور وہ جو اس حد تک اپنے خیالوں میں محو تھی کہ ارد گرد سے بالکل بے گانہ تھی ،فون کی تیز بیل پر ایک دم خوفزدہ ہوگئی ۔پہلی بے ساختہ نگاہ وال کلاک پہ ڈالی جو بارہ بجا رہی تھی اور دل خوف سے دھڑکا ۔اس وقت کس کا فون ہو سکتا ہے ؟اس کا وجدان اسے جو بتا رہا تھا وہ خیال ہی اس کے لئے سوہان روح تھا اور اس کی بے چینی اور پریشانی میں اضافے کا باعث تھا ۔وہ فون کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے وہ خطرناک سانپ ہو ،اس کا خوف اس کے چہرے سے واضح تھا ۔وہ کان بند کئے بیل کو

نظر انداز کرتی رہی کچھ دیر بیل ہوتی رہی پھر بند ہو گئی لیکن وہ ابھی اطمینان کا سانس لے بھی نہیں پائی تھی کہ بیل دوبارہ بجنی شروع ہو گئی اور اس کا دل بھی اسی رفتار سے دھڑکنے لگا ۔اس نے خوفزدہ انداز میں سائڈ ٹیبل پہ رکھے فون کو دیکھا پھر اپنے آپ کو بمشکل گھسیٹتی بیڈ تک آئی اور بمشکل ہاتھ بڑھا کے فون اٹھالیا ۔ بمشکل اپنے آپ کو آمادہ کرتے ہوئے کال پک کری اور لرزتی آواز میں ہیلو کہا ۔دوسری جانب اس کی خوبصورت آواز نے جیسے جادو اثر کیا تھا کہ کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی پھر ائیر پیس سے آتی دلکش بھاری آواز سنائی دی جو اسے ہی پکار رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گیتی آراء!!!

اس آواز کو سن کر اس کے خوف اور وہم کی تصدیق ہو گئی کہ اسے اس وقت کال کرنے والا کوئی اور نہیں سالار گردیزی ہی ہے۔اس کی بھاری آواز سن کر اس کی حالت غیر ہوئی ،خوف حد سے سوا تھا کہ وہ کچھ بول نہ پائی جب کہ اس کی خاموشی محسوس کرتے ہوئے دوسری جانب سے سالار کی آوا زابھری،

گیتی آراء!!!

اس انداز اور لہجے پر گیتی کا دل ہمیشہ کی طرح ڈوب کر ابھرا اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا

گیا ۔وہ پکار رہا تھا یا جیسے کوئی اسم پڑھ رہا تھا ،جیسے کسی طلسم نے اس کے گرد حصار باندھ لیا ہو یا جیسے کوئی سحر اس کی ذات کے گرد دھیرے دھیرے احاطہ باندھ رہا ہو اور جیسے وہ اس طلسم میں اس سحر میں بندھ کے رہ جائے گی اور کبھی اس سے باہر نہیں نکل پائے ۔اس سوچ نے اسے خود اپنے آپ سے ہی خوفزدہ کر دیا ۔اس کی اپنی سوچیں اسے پریشان کر رہیں تھیں ۔دل جیسے متضاد کیفیت کا شکار تھا ۔اس کی خاموشی طویل ہوئی اور سالار اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے اسی مخصوص انداز میں اس سے مخاطب تھا جو انداز گیتی کی جان پر بنا دیتا تھا ،اس نے اس کی طویل خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں جانتا ہوں تم سن رہی ہو.

گیتی کو محسوس ہوا جیسے وہ سامنے ہی بیٹھا ہو ،اس کے لہجے کی تپش اسے فون کے دوسری طرف سے بھی محسوس ہو رہی تھی جیسے وہ اتنا نزدیک ہو کہ اس کے لہجے کی تپش سے اس کے کان کا پردہ سلگنے لگا ہو ۔وہ اپنی ہی کیفیت سے گھبرا گئی اور اسی گھبراہٹ میں پوچھ لیا،

کک۔۔۔کیوں کال کی ہے آپ نے؟

لہجہ سہما سہما سا تھا ،اس کے انداز پر وہ مسکرایا اور اسی انداز میں بولا جس سے گیتی کی جان جاتی تھی،

اپنے دل کا حال سنانا تھا ،سناؤں !

ایسے پوچھا جیسے وہ تو کب سے تیار بیٹھی ہو اور وہ شرم اور غصے کی ملی جلی کیفیت کی زیر اثر اسے ٹوک گئی،

ن۔۔۔۔نہیں !

اس کے انکار پہ وہ دھیمی ہنسی ہنسا اور کہا،

ویسے تو تم موقع دیتی نہیں ہو ،نہ کچھ کہتی ہو تو سوچا میں ہی کہہ دوں۔

اس کا اطمینان قابل دید تھا لیکن گیتی آراء نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا،

پلیز !ایسی باتیں مت کریں کچھ تو لحاظ کر لیں ،میں۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب سالار نے اس کی بات سہولت سے کاٹ دی،

میں بالکل بھی اس وقت کال نہ کرتا اگر تم میری آنکھوں میں ایک مرتبہ دیکھ لیتیں تو جان جاتیں کہ میرے دل میں کیا ہے لیکن تم نے دیکھا ہی نہیں اس لئے مجھے اس

وقت کال کرنی پڑی۔

اس کی بات ہی پریشان کر دینے والی تھی اور وہ بھی اسی پریشانی کے زیر اثر اس سے پوچھ بیٹھی،

آپ کو نمبر کہاں سے ملا؟

اس کے بچکانہ سوال پہ وہ کھل کر مسکرایا اور کہا،

نیہا سے نہیں لیا۔

اس کے جواب پر گیتی آراء نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا،

پھر؟

میرے اپنے بھی سیکریٹ ریسورسز ہیں ، جن سے میں کوئی بھی معلومات حاصل کر سکتا ہوں یہ تو پھر ایک سیل نمبر ہے۔

گیتی کو اس لمحے لگا وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے ، اس کو پریشان کر کے محظوظ ہو رہا ہے ، اس نے روہانسی سی آواز میں کہا،

آپ کو یہ سب کر کے کیا مل رہا ہے ؟ میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ کوئی فائدہ نہیں

ہے یہ سب کرنے کا تو آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں؟

اس کی پریشانی کے جواب میں سالار نے اسی قدر اطمینان سے کہا،

اور میں بھی تم کو کتنی مرتبہ بتا چکا ہوں کہ جو ٹھان لوں پورا کر کے چھوڑتا ہوں ، میں نہیں جانتا کہ کب تم سے محبت ہوئی اور کب یہ محبت میرا عشق بن گئی ، معلوم تو تب ہوا جب نجانے کتنا راستہ عبور کر آیا تھا کہ واپسی نا ممکن تھی۔

وہ دم سادھے اس کی حکایت دل سن رہی تھی ، وقت کی نبضیں جیسے تھم گئیں تھیں صرف دل کی دھڑکن تھی اور آتی جاتی سانسیں جو رواں تھیں اور جن سے زندگی کا احساس ہو رہا تھا ۔ اس نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

اب سالار گردیزی کے لئے قدم پیچھے ہٹانا کسی صورت ممکن نہیں ہے اور یہ بات تم بھی اپنے ذہن میں بٹھالو۔

اس کے انداز پر گیتی کے اندر زبردست احتجاج نے سر اٹھایا اور اس میں نجانے کہاں سے اتنی ہمت آ گئی اور وہ اسے ایک دم ٹوک گئی،

اور آپ بھی یہ بات اچھی طرح اپنے ذہن میں بٹھا لیں کہ میں کبھی آپ کی پذیرائی

نہیں کروں گی ،نہ ابھی اور نہ کبھی۔

اس نے جیسے چیلنج کیا اور سالار کی دھیمی ہنسی کی آواز پر اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

We will see!

گیتی نے گھبرا کر ایک دم کال ڈسکنیکٹ کر دی اور اپنا سر ہاتھوں میں تھام کر گہرے گہرے سانس لیتی بیڈ پر گر گئی ۔کچھ دیر بعد بیل دوبارہ بجنے لگی لیکن وہ نظرانداز کئے ساکت سی بیڈ پر لیٹی رہی ۔کچھ دیر بیل بجنے کے بعد بند ہو گئی اس نے ہاتھ میں تھمے فون کو دیکھا پھر فون سوئچ آف کر کے بیڈ پر ڈھے سی گئی۔

وہ آج ایک اہم بزنس ڈنر اٹینڈ کرنے شہر کے معروف فائیو اسٹار ہوٹل آئے ہوئے تھے ،بزنس ورلڈ کے چیدہ چیدہ اور اہم شخصیات اس بزنس ڈنر میں شامل تھیں جب کہ بزنس اور اکنامکس سے متعلق سب ہی اپنی اپنی رائے کا اظہار کر رہے تھے اور تبھی

ان کے سیل فون پر کال آئی ۔وہ جہاں کھڑے تھے وہاں سب سے معذرت کرتے ہوئے کال ریسیو کی اور اس سمت آ گئے جس طرف رش اور شور قدرے کم تھا ۔کال ریسیو کر کے چند منٹوں میں وہ فارغ ہوئے اور تبھی انہیں وہ دکھ گئی ،اپنی مخصوص بولڈ اور شوخ و چنچل طبیعت کے ساتھ وہ ان کے سامنے کھڑی ان سے ہی مخاطب تھی،

ہیلو انکل !

How are you?

ساتھ ہی ان کی خیریت بھی پوچھ لی, انہیں اس کا چہرہ جانا پہچانا لگا ،وہ پہچانتے تھے لیکن جانتے نہیں تھے لیکن یہ انہیں پتہ تھا کہ وہ سالار کے سوشل سرکل سے ہی بیلونگ کرتی ہے کہ وہ کئی مرتبہ اسے سالار کے ساتھ دیکھ چکے تھے ۔ان کی آنکھوں میں شناسائی کے رنگ اس نے بھی دیکھ لئے تھے اس لئے اپنے مخصوص دلفریب دل لبھاتے لہجے میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا،

انکل لگتا ہے کہ مجھے پہچانا نہیں آپ نے ؟

اس کے انداز پر وہ مسکرائے اور کہا،

بیٹا! چہرہ تو جانا پہچانا ہے آپ کا لیکن اگر آپ اپنا تعارف کروادیں تو آسانی ہو جائے گی۔

ان کی بات پر اس نے اندہی اندر تلملاتے ہوئے بظاہر دلکشی سے مسکراتے ہوئے کہا،

وائے ناٹ انکل! میرا نام نرمل ہے اور میں سالار کے کلوز فرینڈ سرکل میں شامل ہوں۔

کہتے ہوئے وہ ادا سے مسکرائی جب کہ بہزاد گردیزی اس کی بات پر فقط مسکرائے تھے لیکن وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

اس کے ساتھ کئی کمرشل کئے ہیں میں نے ،انفیکٹ میرے علاوہ وہ کسی پر زیادہ ٹرسٹ ہی نہیں کرتا اس لئے مجھے ہی زیادہ اپنے کمرشلز میں کاسٹ کرتا ہے۔

وہ مسکراتے ہوئے ایک ادا سے کہہ رہی تھی ،اس کے انداز پر وہ مسکرائے اور کہا،

یہ تو میں جانتا ہوں بس آپ کے نام سے ناواقف تھا۔

اس نے دل ہی دل میں جلتے کلستے انہیں بھی دس باتیں سنائیں لیکن بظاہر مسکراتے ہوئے کہا،

انکل اگر آپ کے پاس تھوڑا ٹائم ہو تو کیا میں آپ سے کچھ پرسنل بات کر سکتی ہوں؟

اور وہ جو اپنی قیمتی رسٹ واچ پر سرسری نظر ڈال رہے تھے اس کی بات سن کر چونکے اور سوچے بغیر نہ رہ سکے کہ اس کو مجھ سے کون سے پرسنل بات کرنی ہے جب کہ وہ ان کا چونکنا محسوس کرتے ہوئے جلدی سے بولی،

سالار کے بارے میں۔

سالار کا نام سن کر ان کے چہرے کے تاثرات میں واضح تبدیلی آئی تھی اور وہ جو اسے منع کرنا چاہ رہے تھے اس کی اگلی بات سن کر اپنا ارادہ تبدیل کر لیا جو کہہ رہی تھی،

انکل میں جانتی ہوں آپ کا ٹائم کتنا قیمتی ہے لیکن یہ بات مجھے آپ سے ضروری کرنی ہے ،وہ تو آپ مجھے اتفاقاً" یہاں مل گئے ورنہ میں آپ کے آفس آکر یہ بات آپ کو بتا دیتی۔

اس نے بغور ان کے تاثرات کا جائزہ لیا اور ساتھ ہی یہ بات بھی باور کروادی کہ یہ بات کتنی اہم ہے جب کہ وہ اس کی باتوں سے یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہے تھے کہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے ۔نرمل نے انہیں بغور دیکھتے ہوئے کہا،

اگر آپ کے چند منٹ مجھے مل جائیں تو۔۔۔

انہوں نے اسے بغور دیکھا پھر اپنے ہاتھ سے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے اسے ہال میں لے آئے پھر کارنر پہ رکھے ایک خالی صوفے پر بیٹھتے ہوئے اسے بھی بیٹھنے کی آفر کرتے ہوئے کہا،

بولو بیٹا کیا بات کرنی ہے؟

وہ ان کے سامنے بیٹھ گئی اور محتاط انداز میں انہیں جواب دیتے ہوئے کہا،

انکل میں یہ بات آپ کو بتا تو رہی ہوں لیکن آپ مجھ سے پرامس کریں کہ سالار کو یہ نہیں پتہ لگنا چاہئے کہ میں نے آپ کو یہ بات بتائی ہے۔

انہوں نے اسے بغور دیکھا تو وہ دانستہ مسکرائی اور وضاحت دیتے ہوئے کہا،

وہ مجھ سے کچھ خفا ہے اور وجہ یہی ہے کہ میں نے اسے اس سلسلے میں سمجھانے کی کوشش کری تھی کہ وہ جو کر رہا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے نہ اس کے لئے نہ اس کی بزنس کے لئے لیکن وہ بجائے میری بات سمجھنے کے مجھ سے خفا ہو گیا ، میرے ساتھ کانٹریکٹ بریک کر دیا اور مجھ سے دوستی بھی ختم کر دی۔

وہ آواز میں رقت اور لہجے میں افسوس پیدا کرتے ہوئے کہہ رہی تھی جب کہ وہ بغور

اس کی بات سنتے ہوئے چونکے تھے لیکن وہ روتی آنکھوں کے ساتھ زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بات جاری رکھتے ہوئے ان کو بتانے لگی،

انکل مجھے دکھ کانٹریکٹ ہاتھ سے جانے کا نہیں ہے مجھے توافسوس یہ ہے کہ اس نے ایک دم اتنی پرانی دوستی ختم کردی وہ بھی اس لئے کہ میں نے اس کے بھلے کے لئے ایک بات اسے سمجھائی تھی۔

اس نے آنسو بھری آنکھوں سے انہیں دیکھ کر کہا اور اس مرتبہ ان سے رہا نہ گیا تو انہوں نے پوچھ لیا۔

بیٹا! کھل کے بتاؤ ایسا کیا ہے جو وہ ایسا برتاؤ کر رہا ہے۔

ان کے سنجیدہ لہجے سے ان کی فکرمندی واضح تھی اور وہ یہ سوچ رہے تھے کہ اس بات کا کوئی نہ کوئی سرا اس دن اسٹوڈیوز میں رونما ہوئے واقعے سے ملتا ہے ۔ان کو اس بات کا اندازہ بھی اچھی طرح تھا کہ سالار ان سے کہیں نہ کہیں کچھ چھپا رہا ہے اور جسے وہ حادثے کا نام دے رہا ہے اس کے پیچھے وجہ یقیناً کچھ اور ہے اور ان کے خدشات کی تصدیق بھی نرمل کی گفتگو سے ہوگئی تھی لیکن سالار سے کنفرم کرنے سے پہلے ان کا اس بات کی تہہ تک پہنچنا ضروری تھا۔انہوں نے سوالیہ اور الجھی ہوئی نظروں سے

نرمل کو دیکھا جو انہیں دیکھ کر قصداً ” مسکرائی اور کہا،

انکل ! آپ کے علم میں وہ واقعہ تو ہو گا جو اب سے کچھ دنوں پہلے سالار کے آفس بلڈنگ کے اسٹوڈیوز میں پیش آیا تھا۔

کہتے ہوئے وہ ساتھ ساتھ ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا بھی بغور جائزہ لے رہی تھی ،ان کے چہرے پر بکھرے فکر مندی اور تفکر کے رنگ میں اب پریشانی کا رنگ بھی شامل ہو گیا تھا جو اس جیسی شاطر اور منتقم مزاج لڑکی کو عجیب طرح کی خوشی اور اطمینان بخش رہا تھا ۔ لیکن اس وقت خوشی اور اطمینان دکھانے کا موقع نہیں تھا وہ بمشکل اپنی خوشی دباتے ہوئے سنجیدگی اور فکر مندی کا تاثر دیتے ہوئے ان سے کہہ رہی تھی،

انکل اس دن اسٹوڈیوز میں جو واقعہ پیش آیا وہ کوئی معمولی حادثہ نہیں تھا ، اس واقعے کے نتیجے میں کچھ بھی ہو سکتا تھا ، کوئی زخمی بھی ہو سکتا تھا اور سالار زخمی ہوا بھی لیکن وہ جان کر حقائق پر پردہ ڈال رہا ہے صرف اور صرف ایک انسان کو بچانے کے لئے۔

اس نے شاطرانہ انداز میں کہتے ہوئے ان پہ ایک نظر ڈالی البتہ لہجے میں دنیا بھر کی تحقیر ، حقارت اور کڑواہٹ بھری تھی ۔ وہ جو اس کی بات بغور سن رہے تھے اس

بات پر بری طرح چونکے اور پوچھا،

کون ؟تم کس کے بارے میں بات کر رہی ہو؟

ان کے سوال پر وہ قدرے ہچکچائی ،انہوں نے اس کی ہچکچاہٹ محسوس کی اور اسے تسلی دینے کی خاطر کہا،

بیٹا !ڈونٹ وری !کوئی آپ کو کچھ نہیں کہے گا ،آپ مجھے بتائیں کہ سالار ایسا کس کے لئے کر رہا ہے کون ہے وہ انسان جسے وہ بچانا چاہتا ہے۔

ان کے سوالوں کے جواب میں نرمل نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا،

گیتی آراء!!!!

اس نام پر وہ بری طرح چونکے ،انہیں وہ لڑکی یاد آگئی جو اس دن نیہا کے ساتھ آئی تھی لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس سب کے پیچھے اس لڑکی کا ہاتھ ہے ۔ان کی چوڑی روشن پیشانی پر ان گنت سلوٹیں پڑی تھی اور گہری غلافی آنکھوں میں سوچ کی تحریر بے حد واضح تھی ۔نرمل نے ان کا انداز بغور دیکھا اور ایک آخری ضرب لگاتے ہوئے کہا،

انکل اس دن بھی سالار اس لڑکی کو بچاتے ہوئے ہی زخمی ہوا تھا ، یہ لڑکی نجانے کون ہے کہاں سے آئی ہے ؟اس کی نہ تو کوئی شناخت ہے اور نہ خاندان ، نیہا کے گھر میں بغیر کسی تعلق اور حوالے کے رہ رہی ہے۔

وہ انتہائی نفرت سے گیتی آراء کا ذکر کر رہی تھی جب کہ بہزاد گردیزی کے چہرے پر سوچ اور تفکر کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے اور وہ نہایت ہوشیاری سے لوہا گرم دیکھ کر ضرب لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی،

اور سالار نے اس میں نجانے کیا دیکھ لیا ہے کہ اس کی محبت میں بالکل اپنے ہوش ہی گنوا بیٹھا ہے کہ اپنا نفع نقصان بھی اسے دکھائی نہیں دے رہا جب کہ اس لڑکی نے سالار کو بڑی چالاکی سے اپنے جال میں پھنسا لیا ہے۔

وہ جو اپنی سوچوں میں الجھے تھے چونکے اور اسے دیکھا ،ان کے دیکھنے پر وہ مصنوع مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہہ رہی تھی،

انکل پلیز یہ ریکویسٹ ہے کہ اس بات کا ذکر سالار سے مت کیجئے گا کہ میں نے آپ کو انفارم کیا ہے۔

انہوں نے اس کی بات کے جواب میں اسے تسلی دینے کی خاطر کہا،

You don't worry! بیٹا!

اس سب کواب میں خود اپنے طور پہ ہینڈل کروں گا ، تمہارا نام اس سب میں نہیں آئے گا۔

وہ شاطرانہ انداز میں مسکرائی اور کہا،

Thank you uncle!

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے سر ہلایا تو اس نے کہا،

اچھا انکل ! میں چلتی ہوں ، دیر ہو رہی ہے۔

ساتھ ہی مسکرائی جب کہ بہزاد گردیزی نے کہا،

الرائٹ بیٹا ! اینڈ تھینکس مجھے ان سب باتوں کے بارے میں انفارم کرنے کے لئے۔

وہ دل سے اس کے مشکور تھے جب کہ نرمل اپنے مخصوص دلربا انداز میں کہہ رہی تھی،

کیسی باتیں کر رہے ہیں آنکل ؟ آخر میر ااور سالار کا اتنا پرانا ساتھ ہے ، اتنی اچھی دوستی ہے ہمارے درمیان تو اتنا فرض تو میرا بنتا ہے نا کہ اسے کوئی نقصان پہنچائے اور میں اس کو اس نقصان سے بچالوں۔

اس نے چاپلوسی کرتے ہوئے کہا جب کہ وہ اس کے انداز اور تاثرات پر توجہ دیئے بغیر مسکرائے اور وہ ان کو سوچوں میں گھرا چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی اور کچھ دیر بعد ان کا رخ اندر کے بجائے exit کی طرف تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ہال روم میں اپنا لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا کوئی امپورٹینٹ کام کر رہا تھا ، رات اتنی ہوئی نہیں تھی اور گھر میں اس وقت بھی حسب معمول خاموشی تھی ، دھیمی آواز میں ٹی وی آن تھا لیکن اس کی توجہ ٹی وی کی جانب نہیں تھی۔ مضبوط انگلیوں میں دبا ، سلگتا ہوا سگریٹ آدھا رہ گیا تھا اور اس کے سرے پر جمی راکھ کی موٹی سی تہہ یہ بتا رہی تھی کہ وہ کتنی گہرائی سے اپنے کام میں منہمک ہے ۔ دلکش گہری شربتی گھنی پلکوں والی آنکھیں پورے انہماک سے اسکرین پر جمیں تھیں اور وہ پوری طرح اپنے کام میں ڈوبا تھا ۔ آغا جان یقیناً اپنے بیڈ روم میں تھے جب گیٹ کھلنے کی آواز آئی اور پھر گاڑی کے

پے در پے تیز ہارن نے اس کی توجہ کھینچ لی ۔اس نے ایک پر سوچ نگاہ دیوار گیر گھڑی پہ ڈالی اور کہا،

ڈیڈا تنی جلدی آ گئے !

انداز خود کلامی کا سا تھا اور ابھی وہ غور کر ہی رہا تھا کہ بہزاد گردیزی وہیں چلے آئے لیکن ان کے چہرے سے ہی اندرونی خلفشار اور تناؤ کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا ۔اندر آتے ہی انہوں نے بلند اور گرجدار آواز میں اسے پکارا تھا،

سالار !

ان کی گرجدار آواز سن کر انسان تو کیا در و دیوار بھی لرز اٹھے لیکن وہ مطمئن سا کھڑا ان کی سمت ہی متوجہ تھا جب کہ وہ غصے میں اس کی جانب قدم بڑھاتے اس کے نزدیک آ گئے اور غصیلے انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آخر وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔

لہجے میں طنز کی آمیزش تھی لیکن ان کے غصے کے بر عکس سالار نے اطمینان سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا،

کیا مطلب ؟کس بات کا ڈر تھا آپ کو؟

اس کے انداز پہ انہیں مزید تاؤ آیا اور بنا اپنا غصہ دبائے اسی غصیلے لہجے میں انہوں نے کہا،

اتنے نادان نہیں ہو تم جتنا ظاہر کر رہے ہو۔

اپنی آنکھیں اس کی مغرور آنکھوں میں ڈالتے ہوئے کہا جب کہ وہ ہنوز اسی اطمینان

سے کھڑا ان کی سمت ہی متوجہ تھا ،وہ خاموش ہوئے تو اسی مطمئن انداز میں جواب دیا،

اگر آپ بغیر پہیلیاں بجھوائے آسان الفاظ میں مجھ سے بات کر سکتے ہیں تو میرے لئے

بہت اچھا ہو گا۔

اس انداز پر وہ مزید تلملائے لیکن سیدھے مگر غصیلے انداز میں سوال لیا،

گیتی آراء کون ہے؟

ان کے غیر متعلقہ سوال پر اس کی چوڑی پیشانی پر شکنیں پڑیں لیکن وہ فوراً ہی سنبھلا اور

انہیں جواب دیتے ہوئے کہا،

نیہا کی فرینڈ ہے۔

اس کے جواب پر وہ جو بمشکل اپنا غصہ کنٹرول کئے ہوئے تھے طیش میں آتے ہوئے

دھاڑے تھے،

بکواس بند کرو تم اچھی طرح جانتے ہوں میں کیا پوچھ رہا ہوں ،جو حقیقت ہے اس کو تم چھپا نہیں سکتے.

اور آغا جان جو شور سن کر پریشان سے اس طرف آئے تھے ان دونوں کے اس طرح ایک دوسرے کے مقابل کھڑے دیکھ کر ٹھٹھکے اور خاموش نہ رہ سکے اور کہا،

بہزاد کیا مسئلہ ہے ؟کیوں اتنا غصہ کر رہے ہو؟

کہتے ہوئے غیر محسوس انداز میں ان دونوں کے درمیان آکر کھڑے ہو گئے ،وہ اپنے جیتے جی ہر گز نہیں گوارا کر سکتے تھے کہ باپ بیٹا ایک دوسرے کے مقابل آئیں ۔۔ بہزاد گردیزی ابھی بھی طیش میں تھے جب کہ وہ اسی طرح اطمینان سے کھڑا ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھ رہا تھا اور اس کا انداز انہیں مزید طیش دلا رہا تھا ،آغا جان کے بیچ میں آجانے کی وجہ سے انہوں نے بمشکل اپنے اوپر کنڑول کیا اور کہا،

پوچھیں اس سے کہ یہ آج کل کیا کرتا پھر رہا ہے ؟کون ہے یہ لڑکی گیتی آراء ؟اور کیا تعلق ہے اس سے اس لڑکی کا؟

ان کے پے در پے سوالوں نے اسے بھی غصہ دلا دیا جب کہ آغا جان بہزاد گردیزی کو سمجھاتے ہوئے کہہ رہے تھے،

کیا ہو گیا ہے بہزاد؟ تھوڑا صبر سے تحمل سے اس طرح بات کرتے ہیں جوان اولاد سے؟

جب کہ وہ اسی طیش اور غصے سے کہہ رہے تھے،

آغا جان! کہاں سے لاؤں تحمل اور برداشت؟ آپ پوچھیں اس سے ورنہ میں کچھ کر نہ گذروں۔

اس نے بمشکل ضبط کیا اور اس کے جبڑے بھنچ گئے اس نے مٹھیاں بھینچیں کہ یہ وقت اور موقع جوش میں آنے کا نہیں بلکہ ہوش سے کام لینے کا تھا اس لئے وہ بمشکل تحمل کا دامن تھامے گویا ہوا۔

گیتی آراء میری زندگی ہے۔

لہجہ چٹانوں کا سا تھا جب کہ اس کے جامع اور سنجیدہ انداز پر بہزاد گردیزی اپنی جگہ منجمند ہوئے تھے۔

سالار نے تحمل اور بردباری کا دامن تھام کر سنجیدگی سے کہا،

گیتی آراء میری زندگی ہے۔

اس نے جامع اور سنجیدہ انداز میں جس طرح گیتی آراء کی حقیقت سب کے سامنے واضح کری تھی وہ حقیقت جہاں آغا جان کو بے پناہ اور بے اندازہ خوشی سے ہمکنار کر گئی وہیں بہزاد گردیزی کو اپنی جگہ منجمند کر گئی۔ وہ اسی قسم کی کسی بات کی توقع اس سے کر رہے تھے لیکن اس کے باوجود انہیں شاک لگا تھا، کئی لمحے وہ اسی شاک کی کیفیت میں اس کی جانب متوجہ رہے تھے پھر اپنے بکھرے اعصاب مجتمع کرتے ہوئے تیز آواز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

ہوش میں تو ہو کیا کہہ رہے ہو؟

جواب میں اس نے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے مخصوص نڈر اور بے باک انداز میں کہا،

جو آپ نے سنا وہی کہا ہے۔

اس کا انداز ہی طیش دلانے کو کافی تھا کہ ان الفاظ نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا اور اسی غصیلے انداز میں انہوں نے کہا تھا،

کیا ؟ حیثیت کیا ہے اس لڑکی کی سوائے خوبصورت شکل کے ، نہ اس کے خاندان کا پتہ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی شناخت ہے ، یہ تک تو ہم جانتے نہیں ہیں کہ وہ کہاں سے آئی ہے ،لاوارثوں کی طرح نیہا کے گھر رہ رہی ہے تو اتنی بڑی بات تم کس بل بوتے پر کہہ رہے ہو۔

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس وقت کیا کریں ، رہ رہ کر تاؤ آرہا تھا لیکن اس وقت ان کے سامنے اپنی ہی اولاد تھی جوان کی طرح ہی نڈر ، بے باک اور ضد کا پکا تھا جو ٹھان لیتا تھا وہ کر کے ہی چھوڑتا تھا اسی وجہ سے وہ اس کے سامنے اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہے تھے ورنہ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ اس کا دماغ اچھی طرح درست کر دیتے ۔آغا جان جو اتنی دیر سے خاموش ان دونوں کا انداز دیکھ رہے تھے اور پریشان ہو رہے تھے اس مرتبہ خاموش نہ رہ سکے اور بہزاد گردیزی کو ٹوک گئے،

بہزاد یہ کون سا طریقہ ہے کسی کے بارے میں بات کرنے کا اور پھر سالار اگر ایسا چاہتا ہے تو اس میں برائی کیا ہے؟

انہوں نے سمجھانا چاہا جب کہ بہزاد گردیزی جو اندر ہی اندر کھول رہے تھے لیکن آغا جان کے سامنے کسی قسم کی بدلحاظی دکھا نہیں سکتے تھے انہوں نے بمشکل اپنے طیش پر قابو پاتے ہوئے کہا،

آپ جانتے تھے اس بارے میں۔

پھر تاسف سے سر ہلاتے ہوئے بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

آپ کے لاڈ پیار کا ہی نتیجہ ہے کہ لاڈ صاحب کو اپنے اچھے برے کا احساس ہی نہیں ہے ۔میں پوچھتا ہوں بھری دنیا میں ایک یہی لڑکی ملی ہے جس کے نہ باپ کا پتہ ہے اور نہ ہی خاندان کا۔

ان کا سوال کڑا تھا جب کہ سالار نے اپنا ضبط بمشکل آزمایا تھا لیکن بہزاد گردیزی کہہ رہے تھے،

اور کیا نیہا بھی اس سب میں شامل ہے ،وہ اسی کے گھر میں تو رہ رہی ہے۔

اس نے بمشکل تحمل اور ضبط کا دامن تھامے کہا،

اور اگر میں کہوں کہ اس کے اس طرح زندگی گذارنے کا ذمے دار بھی آپ کا بیٹا ہے

تو؟

وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مخصوص ہٹیلے اور ضدی انداز میں ان سے مخاطب تھا جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا جب کہ انہوں نے اس کی بات کو خاطر میں لائے بغیر طنز سے کہا،

صاحبزادے! عمر گذر گئی اس دشت کی سیاحی میں، نجانے کہاں کہاں کی خاک چھانتے، روزانہ ہزاروں لوگوں سے ملتے، مجھے اتنی آسانی سے بیوقوف نہیں بنا سکتے تم۔

ان کے انداز اور لہجے کو وہ بمشکل نظر انداز کرتے ہوئے اپنی سوالیہ نظریں ان کی آنکھوں میں گاڑھے ہوئے تھا جب کہ وہ ابھی بھی اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہے تھے،

میں جانتا ہوں کہ تم اس لڑکی کی ساکھ بچانے کے لئے ایسا کہہ رہے ہو، یہ الزام تم صرف اس لئے اپنے سر لے رہے ہو کہ اس لڑکی کو کسی بھی الزام سے بچا سکو۔

وہ غصیلے لہجے میں بولتے چلے گئے جب کہ وہ جیسے ضبط کی انتہا پر کھڑا اپنا صبر آزما رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا یا اس کا ضبط جواب دے جاتا کہ حیدر جو یہاں اچانک آیا تھا اس کی آواز پر سب اپنی جگہ منجمند ہو گئے ،وہ کہہ رہا تھا،

انکل ! جو یہ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔

اس آواز پر سالار سمیت آغا جان اور بہزاد گردیزی بھی اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے اور اچانک اس کے اس طرح بنا بتائے واپس آنے پر حیران تھے ۔وہ جس طرح خاموشی سے وہاں سے گیا تھا اسی طرح خاموشی سے واپس بھی آ گیا تھا ۔وہ تینوں ہی اسے اس طرح اچانک دیکھ کر ٹھٹھک گئے تھے ۔اس کے ساتھ کھڑی پیاری سی لڑکی جو یقیناً اس کے ساتھ ہی آئی تھی ان سب کو اس طرح ایک دوسرے کے مقابل دیکھ کر پریشان سی ہو گئی تھی ۔اس کو دیکھ کر ان سب کو یہ یقین کرنے میں دقت نہیں ہوئی کہ اس کا حیدر سے کیا واسطہ ہے ۔سب سے پہلے آغا جان نے اپنی کیفیت پر قابو پایا اور اس کی جانب آتے ہوئے اسے محبت سے گلے لگایا جو ان کی شخصیت کا خاصہ تھا اور کہا،

حیدر ! بیٹا ! تم کب آئے ؟نہ کوئی اتہ نہ کوئی پتہ ،کہاں رہے اتنے دن ؟

حیدر ان کے گلے لگتے ہوئے ان کے پیچھے کھڑے سالار کو شکایتی نظروں سے دیکھا جو

خود بھی اسی کو جانب متوجہ تھا اور اس پہ سے نظر ہٹا کر آغا جان کی سمت دیکھتے ہوئے خوشدلی سے کہا،

بس آغا جان ! جب انسان کی زندگی میں سفر لکھا ہو تو کرنا ہی پڑتا ہے ، کچھ قسمت اور کچھ غم روزگار دونوں کے باعث ملک سے باہر تھا۔

آغا جان اس کے عذر کو خاطر میں لائے بغیر مخصوص خوشدلی اور گرمجوشی سے کہا،

خیر روزگار کے سلسلے میں تو تم پہلے بھی ملک سے باہر رہتے تھے لیکن اپنی خیر خیریت سے آگاہ کرتے رہتے تھے ، اس مرتبہ تو تمہارا کچھ پتہ ہی نہیں تھا حتیٰ کہ سالار بھی لاعلم تھا۔

بات کرتے کرتے حیدر کے ساتھ کھڑی لڑکی کے سر پہ ہاتھ رکھا تو حیدر کو ہی خیال آیا،

آغا جان یہ ایمل ہے میری وائف ! اور ایمل یہ ہم سب کے آغا جان ہیں۔

تعارف کروانے پر اس نے جھجھکتے ہوئے سلام کیا۔ آغا جان نے اسے اپنے مخصوص انداز میں دعا دیتے ہوئے کہا،

جیتی رہو !خوش رہو!

پھر حیدر کی جانب مڑتے ہوئے پوچھا،

شادی بھی کرلی بہو بھی لے آئے اور اس کی اطلاع بھی دینا گوارا نہ کیا۔

ان کے انداز پہ وہ مسکرایا اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا،

اصل میں سب کچھ بہت جلدی میں ہوا تھا اس لئے اطلاع نہ کر سکا ورنہ ایسا ہو سکتا ہے کہ اتنا اہم موقع ہو اور آپ سب شامل نہ ہوں۔

آغا جان مسکرائے اور خوشدلی سے کہا،

چلو چلو بہانے نہ بناؤ میں مان ہی نہیں سکتا کہ سالار لاعلم ہو۔

اس بات پر اس نے پھر ایک شکایتی نگاہ سالار پہ ڈالی جواب تک خاموش کھڑا لیکن اب اس کا بولنا ناگزیر تھا اس لئے اس نے کہا،

آپ کا لاڈلا مجھ سے خفا ہے۔

وہ دیکھ حیدر کو رہا تھا لیکن بات آغا جان سے کر رہا تھا، آغا جان نے اس کی بات پر حیران ہو کر پہلے حیدر کو دیکھا پھر سالار کی جانب دیکھتے ہوئے کہا،

اب تم بھی ہمیں بتاؤ گے ،میں مان ہی نہیں سکتا کہ حیدر تم سے خفا ہو ضرور تم نے ہی کچھ کہا ہو گا۔

کہتے ہوئے ایمل کی جانب دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا،

بیٹا ! تم آؤ یہاں بیٹھو ،ان دونوں کی یہ باتیں تو چلتی ہی رہیں گی۔

وہ اس کو لے کر صوفوں کی جانب بڑھ گئے ،وہ بھی ان کی اپنائیت پہ مسکراتی ہوئی ایک صوفے پر ٹک گئی جب کہ آغا جان نے پھر حیدر کی کھنچائی کرتے ہوئے کہا،

برخوردار ! بہو کو یہاں لے کر آ ہی رہے تھے تو بتا تو دیتے ہم کم از کم کچھ اس کے لئے اچھا انتظام ہی کر لیتے۔

اس نے ان کے لطیف سے طنز کے جواب میں اطمینان سے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا،

خیر ہے آغا جان اب یہ آنا جانا تو لگا ہی رہے گا۔

آغا جان مسکرائے اور کہا،

یہ بات بھی ٹھیک ہے۔

جب کہ بہزاد گردیزی جواب تک مصلحتاً" خاموش تھے انہوں نے حیدر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

حیدر ! میں اب کوئی تمہید نہیں باندھوں گا مجھے سچ سچ بتاؤ تم دونوں کے بیچ کیا چل رہا ہے اور اس لڑکی گیتی آراء کا کیا سلسلہ ہے۔

اس سے پہلے کہ حیدر کوئی جواب دیتا آغا جان نے اپنے بیٹے کو ٹوک دیا،

بہزاد ! یہ کون سا وقت ان باتوں کا ؟ایمل بیٹی پہلی مرتبہ گھر آئی ہے اور تم یہ باتیں لے بیٹھے۔

انہوں نے سنجیدگی سے آغا جان کو جواب دیتے ہوئے کہا،

آغا جان ! رہنے دیں ،یہ بچے کون سا ہمیں کچھ سمجھتے ہیں ،ایک کے دل میں پتہ نہیں کیا ہے اور وہ یہ راز سب سے چھپائے بیٹھا ہے اور دوسرا ملکوں ملکوں کی خاک چھان رہا ہے اوپر سے برخوردار نے شادی بھی کر لی اور ہمیں اطلاع دینا بھی ضروری نہیں سمجھا۔

انہوں نے ناراضگی سے سالار اور حیدر کو گھورا جب کہ وہ دونوں ہی اپنے بالوں میں

ہاتھ پھیرتے ہوئے خجل سے مسکرادیئے جب کہ ایمل سر جھکا کر مسکرادی ۔ بہزاد گردیزی نے اپناہاتھ اس کے سرپہ رکھ کر اسے دعادی اور اپنے کوٹ کی پاکٹ سے ایک سائن شدہ چیک نکال کر ایمل کی سمت بڑھادیا ۔ایمل نے بوکھلا کر کہا،

انکل اس تکلف کی کیاضرورت ہے۔

جواب میں انہوں نے مخصوص بردباری اور سنجیدگی سے کہا،

بیٹا ! بات ضرورت کی نہیں بلکہ خلوص کی ہے اور پھر یہ تمہارا حق ہے۔

ایمل نے حیدر کودیکھا ،اس نے اشارے سے کہاکہ وہ ان کا دیاہوا تحفہ قبول کرلے ، اس کے کہنے پر ایمل نے مسکراتے ہوئے وہ چیک بہزاد گردیزی کے ہاتھ سے لے لیا

انہوں نے اس کا سر تھپتھپاتے ہوئے مسکرا کے کہا،

بیٹاکھاناکھاکر جانا۔

اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا ،بہزاد گردیزی نے مڑکر ان دونوں پہ نظرڈالی جو سامنے صوفوں پہ بیٹھے تھے اور دونوں کوایک ساتھ مخاطب کرتے ہوئے کہا،

اور تم دونوں کھانے کے بعد مجھ سے میری اسٹڈی میں ملو۔

اس نئے حکم پر ان دونوں نے ہی ایک دوسرے کو دیکھا تھا جب کہ بہزاد گردیزی یہ نیا فرمان جاری کر کے ہال سے نکل گئے تھے ۔ان کے جانے کے بعد ان دونوں نے ہی گہرا سانس لیا اور آغا جان کی جانب متوجہ ہو گئے جو اپنے مخصوص شفیق انداز میں ایمل سے گفتگو کر رہے تھے۔

وہ دونوں اس وقت ان کی اسٹڈی میں موجود ان کے سامنے بیٹھے تھے ،ماحول میں اس قدر خاموشی تھی کہ اگر سوئی بھی گرتی تو آواز پیدا ہوتی ۔ حیدر نے بہزاد گردیزی کے استفسار پہ پوری بات من و عن بتادی تھی کہ کس طرح سالار نے گیتی کو کڈنیپ کیا محض اس کی محبت میں اور پھر کس طرح وہ گیتی کو واپس اس کے گھر چھوڑ کر آیا تھا اور پھر اس واقعے کے بعد وہ سالار سے اس قدر خفا ہوا کہ ملک ہی چھوڑ کر چلا گیا ۔اب اتنے عرصے بعد وطن واپس آنے پر بھی اسی نام کی بازگشت اس گھر کی فضاؤں میں گونج رہی تھی جس کی بربادی میں کہیں نا کہیں اسے اپنا آپ بھی قصوروار نظر آتا تھا جب کہ بہزاد گردیزی حیدر کے منہ سے حقیقت جان کر جیسے شاک کی سی کیفیت میں تھے ۔ان کو جیسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ ان کا بیٹا ،ان کا اپنا خون ،اس طاقت کے نشے

اور برتری کے گھمنڈ میں چور اس طرح کی گھٹیا حرکت کر سکتا ہے ۔وہ یقین نہیں کر پارہے تھے ، سر جھکائے کسی گہری سوچ میں بیٹھے تھے ۔ حیدر نے طویل ہوتی خاموشی پہ سالار کی جانب دیکھا جو حیدر کے برعکس مطمئن نظر آرہا تھا ۔بہزاد گردیزی کچھ نہ بولے تو حیدر نے ان کو مخاطب کر لیا،

انکل ! کیا سوچ رہے ہیں آپ ؟

اس کے مخاطب کرنے پر وہ ایک دم چونکے جیسے کسی نے جھنجھوڑ کر انہیں گہری نیند سے بیدار کر دیا ہو لیکن وہ اب بھی خاموش تھے ۔ حیدر نے پھر سالار کی جانب نگاہ کی لیکن اس نے لاپرواہی سے کندھے اچکا دیئے ، حیدر نے ایک ملامتی نظر اس پہ ڈالی دوبارہ بہزاد انکل کی سمت متوجہ ہوتے ہوئے ان کو مخاطب کیا،

انکل ! کچھ تو کہیں بے شک غصہ ہی کر لیں۔

اس کے مخاطب کرنے پر انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا،

کچھ کہنے کے قابل ہی کہاں چھوڑا ہے تم لوگوں نے۔

وہ ذرا رک کے پھر بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

میں جو اپنے بیٹے پر فخر کرتا تھا جو میرا فخر اور غرور تھا آج اس سوچ پہ شرمندہ ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ وہ ایسی حرکت بھی کر سکتا ہے جو کسی کی جیتی جاگتی زندگی کو داؤ پہ لگا دے۔

ان کے سنجیدہ لہجے میں ان کا مخصوص رعب ودبدبہ مفقود تھا جو ان کی شخصیت کا خاصہ تھا ۔سالار کو ایک لمحے کے لئے ملال سا ہوا لیکن اس نے اس خیال جو جھٹک دیا ۔جب کہ بہزاد گردیزی نے اپنا سر اپنے دونوں ہاتھوں میں گرالیا ۔چند لمحے انہیں لگے تھے اپنی کیفیت پر قابو پانے میں پھر انہوں نے سالار کو اپنے مخصوص دوٹوک انداز میں مخاطب کیا اور کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب تک جو ہو چکا سو ہو چکا ، تم نے اپنی جو من مانی کرنی تھی وہ کرلی اب مجھے سیدھے طریقے سے گیتی آراء کے والدین کے پاس لے کر چلو تاکہ ہم عزت سے اس کا ہاتھ تمہارے لئے مانگ سکیں۔

وہ جو اب تک تحمل مزاجی کا مظاہرہ کرتا آرہا تھا ان کے لہجے اور انداز پر ایک دم اپنی مخصوص جون میں واپس آتے ہوئے اس نے کہا،

ڈیڈ وہ لوگ کسی صورت گیتی آراء کو قبول کرنے پہ تیار نہیں ہیں ، میں کئی مرتبہ

کوشش کر چکا ہوں لیکن وہ اس سے ملنا تو دور اس کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے اس لئے آپ رہنے دیں اور مجھے خود اس معاملے کو اپنے طور پہ ہینڈل کرنے دیں۔

اس کی طویل بات کے جواب میں بہزاد گردیزی نے اسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا،

ویسے ہی ہینڈل کرو گے جیسے اب تک ہینڈل کرتے آرہے ہو۔

اس نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا تو انہوں نے وضاحت دیتے ہوئے کہا،

مطلب زور زبردستی سے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کا طنز اسے شرمندہ کر گیا لیکن اس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا،

نہیں اب ایسا نہیں ہو گا۔

بہزاد گردیزی نے چونک کر سوالیہ نظریں اس پہ ڈالیں جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

اس کو پیار سے اپنی محبت کا یقین دلاؤں گا اور عزت سے اس کے ماں باپ سے اس کا ہاتھ مانگوں گا۔

اس ذکر پر اس کے گلابی مائل عنابی ہونٹ مخصوص دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آگئے

جب کہ سحر انگیز شربتی آنکھوں میں انوکھے رنگ لہرا گئے ۔بہزاد گردیزی نے بغور اس کا انداز نوٹ کیا تھا ۔ کئی سالوں بعد انہوں نے اسے اس طرح دیکھا تھا, وہ انہیں کئی سال پہلے والا سالار لگا تھا ۔انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے مخصوص بارعب انداز میں اسے مخاطب کیا،

ٹھیک ہے میں تمہیں تین مہینے کا وقت دے رہا ہوں ،اس دوران تم نے گیتی آراء کو راضی کر کے اس کے والدین کو منا لیا تو ٹھیک ہے لیکن پھر میں جو فیصلہ تمہارے لئے کروں گا وہ تمہیں ماننا اور قبول کرنا ہو گا۔

انہوں نے دوٹوک انداز میں کہا ،سالار نے کچھ کہنے کے لئے لب وا کئے اور انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوک دیا،

نو مور ڈسکشنز ! اب جو بھی بات ہو گی وہ تین مہینے بعد ہو گی۔

اس کو کسی بھی بات کا موقع دیئے بغیر انہوں نے جیسے بات ہی ختم کر دی اور باوقار چال چلتے اسٹڈی سے نکل گئے ۔ان کے اس طرح بغیر کچھ سنے وہاں سے چلے جانے پر وہ اپنے دائیں ہاتھ کا پنچ بائیں ہتھیلی پہ مارتے ہوئے بولا،

ڈیم!!

اور حیدر جو خاصی دیر سے خاموش تھا اس نے سالار کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

تم سے خفگی اپنی جگہ لیکن اس سلسلے میں مدد تمہاری پوری کروں گا۔

اس کے مضبوط شانے کو تھپتھپاتے ہوئے اس نے کہا تھا ،سالار نے اسے گھورا اور طنز سے کہا،

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔
ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔
(Neramag@gmail.com)
(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔
شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

تھینک یو!!!

جب کہ اس کے انداز پر حیدر زور سے ہنسا اور اس کی ہنسی میں سالار کی ہنسی بھی شامل ہو گئی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے۔

اس نے اپنی گاڑی اس بڑے سے آہنی گیٹ کے سامنے روکی تھی اور گاڑی کا انجن بند کرتے ہوئے دروازے سے باہر نکلا تھا ۔ گارڈ نے اسے پہچان کر زیلی گیٹ وا کر دیا تھا اور وہ مخصوص شاہانہ چال چلتا پورچ کے راستے رہائشی حصے میں داخل ہو گیا تھا ۔ اس کی چال ڈھال اور شاندار شخصیت سے ہی اس کا اعتماد ظاہر ہو رہا تھا ۔ وہ شاہانہ انداز میں لاونج میں داخل ہوا اور سامنے صوفے پر اسے اپنی مطلوبہ شخصیت بیٹھی نظر آ گئی ۔ اسے آتا دیکھ کر وہ مسکرائی تھی لیکن وہ سنجیدگی سے اپنے ڈارک گلاسز اتار کر اعتماد سے چلتا اس کے سامنے جا رکا پھر اس کے نزدیکی صوفے پر ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر اطمینان سے بیٹھ گیا اور اس کی جانب دیکھا جب کہ وہ اسے دیکھ کر مسکرائی اور کہا،

واؤ ! کیا وقت آ گیا ہے سالار گردیزی خود چل مجھ ناچیز کے گھر تشریف لائے ہیں۔

اس کے طنزیہ انداز کو وہ بمشکل برداشت کر گیا اور بظاہر اطمینان سے اس کو دیکھتے ہوئے بولا،

ڈیڈ سے تم نے گیتی آراء کے بارے میں کیا بکواس کی ہے؟

اس کے چبا چبا کر کہنے پر وہ جیسے مزہ لیتے ہوئے بولی،

واؤ ! کیا کانفیڈینس ہے ،الزام لگانا تو کوئی سالار گردیزی سے سیکھے۔

اس کے انداز پر وہ اندر ہی اندر تلملایا ضرور لیکن مطمئن انداز میں بولا،

الزام بزدل لگاتے ہیں ،سالار گردیزی کبھی بغیر کسی ٹھوس ثبوت کے کسی کے بارے میں کوئی بات کرنا تو دور کوئی رائے بھی قائم نہیں کرتا۔

اس کی تلملاہٹ پر وہ زور سے ہنسی پھر اپنی ہنسی سمیٹتے ہوئے کہا،

رئیلی ! ایسا کون سا ثبوت حاصل کر لیا کہ تم یہاں میرے گھر تک آ گئے ویسے داد دینی پڑے گی تمہارے کانفیڈنس کی میرے ہی گھر میں بیٹھ کر مجھے ہی دھمکیاں دے رہے ہو۔

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ تنفر سے کہہ رہی تھی اور وہ اس عرصے میں پہلی

مرتبہ مسکرایا تھا پھر صوفے پر بیٹھے بیٹھے ہی آگے جھکا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا،

تم اتنا ثبوت ثبوت کر رہی ہو تو چلو تم کو کچھ دکھاتا ہوں۔

کہتے ہوئے اپنا سیل فون نکالا کچھ دیر اس کی انگلیاں سیل فون کی اسکرین پر متحرک رہیں پھر مطلوبہ چیز ملنے پر اس نے فون کی اسکرین کا رخ نرمل کی جانب کر دیا جو اسی کو دیکھ رہی تھی ۔اس کو دیکھتے ہوئے سیل فون پر نگاہ ڈالی اور ٹھٹھک گئی ۔یہ سی سی ٹی وی فوٹیج تھی اور یقیناً سالار کے آفس کی تھی لیکن جو حیران کن بات تھی یہ تھی کہ اس فوٹیج میں وہ اس لڑکے کے ساتھ کھڑی کچھ بات کرتی نظر آ رہی تھی جو سالار کے آفس میں چھوٹے موٹے ٹیکنکل کام کرتا تھا ۔اس کے چہرے کے تاثرات میں قدرے تبدیلی آئی لیکن وہ اپنے اوپر قابو پا کر بظاہر اطمینان سے اس کی جانب دیکھ کر بولی،

یہ کیا ہے؟

اس کی ڈھٹائی پر سالار بھی عش عش کر اٹھا ،اس کو غصہ تو شدید آ رہا تھا لیکن وہ بمشکل اپنے اوپر کنٹرول کئے کہہ رہا تھا،

سمجھ نہیں آیا میں سمجھاتا ہوں۔

کہتے ہوئے ایک اور ایپلیکیشن کھولی اور پھر ایک وائس ریکارڈنگ چلنے لگی جس میں نرمل کی آواز صاف پہچانی جا رہی تھی اور وہ یقیناً اسی لڑکے سے مخاطب تھی،

توقیر ! تم نے میرا یہ کام ہر صورت میں کرنا ہے ،اس کام کے لئے میں تمہیں منہ مانگی قیمت دینے کو تیار ہوں۔

اس کی تنفر بھری آواز کے جواب میں توقیر کی ڈری ڈری آواز سنائی دی،

میم ! لیکن سالار سر ! ! ان کو اگر معلوم ہو گا تو۔۔۔

اس کی بات ادھوری رہ گئی جب نرمل نے غصے سے اس کا جملہ کاٹ دیا،

اوہ کوئی نہیں بتائے گا تمہارے سالار سر کو پھر یہ واقعہ ایسا ہی لگے گا جیسے حادثہ تو تم فکر نہ کرو بس میرا یہ کام کر دو ،اس گیتی آراء کو تو میں کہیں کا چھوڑوں گی نہیں ،بہت اونچا اڑنے کا شوق ہے ایک ہی جھٹکے میں اس کے پر نہ کاٹ دیئے تو دیکھنا اور۔۔۔۔

آگے اس نے شائد کچھ اور بھی کہا تھا لیکن سالار نے وائس ایپ بند کر کے سیل فون اپنی پاکٹ میں رکھ لیا اور تمسخرانہ نظر نرمل کے چہرے پر ڈالی جو خوف سے سفید پڑ گیا تھا

اور کہا،

اب معلوم ہو گیا کہ یہ کیا ہے یا کچھ اور دکھاؤں۔

اس نے غصیلے انداز میں سوال کیا جب کہ نرمل کے کس بل ایک ہی جھٹکے میں نکل گئے تھے اس کو یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ توقیر نامی لڑکا اس کی گفتگو ریکارڈ کر لے گا اور سالار اس تک پہنچ جائے گا ۔اس نے تو بڑی ہوشیاری سے توقیر کو کسی پبلک پلیس پر بلا کر اس سے یہ سب کہا تھا لیکن وہ خود ہی اپنے بچھائے جال میں پھنس گئی تھی جب کہ سالار اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے اس کی اندرونی کیفیت کا اندازہ لگاتے ہوئے محظوظ انداز میں مخاطب ہوا،

تمہارے اس چھوٹے سے دماغ میں یہ چل رہا ہو گا کہ مجھ تک یہ ریکارڈنگ کیسے پہنچی؟

کہتے ہوئے سوالیہ مگر طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا جب کہ نرمل نے ایک دم اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے تقریباً چلا کر کہا،

جھ۔۔۔ جھوٹ ہے یہ سب تم مجھے ٹریپ کر رہے ہو ،یہ کسی اور کی آواز ہے میں نے ایسا کچھ نہیں بولا تھا اور نہ ہی میں کسی توقیر نامی آدمی کو جانتی ہوں اور یہ سی سی ٹی وی

فوٹیج ،یہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرتی ؛اس میں کہاں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ میں نے اس شخص سے کیا بات کی ہے۔

وہ چلا رہی تھی اور اسی بد حواسی میں اپنا آدھا راز خود ہی بتا رہی تھی جب کہ دوسری جانب سالار نے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا پھر اپنی پاکٹ سے ایک خاکی لفافہ نکال کر سامنے شیشے کی ٹیبل پر رکھ دیا تھا اور کہا،

میں جانتا تھا تم مانو گی تو کبھی نہیں اس لئے پورے ثبوت کے ساتھ آج آیا ہوں تمہارے پاس۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ رکا اور لفافہ ذرا سا آگے کھسکا کر کہا،

یہ forensic رپورٹ ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ آواز تمہاری ہے۔

نرمل کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے کشادہ ہوئیں اور اس نے مزید چلا کر کہا،

تت۔۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو ، تمہارا کیا بھروسہ تم نے مجھے پھنسانے کے لئے یہ جعلی رپورٹ بنوالی ہو ۔ مجھے تو بچاری گیتی آراء پہ ترس آرہا ہے کہ پتہ نہیں وہ تم جیسے لوگوں کے ساتھ کہاں پھنس گئی اور۔۔۔

سالار کی اونچی آواز پر اس کی آواز حلق میں ہی دم توڑ گئی اور اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے اور اس کے درمیان فاصلہ کم کرتے ہوئے کہا،

انف از انف ! گیتی آراء کا تو نام مت لو اپنی زبان سے اور یہاں تک بھی میں صرف اسی لئے آیا ہوں کہ مجھے گیتی آراء کی سیفٹی درکار ہے ورنہ تم ہر گز بھی اتنی اہم نہیں ہو کہ تم پر اپنا وقت ظائع کیا جائے اور ہاں توقیر کا اسٹیٹمینٹ بھی ریکارڈ پر ہے وہ قبول کر چکا ہے کہ تم نے پیسے دے کر اس سے یہ کام کروایا تھا اور اگر پھر بھی کوئی شبہ ہو تو۔۔۔

کہتے ہوئے اس کے لٹھے کی طرح سفید چہرے پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالی اور اس کی اصلیت بھی باور کروادی جب کہ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی ۔ سالار نے وارننگ دینے والے انداز میں بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

ابھی بھی وقت ہے سدھر جاؤ ورنہ اگلی بار اقدام قتل میں اندر ہو گی سمجھیں تم !

کہتے ہوئے ایک نگاہ غلط اس پہ ڈالتے ہوئے اپنے ڈارک گلاسز آنکھوں پہ لگاتا اسی شاہانہ چال سے چلتا جیسے آیا ویسے ہی وہاں سے چلا گیا جب کہ نرمل جیسے تھک کر وہیں صوفے پہ ڈھے سی گئی۔

وہ اسکول سے واپس آکر جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی تو روزانہ کے مقابلے میں گھر میں چہل پہل نظر آئی ۔وہ حیران ہوتی لاؤنج کی جانب آئی تو لیلیٰ آنٹی سامنے ہی کھڑی رضیہ کو ہدایت دیتی نظر آئیں جب کہ انکل بھی گھر میں ہی موجود تھے ۔اس نے اپنی حیرانی دباتے ہوئے ان دونوں کو خوشدلی سے سلام کیا،ان دونوں نے اس کی آواز پہ متوجہ ہوتے ہوئے اس کے سلام کا جواب بھی گرمجوشی اور محبت سے دیا ،انکل نے اسے دیکھ کر کہا،

لیں بھئی گیتی آراء بھی آگئی۔

۔لیلیٰ آنٹی نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور کہا،

اچھا ہوا گیتی تم بھی آ گئیں۔

وہ مسکرائی اور پوچھا،

آنٹی کیا کوئی گیسٹ آرہے ہیں؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے پہلے کہ آنٹی کچھ کہتیں نیہا اور اس کے ساتھ نیشا اور لینہ بھی وہاں آ گئیں جب کہ نیشا نے گیتی آراء کے سوال کے جواب میں کہا،

آنی ! سے کیا پوچھ رہی ہو ،اس کا جواب تو ہم تمہیں دیں گے۔

کہتے ہوئے اپنی بڑی بڑی آنکھیں شرارت سے گھماتے ہوئے پہلے گیتی کو دیکھا پھر نیہا کو دیکھا ۔گیتی آراء کچھ سمجھی نہیں البتہ ان دونوں کو غیر متوقع طور پہ گھر میں دیکھ کر خوشی سے ان دونوں کو گلے لگاتے ہوئے کہا،

تم دونوں بھی آئی ہو ،بہت اچھا کیا یہ تو۔

کہتے ہوئے وہ مسکرائی جب کہ نیہا نے ان دونوں کی شرارت پر ان دونوں کو گھورا تھا انکل آنٹی ان سب کی نوک جھونک پہ مسکرا رہے تھے ۔لینہ نے نیشا کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

ابھی تو صرف ہم آئے ہیں شام کو تو خاص الخاص مہمان آئیں گے اور۔۔۔

اس کی بات نیشا نے بیچ میں اچک لی اور کہا،

نہ صرف خاص مہمان آئیں گے بلکہ ساتھ میں ڈھیر ساری خوشیاں بھی لے کر آئیں

گے۔

گیتی آراء کا دل دھڑکا ،پہلا خیال سالار کا آیا کہ کہیں اس نے اپنا کہا پورا تو نہیں کر دیا ، انکل آنٹی سے اس سلسلے میں کوئی بات تو نہیں کرلی ۔وہ سوچ سوچ کے پریشان ہو رہی تھی اور پریشان ہو کر سوچ رہی تھی جب کہ نیہا نے ان دونوں کو تنبیہہ کرتی نظروں سے گھورا اور گیتی آراء کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

تم بھی کس کی باتوں میں آ رہی ہو ویسے بھی تھکی ہوئی آئی ہو فریش ہو جاؤ پھر کھانا کھاتے ہیں ورنہ یہ دونوں اپنی باتوں سے تمہارا دماغ کھا جائیں گی۔

ان دونوں کو منہ چڑاتی گیتی کو لے کر اوپر جانے والی سیڑھیوں کی جانب بڑھی اور اتنی دیر میں ان دونوں کو اس کی بات سمجھ میں آئی تو وہ دونوں بھی احتجاج کرتی اس کے پیچھے ہی گئیں تھیں ۔ان سب کی حرکتوں پہ آنٹی نے سر ہلاتے ہوئے کہا تھا،

Naughty girls !!!

انکل نے ان کی بات کی تائید کی تھی اور کہا،

بیگم یہی چھوٹی چھوٹی باتیں تو گھر کی رونق ہوتی ہیں۔

مسکرا کر ان کو دیکھا اور انہوں نے بھی ان کی بات کی تائید میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

وہ فریش ہو کر باہر آئی تو ان تینوں کو کھانے سمیت اپنے کمرے میں دیکھ کر مسکرائی لیکن دل کو عجیب عجیب طرح کے وہم ستا رہے تھے ۔اس کو دیکھ کر لینہ نے پکارا،

آجاؤ گیتی ! ورنہ اس نیہا نے ہمیں بھوکا رکھنے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔

کہتے ہوئے کبابوں کی پلیٹ کی سمت ہاتھ بڑھایا جب کہ نیہا نے اس کے بڑھتے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا ۔وہ تکلیف سے بلبلائی اور اس کے منہ سے نکلا،

آؤچ !!

اور اپنا ہاتھ سہلاتے نیہا کو گھورا ، نیشا البتہ اس کی درگت پہ ہنس رہی تھی ،لینہ نے اپنا ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا،

کچھ زیادہ ہی ہاتھ نہ چلنے لگے تمہارے مجھے تو زوار بھائی پہ ترس آرہا ہے نجانے ان کا کیا حشر کرو گی تم؟

کہتے ہوئے اسے گھورا ، نیشا کی ہنسی دوبارہ سنائی دی جب کہ گیتی نے نا سمجھنے والے انداز

میں نیہا کو دیکھا اور پوچھا،

یہ کون ذات شریف ہیں؟

اس سے پہلے نیہا کچھ کہتی لینہ نے کہا،

اس نیہا کی بچی کے سامنے تو سب شریف ہی ہیں۔

اس نے جس انداز میں منہ بنا کر کہا تھا ان تینوں کی ہنسی بے ساختہ تھی پھر ان کی ہنسی میں لینہ کی ہنسی بھی شامل ہو گئی ۔

چند منٹ بعد گیتی نے پھر اپنے دل کی ابتر حالت کے پیش نظر پوچھا تھا،

نیہا تم نے بتایا نہیں کہ شام میں کون آرہا ہے؟

نیہا کے کہنے سے پہلے نیشا نے کہا،

دلہا بھائی آرہے ہیں ساتھ میں بارات بھی لا رہے ہیں۔

اس مرتبہ تو گیتی کو یقین ہو گیا کہ یقیناً سالار نے کچھ نہ کچھ بات انکل آنٹی سے کی ہے ۔ اس کے دل کی حالت ابتر تھی جب کہ اس کی دلی کیفیات سے بے نیاز نیشا کہہ رہی تھی،

بارات کے ساتھ باراتی بھی ہوں گے اور۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب نیہا نے اسے ایک کشن کھینچ مارا اور گیتی آراء کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہا،

ان دونوں کی عادت ہے بے تکے مذاق کرنے کی میں بتاتی ہوں ، صنوبر آنٹی کے بھانجے ہیں زوار وہ اپنی فیملی کے ساتھ شام کو ڈنر پہ انوائٹڈ ہیں۔

اس نے کہا جب کہ لینہ کی زبان میں پھر بے چینی ہوئی اور اس نے کہا،

صنوبر آنٹی کے بھانجے ہیں یہ تو ہمیں پتہ ہے تمہارے کیا لگتے ہیں یہ بتاؤ۔

کہتے ہوئے پھر شرارت سے مسکرائی اور نیہا نے اسے بھی ایک کشن کھینچ مارا جب کہ گیتی الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی ۔ بالآخر نیہا نے اس کی الجھن دور کرتے ہوئے کہا،

صنوبر آنٹی کا جو بھانجا ہے زوار اس نے کئی سال پہلے مجھے پرو پوز کیا تھا لیکن کیونکہ میں اس وقت پڑھ رہی تھی اور وہ خود بھی زیر تعلیم تھا تو اس وقت ممی پاپا نے کوئی جواب نہیں دیا تھا لیکن اب وہ اپنا بزنس اسٹیبلش کر چکا ہے تو اب وہ اور ان کی فیملی آفیشلی

آرہی ہے بات پکی کرنے۔

اس نے تفصیل سے بتایا تھا اور گیتی آراء کے سر سے جیسے کوئی منوں بوجھ اتر گیا۔ وہ ہلکی پھلکی ہو کر مسکرائی اور نیہا کی خوشی میں خوش ہوتے ہوئے اسے گلے سے لگا کر مبارکباد دی تھی۔ نیہا نے بھی اسی گرمجوشی اور محبت سے اس کی محبت کا جواب دیا تھا، چند لمحے وہ دونوں اسی طرح ایک دوسرے کے گلے لگیں رہیں پھر گیتی نے اس سے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا،

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے، بہت مبارک ہو تم کو۔

کہتے ہوئے نم آنکھوں سے نیہا کو دیکھا اور مسکرائی جب کہ نیہا نے اس کا گال تھپکا اور کہا،

Thank you!!

جب کہ نیشا نے شرارت سے کہا،

خوشی کی بات تو ہمارے لئے ہے البتہ زوار بھائی کے دل کا حال کیا ہے وہ معلوم کرنا پڑے گا۔

نیہا نے اسے مارنے کے لئے کشن اٹھایا اور وہ ہنستی ہوئی دروازہ عبور کر گئی جب کہ اس کے ساتھ وہ سب بھی ہنس پڑیں تھیں۔

گھر میں شام کو چھوٹی سے گیٹ ٹو گیدر کا انتظام تھا ، نیہا اور زوار کی شادی کی ڈیٹ فکس ہونی تھی اور اسی سلسلے میں اہم فیملی میمبرز اور فیملی فرینڈز انوائٹڈ تھے ۔ نیہا کے لئے وہ بھی خوش تھی اور اسی خوشی میں اس نے بھی اپنے طور پر خاصا اہتمام کر لیا تھا کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی سمجھ گئی تھی کہ جو لوگ آپ سے محبت کرتے ہیں ان کی خوشی میں خوش ہونا کتنا اہم ہے اور اس خوشی کو دکھانا بھی اتنا ہی اہم ہے اور یہ خوشی آج اس کے چہرے پر روشنی بن کر چمک رہی تھی ۔ وہ تیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی ، ارادہ تھا لیلی آنٹی کے پاس جانے کا ۔ نیہا بھی یقیناً وہیں تھی ، یہی سوچ کر وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی جب سامنے سے آتے سالار کو دیکھ کر اختتامی سیڑھی پہ ٹھٹھک کر رک گئی ۔ دل ہمیشہ کی طرح اسے سامنے دیکھ کر خوف سے دھڑکا تھا اور قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا تھا ۔ وہ سیاہ شلوار سوٹ میں اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ وہیں آ رہا تھا ، سیاہ رنگ تو لگتا تھا جیسے بنا ہی اس کے لئے ہے ؛ اس

لباس میں اس کی شاندار شخصیت کچھ اور شاندار لگ رہی تھی اور دراز قامت بھی نمایاں ہو رہی تھی ۔اس نے بھی گیتی آراء کو دیکھ لیا تھا اور اس کے روشنی بکھیرتے وجود کو دیکھتے اس کی سحر انگیز آنکھوں میں غیر معمولی چمک لہرا گئی جب کہ گھنی مونچھوں سے ڈھکے گلابی مائل عنابی ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی زد میں آ گئے ۔وہ نیوی بلیو اور آف وائٹ کمبینیشن کے ایمبرائیڈڈ ڈریس میں ملبوس بڑا سا شال نما میچنگ دوپٹہ اپنے گرد لپیٹے ،ہلکی پھلکی جیولری اور نیچرل میک اپ میں ہمیشہ سے زیادہ پیاری لگی ۔اس کا سجا سنورا روپ دیکھ کر سالار کے دل نے ایک بیٹ مس کی اور پھر وہ تو سادگی میں ہی دل پر قیامت ڈھاتی تھی اور آج تو کیل کانٹوں سے لیس اس کے دل کی دنیا تہہ و بالا کر گئی تھی ۔وہ اپنی سحر انگیز آنکھوں میں انوکھے رنگ لئے مضبوط قدم بڑھاتا اس کے نزدیک آ رکا ،گیتی نے بنا اس کی جانب دیکھے اس کی سائڈ سے نکلنے کے لئے قدم اٹھایا لیکن سالار نے سیڑھیوں کی ریلنگ پہ اپنے مضبوط ہاتھ کی ہتھیلی جما کر گیتی آراء کے فرار کی راہیں مفقود کر دیں ۔گیتی نے گھبرا کے اس کے وجیہ چہرے کی جانب دیکھا جب کہ اس کے متوجہ ہونے پر سالار کے لبوں کے کونوں میں دبی مسکراہٹ اور سحر انگیز آنکھوں کی پر تپش چمک گہری ہوئی جب کہ گیتی کو مجبوراً اپنا اٹھتا قدم روکنا پڑا ورنہ وہ یقیناً اس سے ٹکرا جاتی۔سالار کے اقدام پر گیتی نے ناگوار نظر اس کے چہرے پہ

ڈالی جس پہ کھلتی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی جب کی گیتی نے کہا،

راستہ چھوڑیں میرا۔

لہجہ عادتا "دھیما تھا لیکن ترشی واضح جھلک رہی تھی جب کہ وہ اس کی جانب قدرے جھکا اور اطمینان سے کہا،

یہ راستہ تو صرف میرے دل تک آتا ہے۔

گیتی آراء نے اس کی ڈھٹائی پہ اسے ناگواری سے دیکھا لیکن اس کی نظروں کے تاثر پر وہ نگاہیں جھکا گئی ،دل ایک دم تیزی سے دھڑکا اور چہرہ شرمندگی کے احساس سے سرخ ہوا تھا جب کہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش میں اس کی جانب جھکتے ہوئے بولا،

اور سالار گردیزی کے دل تک رسائی اتنی آسان نہیں ہے لیکن گیتی آراء یہ مشکل کام با آسانی کر گئی ہے۔

گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا ،اس نے حیران نظریں اٹھائیں لیکن ان پر حدت نظروں کے تاثر پر دوبارہ جھکا دیں ۔دل ڈوبا ابھرا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا لیکن وہ اپنی سرپٹ

دوڑتی دھڑکنوں کو قابو کرتے ہوئے بمشکل بولی،

جیسا آپ چاہ رہے ویسا میں ہونے نہیں دوں گی اور یہ میرا گھمنڈ ،انا یا غرور نہیں بول رہا البتہ میری نسوانیت ،کردار کی پختگی اور عزت نفس ہے جسے آپ نے اپنی بے جا ضد بنالیا ہے سمجھے آپ اور اب ہٹیں میرے راستے سے۔

کہتے ہوئے اس کے مضبوط سینے پر اپنی ہتھیلیاں جمائیں اور اسے پیچھے دھکیلا نجانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی تھی اسے دھکیل کر وہ عجلت میں وہاں سے نکلتی چلی گئی جب کہ سالار اس کی پشت پہ نگاہیں جمائیں اسے اپنے آپ سے دور ہوتا دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔

وہ سب لڑکیوں کے ساتھ ایک طرف کھڑی تھی ،کافی مہمان آگئے تھے اور سب ٹولیوں میں بٹے باتوں میں مصروف تھے ۔زوار سے مل کر اسے اچھا لگا تھا،دراز قامت کا خوش شکل اور ڈیسینٹ نوجوان اسے نیہا کے لئے پرفیکٹ لگا تھا ۔وہ مسکراتے

ہوئے نیشا اور لینہ کی باتیں سن رہی تھی جب زوار اور نیہا کے ساتھ حیدر اور ایمل وہیں چلے آئے ۔ گیتی کی نظر حیدر پر پڑی تو اسے لگا کہ اس کا سنبھلا دل پھر بے کل ہو گیا ہے ۔اس کی شکل دیکھ کر نجانے کیا کیا یاد آگیا تھا ،دل کو دھچکا بھی لگا تھا لیکن وہ تکلیف اس تکلیف سے کم تھی جو سالار کو دیکھ کر ہوئی تھی ۔اس نے اپنے آپ کو سمجھا لیا تھا اس لئے اپنے آپ کو سنبھالنا بھی آسان ہو گیا تھا ۔نیہا ایمل کا تعارف سب سے کروا رہی تھی پھر آخر میں اس نے گیتی کا تعارف کروایا،

گیتی ! یہ میرے کزن حیدر اور ان کی وائف ایمل بھابھی اور بھابھی یہ میری بہت پیاری دوست گیتی آراء ہے۔

ایمل نے مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ گیتی کی جانب بڑھایا جب کہ گیتی نے ایک نگاہ حیدر پر ڈالی ۔وہ بھی اس کی جانب ہی متوجہ تھا اور پھر ایمل کی جانب دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا ۔ایمل کھلے دل سے مسکرائی اور کہا،

جیسا سنا تھا تم تو اس سے بھی زیادہ پیاری ہو۔

اس تعریف پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی جھینپ گئی ،گلابی مائل گندمی گالوں پہ سرخی جھلکی اور ضوفی کے ساتھ اس جانب آتے سالار کی نگاہ اس کے گلابی پڑتے چہرے پر ٹھٹھکی

اور کئی لمحے ساکت رہ گئی ۔وہ چہرہ اسے دنیا کا حسین چہرہ لگا ۔وہ کئی لمحے اس کی جانب متوجہ رہ گیا جب لینہ کی آواز اسے ماحول میں واپس لے آئی ۔وہ اس سے کہہ رہی تھی،

سالار ! کہاں غائب ہو بھئی؟

اس سے پہلے کہ وہ اسے جواب دیتا ضوفی نے شرارت سے جملہ اچکا،

یہ مایوں بیٹھ گئے ہیں۔

اس کے مذاق پر ایک زبردست قہقہہ پڑا جب کہ نسوانی ہنسی کی آوازیں بھی اطراف میں پھیل گئیں ۔سالار نے ضوفی کو گھورا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر سیز فائر کا اشارہ کیا جب کہ حیدر نے کہا،

ڈیٹ نیہا کی فکس ہو رہی ہے اور شرما تم رہے ہو۔

لہجے میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی ،وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ حیدر گیتی کی موجودگی میں اس کی اچھی خاصی کھنچائی کرے گا جب کہ گیتی نے جھکی جھکی نظروں سے اس جانب دیکھا جہاں وہ ضوفی کے ساتھ کھڑا تھا ۔سالار نے ایک نظر اس پر ڈالی اور حیدر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم یہاں لڑکیوں میں بیٹھ کر کیا کر رہے ہو ؟ وہاں آکر کچھ کام کر وادو۔

اس نے جس طرح کہا لڑکیوں کی دبی دبی ہنسی گونجی تھی جب کہ حیدر کا منہ بن گیا تھا ۔وہ سمجھ گیا تھا کہ سالار نے بدلہ لیا ہے اور اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا سالار اسے کھینچ کر اپنے ساتھ لے گیا تھا اور اس کے وہاں سے چلے جانے پر گیتی نے ایک سکھ کا سانس لیا تھا۔

ڈنر کے بعد بزرگوں نے اندر ڈرائنگ روم میں محفل جمالی تھی جب کہ ینگ جینز یشن نے اپنی محفل باہر لان کے وسط میں بنے سیمینٹڈ gazebo میں لگالی تھی ۔ ٹھنڈی ہوا نے ماحول کو مزید خوشگوار بنادیا تھا اور سب ہی خوشگوار موسم کے ساتھ بھاپ اڑاتی کافی انجوائے کر رہے تھے ۔وہ بھی نیہا اور باقی لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھی اور تبھی وہ وہاں چلا آیا ، گیتی نے اس کی جانب نہیں دیکھا تھا لیکن اس کی نظروں کی حدت وہ اتنی دور بیٹھ کر بھی محسوس کر سکتی تھی ۔وہ مخصوص شاہانہ انداز میں ایک طرف پڑی لان چیئر پر بیٹھ گیا اور سیگریٹ سلگاتے اپنا سر کرسی کی پشت پہ ٹکا دیا جب کہ نظریں ابھی بھی اس دلکش اور حسین چہرے پر ٹکی تھیں ۔زوار نے اس کی خاموشی محسوس کری تو

اسے ٹوک دیا،

کیا بات ہے سالار ؟اتنے خاموش کیوں ہو؟

وہ تو اس سوال پر خاموش رہا البتہ جواب ضوفی کی طرف سے آیا،

جن کی نگاہیں بات کرتیں ہیں ان کی خاموشی کی بھی زبان ہوتی ہے۔

اس کے فقرہ کسنے پر زبردست ہوٹنگ ہوئی جب کہ سالار کے ہونٹوں کو دلکش مسکراہٹ نے چھوا لیکن وہ بولا تب بھی کچھ نہیں نظریں ہنوز اس خوبصورت چہرے پر ٹکی تھیں جو شائد اس کی نظروں کی حدت سے یا پھر اس بات کے اثر سے سرخ ہو رہا تھا ۔جب کہ حیدر اس کی بے خودی پہ محض کھانس کے رہ گیا ۔اس نے بنا کچھ کہے دوسرا سیگریٹ سلگایا اور گیتی نے اس کے ایسا کرنے پر رخ موڑ لیا اور وہ مسکرایا ۔اس کی ناگواری اسے اچھی طرح محسوس بھی ہو رہی تھی اور سمجھ بھی آ رہی تھی اور وہ کش پہ کش لیتا ابھی بھی اس کے خوبصورت رنگ بکھیرتے چہرے پہ نظریں جمائے تھا لیکن نیہا نے اسے اس طرح اسموکنگ کرتے دیکھ کر ٹوک دیا،

سالار !تم کچھ زیادہ ہی اسموکنگ نہیں کرنے لگے ؟کیا مسئلہ ہے کوئی پریشانی ہے؟

اس پے در پے سوالوں پر وہ ہمیشہ کی طرح برہم ہونے کے بجائے مسکرا اتارہا تھا جب کہ ضوفی نے کہا،

نیہا ! تم بھی ناغلط وقت پر غلط سوال کرتی ہو۔

نیہا نے اسے گھورا جب کہ وہ وضاحت دیتے ہوئے کہنے لگا،

ان کا مسئلہ تمہیں نظر نہیں آرہا؟

جواب میں نیہا نے فکر مندی سے پوچھا،

خدا نخواستہ کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔

جب کہ گیتی نے بھی جھکی نظر اس پہ ڈالی ،اس کی نظر محسوس کرکے سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی جب کہ ضوفی نے پھر ٹانگ اڑانا اپنا فرض سمجھا اور کہا،

پھر غلط سوال۔

نیہا نے اسے گھورا لیکن وہ ضوفی ہی کیا جو بعض آجائے اس لئے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

اب دیکھو نا حیدر بھائی نے شادی رچالی ،تمہاری جلد ہو جائے گی لیکن یہ بیچارے اس

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انتظار میں ہیں کہ کوئی ان سے پوچھے لیکن کوئی پوچھتا ہی نہیں کہ ان کو کیسی لڑکی چاہیئے۔

اس وضاحت پر لڑکوں کا ایک زبردست قہقہہ پڑا جب کہ گیتی نے جز بز ہوتے ہوئے پہلو بدلا ۔اس کا جی چاہا وہاں سے بھاگ جائے یا پھر اس شخص کی نظروں سے اوجھل ہو جائے لیکن وہ یہ دونوں کام نہیں کر سکتی تھی اس لئے مجبوراً ان سب کو سننے اور اس شخص کی مسلسل اپنے چہرے پر گڑی مخمور نظریں برداشت کر رہی تھی جب کہ لینہ نے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com

خیر اب اتنا بھی معصوم نہیں ہے یہ کہ سب کے پوچھنے کا انتظار کرے۔

حیدر نے بمشکل مسکراہٹ ضبط کری لیکن ایمل نے سالار کی سائڈ لیتے ہوئے کہا،

اوہو ! آپ سب تو ان کے پیچھے ہی پڑ گئے۔

جب کہ زوار نے سچوئشن انجوائے کرتے ہوئے کہا،

سالار ! آج بتا ہی دو کہ تم کو کیسی لڑکی چاہیئے ؟

اس سوال پر نیہا اور حیدر کے علاوہ گیتی نے بھی بے ساختہ سالار کو دیکھا تھا جب کہ وہ

اسی طرح کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اور سر پیچھے ٹکائے اطمینان سے اس دلربا چہرے کو اپنی مخمور نظروں کی گرفت میں لئے لئے بولا تھا،

بتادوں؟

اس کے سوال اور نظروں کے تاثر کے علاوہ لہجے کا مہکتا رچاؤ گیتی آراء کے دل کی دنیا زیروزبر کر گیا ۔وہ ساکت سی اپنی جگہ بیٹھی اپنی ابتر ہوتی دل کی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہو گئی۔

وہ اسی طرح کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے اور سر پیچھے ٹکائے اطمینان سے اس دلربا چہرے کو اپنی مخمور نظروں کی گرفت میں لئے لئے بولا تھا،

بتادوں؟

اس کے سوال اور نظروں کے تاثر کے علاوہ بھاری لہجے کا مہکتا رچاؤ گیتی آراء کے دل کی

دنیا زیروزبر کر گیا۔وہ ساکت سی اپنی جگہ بیٹھی اپنی ابتر ہوتی دل کی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی اور اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا تھا۔اس کی نظروں کے خوفزدہ تاثر پہ سالار کی مخمور نظروں کی چمک اور عنابی ہونٹوں کے کناروں میں دبی مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی۔گیتی کا دل ان سحر انگیز نظروں کے تاثر پہ اتھاہ میں ڈوبا اور اس نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں

اور چند لمحوں بعد اس کا دلکش بھاری لب ولہجہ ماحول پہ چھا گیا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیلے کی کلیوں سی نازک ہو،

آنکھوں کا سکون ہو،دل کی راحت ہو،

نگاہوں کی گرمی سے پگھلے میری،

ہاتھ لگاؤ تو میلی ہو،

دل کی صاف ہو،

بولی اس کی میٹھی ہو،

رنگت اس کی پگھلتا سونا،

میں دیکھوں اسے تو گالوں میں گلابیاں گھلتی ہوں

سیاہ زلفیں، ستارہ آنکھیں، گھنی پلکیں اس کی ہوں

لیکن

وہ میری ہو بس میری ہو

(آفرین عمران)

ان پر حدت نظروں کو سہار نا ہی گیتی آراء کے لئے ناممکن تھا کہ اس کھلے اظہار سے اس کے دل کی کیفیت مزید ابتر ہوئی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے دل ہاتھوں پیروں میں دھڑک رہا ہو جب کہ باقی سب اس کی دلی کیفیت سے بے خبر تالیوں، سیٹیوں اور تعریفی کلمات سے سالار کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر رہے تھے سوائے نیہا کے البتہ سالار اس لمحے بھی اس خوبصورت دلربا چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لیے ہوئے تھا۔

گیتی کے لئے جب ان نظروں کو سہارنا ناممکن ہو گیا تو اس نے گھبراہٹ میں نیہا کا ہاتھ اپنے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں میں تھام لیا، نیہا جو پہلے ہی اس کی طرف سے فکر مند تھی اس کے لمس پر اس کی جانب متوجہ ہوئی اور اس کی اڑی اڑی رنگت دیکھ کر گھبرا کر بولی،

گیتی!!!

پھر غصیلے انداز میں سالار کی جانب دیکھا اور کہا،

اس سالار کو تو میں ابھی بتاتی ہوں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوئے اپنی نشست سے اٹھنا چاہا لیکن گیتی نے گھبرا کر اسے ایسا کرنے سے روک دیا، نیہا نے نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا اور اس نے آہستگی سے اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور دھیمی آواز میں کہا،

پپ۔۔۔پلیز نیہا رہنے دو خوامخواہ تماشہ لگ جائے گا۔

جب کہ نیہا نے دانت پیستے ہوئے کہا،

لیکن یہ کوئی شرافت ہے اس طرح بیچ محفل میں سب کے سامنے ایسے بیہیو کرنا، میں اس سے پوچھتی ہوں۔

اس نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کری کہ گیتی نے اسے پھر روک دیا اور کہا،

پلیز نیہا! اس وقت نہیں۔

لہجہ ملتجی تھا، نیہا نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کری جب گیتی نے اس سے کہا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نیہا! پلیز مائنڈ مت کرنا میں اپنے بیڈروم میں جاؤں۔

ملتجی لہجہ روہانسا سا تھا، نیہا کو افسوس ہوا اور اس نے اس کے نرم گداز ہاتھ کو آہستہ سے تسلی آمیز انداز میں تھپکا، گیتی نے ایک نظر اسے دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ سب اپنی باتوں میں مصروف تھے کسی نے اس پہ توجہ نہیں دی لیکن اتنے لوگوں میں ایک شخص ایسا تھا جس کی تمام حسیات محض گیتی کی ذات کے ارد گرد گھوم رہیں تھیں اور اس

کی نظروں نے اس وقت تک اس کا پیچھا کیا جب تک کہ وہ مین ڈور کھول کر اندر غائب نہیں ہو گئی اور اس کے بعد جیسے سالار گردیزی کے لئے اس ماحول میں کوئی کشش نہ رہی جیسے اس تمام روشنی اور رونق اس ایک وجود کی مرحون منت تھی، اس وجود کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی جیسے اس کی دلچسپی بھی سفر ہو کر رہ گئی تھی۔

نیہا اور زوار کی شادی کی ڈیٹ فکس ہوتے ہی جیسے لیلیٰ آنٹی کے ہاتھ پیر پھول گئے، ان کے مطابق وقت کم تھا اور تیاریاں زیادہ تھیں اور گیتی آراء نے اچھی بیٹیوں اور بہن ہونے کا پورا فرض ادا کرتے ہوئے ان کی فکر بانٹنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس وقت بھی وہ لیلیٰ آنٹی کے ساتھ بیٹھی اس سامان کی لسٹ بنا رہی تھی جس کی خریداری انہیں کرنی تھی، اس کے باوجود بھی کافی سامان، کپڑے اور زیوران کے ارد گرد بکھرا تھا جب کہ نیہا بھی نزدیک بیٹھی اپنے نیلز فائل کرتے ہوئے ان کی باتیں سن رہی تھی اور مشوروں سے بھی نواز رہی تھی ہاں یہ الگ بات تھی کہ لیلیٰ آنٹی کو اس کے مشورے سمجھ میں ذرا مشکل سے ہی آرہے تھے۔ انکل بھی نزدیک بیٹھے اخبار پڑھتے ہوئے اپنی رائے وقتاً فوقتاً دے رہے تھے۔ کافی دیر وہ سب اسی طرح مصروف رہے بالآخر لیلیٰ آنٹی نے ہی گیتی آراء سے کہا،

بیٹا گیتی! تم ہی کو سب دیکھنا ہے ورنہ مجھے تو anxiety اٹیک ہو رہے ہیں۔

ان کو تسلی دینے کی خاطر اس نے رسانیت سے کہا تھا،

آنٹی! آپ بالکل فکر نہ کریں، وہاں اپنے گھر میں بھی بھائیوں کی شادی پر میں نے اماں کی کافی ہیلپ کروائی تھی۔

کہتے کہتے وہ جیسے ماضی کے بند دروازے نادانستگی میں کھول بیٹھی، کھوئی کھوئی کیفیت میں، ایک غیر مرئی نقطے پہ نگاہیں جمائے وہ جیسے اس ماحول کا حصہ نہ رہی تھی بلکہ دور کہیں ماضی کا سفر طے کر رہی تھی۔ خود کلامی کا سا کھویا کھویا انداز اندر آتے سالار کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گیا، دروازے میں رکتے ہوئے اس کی نظر گیتی کے صبیح چہرے پہ جمی تھی جب کہ نیہا سمیت انکل آنٹی اس کی اس کیفیت پر افسردہ سے ہو گئے تھے اور شائد تبھی لیلیٰ آنٹی نے ماحول کی کثافت کم کرنے کے لئے کہا تھا،

دیکھیں تو بہروز! واقعی گیتی کتنی سمجھدار ہے اللہ تعالی نے تو ہمیں ایک اور بیٹی گیتی کی صورت میں دے دی ہے۔

ان کی محبت سے لبریز آواز گیتی کو خیالوں کی دنیا سے واپس کھینچ لائی، اس نے ایک گہرا سانس لے کر اپنے آپ کو کمپوز کرنے کی کوشش کری اور بلاوجہ مسکرائی جب کہ انکل لیلیٰ آنٹی کی تائید میں کہہ رہے تھے،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالکل یہ بات تو آپ بالکل ٹھیک کہہ رہیں ہیں واقعی گیتی ہماری بیٹی ہی تو ہے۔

جب کہ نیہا نے بھی ٹکڑا لگانا اپنا فرض سمجھا،

اور وہ بھی پلی پلائی، سگھڑ اور سمجھدار بیٹی۔

اس کے لہجے میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری تھی لیلیٰ آنٹی نے اسے گھورا جب کہ انکل کا قہقہہ ماحول پہ چھا گیا اور ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ گیتی کے ہونٹوں کو بھی چھو گئی۔ سالار جو اس کو دیکھ رہا تھا اس کی خوبصورت مسکراہٹ اسے مسحور سا کر گئی، وہ ایک ٹک اس کے خوبصورت چہرے پر اپنی نگاہ جمائے رہ گیا

البتہ لیلیٰ آنٹی نے پھر کہا تھا،

واقعی یہ بات تو ہے بس نیہا کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں پھر گیتی کے لئے بھی کوئی اچھا سا لڑکا دیکھتے ہیں، کیا خیال ہے بہروز آپ کا؟

ساتھ ہی بہروز انکل سے بھی رائے لی اور انہوں نے ہمیشہ کی طرح ان کی رائے کو اہم

جانتے ہوئے ان کی تائید کری جب کہ گیتی اس ذکر پر ہی سٹپٹا گئی، ں ظروں کی تپش پہ

نگاہ اٹھائی اور براہراست نگاہ ان شربتی سرخ ڈوروں سے سجی سحرانگیز آنکھوں سے مل گئیں اور اس کا دل ہمیشہ کی طرح اسے سامنے دیکھ کر اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا۔وہ فوراً نظریں جھکا گئی جب نیہا جس کی نظر بھی سالار پہ پڑ گئی تھی محض اسے سنانے کی خاطر بولی،

جی مما واقعی کوئی اچھا سالڑکا دیکھئے گا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیلی آنٹی نے مسکراتے ہوئے کہا،

ہاں بالکل بھئی کیوں نہیں گیتی خود اتنی اچھی ہے تو لڑکا بھی اچھا ہونا ہی چاہیے۔

وہ اس ذکر کی طوالت پر مزید سٹپٹائی،اب انہیں کیا بتاتی کہ یہ ذکر اس کو کس قدر وحشت میں مبتلا کر دیتا ہے،اس نے بنا کسی کی طرف دیکھے محض اتنا کہا،

مم۔۔۔میں چائے لاتی ہوں۔

اور ادھر ادھر نظر ڈالے بغیر وہاں سے اٹھ کر سالار کے نزدیک سے گذر کر باہر نکل گئی۔اس کی بھینی بھینی خوشبو نے اس کے گرد حصار باندھا اور سالار نے اس کی خوشبو کو جیسے اپنے اندر اتار لیا جب کہ انکل کی نظر اس پہ پڑی تو انہوں نے اس کو پکار لیا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے سالار! تم کب آئے؟ پتہ ہی نہیں چلا۔

انہوں نے خوشدلی سے کہا جب کہ نیہا اب بھی بعض نہیں آئی اور بولی،

ڈیڈی! آجکل اس کو چوروں کی طرح آنے جانے کی عادت سی ہو گئی ہے۔

ساتھ ہی اسے گھورا جب کہ سالار نے بھی جواباً اسے گھورا تھا انکل اور آنٹی البتہ ان دونوں کی نوک جھونک پہ ہنس دیئے تھے۔ وہ انکل سے ملتا اور آنٹی سے پیار لیتا نزدیکی صوفے پہ بیٹھ گیا تھا اور بظاہر سرسری انداز میں پوچھا تھا،

کیا باتیں ہو رہیں تھیں؟

نیہا نے اپنے ناخنوں کو فائنل شیپ دے کر اپنا ہاتھ آگے کرتے ہوئے تنقیدی نظروں سے دیکھا پھر اسی کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا،

کچھ نہیں مما گیتی کے لئے کوئی اچھا سا لڑکا ڈھونڈنے کی بات کر رہیں تھیں۔

کہتے ہوئے آنکھیں سکیڑ کر اس کے وجیہ چہرے کی جانب دیکھا، سالار نے اس کے انداز پر اسے گھورا تھا اور دھیمی آواز میں کہا،

تم میری دوست ہو یا دشمن؟

اس کی بات پر وہ حسب عادت کھلکھلائی اور کہا،

جب دوست ہی اپنے آپ کو خفیہ اور پوشیدہ کرلیں اور اپنی باتیں شئیر نہ کریں تو ایسی دوستی نبھانے کا فائدہ؟

اس نے بھی جیسے اسے لاجواب کرنے کی قسم کھائی تھی، سالار نے اسے پھر گھورا اس سے پہلے کچھ کہتا کہ انکل کی آواز پہ اس کا دھیان بٹا جو گیتی سے مخاطب تھے،

تھینکس بیٹا! اس وقت واقعی چائے کی بڑی طلب ہو رہی تھی۔

انہوں نے ٹرے میں سے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا جب کہ گیتی نے محض مسکرانے پر اکتفا کیا۔وہ ان پر تپش نظروں کی حدت مسلسل محسوس کر رہی تھی لیکن اس کی جانب دیکھنے سے مکمل گریز کیا تھا۔آنٹی کو ان کا کپ تھما کر اس نے ٹرے نیہا کے سامنے ٹیبل پر رکھ دی اور خود دروازے کی جانب بڑھی جب نیہا نے اسے پکار لیا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم چائے نہیں پی رہیں؟

گیتی نے اس کے برابر بیٹھے شخص کا جانب نگاہ ڈالنے کی غلطی نہیں کی اور نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا،

نہیں میں عصر کی نماز پڑھ لوں ورنہ قضا ہو جائے گی۔

اس نے مختصراً دھیمی آواز میں کہا جب کہ نیہا نے بنا اگلا سوال کئے اثبات میں سر ہلا دیا تھا لیکن سالار کی نظریں اس جگہ منجمند ہو گئیں تھیں جہاں سے وہ گئی تھی اور دلکش آنکھوں میں سوچ کی تحریر واضح تھی۔

وہ دونوں شاپنگ کے لئے آئی ہوئیں تھیں، نیہا نے تو اپنے لئے شاپنگ کی ہی تھی لیکن اس نے بھی اپنی پیاری دوست کی خوشی میں خوش ہوتے ہوئے کافی کچھ خرید لیا تھا۔ وہ اپنی دوست کی خوشی کو جی بھر کر اپنی پوری خوشی سے منانا چاہتی تھی، اس خوشی کو دل سے محسوس کرنا چاہتی تھی اس لئے نیہا کے ساتھ ملکر ان لمحات کو یادگار بنانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ وہ دونوں کافی دیر تک شاپنگ کرتی رہیں اور پھر جب پورے مال میں تقریباً دو مرتبہ گھوم لیں تو تھک کر نیہا نے ہی اعلان کیا،

بس بھئی اب بہت ہو گیا، اس سے پہلے میں یہیں گر کر بے ہوش ہو جاؤں کسی جگہ چل کر کچھ کھاتے ہیں۔

www.neweramagazine.com

اس کی حالت اور انداز بیان پر گیتی نے ہونٹ دبا کر مسکراہٹ روکی جب کہ نیہا اس کا ہاتھ کھینچ کر آگے بڑھ گئی۔کچھ دور چلنے کے بعد وہ اسے لے کر ریسٹورنٹ میں داخل ہو گئی اور پھر کونے والی ٹیبل سنبھال کر وہاں ساری شاپنگ ڈھیر کرتے ہوئے خود بھی ڈھیر ہو گئی۔گیتی اس کی حالت پر مسکراتی گلاس وال سے نظر آتے مین روڈ پہ رواں ٹریفک پہ نظر جمائے ہوئے تھی۔آرڈر پلیس کرنے کے بعد نیہا نے پھر گیتی کی سمت دیکھا،وہ ابھی بھی اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ اٹکائے محو سی باہر دیکھ رہی تھی،خوبصورت آنکھیں ستاروں کی مانند چمک رہیں تھیں۔نیہا کو اس لمحے وہ بے حد خوبصورت لگی،دل ہی دل میں اس کی مسکراہٹ کے دائمی ہونے کی دعا مانگتے ہوئے اس کو متوجہ کرنے کی خاطر اس کے سامنے چٹکی بجائی اور وہ جو واقعی اپنی سوچوں میں کھوئی نجانے کہاں سے کہاں نکل گئی تھی نیہا کے متوجہ کرنے پر ایک دم چونکی جب کہ نیہا اس کے چونکنے پر ہنستے ہوئے بولی،

اف گیتی!کتنا ڈرتی ہو تم؟

گیتی آراء نے اسے گھورا پھر اس کے ساتھ وہ خود بھی ہنس دی،

کچھ دیر میں کھانا کھاتے ہوئے نیہا نے اس سے پوچھا تھا،

اب کیا پروگرام تمہارا؟

بس کل فرنیچر کا آرڈر پلیس کرنا ہے اور جیولر کے پاس سے جیولری پک کرنی ہے۔

جتنی سنجیدگی سے نیہا نے پوچھا تھا اس نے بھی اتنی ہی سنجیدگی سے جواب دیا، نیہا نے اپنی پیشانی چھوئی اور تاسف سے گیتی کو دیکھا اور کہا،

میں کل کے پروگرام کی بات نہیں کر رہی۔

گیتی نے نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا تو نیہا نے اسے گھورتے ہوئے کہا،

میں تمہاری لائف کے پروگرام کی بات کر رہی ہوں۔

اس مرتبہ اس نے واضح سوال کیا جب کہ گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا لیکن یہ بات اسے بھی کرنی تھی اب نیہا نے خود یہ تذکرہ نکالا تھا تو اس نے بھی بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اپنی پلیٹ پیچھے کھسکاتے کولڈ ڈرنک کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا تھا،

مجھے کیا کرنا ہے بس میں جاب continue کروں گی ہاں شائد ایک سلسلے میں مجھے تمہاری مدد درکار ہو گی۔

اس کا لہجہ پر سوچ تھا، نیہا اس کی بات سنجیدگی سے سن رہی تھی، چونک کر اسے دیکھا اور پوچھا،

کیسی مدد؟

گیتی نے ایک گہرا سانس لیا لیکن اسے یہ بات نیہا سے کرنی ہی تھی،

پلیز نیہا مجھے غلط مت سمجھنا لیکن میں چاہتی ہوں تمہاری شادی کے بعد میں رینٹل اپارٹمنٹ میں move ہو جاؤں۔

اس نے کہنے کو کہہ دیا تھا لیکن ڈر تھا کہ نیہا بہت ناراض ہو گی،اس نے ڈرتے ڈرتے نیہا کی جانب دیکھا وہ شاکڈ سی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔گیتی نے اس کے ہاتھ کو اپنے نرم ہاتھ کی گرفت میں لیا اور کہا،

پلیز نیہا مجھے غلط مت سمجھنا لیکن یہ میری بقا کے لئے بہت ضروری ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نیہا نے شاک کی کیفیت سے باہر آتے ہوئے کہا،

گیتی! لیکن مما پاپا تو کچھ اور سوچ رہے ہیں۔

اس نے یقیناً اس گفتگو کا حوالہ دیا تھا جو اس دن اس کی شادی کے حوالے سے کی گئی تھی گیتی کی خوبصورت آنکھوں میں ایک تکلیف دہ تاثر ابھرا تھا اور اس نے نیہا کے ہاتھوں پہ اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے لجاجت سے کہا تھا،

میں جانتی ہوں نیہا کہ وہ کیا سوچ رہے ہیں اور ان کے خلوص پہ کوئی شبہ بھی نہیں ہے،
تم نے اور انکل آنٹی نے میرا ساتھ جب دیا تھا جب اپنوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا تھا
لیکن ابھی اتنا بڑا چینج میں لائف میں اتنی جلدی ایکسیپٹ نہیں کر سکتی اس کے لئے مجھے
کچھ وقت چاہیئے۔

اس نے ٹھہر ٹھہر کر اپنے مخصوص دھیمے انداز میں اپنا نقطہ نظر واضح کیا جب کہ نیہا نے
سمجھ کر سر ہلایا اور تسلی آمیز انداز میں کہا،

ٹھیک ہے لیکن گھر سے جانے کی بات مت کرو۔

اس نے سنجیدگی سے کہا جب کہ گیتی نے مخصوص ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا،

نیہا! تم ہی کہتی ہونا! کہ مجھے اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا چاہیئے، اپنے لئے خود فیصلہ کرنا چاہیئے اور ہمت سے کام لینا چاہیئے تو اس سب کے لئے ایسا کرنا بے حد ضروری ہے اور پھر میں آتی جاتی رہوں گی، الگ گھر میں رہنے کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ میں ان لوگوں سے آنکھیں پھیر لوں جنہوں نے میرے کڑے وقت میں میرا ساتھ دیا لیکن میں ان محبت سے گندھے لوگوں کی محبت کو for granted بھی نہیں لے سکتی ہاں البتہ میری بقا کے لئے یہ قدم بے حد ضروری ہے اور اس لئے تمہیں انکل آنٹی کو سمجھانا ہو گا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے خاصی تفصیل اور تسلی سے اپنا مطمع نظر نیہا کو سمجھایا جب کہ نیہا نے ایک گہرا سانس لیا اور اثبات میں سر ہلایا اور کہا،

مما پاپا اتنی آسانی سے مانیں گے نہیں، ان کو منانا بہت مشکل ہو گا لیکن میں ان سے بات کروں گی کہ تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔

اس نے جیسے ہتھیار ڈالے، وہ جانتی تھی کہ گیتی کتنی خوددار ہے اور اس کو آگے بڑھنے کے لئے یہ سب کتنا ضروری ہے تو اسے مزید روکنے میں اس کی بھلائی نہیں بلکہ اس کے ساتھ دشمنی ہے۔ اس کے مان جانے پر گیتی نے ایک تشکر بھرا گہرا سانس لیا اور اس کے ہاتھ پہ اپنی نرم گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا،

تھینک یو نیہا! مجھے انڈر اسٹینڈ کرنے کے لئے، میری بات سمجھنے کے لئے۔

اس کی خوبصورت آنکھوں میں آنسو جھلملا گئے جب کہ نیہا جو خود بھی ایمو شنل ہو رہی تھی اس کے اس طرح کہنے پر اسے ٹوکتے ہوئے بولی،

میرا رونے دھونے کا کوئی موڈ نہیں ہے سمجھیں اور اب یہ ایمو شنل باتیں بند کرتے ہیں اور کچھ سوئیٹ آرڈر کرتے ہیں۔

ماحول کو ہلکا پھلکا کرنے کی خاطر کہا،اس کو مسکراتے دیکھ کر گیتی کے اعصاب سے بھی جیسے کوئی بوجھ سرک گیا اور وہ ہلکی پھلکی ہو کر مسکرا دی۔پھر ڈھیروں باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں Oreo ملک شیک کے ساتھ لاوا کیک بھی انجوائے کر رہیں تھیں جب کوئی ان کی ٹیبل کے نزدیک آ کھڑا ہوا،نیہا نے آنے والے کو گھورنا چاہا اور سامنے کھڑے مسکراتے ہوئے زوار کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا تھا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم!!!

جواب میں زوار نے شائستگی سے پوچھا تھا،

ہیلو لیڈیز!کیا میں آپ کو جوائن کر سکتا ہوں؟

اس کے انداز پہ گیتی کے کٹاؤدار ہونٹوں پہ کھیلتی مسکراہٹ گہری ہوئی جو اس کے

خوبصورت چہرے کو اور بھی خوبصورت بنا رہی تھی۔اس کی یہ مسکراہٹ زوار سے ذرا پیچھے کھڑے سالار کو مسحور سا کر گئی جب کہ وہ نیہا کو دیکھ رہی تھی جو زوار سے مخاطب تھی،

زوار تمہاری اس طرح اچانک آنے کی عادت نہیں جائے گی۔

نیہا نے اسے گھورتے ہوئے کہا،زوار اس کے انداز پہ مسکرایا اور اس کی چیئر کی بیک پہ ہتھیلی جمائے ہوئے اس کی جانب جھکتا ہوا بولا،

میرا اس طرح اچانک آنا اور سرپرائز دینا آپ کو اچھا نہیں لگتا؟

اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے سوال کیا جب کہ نیہا نے منہ بناتے ہوئے اس جواب دیا،

اونہہ ! بالکل بھی نہیں البتہ تمہارے اس طرح اچانک آنے سے کمزور دل انسانوں کے دل پہ برے اثرات ضرور پڑ سکتے ہیں۔

زوار نے لاپروائی سے کندھے اچکائے جب کہ نیہا کی کیفیت پر گیتی کی خوبصورت مدھر ہنسی چہار سو پھیل گئی۔اس کی خوبصورت ہنسی کی آواز سالار کے دل پہ جیسے پھوار بن کے گری،اسے ایسا لگا جیسے چہار سو گھنٹیاں سی بج اٹھیں ہوں۔چاروں طرف اس ہنسی کی جلترنگ گونج گئی تھی جیسے بارش کے پانی کے قطرے بند کھڑکی پہ گر کر خوبصورت ساز چھیڑ دیتے ہیں۔وہ سینے پر بازو لپیٹے کئی منٹ اس کے صبیح چہرے کی جانب متوجہ رہ گیا جو بے ساختگی سے ہنستی اس کے دل کے نہاں خانوں میں اترتی جا رہی تھی۔اسی طرح ہنستے اسے کسی کی موجودگی کے ساتھ کسی کی نظروں کی تپش کا احساس ہوا تو اس نے اپنی گھنی پلکیں اٹھائیں اور سامنے کھڑے وجیہ چہرے کو پوری شدتوں سے اپنی جانب متوجہ دیکھ کر اس کی ہنسی کو بریک لگ گئے۔

اس کی موجودگی پہ ہمیشہ کی طرح اس کا دل ڈوب کے ابھرا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا۔ وہ گھبراہٹ میں اپنا نیلا آنچل مزید آگے تک کھینچ گئی اور اس کے ایسا کرنے پر سالار جو ارد گرد کے ماحول سے کٹ گیا تھا ایک دم حواس میں واپس آیا، اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھنساتے ایک گہرا سانس لیا جب کہ وہ اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش میں کبھی اپنا ڈھلکتا آنچل درست کرتی کبھی پلکیں اٹھاتی کبھی گراتی، اس کی موجودگی کے باعث نروس ہوتی سیدھی اس کے دل میں اتر گئی۔ اس کی معصوم صورت پر گھبراہٹ کے آثار اسے مزید خوبصورت بنا رہے تھے، وہ اسے مزید نروس کرنے کا ارادہ ترک کرتا زوار اور نیہا کی جانب متوجہ ہو گیا جو اپنی ہی بحث میں الجھے تھے۔ اس نے نیہا کو زوار سے کہتے سنا،

تم یہ بات پہلے نہیں بتا سکتے جواب بتا رہے ہو۔

جواب میں زوار نے مخصوص ٹھنڈے لہجے میں کہا،

میڈم! پہلے بتا دیتا تو سرپرائز کیسے دیتا؟

اس کے انداز پہ نیہا نے زچ ہونے والے انداز میں اسے دیکھا اور کہا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک تم اور ایک تمہارے سرپرائز!

سالار جو دونوں کو بحث کرتے دیکھ رہا تھا بیچ میں مداخلت کرتے ہوئے بولا،

کیا مسئلہ ہے نیہا کیوں زوار سے الجھ رہی ہو؟

نیہا نے سالار کو گھورا اور کہا،

میں الجھ رہی ہوں، اس کو نہیں دیکھتے جواب بتا رہا ہے کہ پھولوں کی ایگز۔بیبیشن لگی ہے۔

کہتے ہوئے سالار پر سے نظریں ہٹا کر زوار کو گھورا جو اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا رہا تھا۔سالار نے ایک نظر گیتی آراء کو دیکھا جو سر جھکائے گھبراہٹ میں اپنے ہونٹ کچل رہی تھی پھر نیہا کو دیکھ کر کہا،

تو اس میں مسئلہ کیا ہے، ٹکٹ اس کے پاس ہے، وہ تمہیں پک کرنے آیا ہے تم اس کے ساتھ چلی جاؤ؛ اس میں ایشو بنانے والی کیا بات ہے؟

اس نے جیسے معاملہ رفع دفع کرنا چاہا لیکن نیہا اس توجیہہ پر بھی کنونس نہ ہوئی اور طنز

سے بولی،

ایشو یہ ہے کہ موصوف کے پاس صرف دو اینٹری پاسز ہیں،اب میں جاؤں اور گیتی نہ جائے ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

اس کے لہجے میں گیتی کے لئے وہی مخصوص محبت اور لگاوٹ تھی جیسی ہمیشہ ہوتی تھی لیکن گیتی نے گھبرا کے چہرا اونچا کیا اور کہا،

نہیں نیہا! تم اور زوار بھائی جاؤ مجھے بس گھر ڈراپ کر دو۔

اپنی دانست میں اس نے آسان ساحل نکالا لیکن نیہا نے اسے گھورا اور کہا،

ارے! ایسے کیسے تمہیں بیچ میں چھوڑ کر چلی جاؤں، تم جاؤ گی تو میں جاؤں گی ورنہ نہیں

۔

اس نے ہٹیلے انداز میں کہا جب کہ گیتی نے سٹپٹا کر اسے مناتے ہوئے کہا،

پلیز نیہا! مجھے گھر ڈراپ کردو تم جاؤ زوار بھائی کے ساتھ، وہ اتنی محبت اور مان سے تمہیں لینے آئے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے سمجھایا تھا، دھیمی آواز کی مدھرتا اور لہجے کی خوبصورتی نمایاں تھی، زوار نے تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھا اور کہا،

تھینک یو گیتی آراء So nice of you!

اس کے تعریفی انداز پہ وہ جھینپی اور سر جھکا گئی جب کہ نیہا نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا اور کچھ کہنے کو لب کھولے جب سالار نے اسے ٹوک دیا،

تم جاؤ! گیتی آراء کو میں ڈراپ کر دوں گا۔

اس اچانک افتاد پر گیتی نے دہل کر اس کی جانب دیکھا، وہ بات نیہا سے کر رہا تھا لیکن دیکھ گیتی کو رہا تھا، نظروں کا تصادم بڑا گہرا تھا اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز دھڑکتا چلا گیا، اس کے بھاری لب و لہجے اور پر حدت نظروں کے ارتکاز پہ گیتی نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں۔ نیہا نے مشکوک نظروں سے دونوں کو دیکھا اور کچھ کہنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی زوار نے عجلت میں کہا،

گڈ آئیڈیا! میں نیہا کی کار ڈرائیو کر لوں گا تم گیتی آراء کو گھر ڈراپ کر دو۔

سالار کے آئیڈیا کی بھرپور تائید کرتے ہوئے اپنی گاڑی کی چابی سالار کی جانب بڑھائی جب کہ نیہا نے دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور دانت کچکچاتے ہوئے کہا،

یہ تم دونوں کا پلان تھا۔

ان دونوں نے ہی لاپرواہی سے کندھے اچکائے جب کہ وہ خاموش سی شش و پنج میں کھڑی تھی کہ نیہا کو زوار کے ساتھ جانے سے بھی منع نہیں کر سکتی تھی اور نا ہی سالار کے ساتھ جانے کی حامی بھر سکتی تھی۔اس سے پہلے کہ نیہا مزید کوئی گل فشانی کرکے ان دونوں کے کامیاب پلان کا بھانڈا بیچ چوراہے پر پھوڑتی زوار نے اس کا ہاتھ تھاما اور اس کے احتجاج کی پرواہ کئے بغیر exit ڈور کی سمت بڑھ گیا۔سالار نے ایک گہری اور تفصیلی نگاہ اس کے خوبصورت اور معصوم چہرے پر ڈالی جو پریشان سی کھڑی سچوئشن سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آیئے!!

کہتے ہوئے خود بھی مین exit ڈور کی سمت قدم بڑھا دیئے، ناچار اسے بھی اس کے پیچھے قدم بڑھانے پڑے ورنہ دل چاہ رہا تھا کہ وہاں سے بھاگ جائے لیکن وہ چاہ کر بھی ایسا کر نہ سکی۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ریسٹورنٹ سے باہر نکلے اور باہر نکل کر ڈھلتی شام کا اندازہ کر کے گیتی کا دل ڈوب سا گیا جب کہ سالار نے قدم بڑھا کے پارکنگ میں کھڑی گاڑی کا فرنٹ ڈور اس کے لئے کھول دیا اس نے ناچاہتے ہوئے بھی قدم گاڑی کی سمت بڑھائے اور اپنا ڈھلکتا آنچل اور ڈوبتا دل سنبھال کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولنا چاہا جب سالار نے آدھ کھلا دروازہ دوبارہ بند کر دیا، گیتی نے سٹپٹا کر اسے دیکھا، وہ اپنی گہری کانچ سی شربتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظروں کے تاثر پر گیتی نے گھبرا کر گھنی پلکوں کی باڑھ جھکالی لیکن اس کے تاثرات پر اس کی کچھ بھی کہنے کی ہمت نہ ہوئی جب کہ وہ اسی طرح دروازہ تھامے اس کے بیٹھنے کا منتظر تھا۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بغیر کچھ کہے اور بنا اس کی جانب دیکھے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی گو اس سے

پہلے بھی وہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی لیکن اس وقت ہاتھ پہ لگی چوٹ کے باعث اس نے اتنا محسوس نہیں کیا تھا لیکن آج اس کی تمام حسیات چوکنا تھیں۔اس کے خاموشی سے بیٹھ جانے پر وہ مسکرایا اور دروازہ بند کر کے گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا،بیٹھتے ساتھ ہی ایک گہری نظر اس پر ڈالی جو خاصا سمٹ کر بیٹھی تھی۔اس کی ایک ایک جنبش سے اس کی اندرونی کیفیت کا اندازہ ہو رہا تھا،وہ گھبراہٹ میں کبھی اپنی نرم گداز انگلیاں مسلتی تو کبھی اپنا ڈھلکتا آنچل درست کرتی۔اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے سالار کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں پہ بکھری مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے کہا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کم از کم اب تو مجھ سے ڈرنا چھوڑ دیں۔

اس کی بھاری دلکش سحر انگیز آواز گاڑی کی خاموش فضا میں گونجی اور گیتی کا دل سکڑ کر پھیلا،اس نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا جب کہ وہ مسکراتے ہوئے اس کی جانب ہی متوجہ تھا۔گیتی کی گھنی پلکوں والی سیاہ آنکھیں سالار کی گہری کانچ سی سرخ ڈوروں

سے سجی شربتی آنکھوں سے مل گئیں۔اس تصادم پہ گیتی نے سٹپٹا کر نظروں کا زاویہ بدلا اور بمشکل دھیمی آواز میں جواب دیا،

مم۔۔۔میں کیوں ڈروں گی آپ سے؟

کہنے کو اس نے کہہ دیا تھا لیکن لہجے سے ہی اس کی اندرونی کیفیت کا اندازہ ہو رہا تھا۔اس کے جواب اور کیفیت کا اندازہ کرتے سالار کے عنابی ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آئے اور اس نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا! یہ تو کوئی نئی خبر ہے۔

انداز سراسر چڑانے والا تھا، گیتی کو اس کے انداز پر غصہ آیا لیکن عادت کے مطابق اس نے تحمل سے جواب دیتے ہوئے کہا،

مجھے گھر جانا ہے، آپ پلیز گاڑی چلائیں۔

ساتھ ہی ونڈ واسکرین سے پرے گہری ہوتی شام کو پریشانی سے دیکھا لیکن وہ اس کی پریشانی کے جواب میں اسی قدر اطمینان سے بولا،

اور اگر میں آپ کو گھر لے جانے کے بجائے کہیں اور لے جاؤں؟

بھاری دلکش لہجے میں بلا کی شرارت تھی اور وہ جو اس کی گہری سحر انگیز نظروں سے بچنے کے لئے باہر نظریں دوڑا رہی تھی ان الفاظ پر سہم سی گئی، ساتھ ہی گھبرا کے اس کی سمت دیکھا اور مزید سمٹ کر دروازے سے لگ گئی جب کہ گھبراہٹ کے زیر اثر ہونٹوں سے نکلا،

جج۔۔۔جی؟

خوف کے مارے خوبصورت آنکھیں مزید کشادہ ہو گئیں جب کہ سالار کا دل اس دلکش انداز پہ ڈگمگایا اور اس لمحے اس کا جی چاہا واقعی اسے دنیا سے چھپا کر اپنے دل میں رکھ لے لیکن اس کے برعکس بھاری لہجے کو پر اثرار بناتے ہوئے اس نے کہا،

ابھی آپ نے ہی تو کہا کہ آپ کو مجھ سے ڈر نہیں لگتا۔

گیتی نے نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا تو اس نے بات بڑھاتے ہوئے کہا،

تو پھر گھر جانے کے بجائے کیوں نا لانگ ڈرائیو پہ چلیں۔

اس نے ایسے آفر کری جیسے دونوں کے درمیان کتنے گہرے مراسم ہوں لیکن گیتی نے بمشکل اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے کہا،

پپ۔۔۔پلیز گھر چلیں۔

اس کی خوبصورت آنکھوں میں تردد جھلک آیا جب کہ سالار کو ڈر ہوا کہ کہیں وہ اس کے خوف سے بے ہوش ہی نہ ہو جائے اس لئے اس کی تسلی کی خاطر اپنے اوپر سنجیدگی طاری کرتے ہوئے اس نے کہا،

ڈونٹ وری I was just kidding!

اس کی سنجیدگی کے باوجود وہ اسے بے یقینی سے دیکھنے لگی جب کہ وہ اس کے دلکش شعاعیں بکھیرتے وجود سے بمشکل نگاہ ہٹا کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا اور وہ سر جھکائے

خاموش بیٹھی اپنی بے ہنگم دھڑکنیں شمار کرتی رہی۔ سالار نے گاڑی اسٹارٹ کر کے ریورس کی اور چارکول کی لمبی سڑک پہ تیزی سے دوڑا دی۔ وہ خاموش بیٹھی اپنی بے ترتیب دھڑکنیں سنبھال رہی تھی، دونوں کے درمیان خاموشی چھائی تھی اور تنہائی باتیں کر رہی تھی۔ وہ جلد از جلد گھر پہنچنے کی دعا کر رہی تھی جب کہ اس کے برعکس سالار اس سفر کے طویل ہو جانے کی دعا کر رہا تھا، ہمسفر من چاہا ہو تو سفر کی طوالت اور مسافت کی تھکن پتہ نہیں چلتی، کچھ یہی کیفیت اس وقت اس کی بھی تھی لیکن اس کی حالت ساتھ بیٹھے شخص سے بالکل جدا تھی، اپنے دل کی بدلتی کیفیت سے پریشان وہ چاہ کے بھی اس شخص کی پزیرائی نہیں کر سکتی جب کہ اس کا دل اسے ان راہوں پہ چلنے کی تلقین کر رہا تھا اور وہ اس کی منہ زور خواہشات پہ بند باندھنے میں آدھ موئی ہوئی جا رہی تھی، دل کی ان انوکھی خوہشات سے نظر چرانا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ انہی سوچوں میں گھری وہ بے چین سی بیٹھی تھی، اس کے دل کو اطمینان جب ہوا جب گاڑی جانے پہچانے راستوں پہ چلنے لگی جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ گھر زیادہ دور نہیں ہے لیکن ابھی وہ ڈھنگ سے مطمئن بھی نہیں ہو پائی تھی کہ گاڑی کے انجن سے عجیب سے گڑگڑاہٹ کی آوازیں آئیں اور پھر اس نے دو چار زبردست جھٹکے کھائے اور پھر سڑک کے بیچوں بیچ رک گئی اور گیتی کا دل اس نئی افتاد پہ بے ہنگم انداز

میں دھڑک اٹھا جب کہ سالار کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا تھا،

ڈیم!!!

گیتی نے دہل کر اس کی جانب دیکھا تھا لیکن وہ سنجیدگی سے گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن گاڑی بھی ڈھیٹ تھی اس نے بھی آگے بڑھنے سے انکار کر دیا تھا، اس کی کوشش کو ناکام ہوتا دیکھ کر گیتی نے بے ساختہ پوچھا تھا،

کک۔۔۔کیا ہو؟

اور وہ جو گاڑی اسٹارٹ کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا اس کی دھیمی مدھر آواز پر پورا رخ موڑ کر اسے دیکھنے لگا جب کہ وہ بھی پریشان نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اس کو جواب دیتے ہوئے سالار نے سنجیدگی سے کہا،

پیٹرول ختم ہو گیا ہے۔

گیتی جو پلکیں جھپک کر اسے ہی دیکھ رہی تھی اس پریشان کن صورتحال پر گھبرا کر اس نے پوچھا،

پھر؟؟؟

جب کہ وہ بمشکل اس کی سیاہ گھنی پلکوں والی آنکھوں سے نگاہ چراتے ہوئے دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن جیسے اس نے بھی قسم کھالی تھی اسٹارٹ نہ ہو کر دینے کی۔ کچھ دیر کی کوشش کے بعد سالار نے اپنے برابر بیٹھی گیتی پہ نظر ڈالی جو اسے کوشش کرتا ہوا دیکھ رہی تھی، خوبصورت چہرے پہ فکر اور تردد کی گہری تحریر تھی۔ اسے رکتے دیکھ کر گیتی نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا اور اسی گھبراہٹ میں اس

کے ہونٹوں سے نکلا،

اب کیا کریں گے؟

پریشانی کے باوجود اس کا معصوم انداز سالار کو شرارت پہ آمادہ کر گیا اور وہ پورا اس کی سمت گھوم گیا، اس کی خوبصورت، معصوم، ریا سے پاک آنکھوں کو اپنی سحر انگیز دلکشی سے بھرپور شربتی آنکھوں کی گرفت میں لے کر اس نے ذرا سا اس کی جانب جھکتے ہوئے کہا،

آپ بتایئے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

لہجے سے جھلکتی واضح شرارت اور پر حدت نظروں کی شرارتی چمک اس کو پزل کرنے کو کافی تھی اوپر سے اس کا یہ انداز گیتی کی جان پر بنا گیا۔ وہ سمٹ کر گاڑی کے دروازے

سے لگ گئی جب کہ وہ اس کے انداز پہ حیران ہوا پھر اسے افسوس نے گھیر لیا یہ جان کر وہ اب بھی اس کی ذات پہ اعتبار کرنے پہ تیار نہیں ہے۔اس کی دلکش و سحر انگیز مقناطیسی آنکھوں میں افسوس کی تحریر واضح ہوئی جب کہ دل تکلیف دہ کرب سے دوچار ہوا۔اس کو ایک دم گھٹن کا احساس ہوا، وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر سیدھا ہوا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔چند گہرے گہرے سانس فضاء کے سپرد کر کے اپنے اندر کی گھٹن کو کم کرنے کی کوشش کری اور وہ جو اس کی قربت اور تنہائی کے خوف سے دروازے سے لگی بیٹھی تھی اس کے اس طرح گاڑی سے باہر نکل جانے پر حیران سی ہوئی، نظر اٹھا کر ونڈو اسکرین سے باہر دیکھا۔وہ سامنے اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں پھنسائے گہری سوچ میں کھڑا تھا، پھر پلٹا اور اس کی نظریں گیتی کی نظروں سے ملیں، تصادم بڑا گہرا تھا، گیتی نے سٹپٹا کر نظریں جھکائیں جب کہ وہ دھیرے دھیرے مضبوط قدم بڑھاتا گھوم کر اس کی سمت آیا اور اس کی طرف کا دروازہ کھول دیا۔گیتی آراء نے حیرانی سے زیادہ پریشانی سے اسے دیکھا اور وہ اس کی سوالیہ نظروں کے جواب میں کہا،

آیئے!

اس کے اصرار پہ وہ ابھی بھی الجھی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جب اس نے تفصیلا" وضاحت دیتے ہوئے کہا،

گھر تھوڑی ہی دور ہے، واک کر کے چلتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی وضاحت پہ وہ گھبرائی گھبرائی سی گاڑی سے باہر نکل آئی۔ سالار نے گاڑی لاک کری اور آگے بڑھا جب کہ وہ رات کی بڑھتی تاریکی اور ماحول پہ چھائے سناٹے سے خوفزدہ سی ناچاہتے ہوئے اس کے ساتھ چلنے پر مجبور تھی۔ دونوں کے درمیان ایک مرتبہ پھر خاموشی حائل ہو گئی تھی، گھر ابھی بھی پندرہ بیس منٹ کی مسافت پہ تھا لیکن اس کے خوف کے برعکس سالار اطمینان سے جینز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے چل رہا تھا جب کہ وہ خوفزدہ سی اس کے ساتھ قدم ملانے پر مجبور تھی۔ دونوں خاموش تھے

لیکن اس سے زیادہ خاموشی ماحول پہ طاری تھی جو کبھی کبھی کسی گاڑی کے سڑک پہ گذرنے کی وجہ سے چند سیکنڈ کو دم توڑتی پھر ماحول پر چھا جاتی۔

وہ دونوں خاموشی سے چلتے اب ایک پارک کے سامنے سے گذر رہے تھے جب گیتی کو پارک کی دیوار کے ساتھ اگے اونچے اونچے درختوں میں کچھ سرسراہٹ محسوس ہوئی اس نے ایک دم خوفزدہ ہو کر بے ساختہ اپنے ساتھ چلتے سالار کا بازو تھام لیا اور وہ جو اس خاموشی اور تنہائی میں اس کی موجودگی کو پوری طرح محسوس کر رہا تھا ایک دم چونکا اور اسے دیکھتے ہوئے بے ساختہ پوچھا،

کیا ہوا؟

گیتی نے خوفزدہ انداز میں درختوں کی جانب دیکھتے ہوئے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا،

و۔۔۔وہاں تک کوئی ہے۔

اور اس کے کہنے پر سالار نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا جس طرف وہ اشارہ کر رہی تھی، وہاں سوائے اونچے اونچے قد آور درختوں کے کچھ نہ تھا اور وہ بھی رات کے اندھیرے میں دہشت پیدا کر رہے تھے۔اس نے ایک نظر اس سمت دیکھا لیکن گیتی کو تسلی دینے کی خاطر کہا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ نہیں ہے وہاں۔گیتی!

اس کی تسلی کے باوجود وہ اسی طرح اس کے بازو پہ سے شرٹ کو مضبوطی سے تھامے اپنی بات پر مصر تھی،

نہیں وہاں واقعی کچھ ہے، مم۔۔۔میں نے خود وہاں کچھ محسوس کیا ہے۔

آواز اور لہجے دونوں سے اس کا ڈر واضح تھا اور اس کے بازو پہ گرفت مضبوط تھی۔
سالار نے ایک نظر اس کے ہاتھ میں دبی اپنی شرٹ کو دیکھا اور ایک دلفریب احساس
نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔اس نے اگلی نظر اس کے خوبصورت مگر خوفزدہ
چہرے پر ڈالی لیکن وہ اس کی سمت متوجہ نہیں تھی۔وہ ابھی بھی اس سمت ہی دیکھ رہی
تھی جہاں اس کا خیال تھا کہ کچھ ہے،سالار نے اپنے بازو پہ رکھے اس کے نرم گداز ہاتھ
پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور کہا،

گیتی! ٹرسٹ می! کچھ نہیں ہے وہاں۔

اس کی تسلی کے باوجود گیتی نے پریشانی سے سر ہلاتے ہوئے روہانسی سی آواز میں کہا،

مم۔۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے، پلیز چلیں یہاں سے۔

اس کی دھیمی آواز خوف کے اثر سے کانپ رہی تھی، کہ اس کے معصوم اور سادہ سے انداز سالار کا دل ڈوب کے ابھرا۔اس نے بغور اس کو دیکھا، اسٹریٹ لائٹس کی مدھم روشنی میں اس اس کا معصوم اور ریا سے پاک دلکش چہرہ اور بھی خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس کے خوبصورت چہرے پہ نظر ڈالتے سالار کے دل نے ایک بیٹ مس کری لیکن اس کی تسلی کی خاطر نرمی سے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آلرائٹ!Just relax چلتے ہیں

اس نے اس کا ہاتھ تھاما اور ابھی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا تھا کہ نزدیکی پودوں میں پھر سرسراہٹ ہوئی اور گیتی نے مزید خوفزدہ ہو کر اس کی شرٹ کا کالر مضبوطی سے تھام لیا اور تبھی چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں اور پودوں کے بیچ سے ایک بلی اپنے چھوٹے

چھوٹے بچوں کے ساتھ باہر نکلی تھی، روئی کے گالوں کی مانند چھوٹے چھوٹے بچے ایک قطار میں چلتے جا رہے تھے۔ میاؤں میاؤں کی آواز پر وہ دونوں ہی حیران ہوئے اور اس سمت بغور دیکھا اور بلی کے بچوں پہ نظر پڑتے ہی گیتی کے خوفزدہ چہرے پر خوبصورت تاثرات چھا گئے۔ وہ مسکراتے ہوئے اس بلی اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی سمت متوجہ تھی، اس لمحے اسے یہ بھول گیا کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کس کے ساتھ ہے۔ اس کے خوبصورت چہرے پر پھیلی معصومیت اور مسکراہٹ بے حد بھلی لگ رہی تھی، سالار کو لگا جیسے اس کی ریا سے پاک، خوبصورت مسکراہٹ سے پورا ماحول جگمگا اٹھا ہو۔

وہ بے خودی کے عالم میں ایک ٹک اسے تکتا ہوا اس کی جانب متوجہ تھا اور پھر اسی بے خودی کے زیر اثر اس کی جانب جھکا اور اس کا بھاری لہجہ ڈھلتی شام کے گہرے ہوتے سایوں اور پر اثر ماحول پہ چھا گیا،

کبھی رات کے اندھیرے میں جگنوؤں کو جگمگاتے دیکھا ہے؟

اس کی بھاری سرگوشی گیتی کی سماعتوں سے ٹکرائی اور وہ جو ارد گرد سے بے نیاز تھی

ایک دم حواسوں میں آئی اور چہرہ موڑ کر اس کی جانب دیکھا۔وہ وجیہ چہرہ اس کے بے حد نزدیک تھا،اس کو اس قدر نزدیک دیکھ کر اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا تھا جب کہ سالار نے اس کی گھنی پلکوں والی سیاہ آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا،

کیا کبھی اندھیرے ماحول کو اچانک جگمگاتے دیکھا ہے؟

اس کی بھاری پر تپش سرگوشی اور سحر انگیز آنکھوں کی چمک گیتی کا دل دھڑکا گئی۔اس کی گرفت اس کے کالر پہ ڈھیلی ہوئی اور گھنی پلکیں ستارہ آنکھوں پہ جھک کر ریشمی رخساروں پر سجدہ ریز ہو گئیں اور خوبصورت چہرے پہ سرخیاں گھل گئیں۔ریشمی رخساروں پر گھنی پلکوں کا رقص بے حد دلفریب تھا۔وہ اس کی شرٹ چھوڑ کر ایک قدم پیچھے ہٹی اور بنا اس کی جانب دیکھے دھیمی آواز میں کہا،

سس۔۔۔سوری!

اس کے شرمندہ چہرے کو دیکھتے، وہ محظوظ ہوتا ہوا اس کی جانب جھکا اور کہا،

Don't be!

گیتی نے نظریں اٹھا کر سٹپٹائے انداز میں اس کی جانب دیکھا اور وہ مسکراتے ہوئے بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

میں نے مائنڈ نہیں کیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بھاری سرگوشی، پر تپش لہجہ اور پر حدت نظروں کے علاوہ اس پر اثرار ماحول نے گیتی آراء کے اوسان خطا کر دیئے۔ وہ اپنے ہونٹ کاٹتی، اس کی پر حدت نظروں سے اپنی نظریں چرائے اس کے نزدیک اس کا امتحان بنی کھڑی تھی۔ وہ معصوم، ریا سے پاک دلکش اور حسین چہرہ اسے اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا، وہ ایک مرتبہ پھر بے خود ہونے لگا اور نجانے کتنی دیر اس بے خودی کی نظر ہو گئے۔ ہوش اسے جب آیا جب نزدیک سے گذرتی کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمکیں اور سارا منظر واضح ہو گیا۔ لیکن اس

دورانیے میں گیتی کی حالت شرم سے ابتر ہوگئی اور وہ بھی جیسے حواسوں میں واپس لوٹا اور ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ایک نظر اس کے شرم اور گھبراہٹ کے احساس کی گرفت میں آئے خوبصورت رنگ بکھیرتے چہرے پہ ڈالی۔ وہ گھبراہٹ میں اپنے ہونٹ کچل رہی تھی جیسے سارا غصہ ان پہ نکال رہی ہو۔ سالار نے آہستگی سے ہاتھ بڑھا کر اس کا نرم گداز ہاتھ اپنی مضبوط مگر نرم گرفت میں لے لیا۔ گیتی نے سٹپٹا کر اس کی جانب دیکھا تھا، دھڑکنوں میں ارتعاش پہلے ہی تھا لیکن اس کے پر حدت لمس پہ مزید بے ترتیبی سے دھڑکنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سالار نے آہستگی اور نرمی سے گیتی کا ہاتھ تھاما جب کہ گیتی نے سٹپٹا کر اسے دیکھا ، دل کی دھڑکنوں میں ارتعاش پہلے ہی تھا اب مزید بے ترتیبی سے دھڑکنے لگا ۔ سالار نے اس کا ہاتھ اپنی مضبوط مگر نرم گرفت میں لئے قدم آگے بڑھائے جب کہ گیتی نے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑانا چاہا لیکن گرفت مضبوط تھی ۔ سالار کو اس کے ٹھنڈے پڑتے نرم ہاتھوں کی لرزش سے اس کی دلی کیفیت کا اندازہ اچھی طرح ہو رہا تھا اور اسی کیفیت کے زیر اثر اس کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں پہ دلکش مسکراہٹ ٹھہری

اور وہ ''انجانے ہیں سلسلے'' اپنی دلکش آواز میں گاتا آگے بڑھتا گیا۔

مل کے بھی ہم نہ ملیں

تم سے نجانے کیوں؟

میلوں کے ہیں فاصلے

تم سے نجانے کیوں؟

انجانے ہیں سلسلے

تم سے نجانے کیوں؟

سپنے ہیں پلکوں تلے

تم سے نجانے کیوں؟

سناٹے میں اس کی بھاری دلکش آواز ماحول میں پھیل کر ماحول کو مزید پر اثرار بنا رہی تھی۔ جب کہ اس تنہائی، خاموشی، اس کی سحر انگیز آواز اور اس کی نرم مگر مضبوط گرفت مل کر اس کے اوسان خطا کر رہے تھے۔ اس نے ایک دو مرتبہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا لیکن ناکام ہو کر کوشش ترک کر دی۔ وہ چہل قدمی کے سے

انداز میں بے فکری سے متوازن رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا ،ایک ہاتھ میں اس کا ہاتھ دباتھا دوسرا ہاتھ جینز کی پاکٹ میں تھا اور اس کی آواز اور چہرے سے اس کی بے بہا خوشی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا ۔

کیسے بتائیں کیوں تجھ کو چاہیں

یارا بتا نا پائیں

باتیں دلوں کی

دیکھوں جو باقی

آنکھیں تجھے سمجھائیں

تو جانے نا! تو جانے نا!

وہ اس کے ساتھ چلتی تھوڑی دیر میں اس پہ نظر ڈال لیتی تھی ،گھر اب پانچ منٹ کی دوری پہ رہ گیا تھا جس پر گیتی نے شکر ادا کیا اور پھر تھوڑی دیر میں وہ گھر کے سامنے موجود تھے ۔گیٹ پر موجود گارڈ نے ان دونوں کو دیکھ کر گیٹ کھول دیا ۔گیتی نے ایک مرتبہ پھر اپنا ہاتھ اس کی مضبوط گرفت سے نکالنے کی کوشش کری لیکن

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گرفت ابھی بھی مضبوط تھی۔اس نے شرمندگی کے احساس میں گھر کر اپنا چہرہ جھکا لیا ۔وہ پورچ کے راستے ہوتا ہوا ہال کے بڑے سے گلاس ڈور کے سامنے آکر رک گیا۔گیتی کا ہاتھ ابھی بھی اس کی مضبوط گرفت میں دبا تھا اور وہ شرمندگی کے احساس سے سرخ چہرہ لئے اس کے نزدیک کھڑی عادت کے مطابق اپنے ہونٹ کچل رہی تھی جب سالار نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

ان پہ اتنا ظلم کیوں کرتیں ہیں؟

گیتی نے جھٹکے سے چہرہ اونچا کیا اور اس کی نظروں کی تپش اور معنی خیز بات کا مطلب سمجھ آنے پہ اس کا چہرہ تپ کر سرخ ہو گیا۔اس لمحے اسے سالار سے بے تحاشا شرم آئی اور اس کا جی چاہا وہ ان سحر انگیز نظروں سے چھپ جائے لیکن ایسا ہونا ناممکن ہی تھا تبھی دھیمی آواز میں اس کو کہنا پڑا،

مم۔۔۔میرا ہاتھ چھوڑدیں ، پلیز!

اس نے دھیمے اور روہانسے لہجے میں کہا تھا،اس کے معصوم انداز پہ سالار کو پیار اور ترس ایک ساتھ آیا تھا ۔اس نے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لئے لئے دبا کر آہستگی سے چھوڑ دیا ۔گیتی نے جھکی نظروں سے اسے دیکھنے کی کوشش کری اور اس کے اس طرح دیکھنے

پر سالار کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی ۔ گیتی نے جھجھکتے ہوئے کہا،

تھینک یو!

اس کے شکریہ پہ سالار کی روشن آنکھیں جگمگا گئیں اور ان سحر انگیز آنکھوں میں خوبصورت جذبے لو دینے لگے اور اس نے کہا،

مینشن ناٹ!

اس کی بھاری ،جذبوں سے پر سحر انگیز آواز گیتی کی سماعتوں سے ٹکرائی اور اس نے گھنی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اور اس کی سیاہ ستاروں کی مانند چمکتی آنکھیں ان سحر انگیز سرخ ڈوروں سے سجی شربتی آنکھوں سے مل گئیں جب کہ اس نے اسی سحر انگیز مسکراہٹ کے زیر اثر کہا تھا،

ویسے آپ کو شکریہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کا بھاری لہجہ گیتی کے نزدیک ہی گونجا اور اس کی دھڑکنوں کو بے ترتیب کر گیا ۔ اس نے سٹپٹا کر نظریں جھکائیں اور پلٹ کر دروازے کی جانب بڑھی کہ سالار نے پھر

پکار لیا،

سنیں !!

اس آواز پہ اس دل چاہا پلٹ کر اسے دیکھے لیکن اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش میں پریشان ہوتی وہ اسی طرح رخ موڑے کھڑی رہی جب اس کی آواز دوبارہ سنائی دی،

اپنا خیال رکھیئے گا۔

اس کے یہی انداز اس کے پیروں تلے زمین نکالنے کو کافی تھے اور ہمیشہ گیتی آراء کی جان پر بنا دیتے تھے ۔اس مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا اور وہ بھاگنے کے سے انداز میں دروازے کھول کر اس کے پیچھے غائب ہو گئی۔اس کا عجلت بھرا گھبرایا انداز یاد کر کے سالار کے ہونٹوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ وہی دھن جواب سے کچھ دیر پہلے گنگنا رہا تھا ، سیٹی پہ بجاتا واپسی کے لئے مڑ گیا۔

وہ عجلت میں اندر آئی تھی،دل کی بے ترتیب دھڑکنوں سے پریشان ہوتے ہوئے

دھیان کے پردے پر اس لمحے بھی سالار کا وجیہہ چہرہ جگمگا رہا تھا اور دائیں ہاتھ پہ ابھی بھی وہ ہر حدت نرم مگر مضبوط لمس دہک رہا تھا۔اسی انوکھے احساس میں گھرے ہوئے اس نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ میں لیا پھر کچھ خیال آنے پر سامنے بڑی سے فرنچ ونڈو، جس پر دبیز پردے اپنی بہار دکھا رہے تھے پر ایک نظر ڈالی،دل اسی انوکھے احساس سے زور سی دھڑکا جس احساس نے اسے کئی دنوں سے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا اور وہ کچھ سوچ کر آہستگی سے قدم اٹھاتی کھڑکی کے سامنے رک گئی پھر آہستگی سے پردہ تھام کر کنارے پر سے ذرا سا سرکا یا اور وہ اسے سامنے پورچ میں نظر آ گیا۔اس کی سمت اس کی پشت تھی جب کہ گیتی اسی احساس میں گھرے گھرے اس پہ نظر جمائے ہوئے تھی اور شائد تبھی گیتی کی نظروں کے ارتکاز پہ وہ مڑا تھا اور گیتی نے سٹپٹا کر کرٹن چھوڑ دیا تھا پھر اسی احساس میں گھرتے ہوئے پردہ دوبارہ تھاما اور ذرا سا سرکا کر دوبارہ کھڑکی سے باہر جھانکا۔وہ ابھی تک کھڑکی کی جانب متوجہ تھا،پردے سرکنے پر اس کے گلابی مائل عنابی ہونٹ جاندار مسکراہٹ کی ذد میں آئے اور گیتی کا دل کی بے ترتیب دھڑکن مزید بے ترتیب ہوئی جب کہ وہ ہاتھ ہلاتا وہاں پلٹ کر مین گیٹ سے باہر نکل گیا اور وہ وہیں کھڑی اپنی دھڑکنوں کو شمار کرتی رہ گئی

ان دونوں نے جب کوئی تیسری مرتبہ مما پاپا کے بیڈروم میں جھانکا تو وہ دونوں ہی چونکے ،پاپا نے بلند آواز میں دونوں کو پکارا،

نیہا!!!

گیتی!!!

ان دونوں کے بڑھتے قدم رکے ،دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر خاموشی سے پلٹیں اور تبھی پاپا کی آواز دوبارہ سنائی دی،

بیٹا ! کوئی کام ہے آپ دونوں کو۔

جواب میں ان دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا تھا،

جی ہاں!!

جی نہیں!!!

ایک ہی وقت میں دونوں کے منہ سے متضاد جواب پہ جہاں مما اور پاپا کو حیرت ہوئی وہیں ان دونوں نے بھی ایک دوسرے کو دیکھا تب ماما نے ہنستے ہوئے کہا،

اوہو ! پہلے تم دونوں ڈیسائڈ کر لو بات کرنی بھی ہے یا نہیں۔

اپنی جلد بازی پہ وہ دونوں شرمندہ ہوئیں پھر ماما پاپا کی جانب دیکھتے ہوئے نیہا نے کمرے میں قدم رکھتے ہوئے کہا،

ایکچوئیلی !! پاپا آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

اس کے انداز پر وہ شفقت سے مسکرائے اور کہا،

ہاں ہاں بیٹا کھل کر کہو جو کہنا ہے۔

جواب میں اس نے گیتی کو اشارہ کیا کہ وہ بات کرے ، گیتی نے نفی میں سر ہلایا جب کہ نیہا نے اسے آنکھیں دکھائیں ، اس کے آنکھیں دکھانے پر وہ ہمت جمع کرتی آگے بڑھ آئی اور ان دونوں کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اپنے مخصوص دھیمے اور نرم انداز میں بات کا آغاز کیا اور ان کے سامنے بھی وہی بات دہرا دی جو اس نے نیہا نے کہی تھی ۔اس کی بات کے جواب میں ان دونوں کا بھی وہی ردعمل سامنے آیا جو نیہا کا آیا تھا ، وہ دونوں ہی شاکڈ سے کبھی ایک دوسرے کو دیکھتے کبھی گیتی آراء کو ۔ گیتی کو افسوس ہوا اس کو لگا اس نے غلط کیا یہ سب کہہ کر لیکن بہر حال اسے یہ بات ان سے

کہنے ہی تھی اور ایک گہرا سانس لیتے اس نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

پلیز انکل ! پلیز آنٹی ! مجھے غلط مت سمجھیئے گا بس میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ میری گروتھ اور بقا کے لئے یہ قدم اٹھانا ضروری ہے۔

آنٹی نے بہروز صاحب کو دیکھا ،ان کے چہرے پر سوچ کے سائے تھے اور تبھی انہوں نے اپنی سوچ سے باہر آکر اس سے پوچھا تھا،

بیٹا یہاں آپ کو کوئی تکلیف ہے ؟ کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتائیں ؟

ان کے لہجے سے ہی ان کے خلوص کا اندازہ ہو رہا تھا ،اس نے فوراً ہی نفی میں سر ہلایا جب کہ انہوں نے اگلا سوال کر لیا،

آپ سے کسی نے کچھ کہا ہے ؟

جواب میں اس نے پھر نفی میں سر ہلایا اور نیہا کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا ۔ اس نے نظروں ہی نظروں میں اس کی ہمت بندھائی تو اس نے آہستگی سے کہا،

انکل مجھے آپ نے اس وقت اپنائیت کا احساس دلایا ،مجھے اس وقت سہارا دیا جب میرے اپنوں نے مجھے disown کر دیا تھا اور مجھے کبھی بھی آپ لوگوں کے خلوص

پہ شبہ نہیں ہوا لیکن اب مجھے آگے بڑھنے کے لئے اور اپنے پیروں پہ کھڑا ہونے کے لئے یہ قدم اٹھانا ہے اور اس کے لئے مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

اس نے مخصوص متحمل مزاجی سے اپنا مطمع نظر ان کے سامنے رکھا اور یہ بات تو وہ سب ہی جانتے تھے کہ وہ کتنی خوددار ہے ۔اس لئے اس کی خوشی کی خاطر ان سب نے حامی بھر لی جب کہ آنٹی نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا،

الگ گھر لینے کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ تم یہاں آنا جانا چھوڑ دو ، جیسے نیہا کی موجودگی میں یہاں رہتی تھیں ویسے ہی اب بھی جب چاہے یہاں آسکتی ہو۔

انہوں نے جس محبت اور مان سے اسے کہا تھا وہ اسے مزید ان کا گرویدہ کر گیا ،اس کا دل گداز ہوا اور آنکھوں میں تشکر کے آنسو جھلملا گئے کہ اللہ تعالی نے اس کا واسطہ کتنے اچھے لوگوں سے بنایا ہے ۔اس نے شدت جذبات سے آنٹی کے ہاتھ تھام لئے اور انہوں نے بھی محبت سے اس کو اپنے ساتھ لگا لیا ۔نیہا جو اس معاملے کے خوش اسلوبی سے نمٹ جانے پر شکر ادا کر رہی تھی ایک دم بولی،

ماما میں بھی ہوں۔

اس نے اپنی بانہیں پھیلائیں اور خود آکر ان کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی جب کہ اس کے انداز پر سب ہی ہنس دیے۔

ڈھولک پہ پڑنے والی پہلی تھاپ کے ساتھ ہی لڑکیوں کی ہنسی ہال میں بکھر گئی ،ویسے تو کئی دنوں سے گھر میں رونق اور چہل پہل تھی کہ شادی کا گھر تھا اور شہر کے جانے مانے بزنس مین کی بیٹی کی شادی تھی اس لحاظ سے بھی گہما گہمی کچھ زیادہ تھی لیکن اب لڑکیوں نے باقاعدہ گھر پہ ڈھولک رکھوالی تھی اور ہنسی مذاق کے ساتھ خوب گانوں کی پریکٹس ہوتی تھی بقول صوفی کے گانوں کی ٹانگ توڑی جاتی تھی۔اس وقت بھی ساری لڑکیاں ہال روم میں جمع ہنسی مذاق کرتے ہوئے گانوں کی پریکٹس کر رہیں تھیں ۔نیہا بھی مسکراتے ہوئے سب کے درمیان بیٹھی تھی اور اس کے ساتھ ہی گیتی بھی موجود تھی ،دھیمی مسکراہٹ خوبصورت چہرے پر سجائے ہلکے ہلکے تالیاں بجاتی کسی اور ہی دنیا کی باسی لگ رہی تھی ۔وہ جب ہال روم میں انٹر ہوا تو اس کی پہلی نظر ہی اس کے خوبصورت وجود پہ ٹک گئی ،لیمن کلر آرکنڈی کی شرٹ پہ سفید کڑھائی کے ساتھ میچنگ دوپٹہ اور وائٹ ٹراؤزرز اس کی گلابی مائل گندمی رنگت پہ جچ رہا تھا ،سیاہ

گھنے اور سلکی بالوں کو ڈھیلے ڈھالے انداز میں باندھے ،کانوں میں خوبصورت جھمکیاں ڈالے کچھ اور بھی حسین لگ رہی تھی ۔تالیاں بجاتے اور مسکراتے ہوئے وہ جھمکیاں اس کے گندمی گالوں کو چومتی اور ان کا سنہری عکس اس کے چہرے پر پڑتا اسے مزید خوبصورت بنا دیتا تھا،ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے گندم کی ڈالیوں پر کھلتی سنہری دھوپ ۔اس کے سیاہ بالوں کی چند لٹیں گلابی گالوں پہ جھولتی اسے اور حسین بنا رہیں تھیں اور وہ مسحور سا بنا پلکیں جھپکائے اس کی جانب متوجہ رہ گیا ۔اس کی نظروں کی تپش پر گیتی نے بے ساختہ نظریں اٹھائیں اور اس کی نظریں براہراست ان سحر انگیز سرخ ڈوروں سے سجی کانچ سی شربتی آنکھوں سے مل گئیں ،اس تصادم پر اس کا دل زور سے دھڑکا کہ اسے لگا وہاں موجود ہر کوئی سن لے گا اور بے ساختہ کھلتی مسکراہٹ ایک دم سمٹی تھی اور وہ اپنا ڈھلکتا آنچل درست کرتی نظریں جھکا گئی تھی ۔اس کی پر حدت نظروں کے اثر سے گیتی کے گلابی گال تپ کر سرخ ہوئے جب کہ دل کی حالت ابتر تھی لیکن وہ دروازے کے فریم میں ایستادہ سینے پر ہاتھ باندھے اس دلربا چہرے کو اپنی سحر انگیز نظروں کے فوکس میں لئے پوری دلچسپی سے اس کی جانب متوجہ تھا جب کہ وہ اس کی نظروں کی تپش پہ سٹپٹائی سی پلکیں جھپکتی کبھی ارد گرد دیکھتی پریشان سی بیٹھی تھی ۔ دل میں یہ خوف بھی تھا کہ اگر کسی نے اس کی یہ حرکت نوٹ کرلی تو سالار کا تو کچھ

نہیں بگڑے گا لیکن ساری بدنامی اس کے حصے میں آئے گی اور یہ سوچ ہی اسے ہراساں کر گئی اور وہ وہاں سے اٹھنے کے بہانے ڈھونڈنے لگی اور ابھی وہ اس شش وپنج میں بیٹھی سوچ رہی تھی جب نیشا نے اسے مخاطب کر لیا،

یار گیتی ! آج تو تمہاری آواز میں ایک زبردست سا گانا ہو جائے۔

اس اچانک فرمائش پر وہ سٹپٹائی اور ایک غیر ارادی نگاہ اس جانب اٹھ گئی جہاں وہ دروازے کے فریم میں فٹ اس پہ نظریں فوکس کئے ہوئے تھا۔ اس کی نظروں کی شدت اتنی دور سے بھی اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی جب کہ ان دلکش آنکھوں میں وہی چمک تھی جو اسے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آجاتی تھی۔ گیتی کے دیکھنے پر بھی اس نے نظریں نہیں ہٹائیں لیکن ان نظروں کی شدت سے گیتی نے سٹپٹا کر نظریں جھکا دیں البتہ نیشا کے آئیڈیا پہ سبھی لڑکیاں اس سے گانا سننے کی فرمائش کرنے لگیں۔ ان سب کی پرزور فرمائش کے جواب میں اس نے دھیمی آواز میں کہا تھا،

مجھے گانا نہیں آتا۔

وہ تو ویسے بھی نہ گاتی اور اس شخص کی موجودگی میں تو ہرگز بھی نہیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا جب کہ نیشا کی تائید میں لینہ نے کہا تھا،

یار گیتی !اب ایسے تو مت کرونا !اتنی پیاری آواز ہے تمہاری تھوڑا سا تو کچھ سنادو۔

گیتی نے پھر گھبرا کر اس سمت دیکھا جہاں وہ کھڑا تھا ،وجیہ چہرے پر دلچسپ تاثرات تھے ،اس نے سٹپٹا کر اس پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا،

نن۔۔۔نہیں پلیز مجھے گانا نہیں آتا ،اپنی فیملی میں بھی کسی شادی پر نہیں گاتی تھی۔

وہ معصومیت سے بولتی ،صفائیاں دیتی بے حد حسین لگی ،نیہا البتہ اس کی جھجھک سمجھ گئی ،اس نے تسلی آمیز انداز میں اسے دیکھا اور سب کو جواب دیتے ہوئے کہا،

یار کیوں اسے فورس کر رہی ہو ؟اس کو واقعی گانا نہیں آتا۔

اس نے معاملہ رفع دفع کرنا چاہا جب کہ نیشا جس نے یہ شوشہ چھوڑا تھا شرارت سے بھرپور انداز میں کہا،

ویسے میں مان نہیں سکتی کسی کی اتنی پیاری آواز ہو اور اسے گانا نہ آتا ہو۔

اس نے شرارت سے کہتے ہوئے آنکھیں گھمائیں تھیں جب کہ گیتی نے جھینپ کر سر جھکا لیا ۔کٹاؤدار ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ کھلی تھی اور سامنے کھڑے سالار کو مسحور سا کر گئی ،حیدر جو ابھی ابھی وہاں آیا تھا اس کی بے خودی محسوس کر کے ٹھٹھکا

پھر اس کے شانے پہ دھیرے سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا،

کیوں بیچاری کو نروس کر رہے ہو ؟ وہ تو پہلے ہی تم سے اتنا گھبراتی ہیں اوپر سے اس طرح نظریں گاڑھ کر کھڑے ہو کچھ تو شرم کرو۔

اس نے اچھا خاصا اسے لتاڑا تھا جب کہ وہ جو بے خودی کے عالم میں مدہوش سا کھڑا اس موہنے چہرے کو نظروں کے راستے دل میں اتار رہا تھا جیسے ارد گرد سے بالکل بے نیاز ہو حیدر کے اس طرح مخاطب کرنے پر ٹھٹھکا پھر بدمزہ ہو کر ساتھ کھڑے حیدر کو گھورا جب کہ وہ اسے ملامتی نظروں سے دیکھتا ، گول دائرے کی شکل میں بیٹھی لڑکیوں کے درمیان موجود گیتی آراء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

گیتی آراء!

اس کے مخاطب کرنے پر گیتی نے نظریں اٹھا کر اس جانب دیکھا لیکن نظر اس کے ساتھ کھڑے سالار پہ پڑی ،اس نے سٹپٹا کر نظروں کا زاویہ بدل کر کہا،

جی!!

آغا جان آئے ہیں اور انکل کہہ رہے ہیں کافی آپ بنا دیں پلیز!

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا،

کوئی بات نہیں حیدر بھائی ! میں بنا دیتی ہوں۔

آغا جان کے آنے کا سن کر وہ سب بھی ایکسائٹڈ ہو گئیں،

آغا جان آئے ہیں !

پہلے کیوں نہیں بتایا؟

اسی طرح کے جملے بولتی وہ سب ہال سے نکل گئیں اور وہ کافی بنانے کچن میں آگئی۔ آغا جان کے آنے کا سن کر اسے انجانی سی خوشی ہوئی تھی ۔اس نے بڑی محبت اور لگن سے کافی بنائی تھی ساتھ ہی شامی کباب بھی فرائی کر لئے ، بسکٹس پلیٹ میں نکال کر ساری چیزیں سلیقے سے ٹرے میں رکھیں اور پھر اسٹڈی کی سمت آگئی جہاں اس کا خیال تھا کہ انکل کے ساتھ باقی تمام حضرات موجود تھے ۔اس نے دروازہ knock کیا اور اجازت ملنے پر جھجھکتے ہوئے سب کو مشترکہ سلام کیا ،اس کی دھیمی آواز پر ماحول پر ایک دم خاموشی چھائی اور سب ایک ساتھ اس کی سمت متوجہ ہو گئے ۔انکل نے اس کی جھجھک محسوس کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا اور کہا،

آجاؤبیٹا ! یہاں لے آؤ۔

اس سے کہہ کر وہ آغاجان اور بہزاد گردیزی کی سمت متوجہ ہوئے جو آغاجان کے ساتھ ہی وہاں موجود تھے اور خوشدلی سے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آغاجان ! گیتی آراء کے ہاتھ کی کافی پئیں گے تو کافی کا مزہ دو بالا ہو جائے گا ہماری بیٹی کافی بہت اچھی بناتی ہے جیسے اس کے ہاتھ میں جادو ہو۔

اس تعریف پر وہ جھینپ سی گئی، یہ بھی جانتی تھی کہ کونے والے سنگل صوفے پر وہ بھی بیٹھا اسی کی جانب متوجہ ہے،اس کی نظروں کی تپش اتنی دور سے بھی اسے محسوس ہو رہی تھی۔وہ جھجک کر وہیں رک گئی، آغاجان نے اس کی جھجک محسوس کر لی تھی اس لئے انہوں نے اس کی جھجک دور کرنے کی خاطر مخصوص شفقت آمیز انداز میں کہا،

گیتی آراء واقعی بڑی پیاری بچی ہے۔یہاں آجاؤبیٹا !

ان کے تعریفی کلمات پر وہ مزید جھینپی لیکن جھجکتے ہوئے اس سمت قدم بڑھا دیئے جدھر وہ سب بیٹھے تھے اور پھر آغاجان کو مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا،

کیسے ہیں آغا جان؟

جواب میں انہوں نے اسی محبت آمیز انداز میں کہا جو ان کا خاصہ تھا،

اپنی بیٹی کو دیکھ لیا اب بالکل ٹھیک ہوں۔

کہتے ہوئے اس کے جھکے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

جیتی رہو! خوش رہو!

ان کی دعا نے ہمیشہ کی طرح اس کا دل گداز کر دیا اور اس کے کٹاؤ دار ہونٹوں پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھر کر اسے مزید خوبصورت بنا گئی۔اس نے مسکراتے ہوئے ان کو کافی پیش کری، پھر بہزاد گردیزی کے سامنے ٹرے کر دی جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھے باریکی سے اس کو پرکھ رہے تھے۔ان کے خیال کے برعکس وہ تو بے حد معصوم اور سادہ فطرت کی حامل خوبصورت سی لڑکی تھی۔اس کی معصومیت اور سادگی نے انہیں بھی اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔انہوں نے ٹرے میں سے اپنا مگ اٹھانے کے بجائے اٹھ کر اس کے سر پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ دیا، گیتی نے حیران ہو کر نظریں اٹھائیں جب کہ وہ شفقت آمیز انداز میں اس سے مخاطب تھے،

گاڈ بلیس یو بیٹا!

پھر اسے حیران چھوڑ کر اپنا مگ اٹھا کر اس کا شانہ تھپکتے ہوئے واپس صوفے پر بیٹھ گئے۔ وہ حیران سے زیادہ پریشان ہوئی انکل کو کافی سرو کر کے باقی لوازمات ٹیبل پر رکھ کر دھیمے قدموں سے چلتی اس جانب آگئی جہاں وہ بیٹھا تھا۔ گیتی آراء کو بنا اس کی جانب دیکھے بھی اس کی پر حدت نظروں کا احساس پوری شدت سے تھا اسی لئے اس نے اس کی سمت دیکھنے سے مکمل گریز کیا اور خاموشی سے ٹرے اس کے سامنے کر دی، سالار نے مگ اٹھانے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا تو مجبوراً گیتی کو جھکی پلکیں اٹھانی پڑیں۔ نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔ وہ اسی کی جانب متوجہ تھا اور براہراست اسی کو دیکھ رہا تھا۔ نظروں کا گہرا تصادم ہوا، وہ دلکشی سے مسکرایا اور پھر غیر متوقع طور پر اس نے اپنی بائیں آنکھ دبادی۔ گیتی کو اس لمحے اس کی یہ شوخی ذرا نہ بھائی، اس کا دل زور سے دھڑکا اور خوبصورت چہرے پر ناگوار سے تاثرات چھا گئے۔ وہ اس پہ بناگلی نظر ڈالے اور بنا اسے کافی دیئے وہاں سے پلٹ گئی جب کہ وہ اس کے اوپر نظریں جمائے پوری دلچسپی سے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا۔

وہ اسٹڈی سے سیدھی کچن میں آئی تھی اور ماربل کاؤنٹر ٹاپ پر پٹخنے کے سے انداز میں ٹرے رکھی تھی پھر اپنے منتشر حواس اور بے ترتیب دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کرتے ہوئے چند گہرے سانس لئے تھے۔کچھ دیر وہ وہیں کھڑی رہی،ہال روم سے ابھی بھی ہنسی مذاق اور میوزک کی آوازیں آرہیں تھیں۔وہ بھی باہر جانے کا سوچ رہی تھی جب ایک انجانے احساس نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔وہ ایک دم مڑی اور اپنے عین پیچھے کھڑے آہنی وجود سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔بمشکل سنبھلا دل سکڑ کر پھیلا اور ایک مرتبہ پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا،کشادہ بڑی بڑی آنکھیں حیرت کے مارے پھیل کر مزید کشادہ ہوگئیں اور بے ساختگی میں اس کے ہونٹوں سے نکلا تھا،

آ۔۔۔آپ

لہجے اور آواز کی لرزش واضح تھی اور خوبصورت چہرے پر فکر اور تردد کے آثار نمایاں تھے۔اس کے نزدیک کھڑے سالار نے اپنی شربتی،سرخ ڈوروں سے سجی سحر انگیز آنکھیں اس کی گھنی پلکوں سے سجی سیاہ آنکھوں میں گاڑھی ہوئی تھیں،اس کے ملبوس سے اٹھتی اس کے مخصوص کولون اور سیگریٹ کی مہک گیتی کے اعصاب پہ چھائی اور وہ اس کی غیر متوقع آمد،موجودگی اور بے تحاشہ قربت سے گھبرائی سٹپٹائی ایک دم پیچھے

ہٹی لیکن پیچھے موجود ماربل کاؤنٹر سے ٹکرا گئی۔ بمشکل سنبھلا دل بے تحاشا دھڑک اٹھا،اس کے فرار کی تمام راہیں بند کیئے وہ پوری فرصت، توجہ اور دلچسپی سے اس کے رنگ بکھیرتے خوبصورت چہرے کی سمت متوجہ تھا جب کہ اس کی بے تحاشہ قربت اور پر حدت نظروں کی تپش گیتی کو گھبراہٹ میں مبتلا کر رہی تھی۔اس کے خوبصورت چہرے پر چھائے ناگوار سے تاثرات مقابل کو محظوظ کرنے کو کافی تھے۔کچھ دیر اسے اپنی سحر انگیز نظروں کی گرفت میں لئے رہا پھر اس کی جانب ذرا سا جھکتے ہوئے اس نے کہا،

انکل ویسے بالکل ٹھیک کہہ رہے تھے۔

اس کی بات سے زیادہ اس کی قربت اور نظریں گیتی کو پریشان کر رہیں تھیں لیکن وہ اس کی سمت دیکھنے سے مکمل گریز کرتے ہوئے، عادت کے مطابق اپنے نازک ہونٹ کچل رہی تھی۔وہ ذرا رکا پھر اسی طرح اس کی سمت جھکے جھکے اس نے کہا تھا،

تم واقعی جادو کرتی ہو۔

اس کا دھیما بھاری لہجہ سرگوشی سے کچھ ہی اونچا تھا، گیتی کا تیزی سے دھڑکتا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا۔وہ اس کی پر حدت نظروں سے نظریں چرائے، اس کی آنکھوں

میں دیکھنے سے مکمل گریز کر رہی تھی جیسے خوف ہو کہ ان سحر انگیز آنکھوں کا سحر اسے اپنی گرفت میں لے لے گا جب کہ وہ اسے اسی طرح اپنی نظروں کے حصار میں لئے ہوئے کہہ رہا تھا،

اور وہ جادو ایسا ہوتا ہے کہ نشے کی طرح اپنی گرفت میں لے کر آہستہ آہستہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور معلوم جب ہوتا ہے جب مقابل اور اس کا دل مکمل طور پر اس کا عادی ہو جاتا ہے۔

گیتی نے اپنے وحشت سے دھڑکتے دل پر قابو پانے کی کوشش کرتے ارد گرد دیکھا تھا۔ کسی کے آجانے کا خوف ایک دم حاوی ہوا تھا گو سب باہر ہال روم میں محفل انجوائے کر رہے تھے لیکن کسی کا اس طرف آجانا کوئی انہونی بھی نہیں تھا۔اس سوچ کے ساتھ ہی اس کا دل ڈوبا تھا اور اس نے سٹپٹا کر اس کی سائڈ سے نکلنا چاہا تھا لیکن سالار نے اپنی دونوں ہتھیلیاں کاؤنٹر ٹاپ پر جما کر اس کے فرار کی کوشش ناکام بنا دی تھی۔ایسا کرنے پر وہ اس کے مزید نزدیک ہو گئی تھی اور اس کولون اور سیگریٹ کی مہک نے اس کے گرد حصار باندھ لیا۔وہ مہک اس کے اعصاب پر چھانے لگی اور وہ اس قربت سے پریشان ہوتی اس کی جانب دیکھنے پر مجبور ہوئی،اپنی سیاہ گھنی پلکوں کی باڑھ اٹھا کر گیتی

نے اس کو دیکھا تھا جب کہ وہ اس کے خوبصورت، معصوم، ریا سے پاک چہرے پر اپنی گہری کچھ کہتی سنتی نظریں گاڑھے ہوئے تھا۔اس کے دیکھنے پر سالار کی سحرانگیز آنکھوں کی چمک گہری ہوئے اور عنابی ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔گیتی نے گھبرا کر مجبوراً کہا،

پلیز مجھے جانے دیں۔

دھیمے خوبصورت لہجے میں لرزش واضح تھی جب کہ آواز میں خوف کا تاثر تھا لیکن سالار نے اس کی جانب جھکتے ہوئے اطمینان سے کہا تھا،

اونہوں! اگر نہ جانے دوں تو؟

اس کا انداز گیتی کی جان پر بنا گیا، وہ مزید پریشان ہوئی لیکن ان نظروں سے فرار ناممکن تھا۔وہ بے دردی سے اپنے ہونٹ کاٹتی، گھنی پلکیں جھپکتی سیدھی سالار کے دل میں اتر گئی۔اس کا جی چاہا کہ وہ اسے اس دنیا کی نظروں سے چھپا کر اپنے دل کے کسی نہاں خانے میں رکھ لے لیکن اس کی معصومیت اسے مزید شرارت پر آمادہ کر رہی تھی اسی لئے اس نے دھیمے بھاری سرگوشیانہ لب و لہجے میں کہا،

ایک شرط پہ جانے دوں گا۔

گیتی نے بنا اس کی جانب دیکھے، ہونٹ کچلتے ہوئے اپنے دل کی اُبتر ہوتی حالت پر قابو پانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا،

کون سی شرط؟

اس کی آواز بے حد دھیمی تھی کہ اس نے خود بھی بمشکل سنی تھی،اس کے انداز پر وہ مسکرایا اور کہا،

میرے سوال کا جواب دے دو،میری آنکھوں میں دیکھ کر؛میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم سچ بولتی ہو تو تمہاری آنکھیں کیسی لگتی ہیں۔

وہ بھاری دلکش لب و لہجے میں بولتا اس کے دل کی دنیا زیر و زبر کر گیا اور وہ اسی گھبراہٹ کے زیر اثر پوچھ بیٹھی،

کک۔۔۔کون سا سوال؟

اسے اندازہ تھا کہ وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے لیکن اس لمحے گھبراہٹ میں پوچھ بیٹھی جب کہ وہ شرارت سے مسکراتا ہوا اس کی خوشنما آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا

تھا،

پہلے بھی بتاچکا لیکن پھر بتادیتا ہوں۔

اس کا انداز گیتی کی جان پر بنا گیا جب کہ وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

محبت کرتا ہوں تم سے، شادی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے شادی کرو گی؟

اس کے بھاری لب و لہجے اور سحر انگیز نظروں کی تپش پر گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور ڈوب کے ابھرا اور اس سوال پہ وہ روہانسی سی ہو کر ہونٹ کچلتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔ اس کی دلکش خمار آلود آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت ابھی بھی نہیں تھی۔ اس کی گھبراہٹ پر سالار کے ہونٹوں کے کناروں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے شرارت آمیز انداز میں کہا،

میری طرف دیکھو۔

اس نئی فرمائش پر گیتی نے گھبراہٹ کے باوجود نفی میں سر ہلایا لیکن وہ اسی طرح اس کے گرد حصار باندھے کھڑا اسے اپنی نظروں کی ذد میں رکھے ہوئے تھا۔ چند منٹ اسے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے کہا تھا،

فائن! مت دیکھو۔

وہ رکا جب کہ گیتی کا دل زور سے دھڑکا لیکن اس کی سمت دیکھنے کی ہمت اس میں ابھی بھی نہیں تھی جب وہ بات آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہا تھا،

نہ میں یہاں سے ہٹوں گا اور نہ ہی تمہیں یہاں سی جانے دوں گا۔

کہتے ہوئے اس نے شرارت سے پر اپنی دلکش مسکراہٹ دبالی جب کہ گیتی نے بے ساختہ پریشان سی نظر اس پر ڈالی تھی اور اس کی نظریں اس کی نظروں میں براہراست الجھ گئیں اور جیسے ان سحر انگیز نظروں کے سحر نے اس کے پورے وجود کو جیسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ان مقناطیسی سحر انگیز نظروں میں جیسے واقعی کوئی مقناطیس تھا جو مقابل کے دل کو اپنی جانب کھینچتا تھا اور بندہ جیسے بے بس ہو کر ان آنکھوں کی سمت کھنچتا چلا جاتا تھا۔

کچھ کہتی سنتی، ہزار داستانیں سناتی گہری مدہوش کن آنکھیں، وہ بھی اس وقت اس کی آنکھوں میں محویت سی دیکھ رہی تھی۔اس کی محویت نوٹ کرتے ہوئے سالا کے گلابی مائل عنابی لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ جو محو سی اس کی آنکھوں کی جانب متوجہ تھی ایکدم حواسوں میں لوٹی اور شرمندہ سی ہو کر نظریں جھکا لیں۔خوبصورت چہرہ

یکلخت سرخ ہوا تھا اور سیاہ گھنی پلکیں گلابی مائل گندمی گالوں پر جھک گئیں تھیں۔ وہ گلابی عارضوں پر سیاہ گھنی پلکوں کا رقص دلچسپی اور محویت سے دیکھ رہا تھا پھر اسی طرح اس کی جانب جھکتے ہوئے سر گوشیانہ انداز میں اس نے کہا تھا،

تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں، آئینے کی طرح شفاف، ریا سے پاک معصومیت سے لبریز، ان آنکھوں میں گھبراہٹ کے رنگ اس قدر خوبصورت لگتے ہیں تو محبت کے رنگ کس قدر حسین لگیں گے۔

اس کی ذو معنی سر گوشی اور کھلا اظہار محبت سن کر گیتی کا تیز تیز دھڑکتا دل مزید تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس کا جی چاہا کہ وہ ان سحر انگیز نظروں سے اوجھل ہو جائے جو اسے انوکھی کہانیاں سناتی اسے ان راہوں پہ چلنے کو کہہ رہیں تھیں جس پر وہ چلنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اس کے حصار میں اس کے نزدیک گھبرائی سی کھڑی بے حد دلکش لگ رہی تھی جب کسی نے شادی بیاہ کے گانوں کی سی ڈی بدل کر کوئی اور سی ڈی پلے کر دی۔

گائیک کی پر سوز آواز ماحول پہ چھا گئی،

تم کیوں چلے آتے ہو،

ہر روز ان خوابوں میں

چپکے سے آ بھی جاؤ

ایک دن میری بانہوں میں

تیرے ہی سپنے اندھیروں میں اجالوں

کوئی نشہ ہے تیری آنکھوں کے پیالوں

تو میرے خوابوں میں جوابوں میں سوالوں میں

ہر دن چرا تمہیں میں لاتا ہوں خیالوں میں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان بولوں سے زیادہ ان پر تپش نظروں کی حدت اور اس پر حدت قربت سے اس کی حالت غیر ہو گئی۔اس نے شرم سے سرخ پڑتا اپنا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں چھپالیا، اس کی بے ساختہ حرکت پر وہ حیران سا ہوا پھر اس کی دلکش سحر انگیز آنکھوں میں دلکش رنگ لہرا گئے، محبت کے رنگ۔وفا کے رنگ۔اس کے ہونٹوں کے کونوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی اور واقعی اس کا جی لمحے بھر کو چاہا کہ اسے اس دنیا سے چھپا کر کہیں دور لے جائے کہ کوئی دکھ کوئی تکلیف اسے چھو نہ سکے، کسی سختی کی آنچ اس کے

نرم وجود تک نہ پہنچ سکے۔وہ اپنے دل کی اس زور آور خواہش پر بند باندھتا سیدھا ہوا اور ایک گہرا سانس لے کر اس کے گرد سے اپنے بازوؤں کا حصار ہٹادیا پھر ایک گہری نظر اس پہ ڈالتا وہاں سے پلٹ گیا۔چند لمحے اسی طرح خاموشی سے سرکے،گیتی نے آہستہ آہستہ اپنی کیفیت پر قابو پایا جب دل کی ابتر حالت کچھ قابو میں آئی تو ذرا سا ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا کر دیکھا وہاں کوئی نہیں تھا بس ایک احساس تھا کسی کی موجودگی کا اور کسی کی خوشبو تھی جس نے اس کے وجود کو اپنے حصار میں لیا ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ سب کچھ دیر پہلے ہی شاپنگ کر کے لوٹیں تھیں اور اب ہال روم میں ہی ساری شاپنگ بکھرائے ایک مرتبہ پھر اس تازہ تازہ کی گئی شاپنگ پر تبصرے ہو رہے تھے جب نیہا نے گیتی سے پوچھا تھا،

اس ڈریس کے ساتھ تم کون سی جیولری پہنو گی۔

اور وہ جو مئیشا کا دوپٹہ پھیلا کر اس پر بنے کام کو سراہ رہی تھی ایک دم چونک کر نیہا کو

دیکھنے لگی۔نیہا نے اسے دیکھا اور کہا،

مجھے معلوم تھا کہ تم تو اس معاملے میں کچھ کرو گی نہیں اس لئے میں نے یہ جیولری اس ڈریس کے ساتھ پسند کری ہے۔

کہتے ہوئے مخملیں جیولری کیس کھول کر اس کے سامنے کیا،اندر ایک خوبصورت سا گولڈ کا سیٹ تھا اور اتنا خوبصورت تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔مئیشا اور لینہ سمیت ساری لڑکیاں اس جیولری باکس پر جھک گئیں اور نئے سرے سے تبصرے شروع ہو گئے،

اوہ گاڈ!!this is so pretty

مئیشا نے نیکلیس پر انگلی پھیری،

جب کہ لینہ نے جھمکا ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا،

دیکھنے میں تو کوئی antique لگ رہا ہے۔

کہتے ہوئے مسکرا کر گیتی کو دیکھا،گیتی البتہ نیہا کو دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی،

اس نے ہونٹوں کو "تھینک یو" کے انداز میں جنبش دی اور نیہا نے اس کا نرم گداز ہاتھ

اپنے ہاتھ کی نرم گرفت میں لے لیا، مئیشا نے پھر ان دونوں کو متوجہ کیا،

ایسی جیولری تو اب بنتی بھی نہیں ہے واقعی لینہ ٹھیک کہہ رہی ہے antique ہی لگ رہا ہے مجھے تو۔

جوش سے کہتے گیتی کو دیکھا، گیتی جو اس خوبصورت سے گولڈ کے سیٹ پر نظریں جمائے ہوئے تھی اس کے کہنے پر اس کی خوبصورت مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے اسی مسکراہٹ کے زیر اثر کہا،

یہ واقعی بہت خوبصورت ہے کیونکہ یہ میری امی کا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بات پر وہ سب خوشگوار حیرت میں گھرتی ایک مرتبہ پھر اس خوبصورت سیٹ پر جھک گئیں اور تبصرے کرنے لگیں جب کہ گیتی کی نرم اور خوبصورت آواز نے ایک مرتبہ پھر ان سب کو متوجہ کر لیا،

اور اس کی خاص بات یہ بھی ہے کہ میری امی کو یہ ان کی امی نے دیا تھا۔

کہتے ہوئے وہ مسکرائی تھی خوبصورت آنکھوں میں انوکھے اور خوبصورت رنگ جھلک رہے تھے جو اس کی آنکھوں کی دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے اور خوبصورت چہرے کو

مزید خوبصورت بنا رہے تھے۔ایمل نے اس سیٹ کا جھمکا اٹھا کر گیتی کے کان پہ رکھا اور محبت سے کہا،

واقعی دو دو ماؤں کا پیار اور دعائیں اس میں شامل ہیں تو اس کا خوبصورت ہونا تو لازمی ہے اور اس کی خوبصورتی کی اصل وجہ بھی یقیناً یہی ہے۔

اس نے کہتے ہوئے وہ جھمکا گیتی کے کان میں ڈال دیا اور ان سب کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا تھا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

واؤ!

سو پریٹی!

ایمل کے اچانک اقدام اور ان سب کے کمینٹس پر وہ سٹپٹائی اور گھبرا کر کہا،

ن۔۔۔۔نہیں! پلیز!

نیہا نے فوراً اس کی بات رد کرتے ہوئے کہا،

ارے کیا نہیں نہیں پہن کر دیکھو کیسا لگتا ہے۔

شرارت سے کہتے ہوئے اس نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں گھمائیں اور دوسرا جھمکا بھی اس

کے کان میں ڈال دیا۔ان جھمکوں کا سنہری پن اس کے گلابی مائل گندمی گالوں میں گھل کر اس کی خوبصورتی کو مزید نکھار رہا تھا اور تبھی لینہ نے نیہا کی شادی میں پہننے والے اس کے جوڑے کا خوبصورت سے کام والا دوپٹہ کھول کر اس کے سر پہ ڈال دیا۔ وہ اس حرکت پہ سٹپٹائی جب کہ وہ سب شرارتی انداز میں دبی دبی ہنسی ہنس دیں۔اس نے گھبراہٹ میں دوپٹہ سر سے اتارنا چاہا جب نیہا نے روک دیا،

اچھا لگ رہا ہے نا!

ساتھ ہی سب سے رائے بھی لی اور وہ سب بھی شیطان کی چچیاں اس کی ہاں میں ہاں ملاتی شرارت سے بولیں تھیں،

ہاں لیکن گیتی زیادہ خوبصورت ہے۔

ساتھ ہی ان سب کی شرارتی ہنسی ایک مرتبہ پھر اطراف میں بکھر گئی جب کہ گیتی کے ہونٹوں پہ جھینپی مسکراہٹ پھیلی اور ضوفی کے ساتھ اندر آتے سالار کو مسحور سا کر گئی۔وہ بنا پلکیں جھپکائے اس کے سندر روپ کو اپنی آنکھوں میں جذب کر رہا تھا جب کہ وہ سب ضوفی کی جانب متوجہ تھیں جو کہہ رہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے! کیا تم سب نے مال گھر میں ہی کھول لیا ہے؟

بظاہر حیران لہجے میں چھپی شرارت پہ سب لڑکیوں نے اسے گھورا تھا جب کہ وہ سامنے بیٹھی گیتی کو دیکھتے ہوئے بولا،

ارے محترمہ! آپ کی شکل کچھ جانی پہچانی لگ رہی ہے کہیں دیکھا ہے آپ کو۔

اس کی شرارت پر وہ سب تو دبی دبی ہنسی ہنس دیں جب کہ وہ ہمیشہ کی طرح جھینپ کر اٹھی اور بنا ادھر ادھر دیکھے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ وہ سب ضوفی کو ہی ڈانٹ رہیں تھیں کہ اس کی وجہ سے گیتی وہاں سے چلی گئی اور وہ ازلی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا ان سب کو ہی تنگ کرنے سے بعض نہیں آرہا تھا۔ سالار نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ان سب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی وہ سب ہی آپس میں مگن تھے کوئی بھی اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ وہ ان سب کو مصروف چھوڑ کر اس جانب بڑھ گیا جس جانب اس کی موجودگی کی توقع تھی۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر جارہی تھی جب آخری سیڑھی کے سرے پر اس کو ایک دم جھٹکا لگا اور اسے رکنا پڑا، اس نے پلٹ کر دیکھا تو زرتار دوپٹے کا کونا سیڑھیوں پہ لگی آئرن ریلنگ پہ بنے ڈیزائن میں پھنسا تھا۔ وہ دوپٹہ نکالنے کے لئے پلٹی لیکن آخری سیڑھی پہ کھڑے سالار پہ اس کی نگاہ ٹھٹھک گئی، نظروں کا تصادم بڑا گہرا تھا۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتا، باوقار انداز میں سیڑھیاں چڑھتا اس سے دو سیڑھیاں نیچے آرکا پھر آہستگی سے سیڑھیوں کے ڈیزائن میں اٹکا اس کا روپہلا آنچل سہولت سے نکال کر اس کی جانب دیکھا۔ گیتی جو اس کی سمت ہی متوجہ تھی سٹپٹا کر رخ موڑ گئی، سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ اس کے آنچل کا کونہ تھامے درمیانی فاصلہ عبور کرتا اس کے پیچھے آرکا اور ہاتھ بڑھا کر اپنے ہاتھ میں دبا سنہری آنچل اس کے سر پہ ٹکا دیا۔ گیتی نے حیرانی سے نگاہ اٹھائی تو سیڑھیوں کے نزدیک رکھے بڑے سے قد آدم آئینے میں نظر آتے دونوں کے عکس پہ اس کی نگاہ پڑی اور وہیں ساکت ہو گئی۔ سالار کو کئی سال پہلے کا پڑھا شعر یاد آیا،

تجھ پہ اٹھی ہیں کھوئی ہوئی ساحر آنکھیں

تجھ کو کیا معلوم کیوں عمر گنوا دی ہم نے

وہ آہستگی سے اس کان کے پاس جھکا اور کہا،

ناٹ بیڈ ہاں!

اس کی ذو معنی بھاری سرگوشی کا مطلب سمجھ کر وہ جو پہلے ہی سٹپٹائی سی اپنی بے قابو ہوئی دھڑکنیں سنبھال رہی تھی یہ انداز ہمیشہ کی طرح اس کی جان پر بنا گیا اور نگاہیں خود بخود جھکتی چلی گئیں، خوبصورت چہرہ گلابیاں جھلکانے لگا۔اس کا سلونا روپ دیکھ کر سالار کے دل نے ایک بیٹ مس کری اور کہا،

کوئی معصوم بھی اور ظالم بھی ہو تو یہ دل کیا کرے؟

آہستگی سے کہتے اس کے کان میں پڑے بھاری جھمکے کو نرمی سے چھیڑا اور گیتی کو لگا اس کی سانسیں اٹک گئیں ہوں۔اس نے دھڑ دھڑ کرتے دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے آنکھیں میچ لیں۔سالار کے ہونٹوں پہ دبی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے پھر کہا،

آپ تو سادگی میں ہی اس ناتواں دل پہ قیامت ڈھاتی ہیں اس طرح کیل کانٹوں سے لیس ہو کر آئیں گی تو اس دل پہ کیا گذرے گی کبھی سوچا ہے آپ نے؟

وہ مسلسل اس کے کانوں میں پر تپش سرگوشیاں انڈیل رہا تھا جب کہ گیتی کی ابتر حالت

مزید ابتر ہوتی جارہی تھی۔اس کا تنفس تیز اور دھڑکن بے ترتیب تھیں جب کہ اس کی ہمت نہیں تھی کہ وہ آنکھیں وا کر کے اسے ایک نظر دیکھ لے۔اس کو مزید پریشان کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے وہ پھر بولا تھا،

اپنی نظر اترو الیجیئے گا، چلتا ہوں۔ٹیک کیئر!

اس کے دمکتے روپ پر ایک گہری نگاہ ڈالتا وہ واپس پلٹ گیا تھا۔

دو تین دن بے حد مصروف گذرے تھے، مختلف کاموں کی مصروفیت اور مہمانوں کی آمد ورفت کے باعث گھر میں بھی خوب رونق لگی تھی اور اب کل سے تقریبات کا باقاعدہ آغاز مہندی کی رسم سے شروع ہو رہا تھا۔اسی مصروفیت میں گھری وہ لابی سے ملحق گیسٹ روم میں موجود اس وقت بھی مصروف تھی ، نیہا کی سسرال میں دیئے والے گفٹس کے علاوہ بری کا سامان اور تقریب اور رسم سے متعلق تمام اجزاء ، ابٹن ، مہندی ، عطر ،ڈرائی فروٹس ترتیب سے رکھتے ہوئے ذئن میں دہرا بھی رہی تھی کہ کچھ رہ نہ جائے ۔دوپٹہ ایک طرف صوفے پہ پڑا تھا جب کہ سیاہ گھنے بالوں کی لٹیں ڈھیلی ہو کر گالوں کو چوم رہیں تھیں اور خود وہ خاصے ریلیکس انداز میں کام میں مگن

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی ۔اور تبھی زیور کے ڈبے سنبھال کر مڑی اور دروازے میں جمے سالار کو دیکھ کر ساکت ہوئی جو نجانے کب سے وہاں ایستادہ تھا۔

وہ لابی سے ملحق گیسٹ روم میں موجود اس وقت بھی مصروف تھی ،نیہا کی سسرال میں دینے والے گفٹس کے علاوہ بری کا سامان اور تقریب اور رسم سے متعلق تمام اجزاء ،ابٹن ،مہندی ،عطر ،ڈرائی فروٹس اور مٹھائی کے ٹوکرے ترتیب سے رکھتے ہوئے ذہن میں دہرا بھی رہی تھی کہ کچھ رہ نہ جائے ۔دوپٹہ ایک طرف صوفے پہ پڑا تھا جب کہ سیاہ گھنے بالوں کی لٹیں ڈھیلی ہو کر گالوں کو چوم رہیں تھیں اور خود وہ خاصے ریلیکس انداز میں کام میں مگن تھی،ساتھ ساتھ گنگنا بھی رہی تھی،نیہا کی خوشی میں وہ بھی بے حد خوش تھی گو سالار کے اطوار اسے فکر اور تردد میں مبتلا کر رہے تھے اس کے باوجود وہ بے حد خوش تھی،نیہا کے لئے،اپنی اور اس کی دوستی کے لئے۔اس کی سریلی آواز ماحول کمرے کے خاموش ماحول میں پھیل کر ماحول کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی،

تنکا تنکا ذرہ ذرہ

ہے روشنی سے جیسے بھرا

تنکا تنکا ذرہ ذرہ

ہے روشنی سے جیسے بھرا

ہر دل میں ارماں ہوتے تو ہیں

ہر دل میں ارماں ہوتے تو ہیں

بس کوئی سمجھے ذرا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تنکا تنکا ذرہ ذرہ

ہے روشنی سے جیسے بھرا

وہ پورے سر میں گنگناتی اپنی خوبصورت آواز کا جادو جگا رہی تھی،

دل پہ ایک نیا نشہ سا چھا گیا

کھو رہا تھا جو وہ خواب لوٹا گیا

یہ جو احساس ہے جو قرار ہے

کیا اسی کا ہی نام پیار ہے

پوچھے دل تھم کے ذرا

اور تبھی زیور کے ڈبے سنبھال کر وہ مڑی تھی اور دروازے میں جمے سالار کو دیکھ کر ساکت ہوئی جو نجانے کب سے وہاں ایستادہ تھا۔ اسے دیکھ کر دل ہمیشہ کی طرح معمول سے ہٹ کر بے ترتیبی سے دھڑکنے لگا شرمندگی سی شرمندگی تھی کہ اس کا اتنے برسوں کا راز کہ وہ گنگنار ہی تھی کھلا بھی تو اس شخص کے سامنے۔ اس کا دلکش چہرہ سرخ ہوا اور پہلا خیال اپنے دوپٹے کا آیا جو کمرے میں کونے پہ رکھے صوفے پہ رکھا تھا۔ اس کی موجودگی اور نظروں کے علاوہ اپنے حلیے کا خیال کر کے اس کا جی چاہا وہ ہوا میں تحلیل ہو جائے، شرمندگی سی شرمندگی تھی اور اسی شرمندگی کے احساس سے اس کے چہرے سے جیسے تپش نکل رہی تھی اور خوبصورت سیاہ آنکھوں میں نمی سی ٹھہر گئی۔ کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ اس کی نظروں سے بچنے کی خاطر رخ موڑ گئی۔ اس کی پشت پہ بکھرے سیاہ بالوں کے آبشار میں سالار کا دل الجھا جب کہ گیتی کو محسوس ہو رہا تھا دل ہاتھوں پیروں میں دھڑک رہا ہو اور پورا وجود شرم کے بوجھ سے شل ہو۔ اس کے

رخ موڑنے پر وہ جو پوری دلجمعی اور بے خودی سے اس کی خوبصورت آواز کو اپنے دل میں اترتا محسوس کر رہا تھا وہ بھی بے خودی کی کیفیت سے باہر آیا اور اس کی گھبراہٹ کا پس منظر جانتے ارد گرد نظر دوڑائی پھر مطلوبہ چیز نظر آنے پر وہ اندر آگیا اور ارد گرد بکھری چیزیں پھلانگتا صوفے کی جانب بڑھ کر اس پہ رکھا اس کا گلابی دوپٹہ اٹھالیا ۔ ایک لمحے کو ایسا لگا جیسے اس کے نرم ریشمی احساس نے چھولیا ہو ،اس کے وجود کی بھینی بھینی خوشبو جو اس کے دوپٹے میں بسی تھی،اس خوشبو نے جیسے اس کے گرد حصار کھینچ لیا ۔اس نے ایک گہرا سانس لے کر اس خوشبو کو اپنے اندر اتار لیا اور رخ موڑ کر اس کے ساکت وجود پہ نظر ڈالی وہ اس سے نظریں چرائے رخ موڑے کھڑی تھی ۔وہ آہستگی سے چلتا اس کے پیچھے آرکا اور شائذ اپنے پیچھے اس کی موجودگی محسوس کرتے وہ سٹپٹا کر دو قدم آگے بڑھ گئی ۔سالار نے اس کی گھبراہٹ نوٹ کری اور پھر آگے بڑھ کر اس کا دوپٹہ پھیلا کر اس کے شانوں پہ پھیلا دیا ۔گیتی جو اس سے نظریں چرائے کھڑی تھی اس کے ایسا کرنے پر ایک گہرا سانس بھر کر رہ گئی پھر ذرا سا چہرہ ترچھا کر کے حیرانی سے اپنے شانوں پہ ٹکے دوپٹے کے پلوؤں کو دیکھا اور تبھی سالار نے آہستگی سے اس کا رخ اپنی جانب موڑ دیا ،گیتی نے گہرا سانس اندر کھینچا اور آنکھیں بند کرلیں اس کا تنفس اور دھڑکن تیز تھی جب کہ سالار نے آہستگی اور نرمی سے دوپٹے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے دونوں کنارے تھام کر اس کے گرد لپیٹ دیئے لیکن گیتی کی ہمت ابھی بھی نہیں

تھی کہ آنکھیں کھول کر دیکھ لیتی ۔ وہ اپنی پر تپش نظروں سے اس کے خوبصورت

رنگ بکھیرتے چہرے پہ نظریں جمائے اس کی جانب ذرا سا جھکا اور دھیمے سرگوشیانہ

انداز میں اسے مخاطب کیا،

تھوڑا ریسٹ کر لیں ورنہ تھک جائیں گی۔

اس نے فکر اور تردد سے پر لہجے میں کہا ، صبح سے دیکھ رہا تھا وہ کس طرح گھن چکر بنی

تھی لیکن وہ اس کی پرواہ اور فکر سے پرے کسی کے آجانے کے خوف میں گھری ،

گھبراہٹ سے پر لرزتی آواز میں بولی،

ا ۔۔۔آپ جائیں پلیز!

سالار نے سوالیہ بھوئیں اچکائیں اور پوچھا،

کیوں؟

گیتی نے سٹپٹا کر اسے دیکھا کشادہ آنکھیں خوف اور گھبراہٹ کے زیر اثر مزید کشادہ ہو

گئیں ،اس لمحے وہ سالار کو اور بھی پیاری لگی جب کہ وہ گھبرا کر اس کے پیچھے دروازے

کی سمت دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

کک ۔۔۔کوئی آجائے گا ۔

اس کی خوبصورت آنکھوں میں نمی ٹھہری تھی جب کہ اس کا معصوم انداز پہ سالار کے دل نے بیٹ مس کری اور اطمینان سے سینے پر بازو باندھ کر اس کی جانب قدرے جھکتے ہوئے کہا،

Do I Care!!

گیتی نے بے یقینی سے کشادہ آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا پھر افسوس سے سر ہلایا اور وہاں سے جانے کے لئے اس کی سائڈ سے نکلنا چاہا جب اس کا نرم گداز ہاتھ سالار کی مضبوط گرفت میں آگیا ۔گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ اس نے گیتی کو دوبارہ اپنے مقابل کھڑا کر دیا ۔گیتی نے دھڑکتے دل کے ساتھ اس کی جانب دیکھا جب کہ اس کی دلکش آنکھوں میں خوبصورت جذبے ہلکورے لے رہے تھے، اس نے سٹپٹا کر اپنی گھنی پلکیں جھکائیں اور گال اس کی نظروں کی حدت سے سرخ ہوگئے ۔،سالار نے اس کو اپنی نظروں کی گرفت میں لئے لئے کہا،

آپ گاتی بھی ہیں؟

انداز سراسر شرارتی تھا، گیتی کا جھکا سر مزید جھکا جب کہ دل ڈوبا ابھرا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا اور اس نے کہا،

نن۔۔۔نہیں تو، وہ تو میں، میں تو بس ایسے ہی کچھ اپنی چوری پکڑے جانے پر اور کچھ اس کی سراہتی نظریں جن میں انوکھے جذبے ہلکورے رہے تھے جن سے اب وہ بھی انجان نہیں رہی تھی دیکھ کر وہ بے تحاشہ گھبرائی تھی جب کہ وہ مخصوص شرارتی انداز میں اس سے مخاطب تھا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایسے ہی نہیں آپ تو بہت خوبصورت گاتی ہیں۔

اس تعریف پر وہ مزید جھینپی جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

آپ کی تو آواز میں بھی جادو ہے۔

گیتی نے اپنا چہرہ مزید جھکا لیا نجانے کیوں اس شخص سے شرمندگی محسوس ہوئی جیسے چوری کرتے ہوئے پکڑی گئی ہو اور سالار نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

جب اتنا خوبصورت گاتیں ہیں تو اس دن یہ کیوں کہا تھا کہ آپ کو گانا نہیں آتا۔

انداز اسے چھیڑنے والا تھا اور بھاری لب و لہجے میں دنیا جہاں کی شرارت تھی، گیتی نے عادت کے مطابق اپنے ہونٹ کچلتے کہا،

آپ سے مطلب؟

اس کا انداز تو دھیما تھا لیکن الفاظ پر وہ حیران سا ہوا اور اپنی بھوؤں کو شرارت سے جنبش دیتے ہوئے کہا،

واؤ! آپ کو تو بولنا بھی آتا ہے۔

اس بات پر گیتی نے زچ ہو کر اسے دیکھا تھا اور کہا،

جی آتا ہے تو؟

وہ جو پوری طرح اس کو اپنی نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا محظوظ ہوتے ہوئے ہنسا اور اس کی بھاری دلکش ہنسی گیتیؔ کی سماعتوں سے ٹکرا کر اس کے دل کی دنیا زیر و زبر کر گئی اور وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے اچانک جھکا اور نزدیک پڑی ٹیبل پہ رکھے باؤل میں سے ذرا سا ابٹن شہادت کی انگلی پہ لے کر اس کے گال پر لگا دیا اور وہ جو گھبرائی سی اس کے نزدیک کھڑی تھی اس کی کشادہ آنکھیں اچانک رونما ہونے والے اس

واقعے سے مزید کشادہ ہو کر سالار کی شربتی ، سرخ ڈوروں سے سجی سحر انگیز آنکھوں سے مل گئیں اور وہ جو اس کی جانب ہی متوجہ تھا اس متوقع ردعمل پر کھل کر مسکرایا جب کہ گیتی نے بے یقین سی آواز میں کہا،

ی۔۔۔ یہ آپ نے۔۔۔ کک۔۔۔ کیا کیا؟

اس کے پریشان سے انداز کے برعکس اس نے مخصوص پر اعتماد اور مطمئن انداز میں اس کی جانب جھکتے ہوئے کہا تھا،

رسم ، دنیا بھی ہے ، موقع بھی ہے اور دستور بھی۔

دلکش سحر انگیز لب ولہجہ اس کے نزدیک ہی گونجا وہ پوری آنکھیں وا کر کے اس کو دیکھنے پہ مجبور ہوئی ، خوبصورت آنکھوں میں بے یقینی واضح تھی جب کہ وہ اسی انداز میں اس کی جانب دیکھتے ہوئے بھاری دلکش لب ولہجے میں مخاطب تھا جس سے اس کی جان جاتی تھی،

آپ چاہیں تو یہ رسم آپ بھی میرے ساتھ کر سکتی ہیں۔

بھاری دلکش لب ولہجے میں شرارت گھلی تھی جب کہ سحر انگیز آنکھوں میں جذبوں کی

جگمگاہٹ تھی ۔گیتی کا دل اس انداز اور نظروں کے تاثر پہ ڈگمگایا اور وہ بنا اس پر اگلی نظر ڈالے اس کی سائڈ سے نکلتی چلی گئی اور وہ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا خاموش نظروں سے انوکھا تاثر اور جذبات ہلکورے لے رہے تھے۔دلکش آنکھوں میں

وہ کچھ دیر وہیں کھڑا اس کے وجود کو محسوس کرتا رہا پھر سر جھٹک کر مسکراتا ہوا خود بھی باہر نکل گیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تیزی سے گیسٹ روم نکل کر لابی کے راستے لاؤنج کے سامنے سے گذری ،ارادہ تھا سیدھا اپنے کمرے میں جانے کا لیکن تبھی ان شرارتی لڑکیوں کی نظر اس پہ پڑ گئی ۔وہ سب ہی ہال میں براجمان گانوں اور لڈی کی پریکٹس کر رہیں تھیں بلکہ پریکٹس کم ہو رہی تھی باتیں اور ہنسی مذاق زیادہ ہو رہا تھا ،نیشا نے اسے دیکھ کر پکار لیا،

گیتی !وہاں کیا کر رہی ہو ؟یہاں آؤنا!

اس نے بے بسی سے اسے دیکھا ،اس سے پہلے کہ کچھ کہتی لینہ نے اسے بغور دیکھا اور

حیرانی سے پوچھا،

یہ تمہارے فیس پہ کیا لگا ہے؟

اس کی نشاندہی پر اس نے بے ساختہ اپنا دایاں گال چھوا تھا اور اب سے کچھ دیر پہلے رونما ہوا واقعہ پوری جزئیات کے ساتھ اس کی نظروں کے سامنے لہرا گیا ،دل تیزی سے دھڑک اٹھا جب کہ باقی لڑکیاں بھی اس کی جانب متوجہ تھیں اور تبھی شائد کسی نے کہا تھا،

اوہو !لینہ ابٹن ہے بھئی۔

اس کی نشاندہی پر وہ سب ہی شرارت سے ایک ساتھ بولیں،

اووو!!!

اوہ کو شرارت سے لمبا کھینچا اور وہ جھینپ سی گئی جب کہ لینہ نے اس کے نزدیک آتے ہوئے اپنا بازو اس کے بازو میں ڈالا اور شرارت سے کہا،

اوہو !ابٹن!

انکھوں اور لہجے میں واضح شرارت تھی ،گیتی کا دل خوف سے دھڑکا کہ کہیں کسی نے

کچھ دیکھ تو نہیں لیا ،وہ دھڑکتے دل کے ساتھ خاموشی سے ان سب کی لن ترانیاں سن رہی تھی جب کہ لینہ اپنی شرارت آگے بڑھاتے ہوئے بولی،

ابٹن ! مطلب شگن کا ابٹن !!

کہتے ہوئے شرارت سے اپنی آنکھیں گھمائیں جب کہ گیتی کا دل دھڑکا ، کسی کا بھرپور سراپا نظروں کے سامنے لہرایا تھا اور ساتھ ہی میشا بھی لینہ کی شرارت میں شامل ہوتے ہوئے کہہ رہی تھی،

شگن کا ابٹن لگ جانے کا مطلب معلوم ہے کیا ہوتا ہے؟

جواب میں اس نے نفی میں سر ہلایا اور دھڑکتے دل کے ساتھ دھیمی آواز میں کہا،

و۔۔وہ میرا ہاتھ بے خیالی میں پیالے میں لگ گیا تھا اس لئے شائد غلطی سے ابٹن چہرے پہ لگ گیا۔

اس نے اٹکتے ہوئے اپنی بات پوری کری جب کہ سالار جو ابھی ابھی وہاں آکر کھڑا ہوا تھا اس کو بہانے بناتے سن رہا تھا ،دلکش سحر انگیز آنکھوں میں خوبصورت جذبے ہلکورے لے رہے تھے جب کہ وہ بہانے بناتی ، گھبرائی گھبرائی سی اس لمحے کچھ اور بھی

حسین لگی ۔اس کی گھبراہٹ اور بہانوں پر وہ سب ہی شرارت سے مسکرائیں اور کہا،

ہاں ہاں غلطی سے ہی لگا ہو گا ہم کب کہہ رہے ہیں جی جاجی نے لگایا ہے۔

کہتے ہوئے شرارت سے ہنسیں تھیں اور وہ ان سب کی شرارت پہ سٹپٹا کے جانے کے لئے پلٹی اور اپنے پیچھے کھڑے سالار کو دیکھ کر اس پر سے گھڑوں پانی گذر گیا ۔اس کے وجیہ چہرے پہ کھلتی سحر انگیز مسکراہٹ اور آنکھوں کی سحر انگیز چمک بتا رہی تھی کہ وہ یہاں ہوتی گفتگو سے اچھی طرح مستفید ہو گیا ہے اور یہ خیال کہ وہ یہ ساری گفتگو سن چکا ہے گیتی آراء کے پیروں تلے سے زمین نکالنے کو کافی تھا جب کہ میشا کی نظر سالار پہ پڑی تو اس نے پوچھ لیا،

ارے تم کب آئے؟

اور وہ جو اس حسین رنگ بکھیرتے چہرے کو اپنی پر حدت نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا اس کی گھبرائے سٹپٹائے انداز اور خوبصورت رنگ بکھیرتے چہرے کو نظروں کی گرفت میں لئے لئے بولا،

تبھی جب آپ سب شگن ،ابٹن اور جی جاجی پہ ڈسکشن کر رہیں تھیں۔

کہتے ہوئے شرارت سے مسکرایا ، گیتی نے التجایئہ نظروں سے اسے دیکھا تھا اور پھر بنا کسی اور کی جانب دیکھے اس کی سائڈ سے ہوتی وہاں سے نکلتی چلی گئی جب کہ سالار اس کا انداز یاد کر کے مسکراتا ہوا وہاں سے پلٹ گیا

آج نیہا اور زوار کی مہندی تھی جس کی تیاریاں کئی دنوں سے ہو رہیں تھیں، لان کو نہایت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا تھا۔ مہندی کے فنکشن کی مناسبت سے ڈیکوریشن میں پیلے رنگ کا استعمال بکثرت کیا گیا تھا جب کہ لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکے بھی اپنی لکس اور تیاروں اور شام میں ہونے والی تقریب کے لئے ایکسایئٹڈ تھے۔ بزرگ خواتین اور حضرات اپنی باتوں میں مگن تھے جب کہ وہ صبح سے نیہا کے ساتھ ساتھ تھی اور اس کے کہنے پر بھی کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ اس شخص کے سامنے سے ہی اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی اور پچھلے کئی دنوں سے اس نے جو رویہ اپنایا ہوا تھا وہ ہر گز یہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ کسی کی نظروں میں آئے جب کہ سالار کی کچھ کہتی سنتی، ہزار داستان سناتیں دلکش اور سحر انگیز آنکھوں کا سحر جیسے اس کے گرد بھی کوئی جال بنتا جا رہا تھا، ان سحر انگیز آنکھوں کا سحر جیسے دھیرے دھیرے اسے بھی اپنی گرفت میں

لے رہا تھا اور وہ ان سب سے جیسے فرار حاصل کرنے کے جتن میں ہلکان سی ہو گئی تھی۔ شام ڈھلتے ہوئے تمام لڑکیاں اپنی اپنی تیاروں میں مگن ہو گئیں تھیں، پورے کمرے میں ایک ہڑبونگ مچی تھی بس ایک نیہا تھی جو اطمینان سے بیٹھی ان سب کی بوکھلاہٹیں اور پھرتیاں دیکھ رہی تھی اور مسکرا رہی تھی لیکن ان سب کی پھرتیوں کے باوجود تیاری ابھی بھی سب کی نامکمل ہی تھی۔ وہ بھی کپڑے چینج کر کے نیہا کے پاس آ گئی اور اس کو دیکھتے ہوئے مسکرائی اور محبت سے کہا،

نیہا! تم بہت پیاری لگ رہی ہو، ماشااللہ!

نیہا نے اسے دیکھا جو ریڈ اور گرین کنٹراسٹ کے بھاری کام والے خوبصورت جوڑے اور خوبصورت بھاری جیولری اس کے انداز پر نیہا مسکرائی اور اس کا ہاتھ تھام لیا اور کہا،

تم کو تو میں ہمیشہ ہی اچھی لگتی ہوں۔

اس کے لہجے میں محبت کے ساتھ ساتھ شرارت بھی کوٹ کوٹ کر بھری تھی جب کہ اس کی شرارت محسوس کرتے ہوئے گیتی نے اسے مصنوعی خفگی سے گھورا پھر اس کی شرارتی مسکراہٹ دیکھ کر وہ خود بھی ہنس دی اور کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ تو ہے ویسے تم واقعی بہت اچھی ہو۔

کہتے ہوئے اس کا مہندی رچا ہاتھ اپنی نرم گرفت میں لے لیا،اس کی محبت محسوس کرتے ہوئے نیہا بھی مسکرائی پھر اس نے لینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

یار لینہ! پلیز ان میڈم کا بھی ذرا ٹچ اپ کر دو ورنہ یہ اسی طرح فنکشن میں چلی جائے گی۔

گیتی نے اسے گھورا جب کہ وہ ڈھیٹ بنی آ سے نظر انداز کئے لینہ کی طرف متوجہ تھی جو اپنا لائیز درست کر رہی تھی۔اس کے کہنے پر لینہ نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا،

شیور!

پھر گیتی کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اس نے کہا،

چلیں میڈم! آجائیں آپ۔

گیتی نے ایک گہرا سانس لیا جب کہ لینہ نے اسے دیکھ کر کہا،

گھبرا کیوں رہی ہو،میں بہت اچھا میک اپ کرتی ہوں۔

اس کی بات پر مئیشا جو اپنا نیل پینٹ چیک کر رہی تھی اسے شرارت سوجھی اور اس نے

کہا،

وہ اس لئے ڈر رہی ہے کہ تم اپنا ہنر آزمانے کے چکر میں کہیں اسے پیسٹری نہ بنا دو۔

اس کی شرارت پر کمرے میں نسوانی قہقہوں کی آواز گونج گئی جب کہ ایک خوبصورت مسکراہٹ نے گیتی کے کٹاؤ دار ہونٹوں کا احاطہ کر لیا لینہ نے ان سب شرارتی لڑکیوں کو گھورا پھر اسے ڈریسنگ چیئر پر بٹھا کر اس پر اپنا ہنر آزمانا شروع کیا اور اس نے ایک گہرا سانس کھینچ کر اپنے آپ کو اس کے رحم و کرم پہ چھوڑ دیا اور پھر کچھ دیر بعد لینہ کے کہنے پر اس نے آئینے پر نظر ڈالی تو وہ بھی حیران سی رہ گئی۔باقی سب بھی لینہ کے متوجہ کرنے پر اس کی سمت متوجہ ہوئیں اور سب کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا،

واؤ!

سو پریٹی!

گیتی یہ تم ہی ہو؟

ان سب کہ مشترکہ جملوں پر وہ جو پہلے ہی نروس تھی مزید سٹپٹائی،

مئیشا نے اس کا ہاتھ تھاما اور کہا،

واؤ تم تو پہچانی نہیں جا رہیں۔

اس کی شرارت پر جہاں وہ جھیپی وہیں لینہ نے بھی حصہ ڈالا،

واقعی آج تو کوئی نہ کوئی اپنا دل گنوائے گا۔

اس کی شرارت پر ان سب شرارتی لڑکیوں کی دبی دبی ہنسی کمرے میں بکھر گئی جب کہ ایک جھینپی ہوئی مسکراہٹ نے گیتی کے ہونٹوں کا احاطہ کر لیا، وہ ریڈ اور گرین کنڑاسٹ کے خوبصورت سے جدید تراش خراش کے سوٹ، بھاری جیولری اور مناسب میک اپ میں وہ واقعی کسی حور سے کم نہیں لگ رہی تھی اس پہ اس کے دلکش چہرے کی معصومیت اور ملاحت اسے ہزاروں میں حسین بناتی تھی۔ان سب کی چھیڑ چھاڑ پہ اس کا دل معمول سے بڑھ کر بے ترتیبی سے دھڑکا ساتھ ہی کسی کا شاندار اور بھرپور سراپا اس کے تصور کے پردے پر لہرایا تو مزید گھبرائی اور بمشکل اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے اور ان سب کی شرارت کو زائل کرنے کی خاطر اپنے مخصوص بردبار اور باوقار انداز میں اس نے کہا تھا،

تم سب بھی بہت پیاری لگ رہی ہو۔

اس کے انداز پہ وہ سب پھر ہنس پڑیں جب کہ مئیشا نے اس کے بازو میں اپنا بازو ڈال کر کہا،

جوابی تعریف کی ضرورت نہیں ہے ڈئیر ویسے بھی ہم سب جانتے ہیں۔۔۔۔

اس کی شرارت پہ اس کا دل سکڑ کر پھیلا اور اس نے وحشت ذدہ نظروں سے اس کو دیکھ تھا جب کہ نیہا جواب تک ان سب کے ہنسی مذاق کو انجوائے کر رہی تھی وہ بھی فکر مندی سے ان سب کی جانب دیکھا جب کہ گیتی کی خوفزدہ آواز آئی تھی،

کک۔۔۔کیا جانتی ہو؟

اس کے خوبصورت چہرے پر ہوائیاں اڑ رہیں تھیں جب کہ وہ سب اس کی وحشت سے قطع نظر اب بھی شرارت کے موڈ میں تھیں اسی لئے مئیشاء نے اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا تھا،

یہی کہ تم تو سادگی میں قیامت ڈھاتی ہو تو آج تو نجانے کیا ہو گا۔

کہتے ہوئے شرارت سے ہنسی اور اس سے پہلے کہ بات مزید طول پکڑتی باہر سے پٹاخوں اور ڈھول کی آوازوں سے اندازہ ہوا کہ زوار کے گھر والے مہندی لے کر آ گئے

ہیں۔ان آوازوں پر وہ سب ایک ساتھ چونکیں اور پھر جلدی جلدی اپنا تیاریاں مکمل کرتیں عجلت میں کمرے سے باہر نکل گئیں لیکن وہ تب بھی وہیں بیٹھی رہی تو نیہا نے اسے ٹوکا تھا،

تم بھی جاؤنا! باہر سب انجوائے کر رہے ہیں اور تم یہاں بیٹھی ہو۔

جواب میں اس نے متانت سے کہا،

نہیں میں یہیں ٹھیک ہوں اور زیادہ سے زیادہ وقت تمہارے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں پھر نجانے کب یہ موقع ملے۔

کہتے ہوئے اس کی خوبصورت سیاہ گھنی پلکوں سے سجی دلکش آنکھوں میں نمی تیر گئی۔اس کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے نیہا بھی جذباتی ہو گئی پھر وہ دونوں کئی لمحے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے نم آنکھوں سے مسکراتی ماضی کے لمحے یاد کرتیں رہیں پھر گیتی کو ہی احساس ہوا اور اس نے نیہا کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا،

اچھا اب تم رونا بند کرو کوئی ہم دونوں کو اس طرح روتے ہوئے دیکھے گا تو کیا سوچے گا اور پھر زوار بھائی کو معلوم ہو گا تو وہ کہیں گے کہ میں نے ان کی دلہن کو رلا دیا۔

ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے کناروں پہ ٹکا آنسو صاف کیا اور اس کے انداز پر نیہا بھی نم آنکھوں سے مسکرا دی اور اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے ہوئے اس نے شرارت سے کہا،

اپنے بارے میں کیا خیال ہے، تمہاری آنکھیں تو ویسے ہی حسین ہیں اور ان آنکھوں میں پھیلے کاجل سے تو مزید قاتل لگ رہیں ہیں۔

اس بات پر گیتی کو سالار کا کہا جملہ یاد آیا جو اس نے اس کی آنکھوں کے حوالے سے اس دن کہا تھا، اس کا دل زور سے دھڑکا اور وہ سر جھکا کر رخ پھیر کر اپنی آنکھوں کو کناروں سے صاف کرنے لگی۔ نیہا نے دلچسپی سے اس کا یہ روپ دیکھا تھا، وہ اس وقت واقعی حسین لگی ریڈش مہرون دوپٹے کا شیڈ اس کی گلابی مائل گندمی رنگت پر بے حد بھلا رہا تھا گیتی کے بارے میں سوچتے ہوئے ہی اسے سالار کا خیال آیا اور وہ تصور میں ہی ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ سوچ رہی تھی اور وہ دونوں ہی اسے ایک دوسرے کے لئے پرفیکٹ لگے اور اس نے دل ہی دل میں ان دونوں کے ایک ہو جانے کی دعا صدق دل سے کری تھی۔ اس سے پہلے کہ ان دونوں میں سے کوئی کچھ کہتا جب لڑکیوں کا ہنستا کھلکھلاتا ٹولہ دروازہ کھول کر اندر آگیا جب کہ مئیشاء نے نیہا کو مخاطب

کرتے ہوئے کہا،

چلو بھئی آ گیا تمہارا ابلاوا۔

جب کہ لینہ نے اس کی شرارت کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

لگتا ہے زوار بھائی کو کچھ زیادہ ہی جلدی ہے۔

اس کی بات پر چہار سو نقرئی قہقہے بکھر گئے، گیتی کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھری جب کہ نیہا نے اس شرارتی ٹولے کو گھور کر دیکھا اور اس کے گھورنے پر نیشا نے مصنوعی طور پہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے تھوڑا پیچھے ہٹتے ہوئے کہا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان نگاہوں سے تم زوار کو ہی گھورنا۔

نیہا نے دل ہی دل میں اسے برا بھلا کہا جب کہ وہ سب ہی ایک مرتبہ پھر ہنس پڑیں پھر ایمل کو ہی شائد اس کی حالت پہ ترس آیا اور اس نے خوبصورت سا کامدار سرخ دوپٹہ کھولتے ہوئے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

اچھا بھئی اب یہ مذاق بعد میں کرنا میرا خیال ہے نیہا کو باہر لے چلتے ہیں رسم کو دیر ہو رہی ہے۔

اس کے توجہ دلانے کے باوجود بھی وہ سب بعض نہیں آئیں اور نیشا نے ہی شرارت کو طول دیتے ہوئے کہا،

بھابھی رسم سے زیادہ توزوار کو دیر ہو رہی ہو گی۔

شرارت سے کہتے ہوئے نیہا کی رینج سے دور ہو گئی جب کہ ایمل نے سر ہلاتے ہوئے اسے دیکھا پھر مئیشاء اور لینہ کو اشارہ کیا اور ان سب نے نیہا کے اوپر سرخ اور سنہری انچل پھیلا دیا، نیشا نے اسے احتیاط سے تھام کر کھڑا کیا جب کہ نیہا نے گیتی کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ ہی کھڑا کر دیا۔ وہ سٹپٹائی لیکن نیہا کی گرفت مضبوط تھی شائد اسے بھی اندازہ تھا کہ وہ پھر غائب ہو جائے گی اس لئے اس نے گیتی کو اپنے ساتھ ہی رکھا تھا جب کہ گیتی کے پاس کوئی راہ فرار نہیں تھی۔ مئیشاء، لینہ، نیشا اور ایمل نے زرتار دوپٹے کے چاروں کونے تھامے ہوئے تھے اور سنہری اور سرخ دوپٹے کے سائے تلے نیہا کے ساتھ وہ بھی گھبرائی گھبرائی ان سب کے ساتھ چلنے پر مجبور تھی۔ وہ سب نیہا کو لے کر باہر کی جانب بڑھیں آور تب ہی سارے کیمرے بھی حرکت میں آ گئے اور وہ سب ہی کیمروں کی چکا چوند میں نہا گئیں۔ مووی میکر اور فوٹو گرافر کی ہدایت پر وہ سب سہج سہج چلتی، سہرے گاتی اپنی خوبصورت آواز کا جادو جگاتی خوبصورت پھولوں سے سجے پورچ

کے راستے ہوتی ہوئیں لان میں آ گئیں جہاں زوار کے علاوہ فیملی اور فرینڈز بھی موجود تھے۔وہ سب آہستہ روی سے آگے بڑھ رہیں تھیں لیکن گیتی کی حالت ان سب سے جدا تھی۔اس کے اپنے خاندان میں بھی کئی شادیاں ہوئیں تھیں،اس کے اپنے تین بھائیوں کی شادیاں اس کے سامنے ہوئیں تھیں لیکن ان کا گھرانہ ایک روایت پرست گھرانہ تھا بلکہ آج کل کے دور کے حوالے سے کہا جائے تو کسی حد تک قدامت پرست گھرانہ تھا تو اس طرح کی کسی گیدرنگ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا،شادی بیاہ کی تقاریب میں مہندی کے نام پر ایک چھوٹا سا فنکشن گھر پر ہی ارینج کر لیا جاتا تھا جس میں محض خاندان کی خواتین اور لڑکیاں ہی شرکت کرتیں تھیں لیکن یہاں تو انسانوں کا جم غفیر تھا جو اسے نروس کرنے کو کافی تھا۔ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اس کی پہلے سے تیز دھڑکنیں منتشر ہو رہیں تھیں اور نیہا کا ہاتھ تھامے ہتھیلیوں میں نمی اترتی جا رہی تھی، گھبراہٹ میں اس کی گرفت نیہا کے ہاتھ پہ مضبوط ہوئی۔نیہا کو اندازہ تھا کہ وہ نروس ہو رہی ہے اسی لئے اسے تسلی دینے کی خاطر اس نے نرمی سے اس کا ہاتھ دبا کر کہا،

بی بریو! تم بس میرے ساتھ رہنا گھبرانے یا نروس ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔

اس نے آہستگی سے اس کا نرم ہاتھ سہلایا لیکن اس کی تسلی کے باوجود وہ نروس ہی رہی

اور اسی طرح ان سب کے ساتھ چلتی آگے بڑھتی اسٹیج تک پہنچ گئی۔وہاں موجود سب لوگوں کی نگاہوں کا مرکز وہ سب ہی تھیں،انہی سب لوگوں میں سالار جوزوار کے ساتھ خوبصورتی سے سجے سندھی جھولے پہ بیٹھا تھا،اس کی نظروں کے فوکس میں بھی اس کا تابانی بکھیرتا روشن چہرہ سما گیا۔اس کی نگاہ اس خوبصورت روشنی بکھیرتے چہرے پر جمی اور اس کا سجا سنورا روپ دیکھ کر اس کے دل نے ایک بیٹ مس کری۔آج اس کا حسن سج سنور کر مزید دو آتشہ ہو گیا تھا،سرخ اور سنہری دوپٹے کی چھاؤں میں وہ نروس نروس سی اس جانب بڑھتی سیدھی اس کے دل میں اتر گئی تھی۔دوپٹے کا سنہرا پن اس کے خوبصورت چہرے پر بکھر کر اس کو مزید دلکش بنا رہا تھا۔وہ بے خود سا اس کی جانب متوجہ تھا جب کہ اس کی پر حدت نظروں کی تپش کا ادراک گیتی کو بھی تھا اور اس کی نظروں کی شدت ہی اسے نروس کرنے کو کافی تھی۔وہ بنا پلکیں جھپکائے اس کی جانب متوجہ تھا جب برابر میں بیٹھے زوار نے اسے ٹہوکا دیا،وہ ایک دم ماحول میں واپس لوٹا اور گھور کر زوار کو دیکھا جب کہ زوار نے مسکراہٹ دباتے ہوئے سرگوشی کے سے انداز میں اس سے کہا تھا،

ہوش میں رہو،تم شہہ بالا ہو میرے،اتنی ساری لڑکیوں کے ہاتھوں پٹتے ہوئے اچھے

نہیں لگو گے۔

اس کی شرارت آمیز سرگوشی سالار کو اس لمحے ذرا نہ بھائی اس نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا،

میری فکر چھوڑو یہ اتنی ساری پٹاخہ لڑکیاں ابھی تھوڑی دیر میں تمہاری درگت بنائیں گی تو میں ہی تمہاری مدد کروں گا اس لئے اپنی خیر منالو۔

اس نے بھی جیسے سرگوشی کے سے انداز میں زوار کو باور کروایا اور اس سے پہلے کے زوار اسے جواب دیتا وہ سب ہی نیہا کو لے کر اسٹیج پہ آ گئیں اور یہ دونوں ان سب کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور نیشا جو ان دونوں کو آپس میں باتیں کرتے دیکھ چکی تھی، اس نے فوراً ان دونوں سے پوچھا تھا،

یہ کیا کھسر پھسر ہو رہی تھی؟

جواب میں سالار نے برجستہ کہا تھا،

بے فکر رہیں آپ کی دلہن کو بھگا کر لے جانے کا پلان ہر گز نہیں بنا رہے۔

اس کی برجستگی پہ زبردست قہقہے فضاء میں بکھرے تھے لیکن گیتی کے خوبصورت

چہرے کا رنگ پھیکا پڑا تھا، نجانے پچھلا کیا کچھ یاد آ گیا تھا،اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا تھا جب کہ خوبصورت چہرے پر ناگوار سے تاثرات چھا گئے تھے اور وہ جو اس کے رنگ بکھیرتے خوبصورت چہرے کو اپنی جذبوں سے پر سحر انگیز نظروں کے فوکس میں لئے ہوئے تھا اس کے چہرے کے بدلتے رنگوں سے اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔اس کو افسوس ہوا لیکن کمان سے نکلا تیر اور زبان سے نکلے الفاظ واپس نہیں لئے جا سکتے تھے،اب وہ جتنا پچھتاتا کم تھا۔وہ گیتی کو دیکھ رہا تھا جب کہ وہ نیہا کی جانب متوجہ تھی۔مئیشا اور لینہ نے نیہا کو زوار کے ساتھ خوبصورتی سے سجے جھولے میں بیٹھنے میں مدد دی،اسٹیج پر مہمان خواتین اور لڑکے لڑکیوں کا رش بڑھ گیا تھا۔گیتی نے وہاں سے ہٹنا چاہا لیکن نیہا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لیا اور اس کے بیٹھتے ہی کیمرے بھی حرکت میں آ گئے تھے،منظر کچھ یوں تھا کہ زوار اور نیہا درمیان میں جب کہ ان دونوں کے بائیں جانب سالار تھا اور دائیں جانب گیتی تھی۔ان چاروں کے بیٹھتے ہی مئیشا نے اپنے سیل فون کا کیمرہ آن کیا اور ان چاروں کو فوکس کرتے ہوئے کہا،

اب بنی ہے پکچر پرفیکٹ،دلہا اور دلہا کا شہ بالا کے ساتھ دلہن اور دلہن کی سہیلی۔

ساتھ ہی اس نے پکچر کلک کر لی،اس عام سی بات میں چھپی ذو معنیت محسوس کرتے

سالار کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ چھلکی جب کہ گیتی کو اسی انوکھے احساس نے اپنی لپیٹ میں

لیا جو وہ کئی دنوں سے محسوس کر رہی تھی۔اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا۔اس کی ہمت نہ ہوئی ذرا سا رخ موڑ کر اس کی جانب دیکھنے کی جب کہ ان جذبوں سے پرپر حدت نظروں کا احساس اسے بنا اس کی جانب دیکھے بھی تھا اور تبھی رسم کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔بزرگ خواتین باری باری اسٹیج پر آتیں اور دلہا دلہن کے ہاتھ پر مہندی رکھتیں، بالوں میں تیل لگا کر دونوں کا منہ میٹھا کرواتیں لیکن اس سب میں دلچسپ بات یہ تھی ان دونوں کی رسم کے بعد وہ یہی عمل سالار کے ساتھ بھی دہراتیں جو زوار کا شہ بالا تھا اور وہ جو ناک پہ مکھی نہیں بیٹھنے دیتا تھا اس وقت خوشی خوشی یہ رسم انجوائے کر رہا تھا۔لڑکیوں نے تو برملا حیرانی کا اظہار بھی کر دیا، سب سے پہلے نیشا نے ان سب کی سوچ کو الفاظ دیے،

واہ جی کیا بات ہے سالار گردیزی صاحب بغیر منہ بنائے رسم میں حصہ لے رہے ہیں۔

سالار نے اس ریمارک پر بے ساختہ ایک بھرپور نظر اپنے دائیں جانب کونے میں بیٹھی گیتی آراء پہ ڈالی اور وہ جو پہلے ہی اس کی موجودگی اور نظروں سے پزل ہو رہی تھی اس

کے اس طرح دیکھنے پر مزید نروس ہو گئی جب کہ وہ نیشا کی بات کا جواب خوشدلی سے دیتے ہوئے کہہ رہا تھا،

کیوں اس طرح میں تم کو اچھا نہیں لگ رہا۔

اس کے انداز پر ان سب کی ہنسی فضاء میں بکھر گئی جب کہ مئیشاء نے کہا،

اچھے نہیں بہت اچھے لگ رہے ہو

گیتی نے رخ موڑ کر چہرہ دوسری جانب کر لیا، وہ تھوڑا مایوس ہوا لیکن ہمت اس نے تب بھی نہیں ہاری۔ بزرگ خواتین کے بعد اب ینگ جیزیشن کی باری آئی، ہنسی مذاق کے ساتھ وہ سب ہی رسم انجوائے کر رہے تھے، زوار اور نیہا کے علاوہ ان سب نے ہی سالار کو بھی خوب مٹھائی کھلائی اور تیل میں نہلا دیا پھر سب سے آخر میں نیہا نے گیتی سے رسم کرنے کو کہا اور وہ اس نئی فرمائش پر سٹپٹائی لیکن نیہا کے گھورنے پر راضی ہو گئی۔ جیسے تیسے کر کے اس نے نیہا اور زوار کی رسم ادا کری اور ان دونوں کا منہ میٹھا کروایا لیکن اس دوران وہ مسلسل ان گہری پر تپش نظروں کی ذد میں رہی جو اسے نروس کرنے کو کافی تھا۔ ان سحر انگیز نظروں کے ارتکاز پہ نہ صرف اس کے دل کی دھڑکنیں تہہ بالا ہوئیں تھیں بلکہ اس کے ہاتھ پیروں میں لرزش سی آگئی تھی۔ نیہا ہی تھی جو

اس کی ہمت بندھا رہی تھی ورنہ تو اسے لگ رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے ہوں اور وہ کسی بھی لمحے بے ہوش ہو کر گر جائے گی۔ جیسے تیسے کر کے اس نے رسم پوری کری، اس کا ارادہ وہاں سے ہٹنے کا تھا لیکن جیسے ہی اس نے قدم پیچھے لئے وہ شرارتی لڑکیاں ہوٹ کرنے لگیں،

ابھی رسم پوری نہیں ہوئی۔

رسم پوری کرو۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہہ بالا کی رسم رہ گئی۔

شہہ بالا کی رسم پوری کرو۔

اسی قسم کی آوازیں ارد گرد سے آرہیں تھیں اور وہ جو پہلے ہی نروس تھی مزید نروس ہو گئی۔ سٹپٹائی نظر بے ساختہ اس جانب اٹھی تھی اور سرخ ڈوروں سے سجی دلکش اور سحر انگیز آنکھوں سے اس کی خوبصورت گھنی پلکوں سے سجی سیاہ آنکھیں براہراست مل گئیں۔ وہ مسکراتا ہوا اسی کی جانب متوجہ تھا، اس کی نظروں کی تپش ہی کافی نہیں تھی کہ اس تصادم پر اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی لیکن وہ سب جس طرح

ہوٹ کر رہے تھے اسے لگ رہا تھا کہ اسے بنا رسم کئے وہاں سے جانے نہیں دیا جائے گا۔وہ گھبراہٹ میں نروس نروس سی اپنی انگلیاں مڑوڑتی سیدھی سالار کے دل میں اتر گئی اور ہمیشہ کی طرح اس کا معصوم انداز سالار کو شرارت پر آمادہ کر گیا۔وہ اس کے خوبصورت چہرے کو اپنی سحر انگیز نظروں کی گرفت میں لئے لئے اپنی بھاری آواز میں سب لڑکیوں سے مخاطب ہوا،

تمہارا batsman تو میدان میں اترنے سے پہلے ہی اتنا ڈرا ہوا ہے۔

شرارت سے بولتا گیتی کا دل دھڑکا گیا لیکن اس نے نظریں اٹھانے کی ہمت نہیں کی جب کہ وہ سب ہی سالار کے اکسانے پر گیتی کی ہمت بندھانے لگیں،

کم آن گیتی! بتا دو مسٹر ڈیشنگ کو تم کسی سے نہیں ڈرتیں۔

کم آن گیتی! اب تو عزت کا سوال ہے۔

اسی قسم کی آوازیں اسے ارد گرد سے آرہیں تھیں لیکن ہمت اس میں ابھی بھی نہیں تھی جب کہ وہ مسلسل اسے اپنی نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا۔وہ اسی طرح کھڑی تھی جب اس کی آواز اس کی سماعتوں سے دوبارہ ٹکرائی،

مئیشا! نیشا! دھیان سے کہیں تمہارا batsman پہلی بال پر ہی کلین بولڈ نہ ہو جائے۔

گیتی نے بے ساختہ نظریں اٹھائیں تھیں اور اس کی نظریں ان سحر انگیز آنکھوں سے مل گئیں تھیں اور ان آنکھوں میں ہمیشہ کی طرح ان گنت رنگ تھے جو صرف اس کے لئے تھے۔اس کے متوجہ ہونے پر وہ کھل کر بھرپور انداز میں مسکرایا تھا اور گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا تھا۔وہ واپس پلٹنے لگی کہ لینہ نے اسے روک دیا اور اس کا رخ واپس موڑتے ہوئے کہا،

گیتی یار! Don’t Be A spoil sports

اس نے جیسے اس کو منانا چاہا، گیتی کے دل کی حالت ابتر تھی لیکن وہ بادلنخواستہ آگے بڑھ آئی جب کہ نیہا نے دانت پیستے ہوئے دھیمے لہجے میں زوار کو مخاطب کیا،

اپنے دوست کو کنٹرول کرو خوامخواہ گیتی کو نروس کر رہا ہے۔

اور زوار جو پہلے ہی سالار کی حرکتوں پہ تقریباً سر پکڑے بیٹھا تھا دھیمی آواز میں بڑبڑایا تھا،

میں نے تو اس کو کہا تھا کہ اپنی حرکتوں پہ کنٹرول کرے ورنہ اتنی لڑکیوں کے سامنے پٹ بھی سکتا ہے لیکن وہ بھی تمہارا ہی کزن ہے سنتا ہی نہیں ہے کسی کی۔

نیہا نے اسے گھورا تھا لیکن ارد گرد موجود اپنے سسرال والوں کی موجودگی کے باعث کچھ بھی کہنے سے قاصر تھی جب کہ گیتی نے ہمت کرتے ہوئے، تھال میں سے ذرا سی مہندی لے کر اس کی چوڑی اور مضبوط ہتھیلی پہ رکھ دی؛ صاف شفاف ہتھیلی جس پہ توانا خون کی سرخی جھلک رہی تھی؛ مضبوط جوڑوں والی مضبوط انگلیاں، اس نے بہت کم دیکھا تھا کہ مردوں کے اتنے شفاف ہاتھ۔ وہ محویت سے اس کے مضبوط ہاتھ پہ نظریں جمائے ہوئے تھی جب کہ اس کی محویت محسوس کر کے سالار کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں پہ مسکراہٹ جھلکی اور وہ ہلکے سے کھنکھارا اور گیتی کی محویت ٹوٹی، ساتھ ہی نظر اٹھی تھی اور ان سحر انگیز نظروں سے مل گئی تھی۔ وہ بے تحاشا روشن، مقناطیسی کچھ کہتی سنتی سحر انگیز آنکھیں اس وقت بھی اس کے خوبصورت رنگ بکھیرتے چہرے پر جمیں تھیں، ان آنکھوں میں ہزار داستانیں رقم تھیں۔ گیتی نے اسے بغور دیکھا تھا، وائٹ شلوار کرتے میں اپنے مخصوص ہیئر اسٹائل میں گھنے بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کئے اور ہلکی بڑھی ہوئی شیو میں بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ گیتی کا

دل نظروں کے تصادم پر اتھاہ میں ڈوبا اور وہ سٹپٹا کر پیچھے ہٹی جب کہ اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے سالار کے ہونٹوں کے کونوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی جب کہ وہ شرارتی ٹولہ دوبارہ ہوٹ کرنے لگا،

ابھی رسم پوری نہیں ہوئی۔

رسم پوری کرو۔

منہ میٹھا کرواؤ۔

وہ سب ہی کچھ نہ کچھ کہہ رہے تھے،اس نے بے بسی سے ارد گرد دیکھا لیکن سب ہی مگن تھے،اس کی دلی کیفیت سے بے خبر۔وہ ناچار پھر آگے آئی اور مٹھائی کے تھال سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا اٹھا کر اس کی سمت بڑھایا۔اس نے بھی بنا اسے تنگ کیے اپنا منہ کھول دیا اور شرافت سے مٹھائی کھالی۔اس کے بعد گیتی نے اپنی انگلیاں تیل میں ڈبو کر دوبارہ ہاتھ اس کی جانب بڑھایا اور ایک مرتبہ پھر نظروں کا تصادم ہوا گیتی کا دل دھڑکا وہیں سالار کے دل نے بھی بیٹ مس کری،اس لمحے اسے وہ من موہنا چہرہ اس لمحے دنیا کا خوبصورت ترین چہرہ لگا تھا اور وہ پوری دلچسپی سے اسی کی جانب متوجہ تھا۔اس نے سٹپٹا کر نظریں جھکائیں اور آہستگی سے اس کے گھنے بالوں میں رگڑ دیں اور اس کے

رسم مکمل کرنے پر ساری لڑکیوں نے ہوٹنگ کرتے ہوئے سالار کو تھمبس ڈاؤن کا
اشارہ دیا تھا اور وہ شخص جس کا نام سالار گردیزی تھا جو کسی سے آج تک شکست کھاتا تو
دور اپنی ہار بھی تسلیم نہیں کرتا تھا وہ اس لمحے اس نازک سی معصوم لڑکی کے ہاتھوں
خوشی خوشی اپنی شکست قبول کر گیا تھا۔اس کے چہرے پر مخصوص سحر انگیز مسکراہٹ
تھی جب کہ نظریں اس خوبصورت اور معصوم چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔وہ
مسکراتے ہوئے اسی کی جانب متوجہ تھا جب کہ وہ سب کے ریمارکس اور اس کی
نظروں سے نروس ہوتی پلٹ کر اسٹیج سے اتر گئی اور ابھی ایک قدم ہی آگے بڑھی تھی
کہ ڈیک پہ بجتا میوزک چینج ہو گیا اور فاسٹ بیٹ کا گانا ماحول میں گونجنے لگا اور اسٹیج کے
نیچے کھڑے لڑکے لڑکیاں جو دائرے کی شکل میں کھڑے تھے میوزک اسٹارٹ
ہوتے ہی اس کی بیٹس پہ اسٹیپس لینے لگے اور وہ جو وہاں سے نکلنا چاہ رہی تھی ان سب
کے درمیان پھنس کے رہ گئی۔لڑکے پورے جوش میں اسٹیپس لیتے مگن سے ڈانس
کر رہے تھے اور لڑکیاں بھی بھرپور طریقے سے ان سب کا ساتھ دے رہیں تھیں
جب کہ وہ گھبرائی گھبرائی سی ان سب کے درمیان پھنسی ارد گرد دیکھتے ہوئے وہاں
نکلنے کے لئے جگہ تلاش کر رہی تھی اور تبھی اسے کسی کا زوردار دھکا لگا،وہ لڑکھڑائی
تھی اور اس سے پہلے گرتی کہ کسی نے اپنے مضبوط بازوؤں میں اسے کے وجود کو احتیاط

سے سنبھال لیا۔

وہ گھبرا کے اسٹیج سے اتر گئی مگر ابھی دو قدم بھی نہیں چلی ہو گی کہ ڈیک پر کسی نے تیز بیٹ کا میوزک لگا دیا اور اسٹیج کے نیچے کھڑے لڑکے اس تیز میوزک پہ گول دائرے کی شکل میں بھنگڑا ڈالنے لگے اور وہ ان سب کے درمیان جیسے پھنس سی گئی، گھبرا کے ارد گرد دیکھا سب ہی مگن تھے۔اس نے گھبرا کے ایک قدم پیچھے لینا چاہا مگر لڑکوں کے پر جوش انداز کی وجہ سے وہ اپنے قدم پیچھے بھی نہیں ہٹا سکی

وہ گھبرائی سی ارد گرد دیکھتی وہاں سے نکلنے کے لئے جگہ تلاش کر رہی تھی لیکن وہاں موجود لڑکے لڑکیاں تیز بیٹ پہ پورے جوش سے اسٹیپس لے رہے تھے اور ان کے درمیان جگہ بنانا مشکل ہی تھا اس کے لئے اور تبھی اسے ایک زوردار دھکا لگا اور وہ لڑکھڑائی تھی، اس سے پہلے اسے اگلا دھکا لگتا یا وہ گرتی کوئی اس کے اور ان سب کے بیچ ڈھال بن کے کھڑا ہو گیا اور کسی نے اپنے مضبوط ہاتھوں میں احتیاط سے سنبھال لیا تھا۔ اس کی ہمت نہیں تھی نظریں اٹھانے کی مگر مخصوص کولون اور سیگریٹ کی ملی جلی مہک سے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ اس کے نزدیک کون ہے، وہ گھبرائی گھبرائی سی

اس کے نزدیک کھڑی،اپنی گھنی سیاہ پلکیں جھپکتی کبھی اپنا ذرتار بھاری آنچل درست کرتی جو پن اپ ہونے کے باوجود ڈھلکا جا رہا تھا اور ایسا کرنے سے اس کے کانوں میں پڑے بھاری طلائی جھمکوں میں جنبش ہوتی جو اس کی گلابی مائل گندمی رنگت میں سنہرا پن گھول دیتی اور اس کی دلکشی میں کچھ اور اضافہ ہو جاتا ایسے میں وہ سیدھی اس کے دل میں اتر گئی۔اور تبھی ڈیک پہ بجتے گانے کے بول اس کو سنائی دیئے،

کانوں میں جگمگ بالی پتہ،

گلے میں جگنو ہار،

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صندل جیسی پیشانی پہ بندیا لائی بہار،

گوری کرت سنگھار۔۔۔

وہ اس کی گھنی پلکوں پہ اپنی نظریں جمائے ہوُا تھا جو اس کی جانب اٹھنے سے انکاری تھیں جب کہ اس کی قربت اور نظروں کی تپش سے وہ بے تحاشا گھبرائی تھی۔سالار نے بے خودی کے زیر اثر آہستگی اور نرمی سے شہادت کی انگلی اس کے کان میں ہلکورے لیتے بھاری سے جھمکے پر پھیری تھی اور گیتی نے سٹپٹا کر نظریں اٹھائیں تھیں اور نگاہ وہیں

ساکت ہو گئی تھی۔اس کے متوجہ ہونے پر وہ دلکشی سے مسکرایا تھااس کی خوبصورت رنگوں سے سجی حسین آنکھیں ان دلکش سحر انگیز آنکھوں سے مل گئیں۔اس کے دیکھنے پر اور بے ساختہ مسکرانے پر گیتی آراء کا دل مزید زور سے دھڑک اٹھااس نے گھبرا کے اپنی پلکیں دوبارہ جھکا دیں، گال نظروں کی حدت سے سرخ ہو گئے جب کہ سالار کے ہونٹوں پہ دلکش مسکراہٹ گہری ہو گئی اور تبھی پھر ایک زوردار دھکا لگا تھا لیکن اس مرتبہ یہ دھکا سالار کی پشت پہ لگا تھا، وہ لڑکھڑایا ضرور لیکن گیتی کو گرنے نہیں دیا جب کہ گیتی نے اس کا کالر تھام کر اسے سنبھالا تھا۔اس کوشش میں وہ اس کے مزید نزدیک ہوئی تھی، دونوں کی نظریں ایک مرتبہ پھر ملیں تھیں، دل دھڑکے تھے اور وقت جیسے ساکن ہو گیا تھا محض دھڑکنیں اور نظریں ہم کلام تھیں۔

سجنیا ساجن کے ساتھ

رہے ہاتھوں میں ایسے ہاتھ

سالار کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں نے مسکراہٹ کو چھوا اور گیتی کی نظریں لرز کر ریشمی رخساروں پر جھک گئیں۔وہ ابھی بھی اس کا کالر تھامے اس کے نزدیک کھڑی تھی، مگر

شائد اس سے نظریں ملانے کی ہمت نہیں تھی اور اس کا یہ انداز ہی سالار کو بے اختیار کر رہا تھا، اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور آہستگی سے اس کا ڈھلکتا آنچل درست کیا اور گیتی کو لگا کہ وہ بے ہوش ہو جائے گی۔اس نے آہستگی سے گہری سانس لے کر اپنی آنکھیں موندیں اور سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی وہ دلچسپی سے اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا جو اس کی نظروں کی حدت سے سرخ ہو رہا تھا اور تبھی اس کی دھیمی لرزتی آواز سنائی دی،

پپ---پلیز! مجھے یہاں سے جانا ہے۔

اس کی آواز لرز رہی تھی، آواز گو دھیمی تھی لیکن تیز میوزک کے باوجود اتنی ضرور تھی کہ اسے صاف سنائی دی تھی مگر وہ شائد ہمیشہ کی طرح اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھا اور تبھی وہ اس کے نزدیک جھکا کہ گیتی کی سانسیں سینے میں اٹک گئیں جب کہ وہ اس کے کان کے نزدیک جھکا پوچھ رہا تھا،

کیا؟ کچھ کہا تم نے؟

لہجے سے شرارت واضح تھی گیتی کی آنکھوں میں آنسو جھلملا گئے وہ پیچھے ہونا چاہتی تھی لیکن تبھی ایک مرتبہ پھر سالار کی پشت پر دھکا لگا اور وہ ایک مرتبہ پھر اس کے بے حد

نزدیک آگئی اور اپنی خوبصورت سحر طراز گھنی پلکوں والی آنکھیں اٹھا کر اس کی سمت دیکھا اور وہ جو اس کے چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا ان خوبصورت آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اس کا دل ڈوب کے ابھرا اس نے اپنے آپ کو جی بھر کے ملامت کی اور پھر اس کا نرم گداز ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لے کر لوگوں کے ہجوم میں سے بمشکل جگہ بناتا اسے لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔اسی طرح اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لئے لوگوں کے بیچ میں سے جگہ بناتا اسے لے کر رش کی جگہ سے نکل آیا اور پھر اس جگہ جہاں رش تھوڑا کم تھا لے جا کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

گیتی نے ذرا سی جھکی پلکیں اٹھائیں لیکن اس کی نظروں کے ارتکاز پر پھر گرادیں اور اس کی سائڈ سے نکلنا چاہا لیکن گھبراہٹ میں پیر الجھا اور وہ لڑکھڑائی لیکن سالار نے اسے تھام کر اس کے قدموں میں کھڑا کر دیا جب کہ وہ اس کی قربت اور نظروں سے گھبرائی اور دزدیدہ نظروں سے ارد گرد دیکھتے ہوئے سٹپٹائی سی دھیمی آواز میں اس سے مخاطب ہوئی،

پپ۔۔۔پلیز چھوڑیں مجھے۔۔۔

اس کا گھبرایا سٹپٹایا انداز ہمیشہ کی طرح سالار کو مزید شرارت پہ آمادہ کر گیا اور وہ اس کی

جانب جھکتے ہوئے بولا،

کیوں؟؟

جواب میں وہ روہانسی سی آواز میں بولی تھی،

سب دیکھ رہے ہیں۔

اس کے انداز پر وہ مسکرایا اور اس کی جانب قدرے جھکتے ہوئے شرارت سے کہا،

دیکھنے دو!

اس کی بھاری شر گوشی پر اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا تھا اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا تھا لیکن

وہ اس پہ ناگوار سی نظر ڈالنا نہ بھولی تھی اور وہ اسے مزید تنگ کرتا ہوا بولا تھا،

اتنا ڈرتی کیوں ہیں لوگوں سے؟

اس سوال پر اس کا دل کرچی کرچی ہوا تھا اور ان کرچیوں کی چبھن جیسے آنکھوں میں اتر

آئی تھی لیکن اس نے دھیمے مگر مضبوط لہجے میں کہا،

کیونکہ میں افورڈ نہیں کر سکتی۔

اس نے کہتے ہوئے ان دلکش آنکھوں میں دیکھا تھا جن پر کوئی اپنا پورا جہاں وار دے اور بات جاری رکھی،

پہلے ہی آپ کی ذات کے حوالے سے خاصی بدنامی میرے حصے میں آچکی ہے اور اس سے زیادہ کی میں متحمل نہیں ہوسکتی۔اس لئے کوشش کیا کریں مجھ سے دور رہیں۔

سالار کی گرفت ان الفاظ پر ڈھیلی پڑی اور وہ اس پر ایک کاٹ دار نظر ڈال کر وہاں سے پلٹ گئی جب کہ اس کی سوچ پہ ایک نیا در وا کر گئی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات کو وہ اپنے بیڈ پر لیٹی تھی، نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی جب کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی تو بڑی سے فرنچ ونڈو میں آکر کھڑی ہوگئی۔باہر پھیلی تاریکی پہ نگاہ جمائے وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی،لان میں درختوں اور پودوں پہ ڈیکوریشن کی نیت سے لگائی گئی فیری لائٹس کی روشنی اندھیرے کو ختم کرنے کے لئے ناکافی تھی اس کے باوجود خوبصورت لگ رہیں تھیں لیکن اس کی توجہ ان سب پر نہیں تھی وہ تو اپنی ہی سوچوں کے جنگل میں بھٹک رہی تھی،رہ رہ کر اپنے ہی کہے ہوئے الفاظ سماعتوں میں گونج رہے تھے جو اس نے آج سالار سے کہے تھے اور اب ایک انجان سی بے چینی نے

اس کی ذات کا احاطہ کر لیا تھا۔وہ سوچ رہی تھی اور سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی۔

اسے رہ رہ کر پچھتاوا ہو رہا تھا کہ وہ سب اس نے کیوں کہا اس سے؟مجھے اپنے اوپر قابو رکھنا چاہئے تھا کیا تھا جو ہمیشہ کی طرح خاموش رہ جاتی وہی اچھا ہوتا کم از کم اس شخص کے سامنے اپنے دل کا حال تو عیاں نہ کرتی،نا معلوم وہ اب میرے بارے میں کیا سوچے گا؟وہ یہی سب سوچ رہی تھی اور ہلکان ہو رہی تھی جب کوئی سرا ہاتھ نہ آیا تو اس نے تھک کر کھڑکی کے فریم پہ پیشانی ٹکا دی اور آنکھیں موند لیں۔جو وہ کہہ چکی تھی اسے بدلا نہیں جا سکتا تھا۔پھر نفی میں سر ہلاتے اپنی سوچوں کو جھٹلایا،

میں اتنی پریشان کس بات پر ہوں،کیوں بے چینی ہو رہی ہے،ٹھیک کیا میں نے جو اپنے دل کا غبار اس شخص کے سامنے نکال دیا،اس کے بڑھتے قدموں کو روکنے کا یہی طریقہ ٹھیک تھا اور اسی میں میری بھلائی ہے۔

بالآخر اس نے اپنی سوچ کو کنارا دیا اور پلٹ کر بیڈ پر آ کر لیٹ گئی اور آنکھیں موند لیں۔

اگلے دو دن بے حد تیزی سے گذرے تھے،اس نے بہت سی ذمے داریاں اپنے ذمے لے لیں تھیں جنہیں وہ بخوشی نبھا رہی تھی،اس نے جس خوش اسلوبی سے سب کچھ

سنبھالا تھا لیلی آنٹی اسے دعائیں دیتے نہیں تھک رہیں تھیں اور وہ بس مسکرائے جا رہی تھی اور انہی ذمے داریوں میں سے ایک ذمے داری نیہا کو پارلر سے لے کر آنے کی بھیٔ تھی۔ نیہا کو شام میں تیار کروا کر وہ خود بھی وہیں تیار ہوئی تھی اور پھر وہاں سے وہ دونوں ہی ویڈنگ وینیو پہنچ گئیں تھیں۔ جب وہ وہاں پہنچیں اس وقت تک خاصے مہمانوں کی آمد ہو چکی تھی لیکن وہ دونوں سب سے پہلے انکل اور آنٹی کے پاس پہنچیں تھیں، دلہن بنی نیہا کو دیکھ کر انکل کی آنکھوں میں نمی ٹھہر گئی تھی اور آنکھوں میں پدرانہ شفقت کی چمک لہرا گئی تھی، ہونٹوں پر شفیق مسکراہٹ لئے وہ نم آنکھوں کے ساتھ نیہا کو محبت سے دیکھ رہے تھے اور اسی کیفیت کے زیر اثر انہوں نے محبت سے نیہا کے سر پہ اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ لیلی آنٹی کی کیفیت بھی ان سے جدا نہ تھی، وہ بھی نم آنکھوں اور مسکراتے لبوں سے اپنی اکلوتی جان سے پیاری بیٹی کو دیکھتے اس کے اچھے نصیب کی دعائیں کر رہیں تھیں۔ یہ موقع بھی لڑکی اور لڑکی کے والدین کے لئے عجیب سے محسوسات لے کر آتا ہے جہاں فرض کے بخیر و خوبی نمٹ جانے کی خوشی اور اطمینان ہوتا ہے وہیں بیٹی کے پرائے ہونے کا خیال بھی دل کو مسل رہا ہوتا ہے، بے حد مشکل ہوتا ہے اپنے دل کے ٹکڑے کو کسی اور کے حوالے کر دینا مگر اس دکھ پر وہ خوشی حاوی آ جاتی جب بیٹی اپنے گھر میں اپنے شوہر کے ساتھ خوش اور مطمئن زندگی گذارتی

ہے۔انکل آنٹی بھی انہی کیفیات میں گھرے تھے پھر انکل نے محبت سے نیہا کو اپنے ساتھ لگایا تھا اور اس کی روشن پیشانی پہ بوسہ دیا تھا۔گیتی نے یہ منظر نم آنکھوں سے دیکھا تھا،اس لمحے اپنا گھر اور والدین شدت سے یاد آئے تھے لیکن اس نے ہمیشہ کی طرح اپنے آپ کو مضبوط بنالیا تھا۔وہ اپنے غم میں نیہا کی خوشی خراب نہیں کرسکتی تھی اور مسکراتے لبوں اور نم آنکھوں سے اس جانب دیکھ رہی تھی جب لیلی آنٹی نے اسے اپنے پاس بلایا تھا۔وہ دھیمے قدم اٹھاتی ان تک آئی تھی اور انہوں نے اسے بھی اپنے ساتھ کھڑا کردیا تھا،اس کے وہاں پہنچتے ہی کیمرے ایک مرتبہ حرکت میں آگئے تھے اور یہ خوبصورت لمحات کیمرے کی آنکھ نے محفوظ کرلیے تھے۔وہ نیہا اور انکل آنٹی کے ساتھ کھڑی تھی ہونٹوں پہ خوبصورت مسکراہٹ تھی جب چند خواتین نے لیلی آنٹی کو مخاطب کرلیا،

مسز احمد گردیزی یہ لڑکی ابھی تک آپ کے ساتھ ہی رہ رہی ہے اپنے گھر نہیں گئی؟

لہجے میں فکر اور تردد سے زیادہ تجسس اور چبھن تھی،گیتی کا دل ڈوبا اور خوبصورت چہرے پر خوف کے سائے لہرا گئے پہلی سوچ یہی آئی کہ خوشی کی اس تقریب میں کچھ برا نہ ہوجائے اور وجہ اس کی ذات بنے۔وہ اسی خوف میں مبتلا،سر جھکائے اپنے ہونٹ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچل رہی تھی جب اسے لیلی آنٹی کی مشفق آواز سنائی دی تھی،

جی مسز خاکوانی! گیتی ہمارے ساتھ ہی رہتی ہے بلکہ یوں سمجھیں کہ اللہ نے مجھے گیتی کی صورت ایک اور بیٹی دے دی ہے بہت پیاری بچی ہے یہ۔

کہتے ہوئے اس کا گال محبت سے تھپکا، گیتی کے ہونٹوں پہ پھیکی سی مسکراہٹ نے اپنی جھپ دکھائی جب کہ آنٹی نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

میرا بس چلے تو اسے کہیں جانے ہی نہ دوں ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھ لوں مگر بیٹیاں تو امانت ہوتیں ہیں امانت دار کو سونپنی ہوتیں ہیں بس دعا ہے کہ اللہ گیتی آراء کے نصیب اچھے کرے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے اسے محبت سے دیکھا تھا، لہجے میں خلوص تھا اور ان کے الفاظ سے زیادہ ان کا پر خلوص لہجہ گیتی کا ڈھیروں خون بڑھا گئے تھے لیکن ان خاتون کی اگلی بات ہی اسے شرمندگی کے گہرے کنوئیں میں دھکیل گئی تھی،

اس میں کیا مشکل بات ہے، سالار تو تمہارے بیٹوں جیسا ہے آخر ماں کی طرح تم نے اس کے بھی لاڈ نخرے اٹھائے ہیں، اس سے شادی کروادو پھر ہمیشہ کے لئے اپنے پاس

رکھ لو۔

بات وہ آنٹی سے کر رہیں تھیں لیکن چبھتی نظریں گیتی کے خوبصورت رنگ بکھیرتے وجود پہ جمیں تھیں جب کہ اس حوالے اور اس نام پر گیتی کے چہرے کی رنگت اڑی اور اس نے گھبرا کر لیلیٰ آنٹی کو دیکھا تھا لیکن لیلیٰ آنٹی نے اپنی مخصوص تحمل مزاجی جوان کی شخصیت کا خاصہ تھی، ان خاتون کو جواب دیتے ہوئے کہا،

جی سالار بھی میرا بیٹا ہے، اس نے ہمیشہ میرا مان رکھا ہے اور اگر بچوں کی خوشی اس میں ہو تو اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

مسکرا کر ان خاتون کو دیکھا جو اس جواب پر ہی جز بز ہو گئیں تھیں اور اس سے پہلے مزید کوئی گل فشانی کرتیں لیلی آنٹی نے ان پر سے توجہ ہٹا کر گیتی آراء کو مخاطب کیا جو سر جھکائے چور سی بنی کھڑی تھی،

بیٹا گیتی! بارات آنے میں کچھ دیر ہے آپ تب تک نیہا کو اندر لے جائیں۔

ان کے لہجے میں اس کے لئے مخصوص حلاوت تھی گیتی نے تشکر سے انہیں دیکھا تھا اور انہوں نے اس کا شانہ تسلی آمیز انداز میں تھپکا تھا۔ وہ پلٹ کر نیہا تک آئی تھی پھر اس کا

ہاتھ تھام کر اندر لے گئی تھی جب کہ دل ہی دل میں دعا کرنا نہ بھولی کہ سالار سے اس کا سامنا نہ ہو۔

کچھ دیر بعد بارات کی آمد کا شور اٹھا تھا اور ساتھ ہی اس کا دل دھڑکا تھا، ابھی تک وہ اسے دکھا نہیں تھا لیکن اب اس کا سامنا ناگزیر تھا کہ بارات کے ساتھ اس کا آنا لازمی تھا جب کہ نیہا کی باتوں سے اس کے لئے اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ کزن تو نیہا کا تھا لیکن دوستی اس کی زوار سے زیادہ تھی اور وہ یقیناً زوار کی طرف سے ہی شریک ہو گا۔ وہ اسی ادھیڑ بن میں تھی جب ہنستی کھلکھلاتی لڑکیوں کا ریلہ اندر داخل ہوا تھا اور آتے ہی نیہا کو چھیڑنا شروع کر دیا تھا۔ پہل ہمیشہ کی طرح نیشاء نے کری تھی،

یار نیہا! زوار بھائی تو بڑے ڈیشنگ اور اسمیشنگ لگ رہے اور۔۔۔

اس سے پہلے وہ اپنا جملہ مکمل کرتی، مئیشاء نے اس کی بات بیچ میں سے اچک لی،

اس جو چھوڑو مجھ سے پوچھو میں بتاتی ہوں۔

اور اسے پہلے وہ بھی شروع ہوتی، نیہا نے ان دونوں کو ہی زبردست گھوری سے نوازا تھا

اور کہا،

تم دونوں ایکسائٹڈ تو ایسے ہو رہی ہو جیسے آج سے پہلے میں نے زوار کو دیکھا نہیں ہے،

اس کے انداز پر ان سب کی ایکسائٹمینٹ پر پانی پھر گیا جب کہ ایمل نے مسکراہٹ دبائی اور سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

چلو لڑکیوں! اس دلہن پہ تو ان تعریفوں کا اثر نہیں ہو رہا اس لئے بہتر ہے کہ اس کو باہر لے چلتے ہیں تا کہ یہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے اپنے دلہا کو۔

ایمل کی شرارت پر ان سب نے ایک ساتھ ہوٹ کیا تھا،

اووو۔۔۔۔

اوہ کو خاصا لمبا کھینچا گیا اور معنی خیزی سے آنکھیں گھمائیں جب کہ نیہا ان سب کی حرکتوں پہ زچ آئی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ان آفت کی پڑیوں نے اس کا ریکارڈ لگا یا بلکہ بجایا،

تو پہلے بتاتیں نا کہ اس کو روبرو ملنا ہے زوار سے، ہم پہلے ہی آ کر لے جاتے۔

وہ سب ہی اپنی اپنی راگنی الاپ رہیں تھیں جب کہ ایمل اور گیتی نے بمشکل اپنی

مسکراہٹ روکی پھر ایمل نے ہی لڑکیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

میرا خیال اس کو لے کر باہر چلتے ہیں یہ خود ہی اپنے دلہا سے مل لے گی۔

اس چھیڑ چھاڑ پر نیہا نے ایمل کو گھورا اور دھیمی آواز میں کہا،

You too Brutus!

اس کے انداز پر وہ سب ہی ہنسیں تھیں جب کہ ایمل نے اپنے ہاتھ سے دباؤ ڈال کر اس کا سر جھکا دیا اور کہا،

بس ! دلہنیں زیادہ نہیں بولتیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان الفاظ پر نیہا نے منہ بنایا اور کہا،

جی نہیں میں ویسی دلہن نہیں ہوں میں تو۔۔۔

اس کا جملہ ادھورا رہ گیا جب نیشا نے اس کا جملہ اچک لیا،

جی بھابھی یہ بالکل ایسی دلہن نہیں ہے یہ تو اپنی بارات پہ جیٹ پلین پر اینٹری دے گی۔

اس نے شرارت سے اپنی بڑی بڑی آنکھیں گھمائیں اور جملہ مکمل کیا ان سب کی ہنسی

بکھری جب کہ نیہانے گردن اکڑا کر کہا

'

جی بالکل میں ہوں ذرا او کھی میں تو رخصتی کے بعد زوار کے ساتھ لانگ ڈرائیو پر بھی جاؤں گی اور فالودہ اور چاٹ بھی کھاؤں گی۔

اس نے خاصا تفصیل سے اپنا فرمائشی پروگرام جاری کیا جب کہ ان سب کی دبی دبی ہنسی فضاء میں بکھر گئی پھر اسی طرح ہنسی مذاق کرتی ، ہنسی بکھیرتی وہ سب نیہا کو لے کر باہر آگئیں اور باتیں کرتیں ، ہنستی مسکراتی دلہن بنی نیہا کو لے کر خوبصورتی سے سجے اسٹیج پہ آگئیں ۔ٹی پنک اور وائٹ گلابوں سے سجا خوبصورت سا اسٹیج جس کے بیک گراؤنڈ میں وائٹ فیری لائٹس خوبصورت منظر پیش کر رہیں تھیں ، اسٹیج کو موتیے کے پھولوں کی لڑیوں سے سجا کر دو حصوں میں بانٹ دیا گیا تھا ۔اسٹیج پہ رکھے وائٹ صوفوں پر دلہا بنا زوار اپنی فیملی کے ساتھ موجود تھا۔موتیے کی کلیوں سے کئے گئے پارٹیشن کے دوسری جانب انکل آنٹی کے علاوہ بہزاد گردیزی اور آغا جان بھی خاص طور پہ آج کی تقریب میں شرکت کے لئے موجود تھے لیکن سالار کہیں دکھائی نہ دیا گیتی نے دزدیدہ نظروں سے ارد گرد دیکھا لیکن وہ کہیں نہیں تھا اور اسی دوران سبھی

لڑکیاں نیہا کو لے کر اس جانب آ گئیں ۔انکل آنٹی نے ایک مرتبہ پھر فرط جذبات میں نیہا کو محبت سے گلے لگایا اور ان دونوں کی آنکھیں نم ہو گئیں ، موقع ہی ایسا تھا جو سب کو ہی جذباتی کر گیا ، آنٹی کچھ دیر نیہا کو اسی طرح لپٹائے رہیں پھر انہوں نے اسے اپنے آپ سے علیحدہ کیا اور پھر ان سب نے نیہا کو صوفے پر بٹھا دیا ۔نیہا نے ارد گرد دیکھا اور پھر اس خیال کو زبان دے دی جو گیتی کے دل میں بھی تھا لیکن وہ پوچھ نہیں سکتی تھی،

یہ سالار کہاں ہے ؟اس نے تو کہا تھا کہ بارات کے ساتھ آئے گا لیکن مجھے تو کہیں نظر نہیں آ رہا؟

اس سوال پر گیتی کا دل زور سے دھڑکا اور وہ چور سی بن گئی جیسے سالار کی غیر موجودگی میں اس کا ہی ہاتھ ہو یا وہی ذمے دار ہو اس کے غیر موجودگی کی پتہ نہیں نیہا کو کسی نے جواب دیا تھا کہ نہیں البتہ اس کے دل میں بے چینی اترنے لگی اور اسے لگا کہ کہیں نہ کہیں اس کی غیر موجودگی کی وجہ اس کے وہی الفاظ تھے جو اس نے مہندی کے فنکشن میں سالار کو کہے تھے ۔ان الفاظ پہ اس کے دل کی حالت عجیب ہوئی تھی اور دل کے کسی کونے نے ملامت بھی کی تھی کہ اسے وہ سب اس دن نہیں کہنا چاہیے تھا ۔دل کی

بے چینی کچھ اور بڑھی اور وہ اپنی انہی سوچوں اور دلی کیفیت سے گھبرا کرا سٹیج سے
اتری تھی اور تبھی وہ اسے اپنی شاندار شخصیت کے ساتھ اسی سمت آتا نظر آگیا ۔
اسے دیکھ کر وہ ہمیشہ کی طرح ٹھٹھکی تھی ،دل کی دھڑکنوں میں ارتعاش سا ہوا تھا اور
ہاتھوں پیروں میں ہلکی سی لرزش سی آگئی تھی جب کہ وہ بنا ارد گرد دیکھے اور بنا سب کی
نظروں اور توجہ کی پرواہ کئے اسی کو اپنی نظروں کے فوکس میں لئے اس جانب آرہا
تھا۔اتنے لوگوں میں بلاشبہ اس کی شاندار شخصیت نمایاں تھی ،سیاہ ڈنر سوٹ میں
ملبوس ہمیشہ سے کچھ زیادہ ہی ڈیشنگ لگ رہا تھا ،گھنے ڈارک براؤن بالوں کو ہمیشہ کی
طرح جیل کی مدد سے پیچھے کی جانب سیٹ کیا ہوا تھا جو اس کی شاندار پرسنیلٹی پہ
خاصے سوٹ کر رہے تھے ،ہلکی شیو جواب بڑھ کر گھنی داڑھی کی صورت اختیار کر
گئی تھی اس کے فیس کٹ پہ خاصی سوٹ کر رہی تھی ؛سرخ ڈوروں سے سجی گھنی
پلکوں والی سحر انگیز شربتی آنکھوں میں ان گنت رنگ تھے جو محض اس کے لئے
تھی ۔اسے سامنے دیکھ کر ایک لمحے کے لئے گیتی کے دل میں اطمینان اترا اور اپنے دل
میں اترتے اطمینان کو محسوس کر کے وہ خود بھی حیران سی رہ گئی ۔اس احساس میں
گھرتے ہوئے اس کا دل ایک مرتبہ پھر زور سے دھڑکا تھا اور خوبصورت رنگ بکھیرتا
چہرہ اس انجانے احساس یا پھر ان نظروں کی تپش سے سرخ ہوا تھا اور وہ فوراً اپنی گھنی

پلکوں کی باڑھ جھکا گئی تھی ۔اس کی گھنی پلکیں اس کے ریشمی رخساروں پہ سجدہ ریز ہوئیں تھیں اور سالار کا دل ان گھنی پلکوں میں اٹکا تھا،وہ اپنی دلی کیفیت پر پریشان ہوتی سوچ رہی تھی،

تو کیا ان کی موجودگی اور غیر موجودگی میرے احساسات پہ اثر انداز ہونے لگی ہے۔

اس سوچ نے اسے گھبراہٹ میں مبتلا کیا اور وہ اپنی کیفیت کی نفی کرتے ہوئے پھر سوچنے لگی،

نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے یہ محض میری شرمندگی ہے جو مجھے اس دن اپنے الفاظ پہ محسوس ہو رہی ہے ورنہ اور کچھ نہیں ہے۔

اس نے جیسے خود کو تسلی دی تھی ۔سالار اس کے اس طرح پلکیں جھکانے پہ مسکرایا تھا جب کہ اس کا ٹھٹھکنا ،رکنا اور پھر کئی لمحوں تک اس کی جانب متوجہ رہنا بھی محسوس کر چکا تھا ۔گیتی کی محویت پر اس کے گلابی مائل عنابی ہونٹ اس کی مخصوص سحر انگیز مسکراہٹ کی زد میں آئے اور وہ مضبوط قدم اٹھاتا اور باوقار چال چلتا اس کے نزدیک آرکا ۔اس کے مخصوص کولون اور سیگریٹ کی ملی جلی مہک نے گیتی کے گرد حصار باندھا جب کہ وہ اس کی موجودگی محسوس کر کے سٹپٹائی اور وہاں سے جانے کا بہانہ

سوچنے لگی اور تبھی اس نے پکار لیا،

کسی کو ڈھونڈ رہیں تھیں آپ؟

اس سوال پر نروس ہونے کے باوجود گیتی نے بے ساختہ اس کے وجیہ چہرے کی جانب دیکھا اور نفی میں سر ہلایا ، نظروں کے اس تصادم پہ سالار کے ہونٹوں کے کونوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی جب کہ اس کی مخصوص مسکراہٹ پہ گیتی نے سٹپٹا کر چہرہ جھکا لیا ،دل جو اس کی موجودگی کے باعث پہلے ہی سرپٹ دوڑ رہا تھا مزید بے قابو ہوا جب کہ وہ اس کے نزدیک جھکتے ہوئے دھیمے بھاری سرگوشیانہ انداز میں اس سے مخاطب تھا،

تو کیا میرا انتظار کر رہیں تھیں؟

ایک اور سوال ہوا جب کہ گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ،اسے ڈر ہوا کہ کہیں اس کے احساسات وہ جان تو نہیں گیا جو وہ اب سے کچھ دیر پہلے اس کے لئے محسوس کر رہی تھی ۔اس نے وہاں سے جانا چاہا لیکن ایسا لگا جیسے قدم زمین نے جکڑ لئے ہوں اور وہ اسے نظروں کی گرفت میں لئے لئے بولا تھا،

بہت خوبصورت لگ رہیں آپ، آج تو اپنی نظر واقعی اتروالیں کہیں میری نظر ہی نہ لگ جائے۔

گیتی کا چہرہ ان پر تپش نظروں اور پر حدت سرگوشی پہ تپ کر سرخ ہوا ، واقعی وہ بے بی پنک اور ٹرکوائز بلیو اور پرپل کمبینیشن کے چٹاپٹی اسٹائل کے بھاری سے شرارہ اور دوپٹے ، مناسب میک اپ اور بھاری زیورات میں نظر لگ جانے کی حد تک حسین اور خوبصورت لگ رہی تھی، آتشی گلابی بھاری کام والے دوپٹے کا ڈھلکتا آنچل ٹھیک کرتی اس کی نظروں کے ارتکاز پہ سٹپٹائی ، کبھی دوپٹے کے ہالے سے نکلتی اس کے گندمی گالوں کو چومتی سیاہ لٹیں وہ کان کے پیچھے کرتی لیکن وہ شرارتی لٹیں دوبارہ اس کے گالوں پہ بکھرتی اسے مزید حسین بنا رہیں تھیں ؛اس لمحے وہ سالار کو واقعی بے حد خوبصورت لگی تھی ۔اس نے دیکھنا ترک نہیں کیا اور گیتی نے وہاں سے جانا چاہا اور تبھی نکاح خواں کی بارعب اور گونجدار آواز مائیک پر گونجی تھی ؛وہ نکاح کا خطبہ شروع کر چکے تھے ۔ان کی بارعب مگر خوش الحان آواز پورے ماحول میں گونج رہی تھی اور جیسے اس لمحے وقت کی حرکت رک گئی تھی جیسے پورا ماحول ساکت تھا ؛سب خاموشی سی ان نکاح خواں کی جان افزاء آواز سن رہے تھے اور ماحول پر جیسے فسوں

طاری ہورہا تھا اور اس فسوں نے جیسے پورے ماحول کو اور ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور شائد وہ دونوں بھی اس لمحے اس سحر کی لپیٹ میں تھے ،گیتی کو اس لمحے یہ بھی بھول گیا تھا کہ وہ اس شخص سے فرار چاہتی تھی لیکن اس لمحے اپنی گھنی پلکوں والی آنکھیں موندے ارد گرد سے بے نیاز ،اپنی دونوں ہتھیلیاں پھیلائے دل کی پوری سچائی سے دعا مانگ رہی تھی جب کہ وہ بغیر ارد گرد توجہ دیئے اس کے حسین مگر حزین چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا ۔وہ معصوم چہرہ اسے اس لمحے دنیا کا حسین ترین چہرہ لگ رہا تھا اور دل اس لمحے محض اس کے ساتھ کی دعا کر رہا تھا ۔وہ آنکھیں بند کئے پورے جذب سے دعا مانگ رہی تھی اور سالار کا

دل اس کی ہر دعا پہ صدق دل سے آمین کہہ رہا تھا ،یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اس کی دعاؤں میں شامل نہیں ہے ،نکاح ک خطبہ ختم ہوا اور نیہا کی طرف سے ایجاب و قبول ہوا ،اس کے بعد نکاح خواں نے زوار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

زوار علی ولد مرتضیٰ علی آپ کو نیہا احمد ولد بہروز احمد گردیزی پانچ لاکھ مہر سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں قبول ہیں۔

انہوں نے زوار سے پوچھا تھا اور اس نے پورے دل و جان سے کہا تھا،

قبول ہے۔

قاضی صاحب نے تین مرتبہ یہی الفاظ دہرائے تھے اور اس نے تینوں مرتبہ پوری دلجمعی سے قبول کیا تھا ۔ گیتی جو آنکھیں بند کئے ان الفاظ کو سنتے ہوئے دعائیں مانگ رہی تھی اسے اپنے نزدیک بھاری سرگوشی سنائی دی،

مجھے بھی قبول ہے۔

اس آواز سے زیادہ ان الفاظ نے اسے حیران کیا بلکہ پریشان کیا ،اس نے اپنی گھنی پلکوں والی سیاہ آنکھیں کھولیں اور چہرہ موڑ کر اپنی بائیں جانب دیکھا تھا ۔اس کی کشادہ ، گھنی پلکوں والی سیاہ چمکتی آنکھیں ان سرخ ڈوروں سے سجی شربتی اور سحر انگیز آنکھوں سے مل گئیں ۔ان دلکش اور سحر انگیز آنکھوں میں اسے محبت کے ان گنت رنگ نظر آئے جو محض اس کے لئے تھے جب کہ اس کی دلکش اور خوبصورت آنکھیں حیرت کی زیادتی سے مزید کشادہ ہو گئیں اور اسی حیرت کے زیر اس کے ہونٹوں سے نکلا تھا،

جی!!!!

اور وہ جو اس کی خوبصورت آنکھوں میں اپنی سحر انگیز نظریں گاڑھے ہوئے تھا، اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں اسے جواب دیتے ہوئے بولا،

مجھے آپ کا ساتھ قبول ہے۔

کہتے ہوئے اس کی دلکش مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے گیتی کی خوبصورت آنکھوں میں جھانکا اور بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

ویسے بھی رسم دنیا بھی موقع بھی دستور بھی ہے۔

دلکشی سے مسکراتا اس کی آنکھوں میں دیکھتا اس کی جان پر بنا گیا اور وہ جو اس کی سحر انگیز آنکھوں میں حیرت سے دیکھ رہی تھی ،ان الفاظ پر اس کی گھنی پلکیں اسے ریشمی رنگ بکھیرتے رخساروں پر جھک گئیں ،گلابی مائل گندمی گال اس کی نظروں کی حدت اور ذو معنی بات کے اثر سے سرخ ہو گئے جب کہ وہ دلچسپی سے اس کے خوبصورت چہرے پہ بکھرے رنگوں کو دیکھ رہا تھا ۔گیتی نے ایک کڑی نظر اس کے وجیہ چہرے پہ ڈالی تھی جب کہ اس کے انداز پہ وہ سنجیدہ ہوا تھا اور اس نے فوراً کہا،

I am sorry

ان الفاظ پر گیتی نے حیران ہو کر اسے دیکھا تھا جیسے امید نہ ہو کہ وہ بھی کسی بات پر شرمندہ ہو سکتا ہے جب کہ وہ بات آگے بڑھاتا ہوا کہہ رہا تھا،

جو کچھ میں نے کہا شائد آپ کو برا لگا اس کے لئے معذرت۔

اس کی بات سنتے ہوئے گیتی کے کٹاؤدار لبوں پہ زہر خند مسکراہٹ جھلکی لیکن وہ اپنے مخصوص دھیمے اور بردبار لہجے میں اس سے مخاطب ہوئی،

وہ زخم جو کسی کی روح پر لگتے ہیں ان زخموں کی معافی نہیں ہوتی اس لئے آپ کی معذرت میرے کسی کام کی نہیں ہے۔

کہتے ہوئے اس نے وہاں سے جانے کے لئے قدم بڑھائے لیکن اس کی بھاری دلکش لب ولہجہ لئے سحر انگیز آواز گیتی کے نزدیک گونجی اور اس کے بڑھتے قدم زمین نے جکڑ لئے، وہ کہہ رہا تھا،

اور اگر کوئی غلطی کا مداوا کرنا چاہے۔۔۔تو؟

سحر انگیز لہجے اور دلکش آنکھوں میں شرمندگی جھلک رہی تھی لیکن گیتی اس کی جانب متوجہ نہیں تھی، اس کے بڑھتے قدم رکے تھے لیکن وہ مڑی نہیں تھی اور بنا مڑے اس نے دھیمی مگر مضبوط آواز میں کہا تھا،

میں آپ کی اس بات کا جواب پہلے بھی دے چکی ہوں ،دوبارہ بھی دے دیتی ہوں ، مداوا غلطی کا ہوتا ہے گناہ کا نہیں اور جو آپ نے کیا وہ غلطی نہیں گناہ ہے۔

کہتے ہوئے ایک زخمی نگاہ اس کے ساکت وجود پر ڈالی جو خالی خالی نظروں سے اسے ہی تک رہا تھا اور وہ بنا اس پر اگلی نگاہ ڈالے تیزی سے اس کی سائڈ سے ہے ہو کر نکلتی چلی گئی۔وہ کئی لمحے خالی خالی نظروں سے اس جانب دیکھتا رہا جدھر سے وہ گئی تھی ،وہ چند لمحے وہاں کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر وہاں سے پلٹ گیا

خاصی دیر رات گئے تک وہ بلا مقصد سڑکوں پر گاڑی چلاتا رہا ، سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کس سمت جا رہا ہے یا کہاں جانا چاہتا ہے ؛دماغ جیسے سن تھا ،ذہن میں کوئی سوچ ٹھہر نہیں رہی تھی اور نہ ہی اسے سمجھ آ رہی تھی کہ وہ کرنا کیا چاہتا ہے ۔اس چھوٹی سی لڑکی نے آج اس کے ذہن اور دل کو نئی راہ دکھادی تھی ۔اس کو یہ بات شرمندہ کر

رہی تھی کہ وہ آج تک محض اپنے بارے میں سوچتا آیا ہے ، وہ کیا سوچتی ہے ، کیا چاہتی ہے اس نے آج تک سوچا ہی نہیں تھا نہ سمجھنے کی کوشش کری تھی ۔ زعم میں آکر پہلے ایک غلط قدم اٹھایا جس کی وجہ سے ایک پوری جیتی جاگتی زندگی داؤ پہ لگ گئی پھر اس سے بڑا گناہ یہ کیا کہ بجائے اپنی غلطیٔ ماننے کے اسی کو موردالزام ٹھہرایا اور جب قدرت نے اس آفاقی جذبے سے روشناس کروایا جسے محبت کہتے ہیں تب بھی محض اپنے بارے میں سوچا یہ جاننے کی زحمت گوارا کئے بغیر کہ کیا وہ بھی اس کے بارے میں ویسا ہی محسوس کرتی ہے جیسا وہ اس کے بارے میں محسوس کرتا ہے ۔ وہ اسے دیکھ کر ہمیشہ ہراساں ہو جاتی ہے ، پریشان ہو جاتی ہے حتیٰ کہ ڈر بھی جاتی ہے اس نے ان تمام باتوں کی بھی پرواہ نہ کی ، اس تمام عرصے میں وہ جس ذہنی کرب سے گذری ہوگی ، جتنی اذیت اس نے سہی ہوگی اس بارے میں سوچ سوچ کر اس کے دل کو بھی تکلیف ہو رہی تھی ۔ وہ چھوٹی سی معصوم لڑکی اسے آئینہ دکھا گئی تھی ، اسے رہ رہ کر اپنی کی گئی غلطیوں کا پچھتاوا ہو رہا تھا اور ابھی بھی وہ اس کے لئے تکلیف کا باعث بنا تھا ۔ کافی دیر اسی طرح گذر گئی تھی ، وہ اسی طرح سڑک کے بیچوں بیچ بے حس و حرکت گاڑی روکے کھڑا تھا ، نجانے رات کا کون سا پہر تھا ؛ سڑک پہ ٹریفک بھی نہ ہونے کے برابر تھا ۔ اس وقت اس کا ذہن سلیٹ کی طرح صاف تھا ، دماغ ہر طرح کی سوچ

سے عاری تھا ،ہوش اسے جب آیا جب اس کے سیل

فون پر بیل رنگ ہوئی ۔اس نے چونک کر سیل فون کی اسکرین پر نظر ڈالی جس پہ

حیدر کالنگ جگمگا رہا تھا ،اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی کال

ریسیو کر لی اور شائد دوسری جانب حیدر اس کے فون ریسیو کرنے کے انتظار میں ہی

تھا ،کال ریسیو ہوتے ہی وہ شروع ہو گیا،

کہاں ہو تم ؟معلوم ہے سب کتنا پریشان ہو گئے تھے ،آغا جان اور انکل کو میں نے

کس طرح تسلی دی ہے ،زوار اور نیہا الگ پریشان تھے اور نیہا !اس کو جانتے ہو نا !

کس طرح بال کی کھال کالتی ہے اور ماموں ممانی ،ان کی پریشانی کا کچھ احساس ہے

تمہیں کہ نہیں۔

اس نے اپنی عادت کے بر خلاف چھوٹتے ہی سالار کو اچھی خاصی سنا دیں ،دوسری

جانب سالار اپنی عادت کے بر خلاف اتنا کچھ سننے کے باوجود بھی خاموش رہا تو حیدر کی

فکر میں اضافہ ہوا اس لئے اپنا لہجہ دھیما کرتے ہوئے اس نے فکر مندی اور تردد سے کہا

تھا،

سالار ! تم ٹھیک تو ہو؟ کہاں ہو ؟ مجھے بتاؤ میں تمہیں لینے آ رہا ہوں۔

حیدر کے فکر اور تردد اور اتنی طویل گفتگو کے جواب میں سالار نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنی بکھرتی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے بمشکل کہا،

نہیں حیدر ! تم سب کو میں نے بہت پریشان کیا ہے اب مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا اس لئے رہنے دو۔

اس نے حتی الامکان کوشش کی تھی کہ اس کے لہجے سے ظاہر نہ ہو لیکن ضبط کرنے سے صاف رنگت دہک گئی اور سحر انگیز آنکھوں کے سرخ ڈورے کچھ اور نمایاں ہو گئے لیکن دوسری جانب بھی حیدر تھا جو اس کی رگ رگ سے واقف تھا ، وہ اسے کسی صورت ٹھیک نہیں لگا اسی لئے اپنا غصہ جو اسے اس پہ تھا اس کو پس پشت ڈال کر کہا،

سالار ! تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے ، مجھے بتاؤ تم کہاں ہو ؟ میں تمہیں لینے آ رہا ہوں۔

اس نے محبت سے کہا جب کہ سالار نے اسے ٹوک دیا تھا،

نہیں تم ریسٹ کرو ویسے بھی رات خاصی ہو گئی ہے ، میں بھی اس وقت گھر جا رہا

ہوں ،ہم صبح ملتے ہیں ۔خدا حافظ !

اس نے بنا حیدر کی اگلی بات سنے کال ڈراپ کر دی ،چند لمحے اپنی سوچوں کو جمع کرتے اور ذہن کو ایک نقطے پہ محفوظ کرتے ہوئے گذری پھر اس نے بے دلی سے کار اسٹارٹ کر کے واپسی کے راستے پہ ڈال دی۔

گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے اس نے نہایت آہستگی سے گاڑی کا دروازہ لاک کیا اور وہ مین ڈور کھول کر اندر داخل ہو گیا ہوا تھا ،اپنی طرف سے اس نے بڑی آحتیاط کی تھی اور بے حد آہستگی سے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا تھا ۔پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا محض ہال سے ملحقہ اسٹڈی کی لائٹ روشن تھی ،اس کا خیال تھا کہ کسی ملازم سے غلطی سے جلتی رہ گئی ہو گی ورنہ اس وقت تک سب ہی سونے جا چکے ہوتے ہیں ۔یہی سب سوچتا وہ آگے بڑھا تھا جب ہال کی لائٹس روشن ہو گئیں تھیں اور سامنے کھڑے آغا جان کے نورانی چہرے پہ اس کی نظر پڑی تھی لیکن اس لمحے ان کے باریش چہرے پر پریشانی کے آثار تھے جسے دیکھ کر وہ ٹھٹھک سا گیا ۔اسے سامنے دیکھ کر وہ پریشانی سے اس کی جانب بڑھے تھے جب کہ باقی کا درمیانی فاصلہ اس نے خود طے کیا تھا ۔

ان کے باریش ہاتھوں کو عقیدت سے تھام کر اپنے مضبوط توانا ہاتھوں کی نرم گرفت میں اس نے لیا اور ان سے پوچھا تھا،

کیا ہوا آغا جان ؟آپ اب تک جاگ رہے ہیں ؟طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟

اور اس کی فکر اور تردد دیکھ کر ان کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا ورنہ انہوں نے سوچ رکھا تھا کہ آج اس کی طبیعت اچھی طرح صاف کریں گے لیکن اس کی صورت دیکھ کر انہیں دھچکا لگا تھا ؛وجیہ چہرے پر کرب کے آثار تھے جس سے اس کی اندرونی توڑ پھوڑ کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا اور وہ تو ویسے بھی ان کا لاڈلا تھا تو اس کے دل کی بات ان کے دل تک کیسے نہ پہنچتی ۔انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور اس کے اتنے سارے سوالوں کے جواب میں انہوں نے اپنا دایاں ہاتھ اس کے چہرے پر رکھتے ہوئے کہا،

میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے بس تمہاری واپسی کے انتظار میں جاگ رہا تھا فکر ہو رہی تھی تمہاری ،اس طرح بغیر بتائے کیوں چلے گئے تھے۔

ان کا انداز جتانے والا نہیں تھا لیکن وہ پھر بھی شرمندہ ہو گیا تھا اور اسی شرمندگی کے زیر اثر اس نے کہا تھا،

سوری آغاجان ! واقعی غلطی ہوگئی ، مجھے انفارم کر کے جانا چاہیئے تھا۔

وہ یہ بات اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کبھی بھی رات گئے تک جاگنے کے عادی نہیں ہیں گو پچھلے چند سالوں سے وہ اس کے اس روٹین کے عادی ہو گئے تھے کہ وہ شہر میں ہونے کے باوجود رات کو اکثر لیٹ ہی گھر آتا تھا مگر پچھلے چند مہینوں سے وہ اس کے اندر جو مثبت تبدیلی دیکھ رہے تھے وہ خاصی خوش آئیند تھی جس کی وجہ سے وہ بھی اس کی جانب سے مطمئن ہو گئے تھے اس لئے آج اس طرح اس کا اچانک غائب ہو جانا ان کے لئے پریشانی کا باعث تھا ۔آغاجان کے بجائے اگر اس طرح کی بازپرس کسی اور نے اس سے کری ہوتی یا وہ اب سے چند مہینوں پہلے والا سالار ہوتا تو وہ بڑے اطمینان سے اس سوال کرنے والے کی عزت افزائی کرتے ہوئے اسے یہ کہہ دیتا،

Its none of your business.

لیکن اس وقت سامنے آغاجان تھے وہ ان سے اس طرح بات کرنا تو دور اس طرح سے بات کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا ۔اگر وہ ان کا لاڈلا تو اسے بھی ان سے بے تحاشہ محبت تھی اور اسی محبت کی خاطر اسے کسی صورت گوارا نہیں تھا کہ وہ اس کی وجہ سے بے آرام ہوں اسی لئے اس طرح سے غائب ہونے پر فوراً معذرت کر لی لیکن

سامنے بھی آغا جان تھے جو اس کی رگ رگ سے واقف تھے جب کہ اس وقت تو اس کے وجیہ چہرے پہ چھائے سنجیدہ تاثرات اور روشن سحر انگیز آنکھوں کی ماند پڑتی چمک سے اس بات کا اندازہ لگانا قطعاً بھی مشکل نہیں تھا کہ وہ اندر کس قدر توڑ پھوڑ کا شکار ہے ۔اس کی یہ حالت انہیں فکر اور پریشانی سے دوچار کر گئی ۔انہوں نے اس کی روشن آنکھوں میں جھانکا ،وہ آنکھیں جو ہمیشہ چمکتی رہتی تھیں اس لمحے کچھ ماند لگیں اور انہوں نے فکر مندی سے اس سے پوچھا تھا،

سالار کیا ہوا ہے؟

اس سوال پر وہ چونکا اور اس نے خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھا تھا اور بے ساختہ پوچھا تھا،

جی؟؟

اس کے کھوئے کھوئے انداز سے انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ پریشان ہے اس لئے انہوں نے پوچھا تھا،

سالار کیا گیتی نے تم سے کچھ کہا ہے ؟کوئی بات ہوئی ہے تم دونوں کے بیچ۔

کہتے ہوئے اس کے مضبوط ہاتھ پر اپنے ناتواں ہاتھوں کی گرفت مضبوط کرتے ہوئے پوچھا تھا ۔اس نام پر اس کی سرخ ڈوروں سے سجی دلکش آنکھوں کی سرخی کچھ اور بڑھی تھی لیکن اس نے بمشکل ہی صحیح اپنے اوپر ضبط کیا تھا اور بظاہر تحمل سے کہا تھا۔

نہیں آغا جان ایسا کچھ نہیں ہے۔

اس نے ان کی تسلی کی خاطر کہا تھا ،آغا جان نے اسے بے یقین نظروں سے دیکھا اور کہا،

پھر تم اچانک اس طرح وہاں سے چلے کیوں گئے ؟

جواب میں وہ بنا گڑ بڑائے اطمینان سے بولا تھا،

مجھے ٹینا کی کال آئی تھی اس کی والدہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لئے مجھے ارجینٹلی جانا پڑا ،آپ تو جانتے ہیں کہ وہ اور اس کی والدہ اس شہر میں اکیلی رہتی ہیں۔

اس نے جھوٹ بولا تھا کیونکہ وہ انہیں مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اور اس کے اس جھوٹ پر انہوں نے یقین کیا تھا کہ نہیں لیکن بہر حال وہ خاموش ضرور ہو گئے تھے اور اس نے بھی اس بات کو غنیمت جانا تھا اور کہا،

اب آپ بھی پریشان نہ ہوں اور سو جائیں میں آگیا ہوں۔

انہیں لے کر وہ ان کی بیڈروم کی سمت بڑھا تھا ،انہوں نے بھی اس سے مزید کچھ نہیں کہا تھا اور اس کے ساتھ چلتے ہوئے وہ اپنے بیڈروم میں داخل ہو گئے تھے ۔ سالار نے انہیں لٹا کر ان پر کمفرٹر ڈالا اور انہیں شب بخیر کہتے ہوئے لائٹ آف کر کے ان کے بیڈروم سے باہر نکل گیا تھا ۔اب نا معلوم اس نے انہیں مطمئن کیا تھا یا نہیں یا پھر وہ مطمئن ہوئے تھے کہ نہیں بہر حال انہوں نے اس سے مزید کچھ نہیں پوچھا تھا البتہ اس کی بے چینی ویسی کی ویسی اور یہ بے چینی تب تک ویسی ہی رہتی جب تک وہ اس کا کوئی سدباب نہ کر لیتا ۔یہی سب سوچتا ہوا وہ اپنے بیڈروم میں آیا اور اس نے سیدھا واشروم کا رخ کیا تھا ،کافی دیر وہ شاور لیتا رہا اس سے اس کے اعصاب کچھ پر سکون ہوئے پھر کپڑے چینج کرنے کے بعد گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ واپس بیڈروم میں آیا ،سامنے ٹیبل پر رکھی جائے نماز اٹھا کر بچھائی اور فرض نماز کی نیت باندھ لی ۔ نماز ادا کرنے کے بعد اس نے نفلوں کی نیت باندھ لی ، نفلیں ادا کرنے کے بعد اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور آج اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے ذہنی سکون اور سیدھا اور سچا راستہ مانگا تھا ۔کافی دیر وہ خشوع و خضوع سے دعا مانگتا رہا تو دل کو کچھ سکون

حاصل ہوا تو وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا جائے نماز سے اٹھ کھڑا ہوا ۔ جائے نماز تہہ کر کے ٹیبل پر رکھ دی پھر اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ اپنے بیڈ پر آلیٹا ، ذہن کے ہر دوں پر وہی خوبصورت گھنی پلکوں والی خوبصورت آنکھیں لہرا رہیں تھیں اور ان آنکھوں میں اس کے لئے شکوے تھے اور بدگمانی تھی اور اب اسے اس کی یہ بدگمانی دور کرنی تھی ۔ اس نے ذہن میں آگے کا لائحہ عمل ترتیب دیا تھا اور وہ جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے اور سونے سے پہلے یہی آخری خیال اس کے ذہن میں تھا اور اسی بارے میں سوچتے سوچتے نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج وہ پھر کئی مہینوں بعد اس پرانے طرز پہ تعمیر ہوئی حویلی نما گھر کے گیٹ کے سامنے کھڑا تھا ۔ اس سے پہلے بھی وہ یہاں آیا تھا اور اچھی خاصی تواضع اس کی ہوئی تھی لیکن وہ ماضی میں ہوئے اس سلوک کو بھلائے ، محض اس بظاہر نازک دکھنے والی لیکن حقیقتاً مضبوط اعصاب کی حامل لڑکی کی خاطر آج پھر یہاں چلا آیا تھا ۔ اس کی شکایت کرتی نظروں کا اثر تھا یا پھر اس کے شکوے بھرے لہجے سے جھلکتی تکلیف کا اثر تھا کہ وہ آج

یہاں موجود تھا ۔اگر کچھ عرصے پہلے والا سالار ہوتا تو وہ پروا بھی نہ کرتا کہ اس کی ذات کس کے لئے تکلیف کا باعث بن رہی ہے یا کسی کو اس کی ذات سے کس حد تک تکلیف پہنچی ہے لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اس کے دل میں پنپنے والا جذبہ ُمحبت اس کو یہ باور کروا رہا تھا کہ جو کچھ وہ اس خوبصورت دل رکھنے والی نازک جذبات لڑکی کے ساتھ کر چکا ہے وہ کس حد تک غلط ہے کہ گھر کے ہوتے ہوئے وہ ایسی زندگی گذرانے پر مجبور ہے اور دربدر پھر رہی ہے جہاں اس کا اپنا کوئی نہیں ہے ۔خون کے رشتوں کے ہوتے ہوئے وہ ان کو دیکھنے اور ان کو محسوس کرنے کے لئے ترس رہی ہے ،اس کی تمام مشکلات کا زمے دار وہ ہے اور اس کی تکلیف کا احساس اسے بھی چین نہیں لینے دے رہا تھا اور آج وہ اس کی تکلیف کا مداوا کرنے وہ یہاں موجود تھا بنا یہ سوچے کہ آگے کیا ہو گا ،پزیرائی ملے گی یا پھر دھتکارا جائے گا ۔انہی سوچوں میں گھرتے ہوئے اس نے کال بیل پہ ہاتھ رکھ دیا اور ہر گذرتے سیکنڈ کے ساتھ اس کی دھڑکن بھی بڑھتی جا رہی تھی حتیٰ کے زیلی گیٹ کھلا لیکن اس کی ہمت نہیں تھی کہ وہ نگاہ اٹھا کر دیکھتا ۔وہ اسی طرح نظریں جھکائے کھڑا رہ گیا تھا۔

جاری ہے-----

اس نے کال بیل پہ ہاتھ رکھ دیا اور ہر گذرتے سیکنڈ کے ساتھ اس کی دھڑکن بھی بڑھتی جارہی تھی حتی کے زیلی گیٹ سے چھوٹی سی سلائیڈ کھلی تھی اور چوکیدار کا چہرہ نمودار ہوا تھا لیکن اس کی ہمت نہیں تھی کہ وہ نگاہ اٹھا کر دیکھتا ۔ وہ اسی طرح نظریں جھکائے کھڑا رہ گیا تھا۔ جب وہ کچھ نہ بولا اور نہ ہی نگاہ اٹھا کر دیکھا تو چوکیدار نے اپنے خالص پشتو لب و لہجے میں اسے مخاطب کیا تھا،

ہاں صاب کس سے ملنا ہے؟

اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ کس کا نام لے ، ابھی وہ اسی بارے میں سوچ رہا تھا کہ کسی کی تیز مردانہ آواز اسے سنائی دی ، وہ یقیناً چوکیدار سے مخاطب تھا،

کون ہے لالہ؟

جواب میں چوکیدار نے مؤدب انداز میں اس شخص کو جواب دیا تھا،

صاب ! ام یہی پوچھتی ہے کس سے ملنا ہے؟

چوکیدار کے جواب دینے کے دوران وہ شخص گیٹ تک پہنچ گیا تھا ۔ سالار نے نظریں

اٹھا کر اسے دیکھا تھا ، نک سک سے تیار ، اس سے عمر میں چند سال بڑا تھا وہ نوجوان لیکن اچھا خاصا خوش شکل ہونے کے باوجود عجب سی کرختگی ٹپک رہی تھی اس کے چہرے سے ۔سالار اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ وہ گیتی کا بڑا بھائی ہے اور پچھلی مرتبہ کی ملاقات سے کچھ خاص اچھی یادیں وابستہ نہیں تھیں ، پچھلی مرتبہ بھی اس نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر اس کی اچھی خاصی عزت افزائی کی تھی ۔دوسری جانب وہ بھی شائد اسے پہچان گیا تھا ، اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا اور ماتھے پر شکنوں کا جال پڑا جب کہ اس کے بدلتے تیوروں سے سالار نے پہچان لیا کہ آگے کیا ہونے والا ہے ؛ وہ آگے بڑھ آیا اور مصالحت آمیز لہجے میں اسے مخاطب کرتے ہوئے اس نے کہا،

پلیز !ایک مرتبہ میری بات سن لیں میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

اس کا لہجہ دھیما تھا جب کہ سامنے والے نے ایک قہر آلود نظر اس پہ ڈالی پھر اس کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے چوکیدار کو مخاطب کیا،

لالہ !آئندہ یہ شخص مجھے یہاں نظر نہ آئے اور آگر آئندہ یہ مجھے یہاں نظر آیا تو تمہاری خیر نہیں ہے۔

رعب سے کہتا وہ گیٹ کے نزدیک کھڑی اپنی چمچماتی ہوئی قیمتی گاڑی کی سمت بڑھ گیا

جب کہ سالار کا چہرہ اس کے ہتک آمیز انداز پہ سرخ ہوا ،اس نے اپنی مٹھیاں بھینچ کر بمشکل اپنے طیش کو کنٹرول کیا اگر گیتی کا خیال نہ ہوتا تو وہ یقیناً اس بد دماغ شخص کا دماغ درست کر دیتا لیکن وہ بنا اس پہ اگلی نظر ڈالے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر زن سے گاڑی لے اڑا ۔وہ اسی طرح گم صم کیفیت میں دور ہوتی گاڑی کو دیکھتا رہا جب اسے چوکیدار کی آواز سنائی دی،

اوماڑا! جاؤ ،سنا نہیں صاحب نے کیا کہا ہے جاؤ یہاں سے ؟

وہ جو اپنے غصے پہ قابو پا چکا تھا اور خاموشی سے خالی سڑک پہ نگاہ جمائے ہوئے تھا ، چوکیدار کی جانب متوجہ ہوا اور ایک نظر اس قدیم اور جدید کے امتزاج سے بنے حویلی نما بڑے سے گھر پہ ایک نگاہ ڈال کر اس سے کہا،

مجھے تمہارے بڑے صاحب سے ملنا ہے۔

اس کے دوٹوک انداز پہ چوکیدار نے اسے دیکھا تھا اور کہا،

اوماڑا ! کیوں ہماری نوکری کے پیچھے پڑا ہے سنا نہیں چھوٹا صاب کیا کہہ کر گیا ہے۔

اس کی بات کو نظر انداز کرتے سالار نے اپنے مخصوص نڈر انداز میں کہا تھا،

مجھے اپنے بڑے صاحب کے پاس پہنچادو تمہارے چھوٹے صاحب سے میں خود نمٹ لوں گا۔

چوکیدار نے حیران نظروں سے اس وجیہ اور شاندار شخصیت کے حامل شخص کو دیکھا ، وہ اپنے مخصوص نڈر اور بے نیاز انداز میں اسے ہی دیکھ رہا تھا اور کہا،

او خانہ خراب ! اب بڑا صاحب کسی سے نہیں ملتا۔

اس بات پر سالار کے ہونٹوں سے بے ساختہ پھسلا تھا،

کیوں ؟

چوکیدار نے اس کی ڈھٹائی پر اسے گھورا اور جان چھڑانے والے انداز میں اس سے کہا،

او ماڑا ! جب سے وہ معذور ہوا ہے بس اپنے کمرے میں رہتا ہے ، تم ان سے مل کر کیا کرے گا اگر بزنس کا کوئی بات کرنا ہے تو چھوٹے صاب سے کرو ، بڑا صاب اب کسی سے نہیں ملتا اور اب جاؤ یہاں سے۔

اس سے کہتے ہوئے زیلی گیٹ کھٹ سے بند کر دیا اور وہ مایوس سا وہاں سے پلٹ گیا۔

نیہا کی شادی بخیر و خوبی نمٹ گئی تھی ،ایک دن پہلے اس کا ولیمہ بھی ہو گیا تھا اور کل اس کو زوار کے ساتھ لندن کے لئے فلائی کر جانا تھا ۔اسی دوران وہ اپنے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہو گئی تھی اور آج نیہا اور زوار نے اسے ڈنر دیا تھا ، وہ دونوں ابھی ابھی اسے ڈراپ کر کے گئے تھے۔

وہ مطمئن سی مسکراتے ہوئے مین ڈور کھول کر اندر آئی تھی ،ہونٹوں پہ خوبصورت مسکراہٹ رقصاں تھی ،اس کے خوبصورت چہرے پر کھلی ہوئی مسکراہٹ اس کے دلی اطمینان کو ظاہر کر رہی تھی۔مین ڈور سے اندر آتے ہوئے چھوٹے سے پیسج سے گزرتے ہوئے اس کی نظر قد آدم آئینے پر پڑی اور اپنے عکس کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پہ کھلتی مسکراہٹ گہری ہوئی اور سیاہ گھنی پلکوں والی چمکدار آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہو گیا ۔سیاہ اور سفید امتزاج کے سفید ایمبرائیڈری والے جدید تراش خراش کے سوٹ میں ، سلیقے سے کئے گئے میک اپ اور خوبصورت جیولری میں وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی گھنے بالوں کی چند لٹیں ڈھیلی ہو کر اس کی روشن پیشانی پہ بکھر رہیں تھیں ،اس کے گالوں سے اٹھکیلیاں کرتیں اور اس کے چہرے پہ مسکراہٹ بکھر جاتی

۔ہونٹوں پہ کھلتی الوہی مسکراہٹ اسے مزید حسین بنا رہی تھی ،دل نجانے کیوں بے حد خوش تھا ،اس نے دوپٹہ دروازے کے نزدیک پڑی چیئر پہ رکھا اور اپنے لئے چائے بنانے کے لئے کچن میں آگئی،اس وقت چائے کا موڈ ہو رہا تھا ۔اپنے لئے چائے بنا کر اس نے مگ میں نکالی پھر مگ اٹھا کر بالکونی کا دروازہ کھولا تو بارش کی پھوار اس کے گالوں کو بھگو گئی ۔بارش نجانے کب تیز ہو گئی تھی ،ہلکی بوندا باندی تو شام سے ہو رہی تھی لیکن اب ہلکی پھوار تیز بارش میں تبدیل ہو گئی تھی اور وہ ٹھہری ہمیشہ سے اس موسم سے خائف ۔وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ بادل زور سے گرجے تھے اور بجلی کڑکی تھی اور چائے کا مگ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کے گرا تھا ۔خوف سے اس کی حالت غیر ہو گئی ۔اس نے جلدی سے سلائڈنگ ڈور بند کرنا چاہا اور تبھی لائٹ چلی گئی ۔اس کے ہونٹوں سے بے ساختہ چیخ برآمد ہوئی تھی اور پھر وہ الٹے قدموں چلتی ہوئی دیوار سا جا لگی اور اس کے ساتھ لگ کر نیچے بیٹھتی چلی گئی ۔بادل مسلسل گرج رہے تھے اور بجلی نے بھی بادلوں سے شرط باندھ کی تھی,ایسا طوفان تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا اور اس کی خوف سے حالت غیر تھی ۔وہ گھٹنوں میں چہرہ چھپائے قرانی آیات کا ورد کر رہی تھی اور تبھی دروازے پہ دستک ہوئی تھی اور اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا تھا اور آنسوؤں میں روانی آگئی تھی ۔دستک مسلسل ہو رہی تھی اور

اس کے دل کی دھڑکن اور دستک کی آواز مسلسل ہم آہنگ ہو رہی ۔ کافی دیر دستک ہوتی رہی لیکن اس کی ہمت نہیں تھی کہ وہ دروازہ کھولتی اور تبھی اس کا سیل فون بجنے لگا ۔ وہ کچھ دیر اسی طرح بے حس و حرکت بیٹھی رہی ، بیل بج بج کے بند ہو گئی لیکن اس کے وجود میں حرکت نہیں ہوئی اور اس سے پہلے وہ کچھ اور سوچتی دستک دوبارہ ہونے لگی اور ساتھ ہی اس کے سیل پر بھی بیل ہونے لگی ۔ اس نے ہمت مجتمع کر کے کال ریسیو کی اور دوسری جانب سالار کی بھاری آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی،

گیتی ! ٹھیک ہو تم ؟ کہاں ہو؟

اس کی آواز سن کر اس کی دھڑکن تھمی اور پھر تیز ہوتی چلی گئی جب کہ آنسوؤں میں روانی آ گئی جب کہ اس کی آواز اور لہجے سے اس کا تردد اور فکر ظاہر ہو رہی تھی ، وہ اب بھی اسے پکار رہا تھا،

بولو گیتی ؟ کہاں ہو تم ؟ میں تمہارے گھر کے سامنے کھڑا ہوں دروازہ کھولو !

اس کی آواز نے جادو اثر کیا لیکن اس کی ہمت نہیں تھی دروازہ کھولنے کی ، وہ اسی طرح بے حس سی بیٹھی رہی لیکن اس کی سسکیاں ابھی بھی سنائی دے رہیں تھی اور فون کے دوسری جانب موجود شخص کی بے چینی میں اضافہ کر رہیں تھیں ۔ اس نے اسے پھر

پکارا،

گیتی!!!

بھاری لب ولہجے کا رچاؤ گیتی کے دل کی دنیا زیر وزبر کر گیا وہ بمشکل بول پائی،

جج۔۔۔جی؟؟

اس کے انداز پہ سالار کے دل نے بیٹ مس کی اور اس نے کہا،

کیا میں واپس چلا جاؤں؟

اس کے انداز پہ گیتی کا دل ہمیشہ کی طرح ڈوبا ابھرا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا لیکن وہ اسے اندر بلاتے ہوئے ہچکچا رہی تھی مگر نا چاہتے ہوئے بھی کہہ بیٹھی،

نن۔۔۔نہیں!!

اس کے انداز پہ وہ مسکرایا اور پوچھا،

پھر کیا ساری رات تمہارے گھر کے باہر بیٹھا رہوں؟

لہجے اور آواز سے شرارت نمایاں تھی جب کہ گیتی کے حواس اب قدرے بحال

ہوئے تھے اور ڈر خوف میں بھی تھوڑی کمی آئی تھی لیکن اس کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا تھا،

نن ۔۔۔ نہیں!!!

لہجہ قطعیت بھرا تھا اور اس کے جواب پہ ایک دلکش مسکراہٹ نے سالار کے گلابی مائل عنابی ہونٹوں کا احاطہ کر لیا اور اس نے مخصوص انداز میں گیتی کو مخاطب کیا جس سے گیتی کی جان جاتی تھی،

تو پھر کیا کریں؟

اس انداز پہ وہ مزید سٹپٹائی اور اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور اس نے بے ساختہ کہا تھا،

مم۔۔۔ مجھے نہیں پتہ۔

اس کے معصوم انداز پہ سالار کے دل نے ایک مرتبہ پھر بیٹ مس کری ، یہ معصومیت ہی تو تھی اس کی جو اسے اپنی سمت کھینچتی تھی اور اس کا دل اس کی جانب کھنچتا چلا جاتا تھا ورنہ چہرے تو ہزاروں ہیں اس دنیا میں ۔اس وقت بھی وہ محسوس کر گیا کہ وہ نہیں چاہتی کہ وہ یہاں سے جائے لیکن کہہ نہیں پا رہی۔اس نے ایک سانس

لیا ،ایک نظر بند دروازے پہ ڈالی اور سوچا،

کبھی نہ کبھی تو تمہارے دل کا در بھی وا ہو گا میرے لئے ، کبھی تو تم بھی وہی محسوس کرو گی جو میں تمہارے لئے محسوس کرتا ہوں لیکن ابھی شائد اس میں کچھ وقت ہے یہی سوچتے ہوئے وہ وہیں دروازے کے پاس دیوار سے ٹیک لگا کر فرش پہ بیٹھ گیا ۔دونوں جانب خاموشی تھی محض دل کی دھڑکنوں اور سانسوں کی رفتار سے زندگی کا پتہ چل رہا تھا ۔وہ وہیں بیٹھا تھا بنا اس بات کی پرواہ کئے کہ اس نے ابھی بھی اس پہ اعتبار نہیں کیا لیکن وہ اسے مجبور نہیں کرنا چاہتا تھا ،وہ جانتا تھا وہ اس وقت تنہا ہے اور خوفزدہ بھی اور اس کی ذمے داری بھی اس لئے وہ بغیر کچھ سوچے وہاں بیٹھا تھا جب کہ گیتی کو اس کی خاموشی سے گھبراہٹ ہوئی ایک لمحے کو لگا وہ کہیں چلا تو نہیں گیا اسی لئے اس نے پکارا تھا،

سس۔۔۔ سنیں !آپ ہیں؟

اس کی دھیمی آواز سالار کی سماعتوں سے ٹکرائی اور اس کے عنابی بھرے بھرے ہونٹوں پہ مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس تسلی آمیز انداز میں جواب دیا،

گیتی !اعتبار کرو !میں یہیں ہوں۔

وہ ذرا رکا جب کہ گیتی کا دل ڈوبا ابھرا اور تیزی سے دھڑکا جب کہ وہ بات آگے بڑھاتا ہوا بولا،

بلکہ تم ایسا کرو اپنے بیڈ روم میں جا کر سو جاؤ۔

گیتی نے فوراً نفی کرتے جواب دیا،

نہیں میں ٹھیک ہوں۔

وہ مسکرایا اور دونوں جانب پھر خاموشی چھا گئی ،رات بھیگ رہی تھی اور دونوں نفوس کی سوچیں ایک دوسرے کے گرد ہی گھوم رہیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی آنکھ صبح کی روشنی پھیلتے ہی کھل گئی تھی ،اس نے حیرانی سے ارد گرد نظریں گھمائیں وہ پوری رات ایک ہی پوزیشن میں دروازے کے نزدیک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی رہی تھی ۔ساتھ ہی نظر ہاتھ میں تھمے سیل فون پر پڑی جس کی چارجنگ ختم ہو گئی تھی ؛رات کو خاموشی کی زبان میں اس سے ہم کلام ہوتے نجانے کب اس کی آنکھ لگی تھی اسے معلوم ہی نہیں ہوا اور اب روشنی پھیلتے اور بارش رکتے ہی اس کا ڈر خوف

بھی کہیں دور جا سویا تھا ۔ سالار کا خیال آتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور دروازے کی جانب آئی تھی ،ایک لمحے کو کچھ سوچا تھا پھر دروازہ ان لاک کر کے آہستگی سے ہینڈل گھمایا تھا اور ذرا سا جھانک کر دروازے سے باہر دیکھا اور اس کو حیرانی ہوئی جب وہ اسے دیوار کے ساتھ لگا بیٹھا نظر آیا ۔یقیناً وہ سو رہا تھا کہ آنکھیں بند تھی ، دلکش سحر انگیز آنکھوں پہ گھنی خمدار پلکوں کا سایہ تھا ۔ وہ ایک قدم اٹھا کر دروازے سے باہر نکل آئی اور دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی عین اس کے سامنے آرکی ۔ وہ اس لمحے دنیا سے بے خبر سوتے ہوئے ایک معصوم سا بچہ لگ رہا تھا ،وہ کئی لمحے اس کے چہرے پہ نظریں جمائے رہی ۔ شائد اتنے عرصے میں پہلی مرتبہ تھا جو وہ اسے اس طرح دیکھ رہی تھی ورنہ تو اس کی ہمت ہی نہ تھی کہ اس کی جانب دیکھنے کی ۔ وجیہ چہرے پر دنیا جہاں کا سکون تھا ، صاف کھلتی ہوئی رنگت میں سرخی گھلی تھی ۔ وہ اس کے چہرے پہ نظریں جمائے ہوئے تھی اور تبھی شائد اس کی نظروں کی تپش تھی یا اس کی موجودگی کا خوش کن احساس جو وہ ایک دم نیند سے بیدار ہوا تھا اور اس کی سحر انگیز سرخ ڈروں سے سجی اور نیند کے خمار میں ڈوبی آنکھیں گیتی کی خوبصورت گھنی پلکوں والی سیاہ ، ستاروں کی مانند چمکتی آنکھوں سے مل گئیں ۔ اس کا خوبصورت چہرہ نظروں کے سامنے دیکھ کر سالار کے عنابی مائل ہونٹوں پہ مسکراہٹ گہری ہوئی جب کہ گیتی کا دل

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زور سے دھڑکا اور سیاہ گھنی پلکیں لرز کے ریشمی رخساروں پہ جھک گئیں ۔ سالار کی نظریں اس کے روشنی بکھیرتے وجود پہ جمیں تھی، وہ ابھی تک رات والے لباس میں ملبوس تھی جب کہ خوبصورت چہرے پہ مٹے مٹے میک اپ کے نشان تھے جو اس کے خوابیدہ حسن کو مزید خوبصورت بنا رہے تھے، گھنے سیاہ بالوں کی چند لٹوں نے گلابی مائل گندمی چہرے کا احاطہ کیا ہوا تھا جو اس کے گالوں سے اٹھکیلیاں کرتی اسے مزید حسین بنا رہیں تھیں۔ وہ اس کی نظروں کے ارتکاز پہ سٹپٹائی تھی اور ہونٹ کاٹتے ہوئے جانے کے لئے پلٹی تھی ۔ اس کی گھبراہٹ پہ محظوظ ہوتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے جانے سے روکنے کے لئے پکار لیا،

گیتی آراء!

لہجے اور آواز میں وہی مخصوص رچاؤ تھا جو اسے مخاطب کرتے ہوئے آجاتا تھا جب کہ گیتی کے قدم بے ساختہ تھمے تھے اور اس کا دل اس انداز تخاطب پہ ہمیشہ کی طرح اتھاہ میں ڈوبا تھا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا۔ وہ رکی تھی لیکن پلٹی نہیں تھی جب کہ وہ اس کے پیچھے آ رکا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

آپ ٹھیک ہیں؟

اس سوال اور لہجے میں اس کے لئے فکر اور تردد بسی تھی لیکن وہ اپنی تیز پڑتی دھڑکنوں کو سنبھالنے میں ہلکان ہوتی اس پہ توجہ نہ دے پائی اور وہ اس کے جواب کا منتظر اس کے نزدیک کھڑا تھا ۔ گیتی نے بمشکل اپنی منتشر دھڑکنوں پہ قابو پایا اور ذرا سا رخ موڑ کر اس کی جانب دیکھا اور کہا،

جی میں بالکل ٹھیک ہوں۔

وہ رکی پھر بات آگے بڑھاتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا،

اور اب آپ یہاں سے جائیں۔

کہتے ہوئے اس نے قدم دروازے کی جانب بڑھائے جب کہ سالار نے اسے حیرانی سے دیکھا پھر اس کی سائڈ سے نکل کر اس کے سامنے آتے ہوئے اس کا راستہ روک لیا جب کہ گیتی نے بمشکل اپنے قدم روکے تھے ورنہ تصادم یقینی تھا اور اس کے ایک دم راستہ روکنے پر ناگواری سے اسے دیکھا جب کہ وہ اس کے دلکش چہرے کو اپنی نظروں کی گرفت میں لئے لئے بولا،

آپ تو بڑی بے مروت ہیں۔

کہتے ہوئے گداز عنابی ہونٹوں سے جھلکتی مسکراہٹ دبائی جب کہ گیتی کی نظروں سے حیرانی جھلکی تھی اس نے نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا اور پوچھا،

کیا مطلب؟

جواب میں وہ اس کی خوبصورت آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس کی جانب ذرا سا جھکا اور کہا،

مطلب جب میری ضرورت تھی تو مجھے روک لیا اور اب اتنے بے مروت انداز میں جانے کو کہہ رہیں ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اس بات پر گیتی کی آنکھوں میں جھلکتی حیرانی نے شرمندگی کی جگہ لے لی لیکن وہ اس کو کسی بھی قسم کی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونے دینا چاہتی تھی اس لئے اس پہ ایک بھی نگاہ ڈالے بغیر اس نے کہا تھا،

آپ کا شکریہ لیکن اس سے زیادہ کی امید مت رکھیئے گا مجھ سے۔

سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے اپنے قدم بڑھائے جب کہ سالار نے ایک گہرا سانس اندر کھینچا اور اسے پکارا تھا،

دکھالیں بے مروتی میں بھی دیکھتا ہوں کب تک اپنے محسوسات کو چھپاتی ہیں۔

اس انداز اور بات پہ اس کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا اور وہ بنا اس کی بات کا جواب دیئے اور بنا اس کی جانب دیکھے دروازے کے پیچھے غائب ہو گئی اور کھٹاک سے دروازہ بند کر لیا جب کہ وہ اس کے انداز پہ مسکراتا ہوا سیٹی پہ شوخ سی دھن بجاتا ایلیویٹر کی جانب چل پڑا۔

آج وہ پھر واصف جمال بیگ سے ملنے آیا تھا یہ سوچ کر کہ شائد قسمت ساتھ دے جائے اور اس کی ملاقات ان سے ہو جائے لیکن ایک مرتبہ پھر مایوس ہونے کے بعد واپس لوٹا تھا ۔اس کا دل بے چین تھا اور اس بے چینی میں اسے محض ایک ہی راستہ نظر آیا تھا اس لئے اس نے گاڑی اس راستے پہ موڑلی تھی ،دل میں شدت سے خواہش جاگی تھی اس کا خوبصورت معصوم چہرہ دیکھنے کی ۔اس وقت یقیناً اسکول کی چھٹی ہونے والی تھی اور وہ بھی یقیناً اس وقت گھر جانے والی ہو گی ،یہی سوچ کر سالار نے گاڑی لے جا کر اسکول کے سامنے سڑک پہ ذرا ساہٹ کے پارک کر دی اور تبھی اسکول کی بیل بجی تھی اور بچے جوق در جوق ہنستے مسکراتے شور مچاتے بھاگتے ہوئے باہر نکل رہے تھے ۔ وہ گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے سامنے گیٹ پہ نگاہ جمائے ہوئے تھا ۔ہمیشہ کی

طرح بلیک ڈریس شرٹ اور جینز میں ملبوس ، بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کئے ہمیشہ کی طرح ڈیشنگ لگ رہا تھا ۔ آنکھوں پہ ڈارک گلاسز لگے تھے جب کہ نگاہ محاض ایک ہی چہرہ دیکھنے کی خواہاں تھی ۔اور تبھی وہ اسے گیٹ سے نکلتی نظر آئی ،اپنا ڈھلکتا آنچل درست کرتے ہوئے آگے بڑھی تھی اور تبھی اس کی نگاہ بھی سالار پہ پڑی تھی ، قدم ٹھٹھکے تھے اور اسی جگہ جم گئے تھے جب کہ دل اسے سامنے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح سکڑ ہے پھیلا تھا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا تھا ۔ اسے سامنے دیکھ کر سالار کے ہونٹ دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آئے تھے اس نے ایک بھرپور نظر اس کے گلابی مائل گندمی چہرے پہ ڈالی تھی جو شائد گرمی اور دھوپ کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا جب کہ گیتی نے اس کی نظروں کی حدت سے سٹپٹا کر ارد گرد دیکھا تھا ، نظروں اور انداز میں احتیاط تھی جب کہ قدم آگے بڑھنے سے انکاری تھے ۔ سالار نے اس کی مجبوری سمجھتے ہوئے اس کی جانب خود ہی پیش قدمی کر دی ، مضبوط قدم اٹھاتا وہ اس کے عین سامنے آرکا جب کہ وہ سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی کہ کسی نے اسے اس کے ساتھ دیکھ لیا تو وہ کیا جواز دے گی ۔ وہ بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا جو گھبراہٹ کے رنگوں سے سجا بے حد بھلا لگ رہا تھا ؛ وہ چند لمحے اس کو یونہی دیکھتا رہا جب وہ کچھ نہیں بولی اور نہ ہی اس کی جانب دیکھا تو اس نے ہی اسے مخاطب کر لیا،

کیسی ہو؟

گیتی نے سنجیدہ نظریں اٹھائیں اور پوچھا،

آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟

اس سوال پہ سالار نے بھوئیں اچکائیں اور ہونٹوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی ، وہ قدرے اس کی جانب جھکا اور کہا،

تم سے ملنے کا دل چاہا تو میں آ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے انداز پہ حیرت کی زیادتی سے گیتی کی خوبصورت کشادہ آنکھیں مزید کشادہ ہو گئیں ،اس نے حیران نظروں سے اس کی جانب دیکھا جب کہ اس کے انداز پہ سالار نے مسکراہٹ دبائی لیکن گیتی نے اپنی حیرانی پہ قابو پا کر سنجیدگی سے کہا،

آپ کو یہاں نہیں آنا چاہئے تھا۔

اس نے ایک نظر اس کے وجیہ چہرے پہ ڈالی اور رخ موڑا جب کہ وہ اطمینان سے سینے پہ بازو باندھے اس کو اپنی نظروں کے فوکس میں لئے ہوئے بولا،

گھر تم بلاتی نہیں ہو اب یہاں آنے پر بھی پابندی لگا دی۔

لہجے اور انداز سے بے تکلفی جھلک رہی تھی ،گیتی نے ایک سنجیدہ نظر اس پہ ڈالی اور کہا،

میری آپ کی ایسی کوئی بے تکلفی نہیں ہے کہ آپ کو گھر بلاؤں۔

کہنے کو اس نے کہہ دیا جب کہ مقابل کے ہونٹوں پہ کھلتی محظوظ مسکراہٹ اسے یہ سمجھانے کو کافی تھی کہ اس کی بات کو انجوائے کیا جارہا ہے ،وہ اطمینان سے بازو سینے پر لپیٹے اسے اپنی مسحور کن نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا ۔اس کی جانب دیکھتے ہوئے اطمینان سے بولا،

بے تکلفی ہوتے دیر کتنی لگتی ہے ،آپ کوشش تو کریں۔

انداز ہمیشہ کی طرح مطمئن تھا جب کہ وہ تقریباً زچ ہوتے ہوئے بظاہر تحمل کا دامن تھامے گویا ہوئی تھی،

یہاں میری کچھ ریپوٹیشن ہے آپ کو تو اس بات کا نہ خیال ہے نہ لحاظ لیکن مجھے ہے اس لئے آئیندہ مجھ سے ملنے کی کوشش مت کیجئے گا۔

اس نے شائد پہلی مرتبہ اتنا طویل جملہ بولا تھا وہ قدرے حیران ہوا ،دلکش آنکھوں میں حیرانی جھلکی جو ڈارک گلاسز ہونے کی وجہ سے گیتی کو نظر نہ آئی جب کہ وجیہ

چہرے پہ محظوظ سے تاثرات چھا گئے، وہ اسے حیران چھوڑ کر دوبارہ آگے بڑھی کہ اس نے پھر پکار لیا،

آئیں میں آپ کو ڈراپ کر دوں۔

اس کا وہی اطمینان اور بے تکلفی بھرا لہجہ گیتی کو آگ لگا گیا وہ غصے سے پلٹی تھی اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اس نے کہا تھا،

آپ اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہیں ، ابھی تک جو بھی آپ نے اپنی من مانی کرنی تھی کر لی اور میں نے محض نیہا کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا لیکن اگر اب مزید آپ نے مجھے ہراساں کیا تو میں آپ کی کمپلین کر دوں گی ۔ سمجھے آپ!

غصے کی زیادتی سے خوبصورت چہرہ سرخ ہوا تھا جب کہ سالار کا چہرہ توہین کے احساس سے سرخ ہوا تھا ؛ وہ یہ سب کچھ کہہ کر رکی نہیں فوراً ہی پلٹی تھی جب کہ سالار نے اسے روکنا چاہا تھا لیکن وہ قریب سے گذرتے رکشہ کو ہاتھ دے کر اس میں سوار ہو گئی اور وہ طیش میں اپنے دائیں ہاتھ پنچ بائیں ہاتھ پہ برسا کر رہ گیا۔

دو تین دن اسی طرح گذر گئے ،اس کا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا ، عجیب سی بے چینی تھی جس نے دل کا احاطہ کر لیا تھا ،نیہا سے بھی بات نہیں ہو پائی تھی جب کہ انکل آنٹی بھی دو دن پہلے عمرے کے لئے فلائی کر گئے تھے تو اب صرف وہ تھی اور اس کی سوچیں تھیں لیکن اس دوران سالار نے اس کے اپارٹمنٹ کا چکر لگانا اپنا معمول بنا لیا تھا ۔دن بھر میں کسی نہ کسی وقت وہ ضرور آتا تھا جب کہ اس کا اس طرح بے تکلفی سے آنا گیتی کو سخت ناپسند تھا جس کا اس نے بر ملا کئی مرتبہ اظہار بھی کیا تھا لیکن وہ سالار ہی کیا جو مان جائے ،وہ بھی اپنے نام کا ایک ہی تھا ؛نہ تو گیتی نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرنا چھوڑا اور نہ ہی اس نے اس کے گھر آنا ۔اسی کشمکش میں کئی دن گذر گئے تھے ،آج بھی وہ اسکول سے واپس آرہی تھی جب اس کے ساتھ ہی ایلیویٹر میں دو خواتین بھی داخل ہوئیں تھیں۔اس نے توجہ نہیں دی تھی کچھ اپنی گم گو فطرت کے ہاتھوں اور کچھ وہ ویسے ہی محتاط ہو گئی تھی اس لئے اس کی کسی سے بے تکلفی نہیں ہو پائی تھی ۔ابھی وہ بنا ان دونوں پہ توجہ دیئے سامنے دیکھ رہی تھی جب وہ دونوں اسے دیکھتے ہوئے آپس میں ہلکی آواز میں باتیں کرنے لگیں ،پہلے تو اس نے محسوس نہیں

کیا لیکن جب ذرا نگاہ کی تو ان دونوں کی آنکھوں میں اسے تمسخر نظر آیا اور شائذان دونوں نے بھی اس کا دیکھنا محسوس کر لیا تھا تبھی دھیمی آوازیں قدرے اونچی ہو گئیں تھیں اور ان میں سے ایک کہہ رہی تھی،

اب تو اس بلڈنگ میں بھی نجانے کون کون آکر رہنے لگا ہے ،ماحول ہی خراب ہو گیا ہے۔

اس بات کے جواب دینا دوسری نے بھی اپنا فرض سمجھا اور بات بڑھاتے ہوئے کہا،

بالکل ٹھیک کہہ رہیں ہیں آپ !اب ہم تو ٹھہرے فیملی والے لوگ یہاں تو نجانے کون مادر پدر آزاد لوگ رہنے لگے ہیں اوپر سے نجانے کن کن لوگوں کا آنا جانا ہے۔

اس کا دل اس گفتگو پہ بے چین ہوا اس نے بے چینی سے پہلو بدلا جب کہ دوسری خاتون کی بات کے جواب میں پہلی نے طنز کے تیز برساتے اور اسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا،

بس کیا کریں ماحول ہی خراب ہو گیا ہے اور ایسا تو ہو گا ہی جب سر پہ نہ باپ کا سایہ ہو نہ ماں کا نہ کوئی روکنے والا نہ ٹوکنے والا۔

ان کی باتوں سے زیادہ ان کی تضحیک آمیز نظریں اسے شرمندگی کی گہری کھائی میں دھکیل رہی تھیں ۔ وہ ان باتوں اور چبھتی نظروں سے گھبرا کر اپنے فلور سے ایک فلور پہلے ہی لفٹ سے اتر گئی کہ ان دونوں کی باتیں سننے سے بہتر تھا کہ وہ تھوڑی مشقت اٹھا لے ۔اسی الجھی الجھی ذہنی کیفیت میں وہ سیڑھیاں چڑھ کر اپنے فلور پہ آ گئی اور پھر گھر میں داخل ہونے سے لے کر فریش ہونے تک اور اپنے لئے چائے بنا کر پی لینے تک ان دونوں عورتوں کی گفتگو اس کی سماعتوں میں گونجتی رہی ۔اس کو ان کی باتوں پہ افسوس ہو رہا تھا ، اس کا دل چاہ رہا تھا وہ بھی جاہل عورتوں کی طرح چیخ چیخ کر روئے اور ایک ایک کو پکڑ پکڑ کر بتائے کہ اس کا کردار برا نہیں ہے ؛ وہ اس طرح کی نہیں ہے جیسا اسے سمجھا جا رہا ہے لیکن مارنے والے کا ہاتھ پکڑا جا سکتا ہے مگر بولنے والے کی زبان نہیں ۔ان دونوں کے کاٹ دار جملے اور چبھتی نظریں یاد کر کے اس کی آنکھوں میں بار بار نمی تیز جاتی تھی اور گلے میں آنسوؤں سے نمکینی سی گھل جاتی تھی ۔آج کئی مہینوں بعد اس پر وہی کیفیت غالب تھی جو اپنے گھر سے نکلنے پر اس کی ہوئی تھی اور جو نیہا کے گھر آنے کے بھی کافی عرصے تک اس پہ طاری رہی تھی ، اسے اس کیفیت سے نکالنے میں بھی نیہا کا ہی ہاتھ تھا ؛ اس دوران اس نے اس کا جس طرح ساتھ دیا تھا کوئی اپنا بھی نہ دیتا لیکن اب وہ بھی اس سے کئی میل کی دوری پر تھی کہ وہ اس سے اپنے دل

کی بات کر کے اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی ۔اسے رہ رہ کر گھر والوں کی یاد ستا
رہی تھی ،جی چاہ رہا تھا تمام مصلحتیں بالائے طاق رکھ کر اسی وقت اپنے گھر چلی جائے
اور اماں کی آغوش میں چھپ کر اپنے اندر کا سارا درد بہادے ۔ بھلا کون سوچ سکتا تھا
کہ ایک ہی شہر میں رہتے ہوئے وہ اپنے ماں باپ کی شکل دیکھنے کو ترس رہی ہے ۔انہی
سب سوچوں اور تنہائی اور بے بسی نے مل کر اس پر شدید حملہ کیا اور وہ اسی کیفیت کے
زیر اثر نجانے کتنی دیر روتی رہی لیکن رونے سے بھی بجائے اس کے دل کا بوجھ ہلکا
ہونے کے مزید بڑھتا گیا ۔شام ڈھل رہی تھی اور لاؤنج میں ہلکا ہلکا ملگجا اندھیرا ہو رہا تھا
لیکن اس نے لائٹس آن نہیں کیں اور اس سب سے بے نیاز اسی طرح گھٹنوں میں
چہرہ چھپائے روتی رہی ۔وہ نجانے کب تک اسی طرح بھوکی پیاسی بیٹھی رہتی کہ مین
ڈور کی تیز آواز اسے اپنے حواسوں میں لے آئی ۔اس نے جھٹکے سے چہرہ اونچا کیا لیکن
اپنی جگہ سے نہیں ہلی ۔وہ جانتی تھی کہ دروازے پہ کون ہے لیکن اس نے اٹھ کر
دروازہ نہیں کھولا ،دستک مسلسل ہو رہی تھی لیکن وہ بے حس بنی اسی طرح بیٹھی رہی
جیسے نہ کچھ سنائی دے رہا ہو نہ دکھائی دے رہا ہو ۔وہ کب سے ایک غیر مرئی نقطے پہ
نگاہ جمائے بے حس و حرکت بیٹھی تھی ،دروازے پر دستک بند ہو گئی تھی ،اس نے
ایک گہرا سانس لیا اور ہاتھوں پہ سر گرا لیا اور تبھی اس کا سیل فون بج اٹھا اور مسلسل

بجتا چلا گیا ۔اپنی عادت کے خلاف اسے طیش آنا شروع ہو گیا وہ ایک ذہنی کشمکش اور مسلسل ذہنی آزار کی کیفیت سے گزر رہی تھی ۔اس نے تیز بجتی بیل کی آواز پہ اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے اور کہا،

چلے جاؤ پلیز چلے جاؤ نہیں ملنا مجھے کسی سے نہیں دکھانی اپنی شکل کسی کو۔

کہتے ہوئے نزدیک پڑا کشن اٹھا کر زور سے زمین پر دے مارا ، فون بجنا بند ہو گیا لیکن چند لمحوں بعد پھر سے بیل ہونے لگی جب کہ وہ سوچ رہی تھی،

یہی تو ہیں جس کی وجہ سے میں اس مشکل میں گرفتار ہوں ،انہی کی وجہ سے تو اس مقام پہ کھڑی ہوں کہ لوگوں کی الزام دیتی نظریں اور الفاظ برداشت کر رہی ہوں لیکن اب مزید نہیں کروں گی آج ہی اس قصے کو بھی تمام کردوں ، ختم کر دوں اس شخص کی خوش فہمی جس کی وجہ سے میں اس ناکردہ گناہ کے سزا جھیل رہی ہوں جو میں نے کیا نہیں۔

تیز ہوتے تنفس اور سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ وہ ایک دم اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور تیزی سے جا کر دروازہ وا کر دیا تھا اور وہ جو کان سے فون لگائے فکر مند نظروں سے دروازے کی سمت ہی متوجہ تھا ۔اسے دروازے کھولتے دیکھ کر اور صحیح سلامت اپنے

سامنے دیکھ کر اطمینان بھرا سانس لے کر رہ گیا لیکن اگلے لمحے اس کی غیر ہوتی حالت دیکھ کر اپنی جگہ ٹھٹھک سا گیا ۔روئی روئی متورم آنکھیں ،بکھرے بال ، سرخ چہرہ جس پر آنسوؤں کے نشان واضح تھے ۔اس نے ان خوبصورت آنکھوں میں ہمیشہ ڈر ، خوف ، گھبراہٹ اور شکایت کے رنگ دیکھے تھے لیکن اس کی خواہش تھی کہ وہ ان آنکھوں میں اپنے لئے چاہت کے رنگ دیکھ سکے مگر آج ان خوبصورت آنکھوں میں غم غصے کے رنگ بے حد واضح تھے ؛آج ان نظروں سے ایک وحشت ٹپک رہی تھی ۔وہ چند لمحے اس کی سمت دیکھتی رہی پھر بنا کچھ کہے پلٹ گئ ،وہ حیران سا ہوا پھر کھلے دروازے سے اندر داخل ہو کر اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے اس کے پیچھے آیا ۔ پورے گھر میں ملگجا اندھیرا پھیلا جو اس بات کی علامت تھا کہ وہ نجانے کب سے ایسے ہی اندھیرے میں بیٹھی روتی رہی ہے ۔اس کی حالت اور روئی روئی پرنم آنکھیں دیکھ کر سالار کے دل کو کچھ ہوا اور وہ اس سے پوچھ بیٹھا،

کیاہوا گیتی آراء ؟آپ روئیں ہیں؟

اس سے کہتے ہوئے اس نے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مار کر لائٹ جلائی اور ساتھ ہی کمرہ روشنی میں نہا گیا ۔روشنی ہوتے ہی گیتی نے ایک وحشت کے عالم میں اپنی دونوں آنکھوں پہ

ہاتھ رکھ لیا اور دبی دبی آواز میں چیخ پڑی،

بند کر دیں یہ روشنی ،وحشت ہوتی ہے مجھے ان روشنیوں سے ،دم گھٹتا ہے میرا ان روشنیوں میں ڈر لگتا ہے مجھے ان سے،اپنے چہرے پہ لگی کالک مزید صاف نظر آتی ہے مجھے ان روشنیوں میں ، کیا واسطہ ہے میرا ان سے پلیز بند کر دیں ان کو اور تنہا چھوڑ دیں مجھے ان اندھیروں میں یہی میرا مقدر ہے۔

کہتے کہتے وہ ہتھیلیوں میں چہرہ چھپا کر سسک اٹھی ،سالار کو اس کی صورت دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے اب یقین ہو گیا کہ ضرور کچھ ہوا ہے ۔یہی سوچ کر وہ ایک قدم آگے بڑھا اور نرمی سے اسے پکارا،

گیتی ! مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے ؟کسی نے کچھ کہا ہے تم سے؟ہاں؟

وہ جو اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرہ ڈھانپے اپنی سسکیوں پہ قابو پانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی اس کے اس طرح انجان بن کر پوچھنے پر ایک دم اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر اسے اونچی آواز میں ٹوک گئی،

کیوں اس قدر انجان بن رہے ہیں مسٹر سالار گردیزی ؟یہ سب آپ کی وجہ سے ہی تو

ہے جو میں آج اس مقام پر کھڑی ہوں کہ نہ زمین میری ہے اور نہ میرے سر پہ کوئی سائبان ہے ، مجبور ہو گئی ہوں میں لاوارثوں کی سی زندگی گذارنے پر ،ماں باپ کے ہوتے ہوئے بے سر و سامان زندگی بسر کر رہی ہوں ؛ان کی محبتوں اور ٹھنڈی چھاؤں سے دور۔

کہتے ہوئے اس نے بے دردی سے اپنی آنکھیں رگڑی جو شدت گریہ سے سرخ ہو رہیں تھیں جب کہ وہ حیرانی کے اثر سے گنگ سا ہو کر اسے دیکھ رہا تھا ۔اس کی بکھری بکھری حالت دیکھ کر اس کی جانب پیش قدمی کری لیکن اس کے قدم بڑھاتے ہی وہ فوراً ایک قدم پیچھے ہٹی تھی اور اس کی جانب وارننگ دینے والے انداز میں انگلی اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا تھا،

خبردار ! دور رہیں مجھ سے

اس کے انداز پہ وہ وہیں رک گیا جب کہ وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

اگر میں اب تک خاموش تھی تو اس کا ہر گز بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ میں آپ سے خوفزدہ ہوں یا ڈرتی ہوں بلکہ میں صرف نیہا اور انکل آنٹی کی محبت کے لحاظ میں خاموش تھی لیکن اب نہیں۔۔۔

کہتے ہوئے اپنی آنکھیں رگڑیں ،آنسو تھے کہ امڈے چلے آرہے تھے اور وہ انہیں بے دردی سے صاف کر رہی تھی، بات جاری رکھتے ہوئے اس نے کہا،

اب بہت ہو گیا ،اب میں مزید برداشت نہیں کروں گی۔

سالار کے لئے اس کے آنسو برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا ،اس کی تکلیف پر اس کو بھی تکلیف ہو رہی تھی ۔اسے پر سکون کرنے کی کوشش میں اس نے ایک مرتبہ پھر گیتی کی جانب پیش قدمی کری اور اس مرتبہ اس کو بازوؤں سے نرمی سے تھام لیا جب کہ اس طرح اس کے نزدیک آجانے پر اور استحقاق سے چھونے پر وہ ٹھٹھکی اور پھر فوراً ہی اس کے ہاتھ جھٹک کر اسے پرے دھکیل دیا اور وہ جو تیار نہیں تھا اس جھٹکے پر ذرا سا لڑکھڑایا جب کہ گیتی نے غصیلے انداز میں آگے بڑھ کر اس کا گریبان تھام لیا ۔ خوبصورت آنکھوں سے آنسو سلسلہ وار بہہ رہے تھے جیسے جھڑی لگ گئی ہو اور وہ روتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھی،

صرف اور صرف آپ کی وجہ سے یہ بدنامی اور بے سرو سامانی میرے حصے میں آئی ، صرف آپ ذمے دار ہیں ،آپ کی وجہ سے مجھے اتنی باتیں سننے کو ملیں حد تو یہ کہ میرے بے داغ کردار پر بھی کیچڑ اچھالا گیا اور میں۔۔۔۔

وہ جو روتے روتے نڈھال سی ہو رہی تھی اسے ایک دم زور کا چکر آیا اور سالار جو چاہ کر بھی اسے سنبھال نہیں پا رہا تھا وہ ایک دم لہرا کر اس کے بازو میں جھول گئی۔

وہ فکر مند سا اس کی باتیں سن رہا تھا اور چاہ کر بھی اس کو سنبھال نہیں پا رہا تھا ، اس کے بے ہوش وجود کو پریشانی سے دیکھا پھر جلدی سے اسے سنبھال کر صوفے پر لٹا دیا ، چند لمحے اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے رہا ۔ گھنی پلکیں نم اور ساکت تھیں اور سختی سے بند تھیں ، ریشمی گالوں پر آنسوؤں کے نشان تھے ؛ ہونٹ ساکت اور پپڑی ذدہ تھے ۔سالار کو اسے اس حالت میں دیکھ کر افسوس ہوا ، چند لمحے اسے اس حالت میں دیکھتے رہنے کے بعد اس نے بیقراری سے اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں چلائیں اور ڈاکٹر کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

آج وہ پھر اس دہلیز پہ کھڑا تھا لیکن فرق اتنا تھا کہ پہلے جب بھی وہ یہاں آیا تھا اپنی ذات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے دلی اطمینان کو دیکھتے ہوئے یہاں تک پہنچا تھا ، اس سب میں محض اس کی اپنی غرض شامل تھی ۔پہلے پہل محض اپنے ضمیر کا بوجھ ہلکا کرنے وہ ان لوگوں سے معافی کا طلبگار تھا جب کہ ان کا وہ نا قابل تلافی نقصان کر چکا تھا اور اس کے

بعد بھی وہ جتنی مرتبہ یہاں آیا وہ محض اس وجود کی خاطر یہاں آیا جس سے وہ محبت کا دعویدار تھا لیکن اس سب میں بھی اس کی اپنی غرض شامل تھی کہ اس کے گھر والے اسے قبول کر لیں تو شائد اس کی اس کوشش کے جواب میں اس کے دل میں اس کی تھوڑی سی گنجائش نکل آئے ۔ وہ یہ سب کچھ محض اپنی دلی تسکین کے لئے کر رہا تھا جس سے اس کا نفس مطمئن ہو لیکن آج جب وہ یہاں آیا تھا تو اس کی دلی کیفیت بالکل جدا تھی ۔ وہ آج یہاں اپنے لئے نہیں آیا تھا بلکہ صرف اور صرف اس وجود کی خاطر جس سے وہ محبت کا دعویدار پہلے بھی تھا لیکن یہ بھول گیا تھا کہ محبت میں کوئی سودے بازی نہیں ہوتی ؛ کوئی لین دین نہیں ہوتا ، کسی قسم کی کوئی غرض شامل نہیں ہوتی اور اگر غرض شامل ہو جائے تو وہ محبت محبت نہیں رہتی ہوس بن جاتی ہے اور وہ ہر گز یہ نہیں چاہتا تھا کہ جس سے وہ محبت کا دعویدار ہے وہ بالکل خالص ہو ، اس میں کسی قسم کی کوئی غرض شامل نہ ہو ؛ وہ محبت بے ریا ہو اور پاک ہو ۔ اسی لئے وہ یہاں آج پھر موجود تھا ، شش و پنج میں مبتلا کہ اندر جائے یا یہیں سے واپس لوٹ جائے ۔ اپنے گھنے بالوں میں انگلیاں پھنسائے سوچوں میں گم گیٹ کے سامنے کھڑا تھا جب بڑے سے آہنی گیٹ کا ذیلی گیٹ کھلا اور اسی چوکیدار کی شکل نظر آئی جو اس سے پہلے بھی اسے اندر جانے سے روک چکا تھا گیٹ کھلنے کی آواز پہ اس نے چونک کر سر اٹھایا جب کہ

چوکیدار پوچھ رہا تھا،

کیا کام ہے کس سے ملنا ہے؟

سالار نے ارد گرد دیکھا پھر اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا،

تمہارے بڑے صاحب سے ملنا ہے بہت ضروری کام ہے۔

جواب میں چوکیدار نے زوردار آواز میں کہا،

اوئے ! تم وہی ہے نا ! تم پھر آگیا ، کہا تھا نا تم سے کہ بڑا صاحب کسی سے نہیں ملتا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب میں سالار نے تقریباً منت کرتے ہوئے کہا،

دیکھو ! میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے کسی کی پوری زندگی کا معاملہ ہے تم بس

تھوڑی دیر کے لئے مجھے ان کے پاس لے چلو۔

یہ سالار گردیزی وہی سالار گردیزی تھا جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا جو چلتا تھا تو

زمین پر اکڑ کے اور جو کسی پر ایک نظر ڈال لیتا تھا تو ایسے جیسے اس کی سات نسلوں پہ

احسان کر رہا ہو۔اس کی مغرور اور گھمنڈی فطرت کا اندازہ اس کے وجیہ چہرے کے

کھڑے اور مغرور نقوش سے ہوتا تھا لیکن یہ سالار گردیزی اس سالار گردیزی سے

قطعیً مختلف تھا اگر اس کے سرکل کے لوگوں میں سے کوئی اسے دیکھ لیتا تو ان کے لئے یقین کرنا مشکل ہو جاتا کہ یہ وہی سالار گردیزی ہے جو اتنا مغرور اور گھمنڈی ہے کہ ناک پہ مکھی نہیں بیٹھنے دیتا۔ چوکیدار نے اسے سر سے پیر تک گھورا ، وہ ابھی بھی اس سے اسی لب و لہجے میں مخاطب تھا جو اس کی شخصیت کا خاصہ نہیں تھا،

دیکھو تمہاری بھی کوئی بہن ہو گی کوئی بیٹی ئو گی اگر نہیں بھی ہے تو انسانیت کے ناطے ہی میری ملاقات ان سے کروادو۔

اس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا اور حوالے بھی اتنے معتبر اور مقدس دیئے کہ چوکیدار کو بھی اس کے لہجے سے جھلکتی سچائی پر یقین آگیا اور اس کی باتوں سے متاثر ہو کر اس نے زیلی گیٹ تھوڑا سا وا کر دیا پھر پاس سے گذرتے ملازم لڑکے کو آواز دے کر بلایا،

گل خاناں ! صاب کو بڑے صاب کے پاس لے جاؤ۔

نوعمر لڑکے نے حیرانی سے عمر دار چوکیدار کو دیکھا تو چوکیدار نے جھنجھلا کر پھر کہا،

اوماڑا ! جلدی کرو اس سے پہلے چھوٹا صاب آجائے اس کو بڑے صاب کا پاس لے جاؤ

ورنہ تمہارے ساتھ میرا نوکری بھی جائے گا۔

اس لڑکے نے جس کا نام گل خان تھا ، سر ہلایا اور سالار کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا گھر کے اندرونی حصے کی سمت بڑھ گیا ۔ سالار نے مشکور نظروں سے چوکیدار کو دیکھا اور کہا،

شکریہ لالا !

چوکیدار نے سر ہلایا اور یاددہانی کرواتے ہوئے کہا،

جلدی کرنا اس سے پہلے چھوٹا صاب آجائے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سالار نے سر ہلایا اور اندر کی جانب بڑھ گیا لیکن ہر بڑھتے قدم کے ساتھ جیسے ضمیر کا بوجھ بھی بڑھتا جارہا تھا جو اسے شرمندگی کے عمیق گڑھے میں دھکیل رہا تھا ۔ وہ اپنے اندر گھر کے مکینوں کا سامنا کرنے کی ہمت پیدا کرتا ملازم لڑکے کی رہنمائی میں اندر کی سمت بڑھتا چلا گیا ۔ ملازم اسے ایک کمرے میں لے آیا جو دیکھنے میں اسٹڈی روم لگ رہا تھا اور کمرے کے آخری سرے پر موجود بڑی سی کھڑکی کے سامنے باریش شخصیت وہیل چیئر پہ بیٹھی نظر آئی ،ان کا رخ کھڑکی کی سمت تھا جب ملازم لڑکے نے مؤدب

انداز میں مخاطب کرتے ہوئے کہا،

بڑے صاحب یہ صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں۔

اس کی آواز پر وہ یقیناً چونک گئے تھے ،انہوں نے اپنی وہیل چیئر کا رخ موڑا تھا اور اسے دیکھ کر جہاں وہ ٹھٹھکے تھے وہیں وہ بھی ساکت ہوا تھا ۔پچھلی مرتبہ جب وہ ان سے ملا تھا تو انہوں نے اس کی اچھی خاصی بے عزتی کری تھی اور اپنے گھر سے نکل جانے کو کہا تھا لیکن اب ان کو اس حالت میں دیکھ کر افسوس ہی کیا جا سکتا تھا ۔کئی لمحے تو وہ کچھ بول ہی نہ سکا ،وہ انسان جس کے رعب و دبدبے کے آگے سامنے والا محتاط ہو جائے وہ اس حالت میں ہو گا ایک یقین نہ کرنے والی بات تھی ۔وہ ایک شاک کی سی کیفیت میں انہیں دیکھ رہا تھا جب انہوں نے اسے مخاطب کر لیا،

تم !تم یہاں کیوں آئے ہو؟

انہوں نے بھی یقیناً اسے پہچان لیا تھا لیکن اس مرتبہ ان کی آواز اور لہجے میں وہ مخصوص رعب و دبدبہ مفقود تھا لیکن لہجہ ابھی بھی بے لچک تھا ۔وہ ان کے مخاطب کرنے پر چونکا اور ایک قدم ان کی جانب بڑھایا تھا ابھی کچھ کہنے کے لئے الفاظ ڈھونڈ رہا تھا کہ اپنے پیچھے کسی کی نسوانی آواز سن کر وہ پلٹا تھا جو اندر آتے ہوئے واصف جمال بیگ

صاحب سے مخاطب تھیں،

یہ دودھ پی لیں پھر آپ کو دوائی بھی لینی ہے میں۔۔۔

ان کا جملہ ادھورا رہ گیا جب ان کی نظر اس پہ پڑی تھی ،وہ بھی انہیں دیکھ کر رکا تھا جب کہ اسے دیکھ کر ان کی خوشنما آنکھوں میں کوئی ان کہا درد ہلکورے لینے لگا نجانے پچھلا کیا کچھ یاد آ گیا مگر وہ اپنے اوپر بمشکل قابو پا کر اس پر اگلی نظر ڈالے بغیر اپنے شوہر کی سمت بڑھ گئیں تھیں کہ ان کے ہوتے ہوئے وہ کچھ کہنے کی مجاز نہیں تھیں ۔ان کے اس طرح بنا کچھ کہے آگے بڑھ جانے پر اس کو مایوسی ہوئی تھی لیکن وہ ہمت مجتمع کرتا آہستگی سے چلتا ان دونوں کے سامنے جا رکا ،وہ دونوں اسے ہی سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے ۔ان دونوں کو سلام کرتے ہوئے واصف جمال بیگ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا ،ان دونوں نے ہی اس کے سلام کا جواب دیا تھا ،اس کی ہمت اور امید دونوں ہی بڑھی تھی اور اس نے ان دونوں کو ہی مخاطب کرتے ہوئے کہا،

میں جانتا ہوں کہ آپ دونوں کے لئے میری یہاں موجودگی ناقابل برداشت ہے لیکن یقین جانیے میں یہاں اپنے لئے آیا بھی نہیں ،نہ ہی اپنے لئے کسی معافی کا طلبگار ہوں۔

بات کرتے ہوئے اپنی گھنی پلکوں والی دلکش اور سحر انگیز آنکھیں اٹھا کر ان دونوں کی جانب دیکھا جن کے چہروں پر اداسی کے علاوہ فکر مندی بے یقینی اور بیقراری درج تھی لیکن شائذ آواز نے ساتھ چھوڑ دیا تھا جب کہ اس کی سحر انگیز آنکھوں میں درد اور تڑپ ہلکورے لے رہا تھا ۔اس نے اپنی بات وہیں سے جوڑتے ہوئے کہا تھا،

آج میں یہاں اس ہستی کے لئے آیا ہوں جس کے مجرم ہم سب ہی کہیں نا کہیں ہیں لیکن اس کا سب سے بڑا مجرم میں ہوں میں نے اس کی معصومیت ،نسوانیت اور پارسائی کو رسوائی کے اندھے کنوئیں میں دھکیل دیا تو آپ سب نے بھی اس کی معصومیت کو ماننے کے بجائے اسے اپنے آپ سے الگ کر دیا لیکن میں سمجھ سکتا ہوں ، آپ کا قصور نہیں ہے یہ معاشرہ ہی ایسا ہے ،مظلوم معصوم اور بے گناہ ہوتے ہوئے بھی گناہ گار ٹھہرایا جاتا ہے لیکن آج میں گواہی دے سکتا ہوں چاہے تو حلف اٹھا سکتا ہوں کہ گیتی آراءنہ صرف بے قصور ہے بلکہ معصوم اور پاکیزہ بھی ہے۔

وہ ذرا سا رکا تھا ،کمرے میں گھمبیر سناٹا چھایا ہوا تھا محض سانسوں کی رفتار سے زندگی کا پتہ چل رہا تھا ،اس نے بات وہیں سے جوڑتے ہوئے کہا،

میں نے اس کے ساتھ زیادتی کی انتہا کر دی ،بنا قصور اس کو سزا ملی لیکن آپ سب کی

بے اعتنائی نے اسے توڑ دیا ہے ،یقین جانئے وہ بے حد مضبوط اور حوصلہ مند ہے مگر اپنوں سے دوری اسے اندر ہی اندر توڑ رہی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کرتے کرتے کہیں وہ ٹوٹ کر بکھر نہ جائے۔

اس نے ان کی جانب دیکھا وہ دونوں ہی ساکت سے اسے سن رہے تھے اور بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

آپ دونوں اس کے ماں باپ ہیں اسے بکھرنے سے بچا لیجئے۔

وہ اپنی سحر انگیز آنکھوں میں امید کی جوت جگائے عاجزی سے ان دونوں سے مخاطب تھا ،جہاں آراء بیگم ،واصف جمال بیگ کی پشت پر ان کے شانے پر ہاتھ رکھے کھڑی اپنے آنسو ضبط کرنے کی کوشش رہیں تھیں ان کے ہونٹوں سے ایک سسکاری نکلی تھی اور واصف بیگ کے شانے پر گرفت مضبوط ہوئی تھی جبکہ واصف جمال بیگ کو اپنی لاڈلی جوان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون تھی اس کے بارے میں سن کر انہیں دھچکا لگا تھا ۔جس دن سے وہ اس گھر سے گئی تھی ،انہیں ایک دن بھی سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوا تھا ،اس لیے اپنی بہن کی محبت سے زیادہ اپنی انا اور زعم میں آکر انہوں نے اسے اپنی زندگی سے بے دخل کر دیا تھا ،یہ بھی نہ سوچا کہ وہ کہاں

جائے گی ،اس کا کیا بنے گا اور اس کے بعد بھی ان کا غصہ اور جلال قائم رہا تھا لیکن پھر آہستہ آہستہ حالات میں تبدیلی آنی شروع ہوئی تھی ،پہلے بزنس میں گھاٹا در گھاٹا ، پھر تینوں بیٹوں کا بزنس اور پراپرٹی میں اپنے اپنے حصوں کا مطالبہ ۔انہوں نے بیٹوں کو ان کا حصہ دے دیا تھا لیکن پھر بیٹوں نے ہی ان سے منہ پھیر لیا تھا ،ایک بیکار شہ سمجھ کر کونے میں ڈال دیا تھا اور جب سے ایک ایکسیڈینٹ میں انہوں نے اپنی دونوں ٹانگیں گنوادیں تھیں اس کے بعد سے تو جو تھوڑا بہت تعلق تھا بیٹوں سے وہ بھی ختم ہو گیا تھا ۔ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے کئی کئی دن سامنا نہیں ہوتا تھا اور اگر کبھی اتفاق سے ہو بھی جاتا تو بس رسمی بات چیت کے علاوہ کوئی اور بات نہیں ہوتی تھی اور یہ تمام صورتحال انہیں یہ سوچنے پر مجبور کر گئی تھی کہ ان سے زیادتی ہوئی ہے اور جس کے ساتھ وہ زیادتی کے مرتکب ہوئے ہیں وہ ان کا اپنا خون ہے ،اپنے جگر کا ٹکڑا ہے ۔وہ بے قصور تھی معصوم تھی اور انہوں نے اس کی معصومیت پر یقین کرنے کے باوجود محض اپنی جھوٹی انا کی خاطر اسے بے دخل کر دیا تھا ۔ایک لمحے کے لئے بھی نہ سوچا کہ اس ظالم دنیا میں اس کا ٹھکانہ کیا ہوگا ۔ایسے میں ان کی صابر بیوی نے ان کا بے حد ساتھ دیا تھا ،وہ ان سے کچھ کہتی نہیں تھیں ،نہ کوئی شکوہ نہ گلہ بس ان کی آنکھوں میں ایک خاموش التجا ہوتی تھی کہ گیتی آراء کو واپس بلوالیں ۔اس وقت بھی ان کے

ہاتھوں نرم مگر مضبوط گرفت سے انہیں اپنی شریک حیات کی دلی کیفیت کا اندازہ ہو گیا کہ وہ کیا چاہتی ہیں جب کہ ان کا خود کا دل بھی اپنی لاڈلی بیٹی سے ملنے کے لئے مچل گیا تھا۔ وہ تو کبھی زندگی میں کبھی ان سے دور نہیں رہی تھی اور اب اتنے دنوں کی دوری نے اس کا کیا حال کیا ہوگا، یہ سوچ کر ان کے دل کو کچھ ہوا۔ انہوں نے اپنے شانے پر رکھے جہاں آراء کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا اور انہیں تسلی آمیز انداز میں دیکھا تھا پھر رخ موڑ کر اس شخص کی جانب دیکھا تھا جس نے ان کے گھر کو بدنامی کے اندھیروں میں دھکیل دیا تھا اور اب وہی ان کے گھر میں امید کی روشن سویرا بن کر آیا تو وہ کیسے اپنے دل اور گھر کے دروازے بند کر دیتے، اتنی ہمت نہیں تھی ان میں وہ پہلے بھی اپنی انا کے ہاتھوں بہت کچھ گنوا چکے تھے اور اس میں سب سے زیادہ نقصان ان کی خود کی عزیز از جان بیٹی کا ہوا تھا اور اب ان میں سکت نہیں تھی کہ وہ اس امید کے دیئے کو اپنے ہاتھوں سے بجھا دیتے۔ انہوں نے اس کے مضبوط ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور مسکرا کر اسے دیکھا اور ان کی مسکراہٹ پر اس کے ہونٹوں سے بھی ایک اطمینان بھری سانس نکلی اور ہونٹ خود بخود دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آ گئے تھے۔

وہ دو دن سے اسی حلیے اور اسی حالت میں گھر میں موجود لاؤنج کے صوفے پہ پڑی تھی ، دو دن تک رضیہ اس کے پاس رہی تھی جسے سالار ہی یہاں چھوڑ گیا تھا کہ وہ اس کی دیکھ بھال کر سکے لیکن تیسرے دن اس نے خود ہی اسے منع کر دیا ۔اس پر عجیب سی قنطوطیت سوار تھی نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا ، بھوکی پیاسی ایک ہی پوزیشن میں اسی صوفے پر بیٹھی تھی جس پہ سالار اسے چھوڑ کر گیا تھا ۔اس دوران وہ نہ تو گھر سے نکلی تھی اور نہ ہی کوئی اس سے ملنے آیا تھا ، فون اس کا آف تھا کہ وہ کسی سے بات کرنا نہیں چاہتی تھی ۔ نجانے کتنی دیر وہ اسی طرح بیٹھی رہتی جب کال بیل کی آواز نے اس کی ساری توجہ کھینچ لی ۔وہ ٹھٹھک کر اپنی سوچوں سے باہر آئی ،دل نجانے کیوں زور سے دھڑکا ، تبھی بیل دوبارہ بجی تھی اور وہ ایک انجانی طاقت کے زیر اثر مین ڈور کی جانب بڑھی اور اسی ٹرانس کی کیفیت میں دروازہ کھول دیا لیکن سامنے کھڑی دونوں شخصیات کو دیکھ کر اسے جھٹکا لگا تھا ۔اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا تھا ،ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہی ہے ،بنا پلکیں جھپکائے وہ ان جان سے عزیز ہستیوں کو اپنے سامنے دیکھ رہی تھی جیسے خوف ہو کہ وہ پلکیں جھپکیں گی اور خواب ٹوٹ جائے گا ۔ وہ نجانے کب تک اسی طرح کھڑی رہتی کہ واصف جمال بیگ کی آواز اسے حواسوں میں لے آئی ۔ وہ اس سے ہی مخاطب تھے اور مسکرا بھی رہے تھے،

بیٹا گیتی !اپنے اماں بابا کو اندر آنے کو نہیں کہو گی۔

وہ تو ان کی آمد کے جھٹکے سے ہی نہیں سنبھلی تھی کہ اب یہ مسکراتا ہوا چہرہ اور محبت سے گندھا لہجہ اسے مزید حیران کر گیا ۔اسے زور کا چکر آیا اور اس نے سہارے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور تبھی اس کا نرم گداز ہاتھ ممتا بھرے مانوس لمس کی گرفت میں آگیا ۔اس نے ایک مرتبہ پھر بے یقین نظران مسکراتے محبت لٹاتے چہروں پر ڈالی، وہ مسکراتے لبوں اور نم آنکھوں میں محبت لئے اسے ہی دیکھ رہے تھے ۔اسے احساس ہوا کہ نہ تو یہ خواب ہے اور نہ ہی اس کا تخیل تو وہ ایک دم چیخ پڑی،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اماں!!!

اور ان کو پکارتے ہوئے ان کے گلے لگ کر دھواں دھار رو پڑی!،جہاں آراء بیگم کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں ،وہ کبھی اس کو چومتیں کبھی اس کے آنسو صاف کرتیں جب کہ واصف جمال بیگ یہ منظر نم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے ۔اپنی لاڈلی کو اتنے دن بعد نظروں کے سامنے صحیح سلامت دیکھ کر جیسے دل کو سکون اور آنکھوں کو راحت مل رہی تھی لیکن اس کے اس طرح رونے سے دل کو تکلیف بھی پہنچ رہی تھی۔اس کا رونا بند نہیں ہوا تو انہیں ڈر ہوا کہ کہیں اس کی طبیعت دوبارہ نہ بگڑ جائے اسی لئے انہوں

نے اسے متوجہ کر لیا،

بیٹا گیتی ! بابا بھی ساتھ آئے ہیں ، بابا سے نہیں ملو گی۔

ان کے پکارنے پر وہ ٹھٹھکی ، رونا ایک دم بند ہوا تھا اور وہ فوراً اماں سے الگ ہوئی تھی اور سیدھی نظر بابا کے رعب دار مگر مشفق چہرے پر پڑی تھی ، وہ خوفزدہ ہوئی لیکن ان کی مسکراہٹ دیکھ کر حیران بھی ہوئی جب کہ ان کی حالت دیکھ کر اس کا دل ٹوٹ سا گیا۔ بابا مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے ، اس نے یقین دہانی کے لئے اماں کی جانب دیکھا ، انہوں نے تسلی آمیز انداز میں اسے دیکھا تھا اور دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا اور اشارے سے کہا کہ وہ بابا کے پاس جائے ۔ ان کے اشارے پر وہ جھجھکتی ہوئی کچھ خائف سی ان کے پاس گئی اور ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی کچھ دیر ان کی جانب دیکھتی رہی پھر ایک دم جیسے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا اور اتنے دنوں کا لاوا آنسوؤں کی صورت بہہ نکلا جب کہ واصف جمال بیگ نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ دیا اور اس کے دل کی بیقراری کو جیسے قرار مل گیا۔

کئی مہینوں بعد اس نے اس گھر کی دہلیز پار کری تھی لیکن اتنے مہینوں میں یہ گھر ، اس

کے در و دیوار جیسے اس کے لئے اجنبی ہو گئے تھے اور حیرانی سے اسے دیکھ رہے تھے جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہے ہوں ۔ وہ بھی دہلیز پر رکی اپنی خوبصورت آنکھوں میں اجنبیت لئے ارد گرد دیکھ رہی تھی لیکن کسی گوشے سے بھی اپنائیت محسوس نہیں ہو رہی تھی ، وہ اسی طرح کھڑی رہتی جب جہاں آراء بیگم نے اس کا بازو ہلایا اور پوچھا،

کیا ہوا گیتی ؟ رک کیوں گئیں بیٹا ؟ تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔

انہوں نے اس کی جھجھک محسوس کرتے ہوئے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر تسلی آمیز انداز میں تھپتھپایا ، ان کی تسلی کی خاطر وہ بددقت مسکرائی تھی اب انہیں کیا بتاتی کہ یہ در و دیوار ، یہ فضاء یہ ماحول حتیٰ کہ یہ گھر جہاں اس کی زندگی کے ماہ و سال گذرے تھے ، جہاں وہ پلی بڑھی تھی وہ اسے اجنبی لگ رہا ہے ، ایسا محسوس ہو رہا ہے وہ بھی اس سے سوال کر رہے ہیں لیکن اس نے بنا کچھ کہے دہلیز کے اس پار قدم رکھ دیا تھا ۔ جہاں آراء بیگم اور واصف جمال بیگ اس کے ساتھ تھے لیکن اسے پھر بھی جھجھک محسوس ہو رہی تھی ، جدید و قدیم طرز کے بنے بڑے سے ہال نما لاؤنج میں داخل ہونے پر اس کا سامنا اپنی بڑی اور منجھلی بھابھی سے ہوا تھا ۔ ان دونوں کی نظر بھی اس پہ پڑی تھی اور وہیں ساکت ہو گئی تھی لیکن جہاں آراء بیگم اور واصف جمال بیگ ان

دونوں کو بنا کوئی توجہ دیئے اندر کی سمت بڑھ گئے تو وہ بھی خاموشی سے ان کے ساتھ ہو لی تھی جب کہ بھابیوں کی چبھتی نگاہوں نے اس کا پیچھا دور تک کیا تھا

وہ بابا کے ساتھ ان کے بیڈ روم میں ان کے بیڈ کے نزدیک پڑی چیئر پر بیٹھی تھی ،اماں بھی وہیں موجود مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہیں تھیں،اسے اس طرح اپنے سامنے صحیح سلامت دیکھ کر ان کا دل ہر لمحے اپنے رب کا شکرانہ ادا کرتے نہیں رک رہا تھا ۔وہ بابا کو نسخہ ہائے وفا پڑھ کے سنا رہی تھی جب بیڈ روم کا دروازہ دھڑ سے کھلا ،وہ تینوں ہی چونک کر دروازے کی سمت متوجہ ہوئے جب اس کے دونوں بڑے بھائی خون آشام نظروں سے اسے گھورتے اندر داخل ہوئے اور سامنے آئی ہر چیز کو ٹھوکر سے اڑاتے اس کی جانب بڑھے ۔وہ جو خوفزدہ سی ان اندر آتا دیکھ کر خوف کے عالم میں اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئی تھی جب کہ کتاب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اس کے قدموں میں آ گری تھی ۔اس کا بڑا بھائی اسے نفرت انگیز نظروں سے دیکھتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا جب وہ ایک دم جا کر بابا کے بیڈ کے پیچھے جا کھڑی ہوئی جب ہی واصف جمال نے

کڑی آواز میں پوچھا تھا،

کیا بات ہے ؟ یہ کیا طریقہ ہے کسی کے کمرے میں آنے کا؟

ان کی آواز پہ وہ دونوں ہی ٹھٹھکے تھے جب کہ خوف سے لرزتی گیتی کو جہاں آراء نے اپنی آغوش میں چھپالیا تھا ۔اس کا بھائی اس پہ ایک قہر آلود نظر ڈال کر بابا کی جانب متوجہ ہوا اور تنفر آمیز لہجے میں ان کو جواب دیتے ہوئے کہا،

بابا ! کیا ضرورت تھی اس کو اٹھا کر گھر لانے کی جہاں رہ رہی تھی وہیں رہنے دیتے اور کیا بھول گئے آپ کہ کتنی بے عزتی سہنی پڑی تھی اس کی وجہ سے ہم سب کو اور اب بھی کیا آپ بھول رہے ہیں کہ اس گھر میں اور لوگ بھی رہتے ہیں ، ہمارے بھی بیوی بچے ہیں جواب بڑے ہو رہے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ اس کی وجہ سے گھر کا ماحول خراب ہو۔

بابا نے ان کی بات پہ بمشکل اپنا طیش دبایا اور بظاہر تحمل سے ان کی بات سننے کے بعد کہا،

برخوردار ! مجھے سب کچھ اچھی طرح یاد ہے یہ بھی یاد ہے کہ کس طرح میں نے اپنی

بچی کی حق تلفی کرتے ہوئے اسے گھر سے نکال دیا تھا بنا اس کی بات کو سمجھے ،میں کچھ بھی نہیں بھولا ، جھوٹی خاندانی روایات اور اپنی نام نہاد انا کی خاطر اپنی عزیز از جان بیٹی کو داؤ پہ لگا دیا لیکن اب مزید نہیں اور ہاں شائد تم لوگ یہ بھول گئے ہو کہ گیتی آراء کا باپ ابھی زندہ ہے اور وہ اس وقت اپنے باپ کے گھر میں موجود ہے جس کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار صرف میرے پاس ہے اور میرے اس فیصلے پر اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہے تو وہ بے شک اس گھر سے جا سکتا ہے۔

ان کا دو ٹوک لہجہ فیصلہ کن تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان کی بات پر بھائی پہلے حیران ہوئے پھر چھوٹے بھائی نے کہا،

ٹھیک ہے پھر ہمارا بھی اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔

بابا نے ایک نگاہ غلط ان دونوں پر ڈالی اور نپے تلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا،

میری بیٹی کو کسی ایسے انسان سے تعلق رکھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے جس کو اس کی قدر نہ ہو اور بجائے اس کے تم دونوں بہن کے سر پہ ہاتھ رکھو اس کا سہارا بنو تمہارا تو بالکل خون سفید ہو گیا ہے جو اپنی بیوی کے کہنے میں آکر اس معصوم کے پیچھے پڑ گئے

ہو ، شرم کرو۔

انہوں نے شرم دلانی چاہی جب کہ دونوں بھائی اندر ہی اندر تلملائے ضرور لیکن بہر حال ان کے خلاف بھی نہیں جا سکتے کہ گھر اور بینک بیلنس کا بڑا حصہ ابھی بھی ان کی تحویل میں تھا اور وہ بے وقوف نہیں تھے جو وہ ان سے بگاڑتے لیکن اپنی انا کو بھی داؤ پر نہیں لگا سکتے تھے اس لئے گیتی پہ ایک نگاہ ڈال کر بابا کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے آپ کو آپ کی بیٹی مبارک ہو بس اس سے کہیں کہ ہم سے اور ہماری فیملی سے دور رہے۔

کہہ کر وہ رکے نہیں جب کہ گیتی تو بس اپنی بے ترتیب دھڑکنیں سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی ، جہاں آراء بیگم نے اسے بمشکل اپنے آپ سے الگ کیا پھر اسے پانی پلایا تھا اور پھر کافی دیر بیٹھ کر اسے سمجھاتی رہیں تھیں لیکن وہ بھائیوں کا رویہ دیکھ کر وہ اندر تک ٹوٹ گئی تھی غیروں سے زیادہ اپنوں کا رویہ تکلیف کا باعث بنتا ہے سو اس وقت اس کی بھی کچھ یہی کیفیت تھی۔

اس شام وہ لان میں بیٹھی گل مہر کی شاخوں پہ کھلے سرخ پھولوں سے لدے درخت پہ نگاہیں جمائے ہوئے اپنی سوچوں میں گم بیٹھی تھی ،ابھی کچھ دیر پہلے اس کی بھتیجی اس کے پاس آکر بیٹھی تھی اور اسے بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھی جب بھابھی بھی اس طرف آئیں اور ان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ کر وہ اپنی بیٹی کو اٹھا کر زبردستی وہاں سے گئیں تھیں اور اب ہوا کے دوش پر سنائی دیتی ،بڑی بڑی کھڑکیوں سے چھن کر آتیں ان کی اور بڑے بھائی کی آوازوں نے اس کا دل کرچی کرچی کر دیا تھا ۔وہ بھائی سے مخاطب تھیں،

آپ کو تو کچھ ہوش ہے نہیں بس دو جمع دو میں لگے رہیں آپ؟

جواب میں بھائی کی مصروف سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی،

کیا ہوا ہے زینب اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟

بھابھی کی آواز اسے سنائی دی جو کہہ رہیں تھیں،

میں پوچھتی ہوں کہ آپ کی بہن کو آپ کے والد صاحب اٹھا کر گھر لے آئے بھلا ضرورت کیا اب اس ڈرامے کی ؟جہاں رہ رہی تھی وہیں پڑی رہتی ،آخراب سب کی

محبتیں جوش کیوں مار رہیں ہیں؟

وہ کچھ اور بھی کہہ رہیں تھیں لیکن اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے ،توجہ اس کی تب ہٹی جب اس کا فون بجنے لگا ۔اس نے چونک کر اسکرین کو دیکھا اور نیہا کالنگ دیکھ کر اپنے آنکھوں کے کناروں پہ ٹکی نمی کو صاف کرتے ہوئے اس نے کال پک کر لی ۔دوسری جانب نیہا حسب عادت شروع ہو چکی تھی،

ہائے گیتی ! کیسی ہو ؟مجھے پتہ چلا کہ انکل آنٹی خود آئے تھے اور تمہیں واپس گھر لے گئے یقین جانو مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ حد نہیں۔۔۔

اس کے انداز پہ گیتی کے ہونٹوں کو مبہم مسکراہٹ نے چھوا ،انسان کی زندگی میں چند لوگ ایسے ہوتے جو ان کے لئے آکسیجن کا کام کرتے ہیں جیسے انسانی زندگی کو پنپنے کے لئے آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح وہ لوگ بھی کسی کی زندگی کے لئے اتنے ہی اہم ہوتے ہیں اور اس کی زندگی میں بھی نیہا کی اہمیت آکسیجن سے کم نہیں تھی ،اس وقت اس کی کال سے گیتی کا دھیان بٹ گیا تھا اور اب وہ مسکراتے ہوئے اس کی بات کا جواب دے رہی تھی،

ہاں بابا اور اماں خود آئے تھے مجھے لینے۔

اس نے حتی الامکان کوشش کی تھی لہجے کو فریش بنانے کی لیکن دوسری جانب بھی نیہا تھی جو شائد اس کے اندر تک اتری ہوئی تھی کہ اس کے لہجے سے اس نے اندازہ لگالیا کہ وہ ڈیپریس ہے اسی حساب سے اس نے کہا،

کیاہوا گیتی ! تم خوش نہیں لگ رہی ہو؟

اس کے ٹھیک اندازے پر گیتی آراء نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا،

ناخوش بھی نہیں ہوں لیکن مجھے یہ درودیوار یہ ماحول پرایا سا لگ رہا ہے جیسے یہ سب کچھ اجنبی ہو میرے لئے ،ایسا لگ رہا ہے جیسے سب کی آنکھوں میں سوال ہے جو مجھے اندر تک چھید رہے ہے؟

اس کے لہجے سے اس کے اندر کا دکھ واضح تھا ،نیہا کو افسوس ہوا لیکن اس کی ہمت بندھانے کی خاطر اس نے کہا،

درودیوار بھی مانوس ہو جائیں گے بس تھوڑا ٹائم لگے گا۔

اس کے تسلی آمیز انداز پر وہ مسکرائی تھی جب کہ نیہا کہہ رہی تھی،

اور ویسے بھی یہ تمہارے بابا کا گھر ہے جتنا حق تمہارے بھائیوں کا ہے اتنا ہی تمہارا بھی

ہے اس لئے دھڑلے سے رہو اور عیش کرو اور اگر کوئی تم کو الٹا سیدھا بولے تو ایک کی دس سناؤ۔

اس نے اچھا خاصا لیکچر اسے دیا تھا، اس کے انداز پر گیتی کھل کر مسکرائی اور کہا،

توبہ نیہا تم تو لندن جا کر بالکل لڑاکا ہو گئی ہو بیچارے زوار بھائی کا کیا ہوا ہو گا؟

اس کی بات پر نیہا دل کھول کر ہنسی تھی جب کہ اس کی ہنسی کے ساتھ گیتی کی دلکش ہنسی بھی شامل ہو گئی تھی اور پھر کافی دیر نیہا سے فون پر بات کرنے کے بعد اس نے فون بند کیا تو دل کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس رات بابا نے سب کو ڈنر اکھٹے کرنے کا بولا تھا یہ کہہ کر کہ کچھ اہم بات کرنی ہے جب کہ اماں سے کہہ کر گیتی کی پسند کی ساری چیزیں بنوائیں تھیں سب اکھٹے ہو گئے تھے ، بابا اور اماں اس سے محبت جتاتے نہیں تھکتے تھے ،اس وقت بھی اماں اس کی پلیٹ میں کباب رکھتے ہوئے اسے ڈھنگ سے کھانے کی تلقین کر رہیں تھیں اور

بھابھیوں کے سینے پر سانپ لوٹ رہے تھے جب کہ بھائیوں کو جیسے اس سے کوئی غرض نہیں تھی اس لئے وہ بنا کسی اور طرف توجہ دیئے اپنا کھانا کھا رہے تھے لیکن دل میں یہ خیال سبھی کے تھا کہ واصف جمال بیگ کو بات کیا کرنی ہے ۔ بابا نے اپنی سب اولادوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی اور سب کو ایک ساتھ مخاطب کرتے ہوئے کہا،

بچو میں تم سب سے ایک اہم بات کرنا چاہ رہا ہوں اسی لئے تم سب کو آج اکھٹا ہونے کو کہا ہے۔

سب منتظر ہی تھے اس لئے ان کے متوجہ کرنے پر سب ان کی جانب ہی دیکھنے لگے جب کہ بابا اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہے تھے،

اس وقت کیونکہ سب ہی یہاں موجود ہیں اس لئے اس سے زیادہ مناسب موقع یہ بات کرنے کا ہو نہیں سکتا۔

ان کی تمہید پر بھائیوں نے الجھ کر جب کہ بھابھیوں نے پریشان ہو کر انہیں دیکھا تھا البتہ جواب بڑے بھیا نے دیا تھا،

جی کہیئے ہم سن رہے ہیں۔

واصف جمال بیگ مسکرائے پھر اپنے دائیں جانب رکھی نیلے کور والی فائل اٹھا کر بڑے بھیا کی جانب بڑھائی جو کہ انہوں نے تذبذب سے تھام لی جب کہ بابا ان سب کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے،

میں نے وکیل کو بلوایا تھا اور اس سے کہہ کر اپنی will میں کچھ ترامیم کروائیں ہیں جو کہ اس فائل میں موجود ہیں تم لوگ بھی اس کو دیکھ لو ،پڑھ لو اور سمجھ لو تا کہ کل کو کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو۔

باقی سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا ،پینڈورا باکس آخر کھل گیا تھا جب کہ ان سب کے ذہنوں میں کلبلاتے سوالوں کو زبان بڑے بھیا نے دی تھی،

ایسی کیا ایمرجنسی ہو گئی کہ آپ نے کسی سے بھی مشورہ کئے بغیر اس طرح will کو چینج کر دیا۔

لہجہ اچھا خاصا بدلحاظ تھا جب کہ باقی سب کے تیور بھی ان سے مختلف نہ تھے ،بھابھیاں البتہ اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہیں تھیں اور وہ اپنی جگہ سر جھکائے چور سی بنی بیٹھی تھی۔بھیا کے انداز پر بابا کو دکھ تو ہوا لیکن وہ تحمل سے مسکرائے اور کہا،

برخوردار !اس کے لئے مجھے کسی سے بھی مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ،میں ابھی زندہ ہوں اور ہوش و حواس میں بھی ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ حق دار کو اس کا حق مل جائے اور کسی کی بھی حق تلفی نہ ہو۔

انہوں نے کھل کر اپنا مطمع نظر سمجھایا جب کہ بھیا کے ہونٹوں پہ طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اس مرتبہ چھوٹے بھیا نے بھی میدان میں کودنا ضروری سمجھا،

یہ تو ہم بھی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ پٹیاں آپ کو کون پڑھا رہا ہے۔

ان الفاظ پر اس کا دل کرچی ہوا جب کہ آنسو دل پر گرے تھے لیکن بابا نے دو ٹوک انداز میں انہیں جواب دیا تھا،

میں نے دنیا دیکھی ہے اور بفضل خدا بہت سمجھدار ہوں اتنی آسانی سے کسی کی باتوں میں نہیں آسکتا بہر حال آپ سب کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ بزنس اور پراپرٹی میں نے چاروں بچوں کے نام برابر کی تقسیم کر دی ہے جب کہ جہاں آراء کا سارا زیور گیتی کے نام ہے اور یہ گھر جہاں آراء کے نام ہے ۔باقی جو بھی تفصیل ہے وہ ان کاغذات میں ہے چاہو تو پڑھ لینا۔

اپنی بات مکمل کر کے اپنی وہیل چیئر پیچھے گھسیٹی تھی اور تبھی بڑے بھیا نے کہا،

جب اماں کا زیور گیتی کے نام کر دیا تھا تو بزنس میں حصہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔

کہتے ہوئے ایک قہر آلود نگاہ اس کے جھکے سر پہ ڈالی جب کہ ان الفاظ پر اس کا دل زخمی ہوا تھا، وہ پلکیں جھپک جھپک کر اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی اور تبھی بابا کی آواز اس نے سنی تھی،

تمہاری شادیوں پر جو زیور تمہاری بیویوں کو چڑھایا گیا اس حساب سے تو پھر بزنس میں تمہارا بھی کوئی حصہ نہیں بنتا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے جیسے سب کو لاجواب کر دیا، پوری ڈائننگ ٹیبل پر خاموشی تھی ، انہوں نے ایک طائرانہ نگاہ سب پر ڈالی اور پھر گیتی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

بیٹا گیتی ! مجھے میرے کمرے میں لے چلو اور میری رات کی دوا بھی نکال دو۔

بابا کی پر شفقت آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی اور وہ جو چہرہ جھکائے آنسو پینے کی کوشش کر رہی تھی ایک دم حواسوں میں آئی اور پھر اٹھ کر ان کی چیئر کے نزدیک آ گئی جب کہ باقی سب اپنا کھانا ادھورا چھوڑ کر اٹھ کر چلے گئے تھے ۔اس نے افسوس سے

سب کو جاتے ہوئے دیکھا تھا جب کہ بابا اور اماں کو اس کی کیفیت کا اندازہ بخوبی تھا تبھی اماں نے اسے مخاطب کر لیا،

گیتی جاؤ اپنے بابا کو ان کے کمرے میں لے جاؤ اور دوا بھی نکال دو میں دودھ گرم کر کے لا رہی ہوں۔

انہوں نے اس کا دھیان بٹانے کی دانستہ کوشش کری تھی ،ان کی آواز پر وہ چونکی پھر ایک گہرا سانس لے کر بابا کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور ان کے ہاتھوں کو اپنے نرم ہاتھوں کی گرفت میں لیتے ہوئے دھیمی آواز میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

بابا ! مجھے پراپرٹی اور بزنس میں حصہ نہیں چاہیے۔

بابا نے اماں کو ایک نظر دیکھا جب کہ وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

اس طرح کر کے آپ بھیا کو ناراض کر دیں گے۔

وہ اپنے مخصوص سادہ ،بے ریا اور معصوم انداز میں کہہ رہی تھی جب کہ لہجہ معتدل تھا ،انہیں اپنی سادہ اور نرم دل بیٹی پر اس لمحے ٹوٹ کر پیار آیا اور انہوں نے جھک کر اس کی پیشانی چومی اور محبت سے کہا،

بیٹا گیتی ! ان سب کی نار ضگی کی خاطر میں اس پاک ذات کی ناراضگی مول نہیں لے سکتا جس نے یہ سب میرے فرائض اور ذمے داری میں شامل کیا ہے ۔اس ذات کا حکم ہے کہ اپنی اولاد میں تفریق نہ کرو اور کسی کی حق تلفی نہ کرو۔

گیتی نے نم آنکھیں اٹھا کر انہیں دیکھا ،وہ پدرانہ شفقت سے مغلوب ہو کر محبت سے اسے دیکھتے ہوئے مسکرائے اور بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

اور وہ سب مجھ سے ناراض نہیں ہوں گے ،ویسے بھی جتنے دن زندگی کے باقی ہیں میں سکون سے گذارنا چاہتا ہوں اور وہ تبھی ممکن ہے جب حق دار کو اس کا حق دے کر جاؤں ،تمہارے ساتھ پہلے ہی بہت زیادتی کر چکا ہوں اس کا ازالہ تو نہیں کر سکتا لیکن تم سے امید کرتا ہوں اگر ہو سکے تو اپنے بابا کو معاف کر دو۔

ان الفاظ پر اس نے ایک دم تڑپ کر ان کے ہاتھ تھام لئے پھر نم آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا،

ایسی باتیں مت کریں بابا ! خدا آپ کا اور اماں کا سایہ ہم سب پہ ہمیشہ سلامت رکھے ۔ آمین !

اس کی محبت پر اماں اور بابا دونوں مسکرا دیئے جب کہ ان دونوں کو مسکراتا دیکھ کر وہ بھی ہلکی پھلکی ہو کر مسکرا دی۔

وہ اپنے بیڈ روم میں ایزل کے سامنے کھڑی اپنی ہی بنائی ہوئی ادھوری پینٹنگ پر نظریں جمائے ہوئے تھی ، نجانے کیا بات تھی کہ وہ اب اپنی ہی پینٹنگز کو مکمل کرنا تو دور کی بات ایک اسٹروک بھی ٹھیک سے نہیں لگا پاتی تھی ۔اس وقت بھی وہ خالی الذہنی کی سی کیفیت میں کھڑی اس نامکمل پینٹنگ کو دیکھ رہی تھی اور تبھی دروازہ کھلا اور جہاں آراء بیگم اندر داخل ہوئیں تھیں ۔اس نے فوراً پلٹ کر دیکھا تھا اور انہیں دیکھ کر مسکرائی تھی ،اس کو مسکراتا دیکھ کر جہاں آرا بیگم کے دل میں ڈھیروں اطمینان اتر گیا ۔انہوں نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا،

کیا ہو رہا ہے؟

اس نے بھی ہلکے پھلکے انداز میں انہیں جواب دیتے ہوئے کہا،

کچھ نہیں بس ایسے ہی اس پینٹنگ کو مکمل کرنے کا سوچ رہی تھی لیکن اب موڈ نہیں

ہے ،آپ آئیں نا۔

ان سے کہتے ہوئے اس نے ان کے ہاتھ تھام لئے پھر پہلے انہیں بیڈ پر بٹھایا پھر خود ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی ۔ جہاں آراء بیگم اسے دیکھ کر مسکرائیں اور پھر اس کی پیشانی پہ پڑی سیاہ لٹیں ہٹاتے ہوئے کہا،

اچھا تو یہ کہو کہ اماں سے لاڈ کروانے کا موڈ ہے۔

کہتے ہوئے اس کی روشن پیشانی چومی ،ان کی محبت محسوس کر کے اس کے کٹاؤدار پنکھڑی ہونٹوں پہ خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی اور وہ اپنی آنکیں موند کر ان کی محبت محسوس کرنے لگی۔کچھ دیر جہاں آراء بیگم اس کے ریشمی نرم بالوں میں انگلیاں پھیرتیں رہیں پھر اسے پکارا،

گیتی!!!

ان کے پکارنے پر بھی اس نے آنکھیں نہیں کھولیں بلکہ اسی طرح آنکھیں موندے موندے جواب دیا،

جی اماں!!!

اس کے معصوم ،فرمابردار انداز پر وہ مسکرائیں اور محبت سے کہا،

بیٹا !اصل میں تم سے ایک اہم بات کرنی تھی۔

ان کی بات پر اس نے اپنی گھنی پلکیں وا کر کے ان کو دیکھا تھا جب کہ وہ اسی طرح نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے اس سے کہہ رہیں تھیں،

تم جانتی ہو آج کون آیا تھا؟

ان کے انداز پہ اس کا ماتھا ٹھنکا ،جب کہ دل اتھاہ میں ڈوبا تھا اور اس نے پوچھا،

کون آیا تھا اماں؟

دھیمے لہجے میں ہزاروں خدشات تھے اس کے پریشان چہرے کو دیکھ کر جہاں آراء بیگم مسکرائیں اور محبت سے کہا تھا،

عبداللہ گردیزی صاحب آئے تھے۔

اس نام کے ساتھ کسی کا خیال اس کے دل کو بے چین کر گیا گو آغا جان کے آنے کا سن کر اسے دلی خوشی ہوئی تھی لیکن اس شخص کے حوالے سے یہ خوشی پھیکی سے پڑ گئی تھی جب کہ اماں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

بیٹا گیتی! اصل میں عبداللہ گردیزی صاحب نے تمہارا رشتہ مانگا ہے،

اس بات پہ اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور اس نے گھبرا کے کہا،

جی!!!

اس کی گھبراہٹ پہ اماں مسکرائیں اور کہا،

انہوں نے سالار کے لئے تمہارا رشتہ مانگا ہے،

اس نام پر اس کا دل سکڑ کر پھیلا اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا اور خوبصورت چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔

اماں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

بیٹا گیتی! عبداللہ گردیزی صاحب نے تمہارا رشتہ مانگا ہے،

اس بات پہ اس کا دل اتھاہ میں ڈوبا اور اس کے ہونٹوں سے گھبراہٹ میں پھسلا،

جی!!!

اس کی گھبراہٹ پہ اماں مسکرائیں اور کہا،

انہوں نے سالار کے لئے تمہارا رشتہ مانگا ہے،

اس نام پر اس کا دل سکڑ کر پھیلا اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا اور خوبصورت چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا اور وہ خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھتی رہ گئی ۔اس کے برعکس اماں اپنے مخصوص متحمل انداز میں کہہ رہیں تھیں،

بیٹا گیتی! عبداللہ گردیزی صاحب نے خود تمہارے بابا سے تمہارا رشتہ سالار کے لئے مانگا ہے،

اس نام پر بے نام سی خلش نے اس کے دل کا احاطہ کر لیا جب کہ جہاں آراء بیگم اسی طرح محبت سے اس کے گھنے ریشمی بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

اور تم تو جانتی ہو کہ تمہارے بابا ،عبداللہ صاحب کے کام کے کتنے قدر دان ہیں بلکہ ان سے انسیت اور لگاؤ کا ایک الگ ہی رشتہ ہے ،تمہارے بابا بہت خوش ہیں لیکن

تمہاری خوشی سب سے زیادہ اہم ہے۔

گیتی نے ان کی جانب دیکھا اور پوچھا،

آغا جان نے خود کہا ہے؟

آواز دھیمی تھی جب کہ لہجہ فطری شرم اور جھجک سے لبریز تھا ،وہ پوچھنا تو کچھ اور چاہ رہی تھی لیکن کہہ نہیں پا رہی تھی ۔اماں اس کی جھجک کے پیچھے چھپے الفاظ کا مفہوم پا گئیں اور اس کے بالوں کی موٹی سی لٹ اس کے کان کے پیچھے کرتے ہوئے محبت سے کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عبداللہ گردیزی صاحب خود آئے تھے تمہارے بابا کے پاس یہ بات کرنے اور انہوں نے بہت محبت اور احترام سے اپنا مدعا بیان کیا ہے لیکن میرا اندازہ ہے کہ اس سب میں سالار کی خواہش بھی شامل ہے۔

ان کے واضح جواب پر گیتی کا چہرہ سرخ ہوا تھا جب کہ اماں حلاوت اور محبت سے کہہ رہیں تھیں،

اور پھر سالار سے میں بھی ملی ہوں وہ بہت اچھا ہے اور سچ کہوں تمہاری طرف سے تو

میں بالکل ناامید ہو گئی تھی اور یہی سوچتی تھی کہ کبھی اپنی زندگی میں اپنی بچی کا چہرہ دیکھ سکوں گی یا نہیں لیکن یہ سالار ہی تھا جس نے تمہارے بابا اور بھائیوں کا اتنا برا بھلا سننے کے باوجود بھی ہمت نہیں ہاری اور تبھی میں تم سے مل سکی ، تمہیں دیکھ سکی،

کہتے ہوئے اسے محبت سے دیکھا جو دم سادھے انہیں سن رہی تھی اور بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

لیکن ہم کوئی بھی فیصلہ تم سے پوچھے بغیر نہیں کریں گے ،اسی لئے تمہارے بابا نے مجھ سے کہا ہے کہ تم سے پوچھ لوں پھر ہی ان کو کوئی جواب دیں گے تو بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟

کہتے ہوئے اس کے خوبصورت چہرے پر نظر ڈالی جو خوف اور وحشت کی تصویر پیش کر رہا تھا، وہ اس کی کیفیت سمجھ رہیں تھیں اسی لئے ملائمت سے اس سے مخاطب تھیں،

گیتی بیٹا ! پریشان مت ہو کوئی بھی فیصلہ تمہاری مرضی کے بغیر نہیں ہو گا بس میں اتنا کہوں گی کہ سالار مجھے اچھا لگا ہے ،اس نے جو کچھ کیا اس کو بھلانا آسان نہیں ہے مگر وہ اپنی غلطی پر نہ صرف شرمندہ ہے بلکہ اس رشتے میں اس کی اپنی خواہش بھی شامل ہے۔

انہوں نے رک کر ایک نظر اس کے خوفزدہ سے چہرے کو دیکھا جس پر ان الفاظ نے شرم اور حیا کے رنگ بکھیر دیئے تھے اور وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اماں اس کے بارے میں کیا سوچ رہی ہوں گیں جب کہ جہاں آراء بیگم اسی محبت سے لبریز لہجے میں کہہ رہیں تھیں،

اور گیتی ! شادی ہمیشہ ایسے مرد سے کرنی چاہئے جو آپ کا طلبگار ہو نہ کہ اس سے جس کی طلبگار عورت ہو ، وہ شخص جو آپ سے نہ صرف محبت کرتا ہو بلکہ عزت بھی دینا جانتا ہو اور سالار میں یہ دونوں باتیں میں نے محسوس کیں ہیں اور ایسا مرد ہمیشہ اس عورت کی قدر کرتا ہے جو نہ صرف اس کی محبت ہو بلکہ عزت بھی ہو۔ جو مرد اپنی عورت کی قدر کرتا ہے اس سے محبت بھی کرتا ہے۔

بات کرتے کرتے انہوں نے اس کو دیکھا تھا جو پریشان سی ان کی باتیں سن رہیں تھیں اور اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا،

محبت اہم ہے لیکن عزت سب سے زیادہ اہم ہے شائد تمہیں میری باتیں ابھی سمجھ میں نہ آئیں لیکن وقت کے ساتھ تمہیں سمجھ آ جائے گی۔

کہتے ہوئے اس کا نرم گداز ہاتھ تھام لیا جو سرد ہو رہا تھا اور وہ جوان کی باتیں ایک

ٹرانس کی کیفیت میں سن رہی تھی ایک دم حواسوں میں آئی اور لجاجت سے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا،

اماں! پلیز آپ ان کو منع کر دیں، پلیز!

روہانسی سی آواز میں کہتے ہوئے اس نے لجاجت سے ان کے ہاتھ مضبوطی سے تھام لئے جب کہ جہاں آراء نے محبت سے کہا،

گیتی انہوں نے بہت محبت اور چاہ سے تمہارا ہاتھ مانگا ہے۔

کہتے ہوئے امید بھری نظروں سے اسے دیکھا جو اس اچانک رونما ہونے والی سچوئشن پر پریشان اور خوفزدہ سی انہیں دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا رہی تھی، خوبصورت آنکھوں میں خوف کے سائے لہرا رہے تھے ۔انہوں نے محبت سے اس کے چہرے پر بکھرے بال ہٹائے اور کہا،

اتنی جلدی فیصلہ مت کرو تھوڑا سوچ لو پھر جو فیصلہ تمہارا ہو گا ہمیں قبول ہو گا۔

محبت سے کہتے ہوئے اس کی پیشانی چومی اور بلینکٹ اوڑھا کر اسے سوچنے کا موقع دے کر وہاں سے چلی گئیں لیکن اس کے ذہن کو ان گنت سوچوں میں الجھا گئیں ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سالار گردیزی!!!

اس نام کی سوچ آتے ہی اس کا دل زور سے دھڑکا اور اس نے اپنے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کے زور سے آنکھیں میچ لیں لیکن بند آنکھوں کے پیچھے وہ شربتی ، لمبی پلکوں اور سرخ ڈوروں سے سجی سحر انگیز آنکھیں لہرا گئیں، وہ آنکھیں جو کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑ لیں اور جن پہ کوئی بھی اپنا سب کچھ لٹا دے لیکن وہ آنکھیں اسے صرف خوف میں مبتلا کرتیں تھیں، اس تصور سے اس کا دل مزید تیزی سے دھڑکا اور اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں ۔ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنے بے قابو دل کو سنبھالنے کی کوشش کی جو کسی صورت سنبھلنے میں نہیں آ رہا تھا اور پھر تھک کر بیڈ کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

وہ اپنا کافی کا مگ تھامے ٹیرس پہ کھڑا تھا ، سحر انگیز نظریں گلاب کی باڑھ پہ کھلے خوبصورت اور خوش رنگ گلابوں پہ جمیں تھیں لیکن ان سحر انگیز آنکھوں میں سوچ کی دبیز تہہ اس بات کا اشارہ کر رہی تھی کہ وہ ذہنی طور پہ حاضر نہیں ہے ۔ وہ اپنی سوچوں میں گم ٹیرس کے ماربل کی منڈیر سے ٹیک لگائے کھڑا تھا جب حیدر نے وہاں

دھاوا بولا تھا اور آتے ہی شروع ہو گیا تھا،

ادھر روم جل رہا تھا اور نیرو بانسری بجا رہا تھا اور شائد اس وقت تم بھی اسی کی کوئی بھولی بسری یاد تازہ کرنے یہاں بیٹھے ہو۔

وہ جو اپنی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا حیدر کی تیز آواز پر اپنی سوچوں سے باہر آیا جب کہ حیدر اسی انداز میں بولتا ہوا اس کے نزدیک اکھڑا ہوا اسے ملامتی نظروں سے دیکھ رہا تھا،

یقیناً تمہیں بھی اس وقت نیرو سے تشبیہ دی جائے تو غلط نہ ہو گا۔

سالار نے اس کے رواں تبصرے کو خاطر میں لائے بغیر محض اتنا کہا،

تم ہو؟

حیدر کو اس پہ جی بھر کے غصہ آیا اور اس نے سالار کے ہاتھ سے کافی کا مگ تقریباً چھینتے ہوئے سامنے پڑی ماربل کی ٹیبل پہ پٹخ دیا اور اس کی جانب رخ کرتے ہوئے اسے گھورا اور کہا،

گیتی نے انکار کر دیا؟

اس سوال کے جواب پہ سالار نے تحمل سے کہا،

یہ اطلاع ہے یا سوال؟

بظاہر متحمل نظر آنے والے سالار کی سحر انگیز آنکھوں میں درد کی تحریر واضح تھی جو حیدر سے چھپی نہ رہ سکی اور اس کے انداز پہ افسوس کے باوجود حیدر کا پارہ چڑھا ،اس نے سالار کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا اور کہا،

کیوں اپنے ساتھ ساتھ اپنے سے محبت کرنے والوں کو اذیت دے رہے ہو ،آغا جان کو کیوں منع کر رہے ہو کہ وہ گیتی سے اس انکار کا جواز نہ مانگیں۔

سالار نے بمشکل اپنے اوپر قابو پایا اور اس کے ہاتھ اپنے شانوں سے ہٹاتے ہوئے تحمل سے کہا،

تم نہیں سمجھو گے۔

کہتے ہوئے قدم آگے بڑھائے جب کہ حیدر کا بس نہ چلا اسے جھنجھوڑ دے اسی لئے طنزیہ لہجے میں گویا ہوا،

تو کیا ظل سبحانی یہاں پر دیو داس کی نامعلوم قبر پہ فاتحہ خوانی کا انتظام کروانے بیٹھے تھے؟

اس کے طنز پر وہ افسردگی کے باوجود مسکرایا اور کہا،

کیا ہو گیا ہے یار حیدر آغا جان نے پروپوزل دیا ،اس کے پیرنٹس نے اس سے پوچھا اس نے انکار کر دیا سمپل, وہاٹس آ بگ ڈیل اباؤٹ اٹ؟

اس نے کہتے ہوئے رخ موڑا اور نظریں کھلے آسمان پر جمادیں جو ڈھلتی شام کے باعث نارنجی ہو رہا تھا ،حیدر نے زچ ہوتے ہوئے اس کا رخ اپنی جانب کیا اور کہا،

اچھا اگر بگ ڈیل نہیں ہے تو نظریں کیوں چرا رہے ہو؟

سالار خاموش رہا وہ کیا بتاتا کہ وہ اپنے آپ کو جوڑنے کے عمل سے گذر رہا ہے، آغا جان نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا وہ ان کی دل آزاری کے خیال سے انہیں منع نہیں کر پایا گو دل کے نہاں خانے میں یہ خواہش دبی تھی اسے اپنانے کی لیکن یہ سوچ بھی جاگزین تھی کہ ایسا کرنے پر وہ یقیناً اسے ایک نفس پرست انسان ہی سمجھے گی اور قوی امکان یہی تھا کہ وہ انکار ہی کر دے گی لیکن اس سب کے باوجود اسے دکھ ہوا تھا اور اسی دکھ کو چھپانے کی خاطر وہ اپنوں سے اپنا آپ چھپائے بیٹھا تھا۔اس سب میں وہ اپنے پیاروں کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا اس لئے اپنے آپ کو دور کر لیا تھا جب کہ یہ نہیں جانتا تھا ،اپنے تو دل کے اندر تک اترے ہوتے ہیں، ان کو الفاظ کی ضرورت

نہیں ہوتی دل کا حال جاننے کے لئے ۔چند لمحے اپنے جوتے کی toe سے ماربل کا فرش کھرچتا رہا پھر ایک گہرا سانس لے کر کہا،

اپنے آپ کو جوڑنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ بہر حال انسان ہوں تکلیف تو پہنچتی ہی ہے۔

حیدر کو رنج ہوا ،یہ وہ سالار تو نہیں تھا جسے وہ جانتا تھا ،س نے سالار کو شانوں سے تھاما اور کہا،

یار تم تو ایسے نہیں تھے۔

سالار نے زخمی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

جس سالار کو میں جانتا ہوں وہ اس طرح ہاتھ پیر چھوڑ کر تو نہیں بیٹھتا تھا ،وہ تو آخری وقت تک کوشش کرتا تھا پھر اب کیا ہوا ہے؟

اس نے جیسے اسے ہمت دلانی چاہی جب کہ سالار کے ہونٹوں پہ ایک پھیکی مسکراہٹ جھلک دکھا کر غائب ہو گئی لیکن جب وہ بولا تو لہجہ ہموار تھا،

حیدر ! میں ویسا نہیں تھا تبھی تو آج ایسا ہوں۔

حیدر نے اسے افسوس سے دیکھا جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

مجھ جیسے انسان اپنے گھمنڈ میں مبتلا جیتے جاگتے انسانوں کو بھی کوئی حدف سمجھ لیتے ہیں اور پھر اپنی انا کی تسکین خاطر ان کو اپنا نشانہ بناتے ہیں لیکن جب قدرت اپنی کرنی پر آتی ہے تو پھر ہم جیسے شہسوار منہ کے بل گرتے ہیں، قدرت ہمیں عرش سے فرش پہ پٹخ دیتی ہے اور پھر اس خداداد اور حتمی طاقت کے آگے سب بے بس ہو جاتے ہیں۔

وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں بول رہا تھا اور حیدر اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا، اس کی خاموشی محسوس کر کے سالار نے اسے دیکھا اور اسے اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑے دیکھ کر وہ مسکرایا اور پوچھا،

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟

کہتے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا جب کہ حیدر اس حیرت سے باہر آتے ہوئے کہہ رہا تھا،

دیکھ رہا ہوں اس محبت کے احساس نے تمہیں کتنا بدل دیا ہے۔

سالار مسکرایا اور ایک گہرا سانس لیا اور کہا،

ہاں کہہ سکتے ہو پہلے کے سالار میں اور اس سالار میں بہت فرق ہے پہلے کا سالار گھمنڈی ،انا پرست اور متکبر تھا لیکن محبت جس دل میں ڈیرہ ڈال لے اس دل میں ایسے کسی جذبے کی گنجائش نہیں رہتی۔

وہ جیسے پھر اسی کیفیت سے دوچار ہوا تھا ،ہلکی ہلکی لو دیتی کیفیت کہیں دور کھوئی کیفیت جب کہ حیدر ابھی بھی خاموش سا سن رہا تھا،

محبت تحمل سکھاتی ہے ،محبت میں میں نہیں ہوتی ،انا نہیں ہوتی یہ نفس سے آزاد ہوتی ہے اور اگر اس جذبے میں نفس پرستی ہے اور وہ دینے کے بجائے چھیننا سکھا رہا ہے تو وہ جذبہ کچھ بھی ہو سکتا ہے لیکن محبت نہیں ہو سکتا ،محبت تو اللہ تک جانے راستہ بتاتی ہے اور اللہ تو دلوں میں رہتا ہے ،اس کی خلقت کا دل دکھا کر محبت کا دعویٰ کرنے والے کے دل میں یہ پاک جذبہ پنپ ہی نہیں سکتا اور وہ محبت جو اللہ سے دور کر دے وہ نفس پرستی کے سوا کچھ اور ہو نہیں سکتا جب کہ اللہ کی محبت یہ کہتی ہے میری خلقت کو تکلیف نہ دو۔

حیدر نے بھی اسی کیفیت کے زیر اثر پوچھا تھا،

تو کیا محبت کو حاصل کرنے کی تدبیر نہیں کرنی چاہئے اسے ایسے ہی چھوڑ دینا چاہئے؟

اس کے سوال پہ وہ مسکرایا جیسے کوئی کسی کم سن بچے کی بات پہ مسکراتا ہے،

کوشش ضرور کرنی چاہئے لیکن اس محبت کو اپنا پابند نہیں کرنا چاہئے ورنہ وہ محبت تعفن کا شکار ہو جاتی ہے وہ کہتے ہیں نا ! محبت کو آزاد چھوڑ دو اگر وہ واپس آگئی تو وہ ہمیشہ تمہاری تھی اور اگر نہیں تو وہ کبھی بھی تمہاری نہیں تھی اور ویسے بھی میں آلریڈی گیتی کی ساتھ بہت کچھ غلط کر چکا ہوں اب مزید اسے کسی چیز کے لئے فورس نہیں کرنا چاہتا اگر یہ رشتہ جڑے گا تو اس کی مرضی سے ورنہ نہیں

کہتے کہتے اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے اتنے عرصے میں پہلی مرتبہ حیدر کو دیکھا تھا جو ابھی بھی بنا پلکیں جھپکائے اسے سن رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا پھر آنکھوں کو بند کرکے دوبارہ کھولا اور اس کے شانے پر بازو دراز کرتے ہوئے کہا،

سالار تم تو واقعی سدھر گئے ہو۔

اس کے تعریفی انداز پہ وہ پھیکے سے مسکرایا اور حیدر کو گھورتے ہوئے کہا،

اور مجھے لگ رہا ہے کہ تم خاصے بگڑ گئے ہو لگتا ہے بھابھی سے شکایت کرنی پڑے گی۔

اس کی بات پر حیدر نے جیسے مکھی اڑائی اور کہا،

لگا دینا ،آئے بڑے بھابھی کے چمچے۔

کہتے ہوئے سیڑھیوں کی جانب بڑھا تبھی سالار نے پوچھ لیا،

کیا واپس جا رہے ہو؟

اس کی حیرانی کے جواب میں وہ اسی لاپروائی سی بولا،

نہیں اتنی جلدی میرا ارادہ نہیں ہے تمہاری جان چھوڑنے کا۔

سالار نے اسے دیکھ کر افسوس سے سر ہلایا اور وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

تمہاری فکر میں سیدھا تمہارے پاس چلا آیا آغا جان کو سلام بھی نہیں کیا انہی سے ملنے جا رہا ہوں۔

سالار نے سمجھ کر سر ہلایا اور کہا،

چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔

اس کے نارمل بیہیو کرنے پر حیدر نے اطمینان بھرا سانس لیا اور دونوں آگے پیچھے چلتے

ہوئے سیڑھیوں کی سمت بڑھ گئے۔

اس نے انکار کر دیا تھا لیکن اس کے بعد اماں بابا نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی نہ ہی کچھ پوچھا تھا ۔ وہ تھوڑی پریشان تھی کہ کہیں اس نے انکار کر کے اماں بابا کا دل تو نہیں دکھا دیا لیکن جب ان دونوں کا رویہ پہلے کی طرح محبت آمیز رہا تو وہ بھی مطمئن ہو گئ تھی ۔اس شام وہ اپنے لئے چائے بنانے کچن کی سمت آ رہی تھی لیکن کچن میں داخل ہونے سے پہلے اپنا نام سن کر وہ باہر ہی رک گئی ،اندر سے دونوں بھابھیوں کی آوازیں اسے صاف سنائی دے رہیں تھیں ،اس کا دل ڈوبا تھا ؛تذکرہ یقیناً اسی کا تھا ۔ بڑی بھابھی منجھلی بھابھی سے کہہ رہیں تھیں،

دیکھو تو حد نہیں ہے بے حیائی کی ،منہ اٹھا کر اچھے بھلے رشتے کو منع کر دیا اوپر سے اماں بابا نے الگ سر چڑھایا ہوا ہے۔

منجھلی بھابھی نے بھی انہی کے سے لہجے میں جواب دیا تھا،

مگر حیرت ہی ہے کہ جس نے اغوا کیا اس نے واپس بھی بھجوا دیا اور اب رشتہ بھیجا تو محترمہ نند صاحبہ نے منع ہی کر دیا ۔تک کچھ سمجھ نہیں آئی۔

اس نے بمشکل اپنے آپ کو سنبھالا تھا اور اس مرتبہ بڑی بھابھی کا تنفر لہجہ اس کی سماعتوں میں زہر گھول گیا تھا،

معلوم نہیں کس شہزادہ گلفام کے انتظار میں ہیں اماں بابا، میں پوچھتی ہوں کہ کون بیاہنے آئے گا اسی کے ساتھ چلتا کرتے تو اچھا تھا کم از کم اس کی صورت سے تو نجات ملتی اب تو ہر وقت گھر میں ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔

اس کا اپنی ٹانگوں پہ کھڑا ہونا محال ہو گیا تھا جیسے ٹانگوں نے بوجھ سہارنے سے انکار کر دیا ہو، اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے، وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی، دل پہ جیسے بھاری وزن آپڑا تھا۔ بڑی بھابھی کی بات کے جواب میں منجھلی بھابھی کچھ کہہ رہیں تھی لیکن اس سے آگے اس سے سنا نہیں گیا اور وہ اپنی سسکیاں دباتی اپنے کمرے کی جانب پلٹ گئی تھی۔

وہ سیدھی اپنے کمرے میں آئی تھی شکر تھا کہ اماں بابا کی نظر اس کے آنسوؤں پہ نہیں

پڑی تھی ورنہ انہیں مطمئن کرنا اس لے لئے بہت مشکل ہوتا اور کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے ضبط کا بند ٹوٹ گیا ۔ وہ بیڈ پہ ڈھے سی گئی ، آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے سماعتوں میں دونوں بھابیوں کے جملے گونج رہے تھے ،ایک مرتبہ اس کا جی چاہا کے ان دونوں کے سامنے جا کر پوچھے کہ وہ ان کو کیا کہتی ہے جو وہ اس سے اتنی متنفر ہیں لیکن وہ گھر میں کوئی ہنگامہ نہیں کرنا چاہتی تھی نہ ہی اماں بابا کو کوئی دکھ دینا چاہتی تھی ۔اسے آنسو بہاتے نجانے کتنی دیر ہو گئی تھی جب اس کے سیل فون پہ کال آنے لگی ،اس کا جی کسی سے بھی بات کرنے کا نہیں چاہ رہا تھا لیکن یہ سوچ کر کہ کوئی اہم کال نہ ہو اس نے اسکرین پہ نظر ڈالی اور نیہا کا لنگ دیکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھا لیا ۔ بمشکل اپنے آنسوؤں پہ قابو پا کر اس نے کال ریسیو کر لی کہ اس وقت ایک ہمدرد کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی ۔اس نے اپنے اوپر قابو پا کر کہا تھا،

ہیلو نیہا کیسی ہو؟

بڑی مشکل سے اس نے اپنی آواز اور آنسوؤں پہ قابو پایا تھا کہ وہ نیہا کو بھی پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن دوسری طرف بھی نیہا تھی ۔اس نے گیتی کی آواز سے اندازہ لگا لیا کہ وہ رو تی رہی ہے اسی لئے اس نے فوراً پوچھا تھا،

تم کو کیا ہوا ہے ؟ کیا رو تی رہی ہو ؟

اس نے منع کرنا چاہا،

نہیں وہ بس ایسے ہی شائد فلو ہو رہا ہے۔

جب کہ نیہا کو یقین نہیں آیا اور اس نے کہا ،

بیو قوف سمجھ رکھا ہے تم نے مجھے ؟ جلدی بتاؤ کیا ہوا ہے کیا پھر کسی نے کچھ کہا ہے ؟

وہ منع کرنا چاہتی تھی لیکن اپنے آنسو نہ روک سکی اور پھر آہستہ روی سے اسے سارا واقعہ کہہ سنایا ، نیہا نے ایک گہرا سانس لیا اور اسے سمجھانے کی خاطر کہا،

تو تم ان کی بکواس کھڑی سنتی کیوں رہیں ایک کی دس سناتیں تو طبیعت صاف ہو جاتی۔

وہ جو اس وقت تک اپنے اوپر کسی حد تک قابو پا چکی تھی بمشکل بولی،

نیہا ! مم ۔۔۔میں کوئی جھگڑا کرنا نہیں چاہتی اس لئے میں نے کچھ نہیں کہا۔

نیہا کو اس پہ غصہ آیا اور اس نے کہا،

جھگڑا نہیں کرنا چاہتیں تو اب رو کیوں رہی ہو یہاں اکیلی کمرے میں بیٹھ کر۔

اس بات پہ گیتی خاموش ہوئی جب کہ نیہا کو اپنے لہجے کا احساس ہوا تو اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا،

سوری گیتی میں اس طرح کہنا نہیں چاہتی تھی۔

گیتی نے آنسو صاف کرتے ہوئے روہانسی آواز میں کہا تھا،

It's okay! میں نے برا نہیں مانا۔

اس نے کہا تھا لیکن آواز پہ آنسو غالب تھے ، نیہا نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا،

کس مٹی کی بنی ہو گیتی ! قطرہ قطرہ تو پتھر میں بھی پانی گرتا ہے تو اس میں سوراخ ہو جاتا ہے لیکن تم اب بھی سب برداشت کر رہی ہو۔

گیتی نے کچھ نہیں کہا بس سوں سوں کرتی رہی جب کہ نیہا نے اسے ڈپٹتے ہوئے کہا،

اور یہ رونا بند کرو۔

اس کے ٹوکنے پر وہ ایک دم چپ ہوئی تھی ، نیہا نے گہرا سانس لیا تھا اور کہا،

دیکھو گیتی ! ایسے ماحول میں رہنا بہت مشکل کام ہے اور خصوصاً تمہارے لئے کہ تم تو اتنی معصوم ہو کہ پلٹ کے کسی کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتیں حقیقت پسندی سے سوچو

انکل آنٹی کب تک تمہاری ڈھال بن سکتے ہیں ، تمہیں خود کو مضبوط بنانا ہوگا تاکہ ان سب لوگوں کا مقابلہ کر سکو لیکن ان سب میں سب سے اہم چیز عزت ہے جب تمہارے بھائی بھابھی تمہاری اتنی سی عزت بھی نہیں کرتے حالانکہ وہ گھر تمہارا بھی ہے ، تمہارے ماں باپ کا سایہ تم پہ ہے اس کے باوجود وہ یہ سب کر رہے ہیں تو پھر ایسی جگہ رہنا اور یہ سب برداشت کرنا آسان نہیں ہے اس لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے تم کو اس چھاؤں کا انتخاب کر لینا چاہئے جہاں نہ صرف تحفظ ہو بلکہ عزت اور احترام کے ساتھ محبت بھی ہو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دم سادھے نیہا کی باتیں سن رہی تھی ،اس نے کھل کے کچھ نہیں کہا تھا لیکن اشاروں میں وہ کافی کچھ کہہ گئی تھی جب کہ اس کی گفتگو کے تناظر میں اسے اماں کی کچھ دن پہلے کی کہی باتیں یاد آئیں تھیں،

گیتی ! محبت اہم ہے لیکن عزت سب سے زیادہ اہم ہے۔

اسے آج اماں کی باتیں سمجھ آرہیں تھیں، وہ اسی نقطے پہ سوچ رہی تھی جبکہ نیہا نے خاموشی سے کال بند کر دی تھی وہ چاہتی تھی کہ وہ اس بارے میں سوچے اور وہ واقعی سوچ رہی تھی۔

وہ آج کافی عرصے بعد یہاں آئی تھی وہ بھی نیہا کے ذکر کرنے پر کہ آغا جان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے،اس نے اسے تو کچھ نہیں کہا تھا نہ ہی کچھ جتایا تھا اس کے باوجود وہ شرمندہ ہوگئی تھی گو وہ اس شخص کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی مگر آغا جان سے جو محبت،انسیت اور لگاؤ تھا اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو روک نہیں پائی اور آج یہاں چلی آئی ، شکورا سے آغا جان کے بیڈروم تک چھوڑ گیا تھا، اس نے دروازے پر دستک دی اور آغا جان کے اجازت دینے پر دروازہ وا کرکے اندر داخل ہوئی مگر سامنے بیڈ پر آغا جان کے سرہانے اسے بیٹھا دیکھ کر وہ اپنی جگہ ٹھٹھک گئی گو اس کی یہاں موجودگی کوئی انہونی نہیں تھی یہ اس کا گھر تھا اس کے باوجود وہ رک سی گئی،وہ آغا جان کو شائد کچھ کھلانے کی کوشش کر رہا تھا ، بڑا سا پیالہ اس کے ہاتھ میں تھا جب کہ وہ کھانے سے انکار کر رہے تھے ۔ اسے دروازے میں کھڑا دیکھ کر وہ مسکرائے جب کہ وہ سنجیدگی کا تاثر دیتا نظریں پھیر گیا تھا ۔ وہ وہیں کھڑی تھی نجانے قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کیوں کر دیا تھا جب کہ آغا جان اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح خوش

ہو گئے تھے اور اسے محبت سے مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا،

ارے! گیتی آراء آئی ہے آجاؤ بیٹا وہاں کیوں کھڑی ہو؟

ان کے کہنے کے باوجود وہ وہیں کھڑی رہی اور شائد سامنے بیٹھا شخص اس کی مشکل بھانپ گیا تھا اس لئے اپنے ہاتھ میں پکڑا پیالہ سائڈ ٹیبل پر رکھی ٹرے میں رکھتا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس پر ایک بھی نگاہ ڈالے بغیر وہ آغا جان سے مخاطب ہوا،

میں باہر ہوں کوئی ضرورت ہو تو مجھے بلا لیجئے گا۔

آنہوں نے ایک نظر اسے دیکھا پھر خاموشی سے سر ہلا دیا جب کہ وہ اس کے پاس سے گزر کر دروازہ کراس کر گیا، جس لمحے وہ اس کے نزدیک سے گزرا گیتی کا دل اتھا میں ڈوبا اس کے مخصوص کولون کی مہک نے اسے اپنے حصار میں لے لیا ایک سیکنڈ کی بات تھی وہ اس کے نزدیک سے گزر کر باہر چلا گیا لیکن گیتی کو نجانے کیوں اس کا وہاں سے جانا اچھا نہیں لگا، دل اچانک بجھ سا گیا۔ اس نے ذرا سا رخ موڑ کر اس جانب دیکھا جہاں سے گزر کر وہ گیا تھا مگر اب وہاں کوئی نہیں تھا، وہ نجانے کب تک اس طرح وہاں کھڑی رہتی جب آغا جان نے اسے پکار لیا۔ وہ بمشکل اپنے اوپر قابو پا کر زبردستی مسکرائی اور آگے بڑھ آئی، ان کے سامنے جھکی اور انہوں نے ہمیشہ کی طرح اس کے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جھکے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا ۔اس کے دل میں ٹھنڈک سی اتر گئی پھر انہوں نے اس کا نرم گداز ہاتھ تھام کر اسے اپنے ساتھ ہی بٹھالیا جب کہ وہ انہیں ہی دیکھ رہی تھی جو خاصے کمزور سے لگ رہے تھے لیکن نورانی چہرے پر مسکراہٹ ابھی بھی تھی۔اسے محویت سے اپنی طرف دیکھتا پا کر انہوں نے کہا،

کیا میں بہت ہینڈ سم لگ رہا ہوں ؟

ان کے شرارت آمیز انداز پر وہ حیران ہوئی پھر جھینپ کر مسکرا دی لیکن پھر مسکراہٹ سمیٹتے ہوئے سنجیدگی سے بولی،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہینڈ سم تو آپ ہیں مگر مجھے کمزور لگ رہے ہیں۔

اس کے انداز پر وہ کمزوری کے باوجود مسکرائے اور کہا،

تمہیں بھی سالار کی طرح وہم ہو رہا ہے بالکل ٹھیک ہوں بھئی میں اور یہ سالار سب کچھ چھوڑ کر میری پٹی سے لگا بیٹھا ہے جانے اسے کیا وہم ہو گیا ہے کہ وہ گھر پہ نہیں ہوتا تو کوئی میرا خیال نہیں کرتا۔

وہ اس کی تسلی کی خاطر مسکراتے ہوئے بولے تھے جب کہ وہ اس ذکر پر سر جھکا گئی

تھی کہ اس کے پاس کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں اور پھر اس نے وہ پیالہ اٹھالیا جو اس سے پہلے وہ یہاں رکھ کر گیا تھا اور اس میں موجود دلیہ چمچے میں بھر کر ان کی جانب بڑھایا، انہوں نے اسے منع کرنا چاہا،

ارے بھئی ابھی سالار کو منع کیا ہے اب تم لے کر بیٹھ گئیں یہ سب کچھ۔

مگر اس نے انہیں بہلاتے ہوئے کہا،

پلیز تھوڑا سا کھالیں۔

اس نے جس طرح مان سے کہا تھا انہوں نے اس کی بات مانتے ہوئے اپنا منہ کھول دیا اور اس نے باتوں باتوں میں وہ پورا پیالہ انہیں کھلا دیا۔ وہ ان سے کافی دیر ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی ان کا اصرار تھا کہ وہ کھانا کھا کر جائے لیکن اس نے سہولت سے معذرت کرلی تھی اس کے باوجود انہوں نے چائے پر اس کے لئے خاصا اہتمام کروایا تھا اور وہ پھر شرمندہ ہوگئی تھی ۔ باتیں کرتے ،ہر طرح کے موضوعات پر ڈسکشن کرتے ہوئے ٹائم گذرنے کا پتہ نہیں چلا اس دوران وہ اس طرف نہیں آیا تھا لیکن گیتی لاشعوری طور پر اس کی منتظر تھی ۔ وہ خاصی دیر ان کے ساتھ رہی اسی دوران ان کے کوئی جاننے والے اپنی بیگم کے ساتھ ان کی خیریت دریافت کرنے آ گئے تو وہ ان میں

مصروف ہو گئے جب کہ وہ واپسی کے لئے پر تولنے لگی، تبھی اس فیملی کے ساتھ آئی طرحدار سی خاتون آغا جان سے مخاطب ہوئیں،

اصل میں آپ کا مسلہ تنہائی اور اکیلا پن ہے آپ سالار کی شادی کر دیں یہ مسلہ خود بخود حل ہو جائے گا اس کی دلہن آجائے گی تو گھر میں رونق ہو جائے گی۔ اور پھر بہزاد بھائی کا دل بھی گھر میں لگے گا بے مطلب کہ بزنس ٹورز کم ہو جائیں گے۔

انہوں نے بہزاد گردیزی کے ملک سے باہر رہنے کا حوالہ دیا تھا جب کہ ان کی بات پر آغا جان تو رواداری سے مسکرا دیئے لیکن اس کا دل زور سے دھڑکا اور وہ ایک دم گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ گئی ،آغا جان نے حیرانی سے اسے دیکھا اور پوچھ لیا،

کیا ہوا گیتی بیٹا! کہاں جا رہی ہو؟

جواب میں وہ اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں بولی تھی،

آغا جان ! میں چلتی ہوں اماں انتظار کر رہیں ہوں گیں۔

اس نے کہا جب کہ آغا جان نے سمجھ کر سر ہلایا اور پوچھا،

بیٹا ! جاؤ گی کیسے؟

جواب میں وہ اپنے مخصوص انداز جس کے سب اسیر ہو جاتے تھے اس میں بولی،

گاڑی ہے آغا جان آپ فکر مند نہ ہوں۔

کہتے ہوئے ان کے سامنے سر جھکایا اور انہوں نے ہمیشہ کی طرح دعا دی،

خوش رہو بیٹا! اللہ کی امان میں۔

وہ مسکرائی اور باقی سب کو بھی سلام کرتی دروازے کی سمت بڑھ گئی اور دروازے سے نکلتے نکلتے ان خاتون کے الفاظ اس کے کانوں میں پڑے جو اتنی دیر سے اسے ہی دلچسپی سے دیکھ رہیں تھیں،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آغا جان! اتنی پیاری بچی آپ کی نظروں کے سامنے ہے اور آپ ایسے ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں سالار کے لئے اتنی پیاری لڑکی ہے تو ، میرے تو دونوں بیٹے شادی شدہ ہیں ورنہ میں تو فوراً آس کے گھر والوں سے بات کر لیتی۔

بیڈ روم سے باہر نکلتے ہوئے یہ جملے اس کے کانوں میں پڑے تھے اور اس کا دل ایک انجانے احساس کی لپیٹ میں آ گیا، چہرہ نجانے کس احساس کے تحت سرخ ہوا دل کی دھڑکن بڑھی اور قدموں میں تیزی آ گئی۔ پہلی مرتبہ اس شخص کا حوالہ اسے برا نہیں

لگا ،دل الگ ہی ڈگر پہ چل پڑا، وہ اپنے دل کی کیفیت پر حیران سی ہوئی اور اسی کیفیت میں چلتی بیرونی دروازہ عبور کر گئی ، تبھی وہ اسے گلاب کی باڑھ کے پاس کھڑا نظر آگیا ،دل تیزی سے دھڑکا اور وہ ٹھٹھک کر وہیں رک گئی۔

وہ کسی سے فون پر بات کرتا پلٹا اور اس کی نظر بھی اس پر پڑی، گیتی کی ستاروں کی مانند چمکتی گھنی پلکوں والی آنکھیں ان سحر انگیز، سرخ ڈوروں سے سجی شہد رنگ آنکھوں سے مل گئیں۔ تصادم بڑا گہرا تھا لیکن گیتی کو ان آنکھوں کی چمک کچھ ماند لگی، ڈھلتے سورج کی روشنی میں اس کی دلکش سحر انگیز آنکھیں کچھ اور بھی نمایاں ہو رہیں تھیں اور ان آنکھوں میں اسے اپنا عکس صاف نظر آیا گو ایسے رنگ تو اس نے ان آنکھوں میں اپنے لئے بارہا دیکھے تھے لیکن آج شائد اس کے سوچنے کا نظریہ بدل گیا تو ان دلکش آنکھوں میں اپنا عکس شفاف نظر آرہا تھا ۔اس نے فون کے دوسری طرف موجود بندے سے معذرت کرتے ہوئے کال ڈسکنیکٹ کر دی اور پھر مضبوط قدم بڑھاتا عین اس کے سامنے آرکا جب کہ اس کے نزدیک آجانے پر وہ ہمیشہ کی طرح نروس سی ہو کر سر جھکا گئی۔وہ کچھ دیر اس کے جھکے سر کو دیکھتا رہا پھر بولا،

آپ جارہیں ہیں؟

اس کی بھاری آواز نزدیک ہی گونجی اور اس کا دل دھڑکا گئی ،وہ اس کے جواب کا منتظر اسے ہی دیکھ رہا تھا ،اس نے دیکھنا ترک نہیں کیا تو گیتی آراء کو جواب دینا ہی پڑا،

جی!!!

اوازا تنی دھیمی تھی کہ خود اس نے بھی بمشکل ہی سنی ہو گی جب کہ وہ اس کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

آیئے آپ کو گاڑی تک چھوڑ دوں۔

اس نے کہتے ہوئے پورچ میں کھڑی اس کی گاڑی کی سمت بڑھا جہاں گاڑی سمیت ڈرائیور اس کا منتظر تھا جب کہ اس کے دل کو پھر کچھ ہوئا اور اسی الجھن میں وہ اسے پکار بیٹھی،

سنیں!

اس کی دھیمی سی خوبصورت آواز اور اس کا انداز ہی سالار کو ڈگمگا دیتا تھا اور اب اس طرح اس کا پکارنا اس کے دل کی دھڑکن بڑھا گیا۔اس نے ذرا سا رخ موڑ کے اسے دیکھا،ملٹی کلر پرنٹڈ knee length گھیر دار کاٹن کی شرٹ کے ساتھ وائٹ بیل

باٹم اسٹائل کا ٹراؤزر اور وائٹ ہی بڑا سا شیفون کا پلین دوپٹہ سر پر لئے جب کہ ریشمی بالوں کی چند لٹیں ڈھیلی ہو کر گالوں پر پڑی تھیں جنہیں وہ گھبراہٹ میں کانوں کے پیچھے کرتی مگر وہ شرارتی لٹیں پھر بکھر جاتیں، شانوں پر سیاہ پشمینہ شال پھیلا کر اوڑھے، نروس نروس سی سیدھی اس کے دل میں اتر گئی۔ دوسری طرف وہ اسے پکار تو بیٹھی تھی لیکن اب اس کے متوجہ ہونے پر گھبراہٹ میں کبھی اپنی آوارہ لٹیں ٹھیک کرتی، کبھی اپنی انگلیاں مروڑتی جن میں اس کے دیکھنے پر ہلکا سا ارتعاش تھا، کبھی گھنی پلکیں اٹھاتی کبھی گراتی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ دونوں کے درمیان خاموشی حائل تھی چند لمحے اسی خاموشی کی نظر ہو گئے تب وہ چند قدم بڑھا کر عین اس کے سامنے آرکا اور ہمیشہ کی طرح اس کے اس طرح نزدیک آجانے پر اور نظروں کے ارتکاز پر اس کا دل سکڑ کر پھیلا اور وہ دل میں سوچنے لگی کہ میں ابھی اتنا گھبرا رہی ہوں وہ بات کیسے کہوں گی جو کہنی ہے عام حالات میں تو شائد ہی وہ اس سے کوئی بات کرتی کجا اس موضوع پر بات کرنا لیکن مجبوری یہ تھی کہ یہ بات اب اسے ہی کرنی تھی۔ وہ اسی شش و پنج میں کھڑی تھی جب کہ وہ اس کے انداز سے سمجھ گیا کہ وہ نروس ہے اس لئے اس کی نروسنیس کو کم کرنے کی خاطر نرمی سے بولا،

آپ کچھ کہنا چاہ رہیں ہیں؟

اس کی نظریں اور قربت ہی اس کے اوسان خطا کرنے کو کافی تھے کہ اب یہ سوال مگر اسے جواب تو دینا تھا اس لئے ایک گہرا سانس لے کر اپنے دل کی ابتر حالت پر بمشکل قابو پا کر دھیرے سے جواب دیا،

آ۔۔۔آپ! آغا جان اور ۔۔۔انکل کو ہمارے گھر بھیج دیں۔

اس کی بات پر وہ لمحہ بھر کو حیران ہوا جیسے اس کی بات سمجھ نہ آئی ہو اور اگر سمجھ بھی آئی ہو تو اسے یقین نہ آیا ہو کہ وہ جو کہہ رہی ہے اس کا وہی مطلب ہے جو اس کا دل اسے سمجھا رہا ہے۔وہ اسی طرح اس پر اپنی سحر انگیز نظریں جمائے رہا جب کہ گیتی آراء کا چہرہ کچھ اس کی نظروں کی تپش سے اور کچھ اس بات کے اثر سے جو وہ اس سے کہنا چاہ رہی تھی، سرخ ہو گیا اور وہ بمشکل اپنے آپ پر اور اپنی بے قابو دھڑکنوں کو سنبھالتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھی،

آپ آغا جان اور انکل کو ہمارے گھر بھیج دیں کہ وہ اماں بابا سے رشتے کی بات کر لیں۔

اس نے یہ جملہ جس طرح مکمل کیا تھا یہ وہی جانتی تھی،اس سے نظریں ملانے کی ہمت

تو کبھی بھی نہیں تھی اور آج بھی گھنی پلکیں ریشمی رخساروں پر جھکی تھیں اور گال فطری شرم سے سرخ ہو گئے تھے ۔ وہ اپنی بات کہہ کر وہاں رکی نہیں اور جلدی سے اس کی سائڈ سے نکل کر آگے بڑھنا چاہا جب اس کا نرم گداز ریشمی ہاتھ سالار کی مضبوط گرفت میں آگیا ۔ اور وہ جو اپنی بات کہہ کر عجلت میں وہاں سے نکلنا چاہ رہی تھی اس کے ہاتھ تھامنے پر سٹپٹا گئی ، دل کی دھڑکن بڑھ گئی گھبرا کے اس کے وجیہ چہرے کو دیکھا جب کہ سالار نے اس کا ہاتھ تھامے ہوئے اسے واپس اپنے سامنے کھڑا کر دیا اور اس کو اپنی سحر انگیز نظروں کی گرفت میں لے کر پوچھا،

اس اچانک فیصلے کی وجہ جان سکتا ہوں، پہلے انکار اور پھر اقرار؟

اس کے خوبصورت رنگ بکھیرتے چہرے پر اپنی پر حدت نظریں جمائے وہ اس سے مخاطب تھا لہجہ ابھی بھی نرم تھا لیکن وہ اس کی نظروں کی حدت اور اس بات کی نوعیت پر فطری شرم کے زیر اثر اس سے نظریں ملائے بغیر، سرخ چہرے کے ساتھ اس کے نزدیک ہی کھڑی تھی ۔ جب اس نے دیکھنا ترک نہیں کیا اور نہ ہی اس کا ہاتھ چھوڑا تو وہ سٹپٹائی سی آواز میں بولی تھی،

پلیز! مجھے جانا ہے۔

ساتھ ہی اس کی مضبوط گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی ناکام سی کوشش تھی مگر ایسا کر نہیں سکی جب کہ وہ اسی طرح اطمینان سے اس کا ہاتھ تھامے اور اس کے خوبصورت چہرے کو جو ڈوبتے سورج کی نارنجی شعاوؤں میں کچھ اور بھی حسین لگ رہا تھا، اپنی نظروں کی گرفت میں لئے لئے بولا,

آپ جب تک میری اس بات کا جواب نہیں دیں گی میں آپ کو جانے نہیں دوں گا۔

ذرا سا جھک کر اس کی گھنی پلکوں والی سیاہ آنکھوں میں جھانکا اور وہ جو اپنی منتشر دھڑکنوں پر قابو پانے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی ایک گہرا سانس لے کر رہ گئی جب کہ وہ سنجیدگی سے اس سے مخاطب تھا,

گیتی آراء!

اس پکار میں نجانے کیا تھا اس کا دل سکڑ کر پھیلا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ وہ اسی سنجیدگی سے اس سے مخاطب تھا،

یہ کوئی ڈرامہ یا فلم نہیں ہے، حقیقت ہے۔ جب تک آپ مجھے ریزن نہیں دیں گی کہ آپ نے اچانک یہ فیصلہ کیوں کیا ہے میں آپ کو یہاں سے جانے نہیں دے سکتا اور

ویسے بھی یہ ساری زندگی کا معاملہ ہے میں پہلے بھی آپ کے ساتھ بہت جبر کر چکا ہوں اور اب نہیں چاہتا کہ آپ کے اوپر دوبارہ کوئی زبردستی کی جائے اس لئے پلیز مجھے بتائیں اس اچانک فیصلے کے پیچھے کیا وجہ ہے؟

وہ اسے مسلسل نظروں کی گرفت میں لئے ہوئے تھا اب سچ بتائے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ گیتی آراء نے ایک گہرا سانس لیا اور اپنے اوپر قابو پا کر بمشکل کہنا شروع کیا،

اماں کہتیں ہیں شادی اس سے کرنی چاہیۓ جو آپ کا طلب گار ہو نہ کہ اس سے جس کے طلب گار آپ ہوں۔

وہ اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب تھی اور وہ جیسے اس کے سحر میں ڈوبتا جا رہا تھا،

ایسا نہیں ہے کہ یہ فیصلہ میں نے آپ کی محبت میں گرفتار ہو کر کیا ہے کچھ فیصلے انسان کو اپنی بقا اور بہتری کے لئے کرنے پڑتے ہیں جیسے کہ یہ فیصلہ۔

کہتے ہوئے اس کی سحر انگیز دلکش سرخ ڈوروں سے سجی مخمور آنکھوں میں دیکھا وہ خاموشی سے اسے ہی دیکھ رہا تھا اور بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا،

دنیا میں ایک واحد انسان آپ ہی ہیں جو گواہ ہیں میری پاکدامنی کے میں کسی سے بھی شادی کروں گی وہ کبھی بھی مجھے میرے ماضی کے حوالے سے طعنہ دے سکتا ہے مگر آپ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ حقیقت کا علم آپ کو ہے کہ میرا کردار صاف ہے میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ۔اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد آپ ہی ہیں جو اس حقیقت کو جانتے ہیں اور اس مقام پر آ کر میں تھوڑی خود غرض ہو رہی ہوں کہ ایک طرف آپ ہیں جو حقیقت جانتے ہیں اور دوسری طرف آغا جان کی بیش بہا محبتیں بھی اس طرح میرے حصے میں آئیں گی تو یہ فیصلہ گھاٹے کا تو ہر گز بھی نہیں ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دھیمے سے مسکرائی تھی اتنے عرصے میں شائد پہلی مرتبہ وہ مسکرائی تھی،سالار کو اس کی مسکراہٹ بے حد بھلی لگی،شفاف،سادہ اور ریا سے پاک اور اس نے کہا،

اور محبت ؟

جواب میں گیتی کا دل ڈوب کے ابھرا مگر جواب دینا ضروری تھا وہ اپنے مخصوص انداز میں،ٹہر ٹہر کر بولی تھی،

محبت بے حد ضروری ہے لیکن اس کی حیثیت عزت کے سامنے ثانوی ہو جاتی اور اماں کہتیں ہیں جو مرد اپنی عورت کو عزت دیتا اس سے عورت کو خود بخود محبت ہو جاتی ہے

یہی سوچ کر میں نے یہ فیصلہ کیا ہے بس پلیز میرے اس بھروسے کو شرمندہ مت ہونے دیجئے گا جو میں آپ پر کر رہی ہوں اگر آپ نے کبھی مجھے ماضی کے حوالے سے کوئی طعنہ دیا تو میں جی نہیں پاؤں گی۔

وہ دھیمی آواز میں ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی اور، جذبات کی شدت سے خوبصورت آنکھیں نم سی ہو کر مزید دلکش لگ رہیں تھیں جب کہ وہ اسے بغور سن رہا تھا، دل کو دھچکا تو لگا تھا کہ وہ اس سے شادی اس کی محبت میں نہیں کر رہی مگر یہ اطمینان بھی تھا کہ اس کی محبت اس کے پاس ہو گی اور وہ اسے اس رویئے میں حق بجانب بھی سمجھتا تھا اور اسے یقین تھا اس ذات پر جو گیتی آراء کو اسے سونپ رہی تھی کہ وہ اپنی محبت سے آہستہ آہستہ اسے اپنی محبت میں گرفتار کر ہی لے گا۔ اس سوچ کے ذہن میں آتے ہی اس کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ چھلکی اور وہ اس کی سمت جھکتے ہوئے بولا،

میں انتظار کروں گا جب گیتی آراء کو سالار گردیزی سے محبت ہو جائے گی۔

کہتے ہوئے اس کی خوشنما آنکھوں میں جھانکا اور وہ جو ایک جذب سے بول رہی تھی اس کے اس طرح کہنے پر جھینپ سی گئی اور کٹاؤدار ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی اور اس کی خوبصورت مسکراہٹ سالار گردیزی کو بھی اندر تک سرشار کر گئی جب

کہ ان دونوں کو مسکراتے دیکھ کر ڈھلتی شام اور ڈوبتا سورج دونوں مسکرا دیئے اور ڈوبتے سورج کو ڈھلتی شام نے مسکراتے ہوئے اپنی آغوش میں سمیٹ لیا۔

وہ ٹیرس پہ کھڑا پورے چاند پہ نگاہ جمائے ہوئے تھا، ہونٹوں پہ مخصوص سحر انگیز مسکراہٹ تھی اور دلکش آنکھوں میں انوکھے رنگ تھے اور دل و ذہن کے پردے پہ اسی پری پیکر کا تصور تھا۔ وہ اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اس کے فون پہ یکے بعد دیگرے مسیجز آنا شروع ہوئے، اس نے چونک کر ارد گرد دیکھا پھر سامنے رکھی ٹیبل پر سے اپنا سیل فون اٹھا لیا۔ چیئر پہ بیٹھتے ہوئے میسجز چیک کیئے اور سامنے جو چہرہ نظر آیا اس کو دیکھ کر دل نے بیٹ مس کری اور ہونٹ خود بخود دلکش مسکراہٹ کی ذد میں آگئے یہ ساری گیتی کی پکچرز تھیں جو کہ مختلف پوز میں لی گئیں تھیں، زرد جوڑے میں ملبوس پھولوں کے زیورات سے سجی بنا کسی مصنوعی آرائش کے ہمیشہ سے زیادہ خوبصورت لگی۔ کسی جگہ سر جھکائے مسکراتی ہوئے، کہیں شرماتے ہوئے۔ یہ شرارت یقیناً نیہا کی تھی کہ میسجز اسی کے نمبر سے آئے تھے۔ اس نے مسکراتے ہوئے نیہا کا نمبر ڈائل کیا اور ایک دو بیلز کے بعد نیہا کی چہکتی آواز اس کی سماعتوں سے

ٹکرائی تھی،

جی مسٹر سالار گردیزی ! کہیئے کیسے یاد کیا؟

اس کے انداز پہ وہ کھل کر مسکرایا اور چیئر کی بیک سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا،

گیتی سے بات کرواؤ۔

اس انداز پہ نیہا کا دل کیا عش عش کر اٹھے لیکن مصنوعی رعب سے کہا،

مسٹر شریف لوگوں کے یہ طور طریقے نہیں ہوتے ،ہونے والے دلہا اس طرح منہ اٹھا کر ہونی والی دلہن سے بات نہیں کرتے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اچھا خاصا لتاڑا تھا جب کہ سالار نے بغیر اس کی بات کا اثر لئے کہا،

اگر تم یہ نہیں چاہتیں کہ ہونے والا دلہا ،اپنی دلہن سے ملنے خود وہاں آئے بغیر کوئی اور بات کئے میری اس سے بات کروا دو۔

وہی ازلی لہجہ تھا اس کا ،نیہا نے کان سے سیل فون ہٹا کر فون کو گھورا جیسے وہ فون نہ ہو سالار ہو پھر دوبارہ فون کان سے لگاتے ہوئے کہا،

اچھا بھئی تم تو زیادہ ہی فاسٹ جا رہے ہو۔

انداز سراسر اسے چھیڑنے والا تھا اس کے ریمارک پہ وہ مسکرایا تھا جب کہ وہ فون کان سے ہٹاتے ہوئے اونچی آواز میں کہہ رہی تھی،

توبہ توبہ کیا زمانہ آگیا ہے ،دلہا صاحب کھلم کھلا دلہن سے ملاقات کرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔

اس نے یقیناً یہ بات سالار کو سنانے کے لئے کہی تھی جو کہ اس نے بخوبی سنی تھی اور اس مسکراہٹ گہری ہوئی تھی جب کہ نیہا کی آواز پہ وہاں موجود مہندی لگاتی لڑکیوں نے حیرانی سے اسے دیکھا تھا اور اس کے ہاتھ میں موجود فون دیکھ کر اس کی بات کا پس منظر اچھی طرح سمجھ آگیا تھا ۔ان سب کی گردنیں پیلے جوڑے اور پھولوں کے زیورات سے سجی گیتی کی جانب اٹھیں تھیں جو سٹپٹائی سی نیہا کو دیکھ رہی تھی اور ان سب کے ہونٹوں سے ایک ساتھ نکلا تھا،

اووو۔۔۔۔۔۔

اوہ کو اچھا خاصا لمبا کھینچا گیا تھا جب کہ معنی خیز نظریں گیتی کے خوبصورت چہرے پہ تھیں جو ان سب کی شرارت پہ سرخی مائل ہو رہا تھا ۔اس نے جھینپ کر نظریں جھکا لیں تھیں جب کہ نیہا نے فون لا کر اس کے سامنے کیا تھا ۔گیتی نے جھجھک کر نفی میں

سر ہلایا اور نیہا نے اس کے منع کرنے پہ کہا،

گیتی اس سے بات کر لو ورنہ وہ یہیں نہ آ جائے۔

اس نے لہجہ پر اثر ار بنانے کی کوشش کری جب کہ آنکھوں سے شرارت ٹپک رہی تھی، گیتی نے اس بات پہ دہل کر اسے دیکھا تھا جب کہ دل کی حالت ابتر تھی البتہ نزدیک بیٹھی نیشا ،لینہ مئیشاء نے ایک ساتھ پھر کہا تھا،

اووو۔۔۔۔

گیتی نے سٹپٹا کر چہرہ جھکا لیا تھا ،نیہا نے فون دوبارہ اس کی جانب بڑھایا تھا جسے اس نے جھجھکتے ہوئے تھام لیا تھا لیکن آواز نے ساتھ چھوڑ دیا تھا ۔سالار نے اس کی جھجھک محسوس کرتے ہوئے پہل کری تھی،

ہائے !

گیتی نے جھجھکتے ہوئے جواب میں کہا،

ہیلو !

وہ مسکرایا اور پوچھا،

کیسی ہو؟

جواب میں اس کی دھیمی آواز آئی تھی،

ٹھیک!

سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے کہا،

میں سمجھا تم کہو گی بہت خوبصورت!

انداز سراسر شرارتی تھا، گیتی کا دل زور سے دھڑکا اسے لگا جیسے وہ سامنے بیٹھا ہوا اور وہ جھینپ کر سر جھکا گئی، ہونٹوں پہ الوہی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ کچھ دیر دونوں جانب خاموشی چھائی رہی پھر سالار نے ہی اسے مخاطب کیا تھا،

تم نہیں پوچھو گی کہ میں کیسا ہوں؟

گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا، اس نے بمشکل اپنی سرپٹ دوڑتی دھڑکنوں پہ قابو پایا تھا اور پوچھا،

کیسے ہیں آپ؟

اور دوسری جانب وہ بھی جیسے تیار بیٹھا تھا فوراً کہا،

تم بن ادھورا۔

گیتی کا دل اس انداز پہ ڈوبا ابھرا اور پھر تیز تیز دھڑکتا چلا گیا ،زبان پہ جیسے تالا لگ گیا اور وہ اس کی حالت کا اندازہ لگاتے ہوئے مسکرایا اور بات آگے بڑھاتے ہوئے اس نے کہا تھا،

چاند تو پورا ہے نجانے میں کب مکمل ہوں گا۔

نظریں چاند پہ تھیں اور تصور کی آنکھ اسے دیکھ رہی تھی جب کہ اس کا انداز ہمیشہ کی طرح گیتی کی جان پہ بنا گیا ،حنائی ہتھیلیوں میں نمی اتر آئی اور اس نے عجلت میں کہا تھا،

و۔۔۔وہ اماں بلا رہیں ہیں۔

اس کے بہانا بنانے پر وہ زور سے ہنسا تھا جب کہ گیتی اس کے ہنسنے پر حواس باختہ ہوئی تھی اور وہ کہہ رہا تھا،

میں جانتا ہوں اماں نہیں بلا رہیں لیکن تم جاؤ۔

اس کے ٹھیک اندازے پر وہ شرمندہ ہوئی جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

ٹیک کئر اپنا خیال رکھنا ،کل ملتے ہیں۔

اس نے مزید کچھ کہے اور بنا اسے تنگ کیئے کال بند کر دی جب کہ وہ خوش کن احساس میں گھری حیران سی بیٹھی اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

نکاح کی تقریب گیتی آراء اور اس کی متفقہ رائے اور خواہش پہ سادگی سے ہی واصف جمال بیگ کے ڈرائنگ روم میں ہی منعقد ہوئی تھی جس میں فیملی کے اہم لوگوں نے ہی شرکت کی تھی ۔ آغا جان ، اماں بابا اور بہزاد گردیزی کے چہروں سے خوشی اور اطمینان جھلک رہا تھا وہیں نیہا ، حیدر ، امل ، زوار اور ضوفی نے مل کر گھر میں ہی خوب رونق لگائی تھی ، احمد انکل اور لیلیٰ آنٹی نے گیتی کی جانب سے شرکت کر کے اس کا مان بڑھا دیا تھا اور اپنا وہ کہا پورا کر دیا تھا کہ وہ گیتی کو نہ صرف بیٹی مانتے ہیں بلکہ سمجھتے بھی ہیں جب کہ بھائی بھابھی اس تقریب میں شریک ہوئے لیکن محض اوپری دل سے ، گیتی کو افسوس تو ہوا لیکن پھر اس نے بھی اس بات سے سمجھوتا کر لیا تھا۔

کچھ دیر پہلے نکاح کی خوبصورت رسم ادا ہوئی تھی اور وہ ہمیشہ کے لئے اس کی بنا دی گئی ،اس کے دل کی کیفیت عجیب تھی،یقین اور بے یقینی کی کیفیت میں گھرا دل کہ کہیں یہ کوئی خواب تو نہیں ہے۔سب سے مبارکباد لیتے اور گلے ملتے بھی وہ اسی کیفیت کے زیر اثر تھا ۔شائد بے تحاشا خوشی اور من پسند ہستی کا ساتھ مل جانے کے بعد ایسا ہی محسوس ہوتا ہو گا, وہ اسی کیفیت میں گھرا صوفے پر بیٹھا تھا جب نیہا اور امل گیتی آراء کو وہیں لے آئیں،حیدر نے اس کو ٹھوکا دیا تو وہ ماحول میں واپس لوٹا اور پہلی نظر اس کے روشنی بکھیرتے وجود پہ پڑی اور پلٹنا بھول گئی۔وہ آغا جان کے سامنے جھکی تھی ،اس کا چہرہ سرخ زرتار دوپٹے سے ڈھکا تھا لیکن اس کے شعاعیں بکھیرتے وجود کی تابانی عروج پر تھی۔آغا جان انہوں نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر ہمیشہ کی طرح اپنے مخصوص انداز میں دعا دی تھی،

جیتی رہو ،خوش رہو۔

اور ان کی دعا پر اس کا دل گداز ہو گیا تھا, اور خوبصورت آنکھیں نم ہو گئیں تھیں،پاپا یعنی بہزاد گردیزی نے بھی اسے دعا دی اور پھر نیہا اسے صوفے کی جانب لے آئی جہاں وہ بیٹھا تھا۔زرتار آنچل سے چہرہ ڈھکا تھا اور نظریں جھکی تھیں اس کے باوجود اسے

ان گہری بولتی پر حدت نظروں کا احساس پوری طرح تھا ،اس کا جھکا سر مزید جھک گیا جب کہ حیدر نے سالار کے پھر ایک ٹہوکا دیا ،تو وہ ماحول میں واپس آیا اور اپنی بے خودی کو کوس کے رہ گیا جب کہ ان سب کی دبی دبی ہنسی اطراف میں پھیل گئی۔ وہ سہج سہج قدم اٹھاتی صوفے کے نزدیک پہنچ گئی جہاں وہ بیٹھا تھا۔اس کے نزدیک پہنچنے پر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن نظریں ابھی بھی اس کے روشنی بکھیرتے وجود پہ ٹکی تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

نیہا اسے صوفے کی جانب لے آئی جہاں وہ بیٹھا تھا۔زرتار آنچل سے چہرہ ڈھکا تھا اور نظریں جھکی تھیں اس کے باوجود اسے ان گہری بولتی پر حدت نظروں کا احساس پوری طرح تھا ،اس کا جھکا سر مزید جھک گیا جب کہ حیدر نے سالار کے پھر ایک ٹہوکا دیا ،تو وہ ماحول میں واپس آیا اور اپنی بے خودی کو کوس کے رہ گیا جب کہ ان سب کی دبی دبی ہنسی اطراف میں پھیل گئی۔ وہ سہج سہج قدم اٹھاتی صوفے کے نزدیک پہنچ گئی جہاں وہ بیٹھا تھا۔اس کے نزدیک پہنچنے پر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن نظریں ابھی بھی اس کے روشنی بکھیرتے وجود پہ ٹکی تھیں ۔اس کی محویت سب نے نوٹ کی اور وہ سب

ایک مرتبہ پھر دبی دبی ہنسی ہنس دیئے ،اس نے حیدر کو گھورا جب کہ حیدر نے دھیمی آواز میں کہا،

بس کردو کیا نظر لگاؤ گے۔

لیکن اس کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ سب کے کانوں تک بخوبی پہنچ گئی اور اس کی شرارت پر سب ہی مسکرا دیئے ،گیتی کا دل ڈوب کے ابھرا جب کہ سالار نے پھر گھور کے حیدر کو دیکھا اور حیدر شرارت آمیز انداز میں بولا،

اوہ بھائی تمہاری نظروں سے تو مجھے ڈر لگتا ہے اب بیچاری گیتی بھابھی کو نہ ڈرانا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب میں اس نے بھی دھمکی آمیز انداز میں کہا،

تم سے تو میں گھر جا کر بات کروں گا۔

حیدر جواب میں کچھ کہتا کہ نیہا نے دونوں کو ٹوک دیا،

بس کردو تم دونوں گیتی کب سے کھڑی ہے اسے بیٹھنے تو دو۔

کہتے ہوئے گیتی کو صوفے پر بٹھا دیا جب کہ حیدر پھر بھی بعض نہیں آیا اور کہا،

یار سالار تم بھی بیٹھ جاؤ شائد بھابھی کی وجہ سے تمہارے چہرے پر بھی تھوڑا نور آجائے

گا۔

اس بات پر اس نے پھر حیدر کو گھورا جب کہ گیتی کے ہونٹوں پر بھی خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی، امل نے سالار کی سائڈ لیتے ہوئے حیدر کو ٹوکتے ہوئے کہا،

اوہو! آپ تو پیچھے ہی پڑ گئے بس کریں اب۔

پھر سالار کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

سالار بھائی آپ ان کو چھوڑیں آپ یہاں آ کر بیٹھیں گیتی کے ساتھ۔

کہتے ہوئے اس کا بازو تھام لیا اور اسے گیتی کے برابر بٹھا دیا اور وہ بھی حیدر کو چڑانے والی نظروں سے دیکھتا بڑی شان اور استحقاق سے اس مومی پیکر کے نزدیک آ بیٹھا، اور اس کے نزدیک آ کر بیٹھ جانے پر وہ سمٹ سی گئی ،اس کے مخصوص کولون اور سگریٹ کی ملی جلی مہک نے اس کے گرد حصار باندھ لیا اور اس کی قربت کے باعث اس کے دل کی دھڑکن آج بھی بے قابو ہو گئی جب کہ وہ آج بھی اس کے ہاتھ دیکھتے ہوئے یہی سوچ رہا تھا،

جس دلہن کے ہاتھ اتنے خوبصورت ہوں وہ خود کتنی خوبصورت ہو گی۔

دل میں ایک دم خواہش جاگی اس خوبصورت ہاتھوں والی کا چہرہ دیکھنے کی لیکن بڑی مشکل سے دل کی سرکش خواہش پر قابو پایا اور اطمینان سے ایک بازو صوفے کی پشت پہ پھیلا کر بیٹھ گیا بظاہر انداز ایسا تھا جیسے ریلیکس ہو کر بیٹھنا چاہ رہا ہو لیکن ایسا کرنے سے وہ گیتی کے مزید نزدیک ہو گیا تھا اور وہ جیسے اس کے حصار میں آ گئی تھی لیکن وہ جو پہلے ہی سٹپٹائی ہوئی تھی مزید سمٹ گئی، دل جیسے سرپٹ دوڑنے لگا اور ہاتھوں میں لرزش سی آ گئی ۔اس کے ہاتھوں کی لرزش سے اس کی دلی کیفیت کا اندازہ ہو رہا تھا ۔ سالار نے اس کا نرم گداز ٹھنڈا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا, گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا جب کہ وہ اس کا ٹھنڈا ، کانپتا ہاتھ اپنی گرفت میں لئے آہستگی سے تھپتھپا رہا تھا ، تسلی دینے کا انداز بے حد خوبصورت تھا ، جب کہ وہ سب ہی ہوٹنگ کر کے اسے چھیڑ رہے تھے لیکن وہ تب بھی پورے استحقاق اور اطمینان کے ساتھ اس کا ہاتھ تھامے رہا ، گیتی نے گہرا سانس لے کر اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کی۔ ضوفی ساتھ ساتھ فوٹو گرافی بھی کر رہا تھا تبھی اس نے نیہا کو مخاطب کیا اور کہا،

یار نیہا گیتی بھابھی کا چہرہ تو نظر نہیں آ رہا پکچرز اچھی نہیں آئیں گی۔

نیہا نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا،

گیتی کا کہنا ہے اس کا چہرہ سب سے پہلے اس کا شوہر دیکھے گا اس لئے تم اسی طرح کام چلاؤ۔

ضوفی نے منہ بنایا جب کہ حیدر اب بھی بعض نہ آیا اور کہا،

یک نہ شد دو شد۔

امل نے سرزنش کرتے ہوئے کہا،

اونہوں!

لیکن وہ تب بھی کہتا رہا،

یہ موصوف ہی کم نہیں تھے کہ ان کی بیگم ان سے بھی دو ہاتھ آگے نکلیں.

اس مرتبہ زوار کیوں حیدر سے پیچھے رہتا وہ بھی اسی انداز میں بولا،

خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

ان دونوں کی چھیڑ چھاڑ پر بزرگوں سمیت سب مسکرا دیئے اور خوبصورت مسکراہٹ نے ان دونوں کے چہروں کا بھی احاطہ کر لیا۔

نیہا اور امل اسے سالار کے بیڈ روم میں چھوڑ گئیں تھیں ، اصلی گلابوں سے سجا بیڈ روم بے حد خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا ، اسپاٹ لائٹس اور مدھم کینڈلز کی روشنی سے ماحول خوابناک لگ رہا تھا لیکن اس کی توجہ اس بیڈ روم کی خوبصورتی کی جانب نہیں تھی، پورا وجود گھبراہٹ کی لپیٹ میں تھا ، دل تیز تیز دھڑک رہا تھا ، اپنی اس کیفیت سے گھبرا کر وہ بیڈ سے اٹھ گئی ۔ وہیں کھڑے کھڑے دو تین گہرے گہرے سانس لے کر اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کی اور تبھی اس کی نظر بڑے سے گلاس ونڈو سے نظر آتے ٹیرس پر پڑی ، برستی بوندوں میں نکھرے گلابوں کے منظر نے اس کا دھیان بانٹ دیا یا پھر یہ اس کی شعوری کوشش تھی اپنی سوچوں سے چھٹکارہ پانے کی ۔ وہ دھیمے قدم اٹھاتی بڑی سی گلاس ونڈو کے پاس چلی آئی اور نظریں باہر برستی بارش پر جما دیں ، کچھ دیر کے لئے وہ واقعی بھول گئی کہ وہ کہاں ہے ۔ کچھ دیر بعد دروازہ بے آواز کھلا اور سالار اندر آگیا، وہ اتنی محو تھی کہ اس کے اندر آنے پر بھی نہیں چونکی جب کہ اس کی پہلی بے ساختہ نگاہ ہی اس پہ پڑی، دل نے ایک بیٹ مس کی اور گداز ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ جھلکی ۔ وہ آہستگی سے دروازہ لاک کرتا آگے بڑھ آیا

پھر مضبوط قدم بڑھا کر اس کے عین پیچھے آر کا ۔وہ تب بھی نہ چونکی ،اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور وہ ہلکے سے کھنکھارا اور وہ جو محو سی کھڑی تھی اس کی آواز پہ اپنی جگہ پر اچھل سی پڑی اور گھبرا کر پلٹی جب کہ اس کانیٹ کا خوبصورت گوٹے اور کرن سے سجا سرخ دوپٹہ اس کے ایک دم پلٹنے پر اس کے چہرے پہ گر گیا اور وہ جو اس کے گھبرانے پر مسکرارہا تھا اس کے تابانی بکھیرتے وجود پہ نگاہ جمائے وہیں ساکت ہو گیا ۔آف وائٹ لانگ گھیر دار پلین کرتے جس کے گلے اور آستین پہ زردوزی کی خوبصورت گولڈن ایمبرائیڈری ہوئی تھی, سرخ دوپٹے سے ڈھکا خوبصورت چہرہ جس سے جھانکتی خوبصورت آنکھیں نمایاں تھیں ،اس کے دوپٹے سے ڈھکے چہرے سے ہوتی اس کی نظر اس کے مخملیں گداز ہاتھوں پہ ٹھہر گئی،کلائیوں میں سجی کانچ کی سرخ چوڑیوں کے علاوہ دو بھاری گولڈ کے کنگن ،انگلیوں میں موجود بیش قیمت انگوٹھیاں اور سبک مہندی سے سجے ہاتھوں نے اس کی تمام توجہ ایک مرتبہ پھر کھینچ لی

اور جو بات وہ ہمیشہ سوچتا تھا،

جس دلہن کے ہاتھ اتنے خوبصورت ہوں وہ خود کتنی خوبصورت ہو گی جب کہ وہ اس کو سامنے موجود دیکھ کر فطری شرم کے حصار میں آ گئی مہندی سے سجی ہتھیلیوں میں ٹھنڈا

،پسینہ اتر آیا منتشر دھڑکن مزید تیز ہو گئی۔وہ سر جھکائے ساکت سی کھڑی اپنے دل کی بے قابو دھڑکن سن رہی تھی ۔سالار نے اپنا دایاں ہاتھ بڑھا کے اس کا مخملیں ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا اور اس کی نرم گداز انگلیاں اپنی مضبوط انگلیوں میں پھنسالیں اور ساتھ ہی اپنی سوچ کو زبان بھی دے دی،

جس دلہن کے ہاتھ اتنے خوبصورت ہوں وہ خود کتنی خوبصورت ہو گی۔

اس کی بھاری گھمبیر آواز بوجھل ہو کر ٹھہر سی گئی جب کہ اس کی آواز کا جادو اور مضبوط ہاتھ کا پر حدت لمس گیتی آراء کو اپنے آپ میں سمٹنے پر مجبور کر گیا۔سالار کو اس کی گھبراہٹ کا اندازہ اس کے ٹھنڈے ہاتھوں کی لرزش سے ہو رہا تھا ،اس نے اسی طرح آہستگی سے اپنی مضبوط انگلیوں میں پھنسی اس کی انگلیوں کو ہلایا تو اس کی کلائیوں میں پڑی سرخ چوڑیوں کی جلترنگ پر فسوں ماحول میں پھیل گئی ۔اس نے اس کا وہی ہاتھ اپنے شانے پر رکھا اور اپنا بایاں ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اسے اپنے آپ سے نزدیک کر لیا جب کہ گیتی کے لئے اس کی قربت سہارنا مشکل ہو گیا،دل کی حالت ابتر تھی پھر اس نے اسی طرح اسے تھامے ہوئے آہستگی سے اس کا سرخ آنچل اس کے چہرے سے ہٹا دیا۔گھونگھٹ ہٹتے ہی اس کی آنکھیں جیسے خیرہ ہو گئیں ۔وہ مسحور سا اس کے

تابانی بکھیرتے چہرے پر نظریں جمائے اسے اپنی نگاہوں میں جذب کررہا تھا۔اس کی پر حدت نظروں کی تپش سے سٹپٹائی گھبرائی وہ سیدھی اس کے دل میں اتر رہی تھی ، اس کی گھبراہٹ سے محظوظ ہوتا وہ ذرا سا اس کی جانب جھکا اور گیتی نے گھبرا کر اس کے شانے میں چہرہ چھپالیا جب کہ اس کی بھاری ہنسی کمرے کے پرفسوں ماحول میں پھیل گئی اور اس نے کہا،

یار کم از کم اب تو مجھ سے ڈرنا چھوڑ دو۔

اس کی بھاری سرگوشی نزدیک ہی گونجی جب کہ وہ مزید سمٹ گئی ، سالار نے اس کے گرد اپنے بازو کرکے جیسے اسے اپنے مضبوط حصار میں لے لیا اور پھر اسی طرح دھیمی بھاری آواز میں سرگوشی کے سے انداز میں کہا،

یار اتنا مت گھبراؤ میں تمہیں کھا نہیں جاؤں گا۔

اس کی شرارتی سرگوشی پر وہ جھینپ سی گئی اور آہستگی سے اس سے الگ ہوئی جب اچانک باہر بادل زور سے گرجے اور وہ ڈر کے دوبارہ اس کے سینے سے لگ گئی ۔ سالار نے اس کے جھکے سر پہ آہستگی سے بوسہ دیا اور اسے مزید تنگ کئے بغیر اسے آہستہ آہستہ تھپکنے لگا اور کہا،

ریلیکس اٹس جسٹ کا تھنڈر اسٹارم ابھی گذر جائے گا ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں ہوں تمہارے پاس۔

وہ آہستگی سے اس کے کان میں سرگوشی کے سے انداز میں بولتا اسے تسلی دے رہا تھا اور وہ جو اس کی قربت سے نروس ہو رہی تھی تھوڑی دیر میں قدرے ریلیکس ہو گئ۔ سالار نے اسے اپنے آپ سے الگ کیا اور اس کا چہرہ اونچا کیا ،اس خوبصورت معصوم ریا سے پاک چہرے پر شرم و حیا کے تاثرات بے حد بھلے لگ رہے ، شرم و حیا نے اس کے خوبصورت چہرے کو مزید پرکشش بنا دیا تھا۔ وہ کچھ دیر اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے رہا جب کہ گیتی کی ہمت نہیں تھی نگاہ اٹھانے کی ،وہ خاموش کھڑی اپنی دھڑکنیں شمار کر رہی تھی چند لمحے خاموشی کی نظر ہوئے پھر اس کا ہاتھ تھام کر بیڈ تک لے جا کر بیڈ پہ بٹھا دیا اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا ، گیتی آراء نے جھکی جھکی پلکوں سے اسے دیکھنے کی کوشش کی ، بلیک پلین شیر وانی ،وائٹ کرتا پاجامہ پہ بلیک لیدر پشاوری سینڈلز میں اس کی شاندار شخصیت کچھ اور شاندار لگ رہی تھی ، گھنے بالوں کا زبردست سا اسٹائل اس کی شخصیت پہ بے حد سوٹ کر رہا تھا ،جب کہ گھنے بال پیشانی پہ بکھرے تھے ، ہلکی بڑھی شیو میں وہ مزید ڈیشنگ لگ رہا تھا ، شربتی آنکھوں میں

خوبصورت رنگ بکھرے تھے ،کرتے کی پاکٹ سے اس نے ایک مخملیں ڈبیہ نکالی اور اس کی جانب نگاہ کی اور اس کو اپنی جانب متوجہ دیکھ کر اس کے گداز ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی ۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چہرہ اونچا کر دیا اور وہ جو تیار نہیں تھی اس کے ایک دم ایسا کرنے پر سٹپٹا سی گئی ،کچھ دیر پہلے سنبھلی دھڑکن ایک مرتبہ پھر سرپٹ دوڑنے لگی چہرہ سرخ ہوا جب کہ وہ اس کے من موہنے چہرے پر نظریں جمائے اس کی سحر طراز آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

اگر مجھے دیکھنا چاہتی ہو تو اس طرح دیکھو پورے حق سے۔

بات کرتے کرتے اس کی دلکش مسکراہٹ گہری ہوئی جب کہ گیتی آراء نے شرم سے اپنے دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپالیا ۔اور اس کی یہ ادا سالار کو ہنسنے پر مجبور کر گئی ۔ وہ اس کی مسحور کن دلکش ہنسی سنتی اپنے دل کی دھڑکنیں شمار کر رہی تھی ۔چند لمحوں بعد سالار نے ہنسی سمیٹتے اس خوبصورت مخملیں ڈبیہ سے اس بھی زیادہ خوبصورت وائٹ گولڈ اور ڈائمنڈز اسٹڈ بریسلیٹ نکالا بظاہر وہ ایک خوبصورت ڈیزائن تھا لیکن بغور دیکھنے سے پتہ چلتا تھا کہ ڈائمنڈز کی پلیسمینٹ اس انداز سے کی گئی تھی کہ وہ سالار کا نام بن رہا تھا یعنی ڈائمنڈز سے ہی بے حد خوبصورتی سے سالار کا نام کندہ تھا، نکالا اور

اس کے چہرے پر دھرے اس کی نرم گداز کلائی تھام کر اس کے ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا پھر آہستگی اور نرمی سے وہ بریسلیٹ اس کی شفاف کلائی کی زینت بنا دیا، چند لمحے وہ اس کے ہاتھ پر نظریں جمائے رہا بے شک اس کے کلائی میں سج کر بریسلیٹ کی قدر و قیمت بڑھ گئی تھی ، گیتی نے بریسلیٹ دیکھا اور دھیمی آواز میں کہا،

شکریہ ! بہت خوبصورت ہے۔

اس کی کلائی پہ اپنی مضبوط گرفت کا دباؤ ڈالتے ہوئے اس کو اپنی نظروں کی حصار میں لیتے ہوئے کہا،

تمہارے پسند کرنے کا شکریہ !

اس کے انداز پر دھیمی خوبصورت مسکراہٹ گیتی کے ہونٹوں پر بکھر گئی ۔ جب کہ وہ اس کے ہاتھ پہ دباؤ ڈال کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، گیتی آراء نے بے ساختہ پوچھا تھا،

آپ کہاں جا رہے ہیں؟

جس طرح معصومیت سے اس نے پوچھا تھا سالار کا دل اتھاہ ڈوبا وہ بمشکل اس کے حسن جہاں سوز سے نگاہ چرا پایا پھر اس کا زرتار آنچل درست کرتے اس کی خوشنما آنکھوں

میں جھانکتے اس کا چہرہ تھام کر محبت سے کہا،

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے کہ اس نے مجھے تمہاری صورت بیش بہا نعمت سے نوازا اس لئے تم چینج کر کے ریسٹ کرو میں شکرانے کے نفل پڑھ لوں۔

کہتے ہوئے اس کا چہرہ تھپتھپایا جب کہ وہ جو بغور اسے سن رہی تھی اس کے مضبوط ہاتھ کو اپنی نرم گرفت میں لے کر بولی،

مجھے بھی نوافل ادا کرنے ہیں.

سالار نے اسے دیکھا، وہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی پھر مسکراتے ہوئے اٹھی اور کہا،

میں صلواۃ التسبیح ادا کرنا چاہتی ہوں کہ ابھی تک شکر کے اس درجے تک نہیں پہنچی ہوں لیکن اس زندگی کی شروعات اللہ کے بابرکت نام سے کرنا چاہتی ہوں، اس سے اپنے اور آپ کے لئے محبت، عزت، خوشی اور سکون مانگنا چاہتی ہوں۔ اس زندگی کی شروعات اس پاک ذات کے بابرکت نام سے کرنا چاہتی ہوں تاکہ ہم دونوں کی آنے والی زندگی بھی بابرکت ہو وہ زندگی جو ہم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ گزارنی ہے اور شائد ایسا کرتے ہوئے میں بھی کبھی نا کبھی آپ کی طرح شکر کے

درجے تک پہنچ جاؤں۔

وہ یہ سب اپنے مخصوص دھیمے اور سلجھے ہوئے دل موہ لینے والے انداز میں کہہ رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے اسے سن رہا تھا ،دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا جس نے اسے نہ صرف اتنی خوبصورت بلکہ خوب سیرت ساتھی عطا کی اور پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں ہی آگے پیچھے کھڑے اللہ کے حضور سجدہ ریز تھے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج کی صبح بھی ڈائنگ روم میں روزانہ کی چہل پہل تھی جیسے ہمیشہ ہوتی تھی ،آغاجان ناشتہ کرتے ہوئے ٹی وی پر حالات حاضرہ کا کوئی پروگرام دیکھ رہے تھے جب کہ بہزاد گردیزی صبح کا اخبار دیکھتے ہوئے ناشتہ کر رہے تھے جب اس نے مسکراتے ہوئے ان کے سامنے ان کی کافی رکھی اور آغاجان کے سامنے ان کی گرین ٹی ،دونوں نے مسکرا کر اسے دیکھا اور ایک ساتھ کہا،

تھینکیو بیٹا!

خوش رہو بیٹا!

ان دونوں کی محبت پر وہ سرشار ہوتی مسکرائی، آغا جان نے گرین ٹی کا سپ لیتے ہوئے کہا تھا،

بہزاد گیتی کے اس گھر میں آجانے سے کتنی رونق ہو گئی ہے صبح بھی کتنی روشن لگنے لگی ہے اور یہی روشنی مجھے اپنے گھر میں بھی محسوس ہو رہی ہے۔

ان کے تعریفی انداز پر وہ تو ہمیشہ کی طرح جھینپی تھی جب کہ بہزاد گردیزی نے اخبار پر سے نظریں اٹھا کر آغا جان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بالکل ٹھیک کہا آپ نے ، شکر ہے کہ آپ کے لاڈلے نے ایک فیصلہ تو زندگی میں ڈھنگ کا کیا۔

ان کا انداز معمول کا سا تھا، آغا جان نے تنبیہہ کرتے ہوئے انہیں دیکھا تھا جب کہ وہ چہرہ جھکائے مسکرا رہی تھی پھر بہزاد گردیزی نے اس سے پوچھا،

بیٹا گیتی آراء! کہاں ہیں لاڈ صاحب؟ اٹھے کہ نہیں اب تک؟

وہ ہونٹ بھینچ کر مسکرائی جب کہ آغا جان سرزنش کرتے ہوئے کہہ رہے تھے،

بہزاد اب تو اس کو اس طرح مت پکارو۔

انہوں نے نیپکن سے ہونٹ صاف کیئے اور کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا،

کیوں آغا جان اب کیا ہوا ہے؟

آغا جان نے کہا،

اب اس کی شادی ہو گئی ہے اور تمہیں بھی اب خیال کرنا چاہئے۔

ان کے جواز پر بھی وہ ذیادہ کنونس نظر نہ آئے اور اپنے مخصوص انداز میں کہا،

آغا جان! اس کی شادی کیا اس کے بچے بھی ہو جائیں گے تب بھی میر ا اور اس کا رشتہ وہی رہے گا۔

ان کی بات پر آغا جان تو مسکرا دیئے جب کہ وہ کانوں تک سرخ پڑ گئی اور اندر آتے سالار نے ان کی آدھی ادھوری بات سنتے ہوئے کہا تھا،

کس کے بچوں کی بات ہو رہی ہے؟

ساتھ ہی نظر اس کے گلابی مائل گندمی چہرے پر پڑی جو سرخ ہو رہا تھا، وہ سر جھکائے اپنے چائے کے کپ کی سطح پر انگلیاں پھیر رہی تھی جب کہ بابا نے اس کو دیکھتے ہوئے

کہا،

آپ کے بچوں کی بات ہو رہی ہے برخوردار! اب اس عمر میں میرے یا آغا جان کے بچوں کی بات تو ہو نہیں سکتی۔

ان کے تفصیلی جواب پر اس کے ہونٹ سیٹی کے سے انداز میں وا ہوئے اور سحر انگیز نظریں اس کے صبیح چہرے پر ٹھہر گئیں جو اس کی موجودگی اور زیر بحث موضوع کے باعث سرخ ہو چکا تھا ،وہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی لیکن ان پر حدت نظروں کی تپش کا بخوبی اندازہ تھا.وہ مسکراتا ہوا سامنے رکھے جگ میں سے ایپل جوس گلاس میں نکال کر گھونٹ گھونٹ پینے لگا نظریں ابھی بھی اس کے دلکش رنگ بکھیرتے چہرے پر جمیں تھیں اور آنکھوں میں دلکش تاثر تھا تبھی بہزاد گردیزی نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

اس وقت کہاں کی تیاری ہے ؟تم کہاں جا رہے ہو؟

ان کا اشارہ اس کے نک سک سے کی گئی تیاری کی جانب تھا ،وہ بھی گھنی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی ،وہ جب بھی اپنے آفس جاتا تھا تو کبھی بھی اتنا فارملی تیار نہیں ہوتا تھا یہ الگ بات تھی کہ اس حلئے میں بھی ڈیشنگ لگتا تھا لیکن آج وہ جس طرح تیار ہوا تھا وہ

کچھ اور ہی اشارہ کر رہی تھی ۔وہ سب ہی منتظر نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے ،اس نے اطمینان سے جوس کا گلاس ختم کیا اور اٹھ کھڑا ہوا پھر آغا جان کے نزدیک آتے ہوئے قدرے جھکا اور محبت اور احترام سے ان کے ہاتھ تھام لئے پھر کہا، میں آفس جا رہا ہوں ،دعا کیجئے گا کہ ڈیڈ کو جو امیدیں مجھ سے ہیں ان پر میں پورا اتر سکوں۔

اس کی بات پر بہزاد گردیزی اور آغا جان نے حیرانی سے اسے دیکھا جب کہ وہ بھی چونک سی گئی گھنی پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا وہ پاپا اور آغا جان کے نزدیک جھکا ان کی دعائیں سمیٹ رہا تھا، پاپا کی خوشی کا اندازہ ان کی مسکراہٹ سے ہو رہا تھا۔ وہ ایک ٹک اسے دیکھ رہی تھی ،اس کی دلکش آنکھیں اور مسکراہٹ اسے بے حد بھلی لگ رہیں تھیں تبھی وہ سیدھا ہوا اور اس کی شربتی آنکھیں گیتی کی سیاہ آنکھوں سے مل گئیں، تصادم بڑا گہرا تھا سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے شرارت سے اپنی بائیں آنکھ دبا دی ۔ وہ جو اس کی جانب متوجہ تھی ایک دم سٹپٹا گئی ،دل زور سے دھڑکا اور اس نے گھنی پلکیں جھکا لیں ،گلابی مائل چہرے پہ سرخیاں گھل گئیں تھیں جب کہ وہ مسکراتا ہوا سیدھا ہوا اور سب کو خدا حافظ کہتا بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گیا، وہ بھی

کچھ سوچ کر اس کے پیچھے آئی اور وہ جو اپنی گاڑی کا لاک کھول رہا تھا اسے پکار بیٹھی،

سنیں !!

وہ گاڑی کے اندر بیٹھ رہا تھا اس کی پکار پہ رک کر اسے دیکھنے لگا ،وہ قدم بڑھا کر اس کے نزدیک آ گئی، لیکن ہمیشہ کی طرح اس سے بات کرتے ہوئے جھجھک رہی تھی ۔ گولڈن سیلف پرنٹ کا مہندی گرین کلر کا پلین شلوار قمیص۔ گولڈن سیلف پرنٹ کے بلیک دوپٹے کے ہالے میں اس کا معصوم چہرہ سورج کی شعاوں میں بے حد بھلا لگ رہا تھا ،ہلکی جیولری اس کے چہرے پر بے حد بھلی لگ رہی تھی ،انگلیاں مڑوڑتی، کبھی اپنے سیاہ سلکی بال کان کے پیچھے کرتی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی ۔وہ آہستگی سے قدم بڑھا کر عین اس کے سامنے آرکا ،ہمیشہ کی طرح گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا جب کہ وہ اس کی ہوا سے اڑتی لٹیں سمیٹ کر اس کے کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہہ رہا تھا،

کچھ کہہ رہیں تھیں تم ؟

اس کے خوبصورت چہرے کو نظروں کی گرفت میں لیے مسکراتے ہوئے پوچھا ،اس کی نظروں کے ارتکاز پر وہ نروس ہوئی لیکن ہمت کرتے ہوئے کہا،

آپ پاپا کے آفس کیوں جا رہے ہیں؟

اس کے معصوم انداز پر سالار کا دل چاہا اسے اپنے دل کے کسی نہاں خانے میں چھپا لے، بمشکل اپنے دل کی خواہش پر قابو پاتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا،

لوگ آفس کیوں جاتے ہیں؟

اس کے انداز پر وہ حیران سی ہوئی پھر اس کی شرارت سمجھ کر نفی میں سر ہلاتی مڑنے لگی کہ اس نے اس کا گداز مخملیں ہاتھ تھام کر اسے روک لیا پھر اس کو اپنے مقابل کھڑا کرتے ہوئے اس کا چہرہ تھام کر کہنا شروع کیا،

پاپا کو مجھ سے بہت امیدیں ہیں اور میں آج تک ان کی ایک بھی امید پر پورا نہیں اترا تو اب وقت آگیا ہے کہ ان کی ذمے داری بانٹ لی جائے۔

وہ اپنی عادت کے برعکس بے حد سنجیدگی سے گویا تھا، گیتی اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی، ان آنکھوں کے رنگ سورج کی روشنی میں ہمیشہ کی طرح مزید نکھر گئے تھے، سالار کو اس کا یوں اپنی جانب دیکھنا بے حد اچھا لگا، اس نے اسے ٹوکا نہیں اور وہ

اسی طرح اس کی آنکھوں میں دیکھتی کھوئی کھوئی سی بولی تھی،

لیکن ایڈورٹائزنگ تو آپ کا passion ہے تو پھر آپ کیوں اپنے شوق سے دستبردار ہو رہے ہیں؟

وہ مسکرایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرا کر بولا،

شوق تو بہت پورے کر لئے اب کچھ ذمے داری بھی پوری کر لینی چاہئے ۔ ہمم۔۔

اس کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھتا وہ مسکرایا لیکن گیتی نے کہنا چاہا،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیکن۔۔۔

اس نے اس کے ہونٹوں پہ اپنی شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے کہا،

ششش۔۔۔ گیتی یار! یہ فیصلہ میرے لئے آسان نہیں تھا اپنے شوق کو چھوڑ کر کسی اور کام کو اپنانا بہت مشکل عمل ہے لیکن میں یہ مشکل کام کرنا چاہتا ہوں، پاپا کے لئے، آغا جان کے لئے ، تمہارے لئے اور ہم دونوں کی آنے والی زندگی کے لئے تو کیا تم اس فیصلے میں میرا ساتھ دو گی۔

اس کی آنکھوں میں امید سے دیکھتا وہ اس سے پوچھ رہا تھا اور وہ جو اس کی بات بغور سن

رہی تھی اس کی بات کے اختتام پر خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے یاقوتی ہونٹوں کا احاطہ کر لیا اور اس کی بات کی تائید میں اس نے اثبات میں سر ہلا دیا جب کہ اس کی مسکراہٹ پر وہ سرشار ہوتا شرارت سے بولا،

ویسے بھی تم نے سنا تھا نا پاپا آغا جان سے کیا کہہ رہے تھے۔

اس کے پوچھنے پر گیتی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تو وہ بات آگے بڑھاتا ہوا کہنے لگا،

مطلب جب انسان کی شادی ہو جائے تو اس کو ذمے دار ہو جانا چاہیے تاکہ جب اس کے بچے ہوں تو وہ ان کو اسٹیبلش لائف دے سکے اور میں بھی اپنے بچوں کے لئے محنت کرنا چاہتا ہوں۔

اس کی بات کا مفہوم سمجھ کر وہ بے تحاشا شرمائی اور اس سے اپنے آپ کو چھڑاتی دروازے کی جانب بڑھی جب کہ وہ شرارت سے اسے پکارتے ہوئے کہہ رہا تھا،

ارے سنو تو ، جا کہاں رہی ہو؟

لیکن وہ بنا مڑے اسے خدا حافظ کہتی مسکراتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی اور وہ بھی

سرشار سا مسکراتا ہوا گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی گیٹ سے نکال لے گیا.

وہ دونوں ساحل سمندر پر چہل قدمی کے سے انداز میں چل رہے تھے ،ڈوبتے سورج کا منظر بے حد حسین لگ رہا تھا ۔ایک دوسرے کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر وہ دونوں ہی بے حد مطمئن لگ رہے تھے۔چلتے چلتے سالار نے چہرہ گھما کر اس کے خوبصورت چہرے پہ نظر ڈالی اور اسے پکار لیا،

گیتی!!

وہ جو خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی اسی طرح چلتے چلتے اپنے دھیان میں گم بولی تھی،

ہمم۔۔۔

اس کے انداز پر وہ مسکرایا تھا اور اس کا ہاتھ جو اس کی گرفت میں تھا اس کو ہلکے سے کھینچا کہ وہ لڑکھڑا کر اس کے نزدیک ہو گئی ،خوشنما آنکھیں ان سرخ ڈوروں سے سجی سحر انگیز شربتی آنکھوں سے مل گئیں۔گیتی جو حیران سی ہوئی تھی اب اس کی آنکھوں میں

دیکھ رہی تھی ،ڈوبتے سورج کی شعاعوں میں وہ شربتی آنکھیں مزید شفاف لگ رہیں تھیں اوران سحر آنگیز آنکھوں میں اسے اپنا عکس مزید واضح نظر آرہا تھاجب کہ سالار نے اس سے پوچھا تھا،

اب تو ڈر نہیں لگتاان آنکھوں سے؟

اس سوال پر وہ نہ صرف چونکی بلکہ جھینپ بھی گئی اوراپنی نظروں کے ساتھ چہرہ بھی جھکالیا ،ہونٹوں پہ شرمیلی مسکراہٹ چھلکی جواس کے خوبصورت چہرے کومزید پرکشش بنارہی تھی جب کہ وہ اسے ہمیشہ کی طرح تنگ کرنے کے موڈ میں تھااس لئے اس کا ہاتھ تھام کراپنے سینے پر رکھ لیا ،گیتی نے اس کے توانادل کی دھڑکن اپنی ہتھیلی کے نیچے محسوس کی جب کہ سالار نے اس کی جانب جھکتے پوچھا تھا،

بولو نا!اب تو خوفزدہ نہیں ہونا!

وہ اسے کیا بتاتی کہ آج بھی وہ ان آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نروس ہو جاتی ہے یا یہ آنکھیں جب پوری شدت سے اس کی جانب متوجہ ہوتی ہیں تو اس کے دل کی حالت غیر ہو جاتی ہے۔اس کے برعکس اس نے کہا تھا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پلیز سالار سب دیکھ رہے ہیں۔

کہتے ساتھ ہی اس نے ارد گرد دیکھا کافی لوگ ارد گرد تھے کچھ ان دونوں کو دلچسپی سے دیکھ بھی رہے تھے جب کہ وہ اس کے پہلو بچانے پر وہ زور سے ہنس پڑا تھا۔اس کی دلکش بھاری ہنسی گیتی کا دل دھڑکا گئی ،سالار نے اس کا ہاتھ تھاما اور دوبارہ چلنا شروع کر دیا ۔گیتی نے ایک گہرا سانس لیا اور اس کے ساتھ قدم ملانے لگی ۔کچھ دیر دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی جب سالار نے اس سے پوچھا تھا،

تم نے پینٹنگ کرنی کیوں چھوڑ دی؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی بات کے جواب میں گیتی نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا،

بس ایسے ہی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ اس جواب سے مطمئن نہیں ہوگا اور ہوا بھی یہی وہ اس سے پوچھ رہا تھا،

ایسے ہی کیا مطلب ؟کوئی ریزن ہوتا ہے ہر چیز کے پیچھے۔

کہتے ہوئے اس کو دیکھا ،وہ سر جھکائے چل رہی تھی ،وہ منتظر نظروں سے اسے دیکھ

رہا تھا ۔ گیتی نے اس کی نظریں محسوس کیں اور ایک گہرا سانس لے کر کہا ، مجھے لگتا ہے کہ میں پینٹنگ مکمل نہیں کر پاؤں گی۔

اس نے جیسے اپنا مسئلہ بتایا ، سالار نے اسے دیکھا اور پوچھا،

لیکن اسکول میں تو تم بچوں کو آرٹ پڑھاتی ہو تو پھر پینٹنگ کیوں نہیں؟

گیتی نے رسانیت سے مسکراتے ہوئے کہا،

وہ تو تھوڑا بہت آرٹ ورک ہوتا ہے لیکن پینٹنگ کے لئے بہت ٹائم چاہئے اور مجھے لگتا ہے کہ میں اتنا فوکس نہیں کر پاؤں گی۔

اس کے تفصیلی جواب پر وہ اسے رک کر دیکھنے لگا ، وہ بھی رک گئی اور اس کی جانب دیکھا ، اس کے متوجہ ہونے پر اس نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا اور نرمی سے کہا،

میں چاہتا ہوں کہ تم پینٹنگ کرو اور مجھے یقین ہے کہ تم پینٹنگ کرو گی اور اسے مکمل بھی کر لو گی۔

اس کے یقین پر وہ کھل کر مسکرائی اور کہا،

آپ اس طرح میری ہمت افزائی کرتے رہیں تو پینٹنگ تو کیا میں سب مشکل کام کر لوں گی۔

اس کے انداز پر وہ مطمئن ہو کر مسکرا دیا اور ساتھ ہی گیتی کی خوبصورت مسکراہٹ اس کی مسکراہٹ میں شامل ہو گئی اور دونوں نے واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔

اور پھر اس نے اپنی پوری محنت اور لگن سے پینٹنگ مکمل کر لی ،اس وقت بھی وہ اپنے اسٹوڈیوز میں اس پینٹنگ کے فائنل ٹچ میں مصروف تھی،رات کے بارہ بج رہے تھے جب سالار نے اندر قدم دھرا ۔وہ اتنی منہمک تھی کہ اس کے آنے کا اسے پتہ ہی نہیں چلا ،سالار نے اسے مصروف دیکھ کر اپنا سر نفی میں ہلایا پھر اس کی جانب بڑھ آیا ۔اس کے عین پیچھے پہنچ کر دھیرے سے کھنکھارا اور ہمیشہ کی طرح وہ اس کی اچانک آمد پر اپنی جگہ اچھل سی پڑی ،دل اتھاہ میں ڈوبا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا۔اس کے اس طرح گھبرانے پر سالار نے مسکراہٹ دبائی اور اس کے نزدیک جھکتے ہوئے کہا،

اب تو ڈرنا چھوڑ دو۔

اس کی شرارت پر گیتی نے شکائتی نظروں سے اسے دیکھا ، وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا ، سحر انگیز آنکھوں میں شرارت بھری تھی گیتی نے نفی میں سر ہلایا اور واپس مڑی کہ اس نے پکار لیا،

ٹائم کا کچھ اندازہ ہے۔

گیتی آراء نے ایک نظر گھڑی پہ ڈالی پھر اس پر اور کہا،

بس یہ تھوڑا سا رہ گیا یہ کرلوں پھر آتی ہوں۔

سالار نے کچھ بھی کہے بغیر گیتی کے ہاتھ سے پینٹنگ پلیٹر لے لی جب کہ اس کے اچانک ایسا کرنے پر وہ بولی،

ارے کیا کر رہے ہیں میں۔۔۔

اس نے ہلکے سے اسے اپنی جانب کھینچا اور اس کے لبوں پہ شہادت کی انگلی رکھتے ہوئے کہا،

ششش۔۔۔

اس کے اچانک ایسا کرنے پر وہ ایک دم چپ ہوگئی ، گھنی پلکیں لرز کے جھک گئیں ۔

اس کے انداز پر سالار نے مسکراہٹ دبائی اور دودھ کا گلاس جو وہ اس کے لئے لایا تھا اس کی جانب بڑھادیا ، گیتی نے برا سا منہ بنایا تو اس نے کہا،

ختم کرو اس کو۔

اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی گلاس منہ سے لگالیا پھر بمشکل دودھ ختم کیا جب کہ وہ اس کے سر پہ کھڑا تھا ۔ گلاس خالی کر کے اس نے سالار کی جانب دیکھا جیسے کہہ رہی ہو خوش! اس کے انداز پر وہ مسکرایا اور گلاس اس کے ہاتھ سے لے کر ٹیبل پر رکھ دیا پھر آگے بڑھ کے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھالیا ۔ اس کے اچانک ایسا کرنے پر وہ سٹپٹا سی گئی ، جب کہ وہ اطمینان سے اسے اٹھائے دروازے کی جانب بڑھا ۔ گیتی نے گھبرا کے اسے کہا،

ی۔۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں کوئی دیکھے گا تو کیا سوچے گا۔

جواب میں وہ اسی اطمینان سے بولا تھا،

دیکھنے دو۔

اس کے اطمینان پر گیتی کا اطمینان رخصت ہوا اور وہ ملتجی انداز میں بولی،

پلیز میں چل رہی ہوں نا ۔۔۔آغا جان اور بابا جاگ جائیں گے اور دیکھیں گے تو کیا سوچیں گے۔

وہ گھبرائی سی اس سے مخاطب تھی ،سالار کا دل اس کے انداز پر اتھاہ میں ڈوبا لیکن وہ اس کی جانب چہرہ گھما کر سنجیدگی برقرار رکھتے ہوئے بولا،

اچھا ہے نا کہ وہ دیکھ لیں ویسے بھی ان کا خیال ہے کہ میں تمہارا خیال نہیں رکھتا۔

اس کے انداز پر گیتی نے حیرانی سے اسے دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا ،اس کی نظروں کے تاثر پر وہ جھینپ کر مسکرا دی اور آہستگی سے کہا،

اگر میں گر گئی اور میرے چوٹ لگ گئی پھر؟

سالار کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس کی جانب جھکتے ہوئے کہا،

ٹرسٹ می تم پر آنچ نہیں دوں گا۔

کہتے ہوئے اس کی خوشنما آنکھوں میں دیکھا اور گیتی نے سرشار ہو کر اس کے شانے پہ چہرہ ٹکا دیا اس کے انداز پر وہ بھی مسکراتا ہوا باقی سیڑھیاں چڑھ گیا۔

وہ اپنے لیپ ٹاپ پہ بیٹھا مختلف feasibilities بنا رہا تھا لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا ، کبھی سگریٹ کا کش لیتا کبھی لیپ ٹاپ پہ اس کی انگلیاں متحرک ہو جاتیں جب وہ ایک فائل لئے اس کے پاس چلی آئی، سالار نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا اور کہا،

آؤ بیٹھو۔

وہ اس کے نزدیک صوفے پر بیٹھ گئی ، سالار نے لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھ دیا اور اس کی جانب دیکھا جو لیپ ٹاپ کی اسکرین کو دیکھ رہی تھی ۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا نرم گداز ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا ، گیتی کا دل ہمیشہ کی طرح دھڑکا ، اس نے ایک گہرا سانس لیا جب کہ وہ پوچھ رہا تھا،

کوئی کام ہے؟

اس نے نفی میں سر ہلایا پھر ہاں میں جب کہ اس کے انداز پر سالار کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے کہا،

یہ کیا بات ہوئی ہاں بھی اور نہیں۔

اس کے شرارتی انداز پہ وہ جھینپ کر مسکرائی اور دھیمی آواز میں پوچھا،

آپ نے اپنی کمپنی کے شئیرز بیچ دیئے؟

سالار نے گہرا سانس لیا اور اس کے شانوں کے گرد بازو پھیلا کر اسے اپنے حصار میں لیا اور گیتی نے آہستگی سے اس کے مضبوط شانے پہ اپنا سر ٹکا دیا جب کہ وہ رہا تھا،

تمہیں نیہا نے بتایا ہو گا۔

گیتی نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا،

جی!

گیتی آیک نئی شروعات کرنے کے لئے پرانی بہت سی چیزوں کو پیچھے چھوڑنا پڑتا ہے تاکہ وہ آپ کے اس فیصلے میں رکاوٹ نہ بنیں۔

وہ جیسے ایک ٹرانس کی کیفیت میں بول رہا تھا جب اس نے اس کی بات کاٹ دی،

لیکن اس طرح تو آپ اپنے آپ کو کھو دیں گے۔

کہتے ہوئے چہرہ اونچا کرتے اس کی جانب دیکھا اس کے انداز پر سالار کا دل ڈگمگایا اس نے اس کے گال پہ پڑی گھنے سیاہ بالوں کی موٹی سی لٹ اس کے کان کے پیچھے کی اور

مسکراتے ہوئے کہا،

تم ہونا میرے ساتھ اور مجھے پورا یقین ہے تم مجھے بھٹکنے یا کھونے نہیں دو گی۔

اسکے انداز پر وہ جھینپ کر مسکرا دی پھر لیپ ٹاپ کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا،

یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

اس کے سوال پر اس نے بھی ایک نظر لیپ ٹاپ پر ڈالی پھر اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا،

یار مختلف آئیڈیاز ہیں ذہن میں مگر سمجھ نہیں آرہا کہ کس آئیڈیا پہ کام کرنا چاہیئے۔

کیسے آئیڈیاز؟

اس نے پھر چہرہ اونچا کر کے سوال کیا تو وہ اسے بتانے لگا،

جو شئیرز میں نے بیچے ہیں اس کی اماؤنٹ کو میں انویسٹ کرنا چاہ رہا ہوں لیکن کسی بزنس میں نہیں انفیکٹ کسی ایسی جگہ جس کا منافع ہمیں ہمیشہ ملتا رہے کسی پرافٹ کی صورت میں نہیں بلکہ ثواب کی صورت میں۔

اس کی بات کے اختتام پر وہ مسکرائی اور اپنے مخصوص انداز میں کہنے لگی،

اگر میں کچھ کہوں تو آپ مانیں گے؟

اس کی بات کے جواب میں سالار نے اسے بغور دیکھا اور کہا،

ارے یار کیوں نہیں مانوں گا تم کہو تو۔

جواب میں اس نے اطمینان سے اس کے مضبوط ہاتھ کو اپنے نرم گداز ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہوئے کہا،

میری یہ ہمیشہ سے خواہش تھی کہ میں کسی کو پڑھاؤں کسی ایسے انسان کو جس کے پاس وسائل نہ ہوں اور میں آیک ایسی جگہ بناؤں جہاں لوگ میری طرف سے کھانا کھا سکیں، پیسے دے کر نہیں بس میری طرف سے اور میں ان لڑکیوں کے لئے بھی کچھ کرنا چاہتی ہوں جن کو کسی بھی ریزن کی وجہ سے ان کے گھر والوں نے ڈس اون کر دیا ہو تو کیا ہم ایسے کسی پراجیکٹ کی feasibility بنا سکتے ہیں؟

بات کے اختتام پر اس نے امید بھری نظروں سے اسے دیکھا جو اس کی بات بغور سن رہا تھا، دلکش آنکھوں میں اپنی شریک حیات کے لئے ستائش اور فخر تھا پھر اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا،

سوچ لو گیتی یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا لگتا ہے اور پھر اس کے لئے بہت برداشت اور صبر چاہئے۔

اس نے بغور اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اطمینان سے بولی،

جب اللہ کی مدد شامل ہو تو ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے اور پھر آپ بھی تو میرے ساتھ ہیں پھر کوئی مشکل نہیں ہو گی۔

کہتے ہوئے وہ کھل کر مسکرائی جب کہ سالار کے ہونٹوں پہ بھی فخریہ مسکراہٹ آن ٹھہری اس نے اس کے گال پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،

مجھے تم سے اسی بات کی امید تھی۔

وہ کھل کے مسکرائی اور وہ اس کی مسکراہٹ پر اندر تک سرشار ہو گیا پھر اس کے ہاتھ میں موجود فائل دیکھ کر پوچھا،

یہ کیا ہے؟

گیتی نے اس کی جانب فائل بڑھا دی ،اس نے وہ فائل تھام لی لیکن الجھی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا ،اس کی نظروں کے جواب میں وہ مسکراتے ہوئے بولی،

وہ صدقہ جاریہ جس کی نیت ہم دونوں نے کی ہے یہ اس میں میرا حصہ ہے۔

وہ اب بھی اس کو الجھی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جب کہ وہ کچھ نہیں بولی صرف مسکرانے پر اکتفا کیا ، سالار نے خود ہی وہ فائل کھول لی لیکن پہلے صفحے پر ہی اس کی نظر پڑی اور وہ اپنی جگہ پر ٹھٹھک گیا ۔ یہ اس پراپرٹی اور اثاثوں کے کاغذات تھے جو واصف جمال بیگ نے گیتی آراء کے نام کئے تھے ۔اس نے اسی الجھن آمیز انداز میں اسے دیکھتے ہوئے کہا،

گیتی! یہ کیا ہے؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جواب میں وہ اسی مدھم آواز اور دھیمے لہجے میں بولی تھی جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا،

آپ نے دیکھ تو لیا۔

سالار نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور نرمی اور محبت سے کہا،

لیکن یہ تمہاری چیز ہے۔

وہ مسکرائی اور جواب میں کہا،

اسی لئے اپنی خوشی سے آپ کو سونپ رہی ہوں کہ اس کا اس سے بہتر استعمال کوئی اور

نہیں ہو سکتا۔

گیتی کے مطمئن انداز کے باوجود وہ ابھی متامل تھا اسی لئے اس نے کہا،

لیکن یہ بابا نے تمہیں دیا ہے ان کا تحفہ ہے ان کی اولاد کے لئے۔

اس کے انداز پر وہ مسکرائی اور اس کے ہاتھ جو اس نے تھاما ہوا تھا اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولی،

اسی لئے میں اس کو آپ کو سونپ رہی ہوں کہ اس سے میرا دل بھی مطمئن رہے گا اور بابا کو بھی خوشی ہو گی کہ ان کا دیا تحفہ ایسی جگہ استعمال ہوا ہے جس کا فائدہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ملے گا۔

وہ اپنے مخصوص دھیمے سلجھے ہوئے انداز میں گویا تھی اور اسی انداز نے اسے اس کا دیوانہ بنا دیا تھا ۔سالار نے ایک گہرا سانس لیا اور نظر بھر کر اپنی شریک حیات کو دیکھا اسے اس لمحے نہ صرف اس پر پیار آیا بلکہ بے تحاشا فخر بھی محسوس ہوا ۔اس نے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر اس کی روشن پیشانی پہ بوسہ دیا اور گیتی نے مطمئن ہو کر اس کے مضبوط شانے پہ اپنا چہرہ ٹکا دیا۔

ان دونوں نے جو خواب دیکھا تھا وہ آج پورا ہو گیا تھا، آج ان کے ادارے "صبح نو" کا افتتاح ایک چھوٹی سی تقریب میں ہو گیا تھا، نہ تو میڈیا کوریج ہوئی تھی اور نہ ہی اخبار والوں نے کوئی نیوز بریک کی تھی بس ایک چھوٹی سی سادہ مگر پر وقار تقریب میں اس ادارے کا افتتاح ہوا تھا جس کا نام گیتی اور سالار نے صبح نو رکھا تھا۔ آغا جان نے ربن کاٹ کر افتتاح کیا اور اس کے بعد انہوں نے اپنی خوش الحان آواز میں قرآن کی تلاوت کر کے جیسے پورے ماحول میں نور سا بھر دیا تھا۔ اس کے بعد مٹھائی کی تقسیم کے بعد لوگ باتوں میں مشغول ہو گئے لیکن سالار کی نظر محض اس خوبصورت چہرے پر ٹکی تھی جس کی خوبصورتی میں وقت کے ساتھ اور نکھار آ گیا تھا اور اس کی ایک بڑی وجہ اس کی ذات سے جھلکتا اعتماد تھا جو بقول گیتی کے سالار کی دین تھا۔ یہ اس کا دیا ہوا بھروسہ اور اعتماد ہی تھا کہ وہ وقت اور حالات کا مقابلہ با آسنی اعتماد کے ساتھ کر لیتی تھی۔ وہ کافی دیر سے اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے محبت اور فخر سے اسے دیکھ رہا تھا جو براؤن کاٹن کے خوبصورت ایمبرائیڈ سوٹ پہ سیاہ کشمیری ایمبرائیڈ شال لئے مناسب میک اور ہلکی پھلکی جیولری میں اپنے مخصوص پر وقار انداز میں وہاں

موجود لڑکیوں اور خواتین کے مسائل سنجیدگی سے سنتی سیدھی اس کے دل میں اتر گئی پھر اس نے ایک طرف رکھا ایک مائیک اٹھالیا جو اناؤنسمینٹ کی نیت سے رکھا گیا تھا اور اس مائیک میں حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

معزز خواتین و حضرات! آج ہم جس مقصد کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں شکر الحمدللہ اللہ کی مدد اور بزرگوں کی دعا سے یہ خواب جو میری شریک حیات اور میں نے مل کر دیکھا تھا وہ آج پایہ تکمیل تک پہنچ گیا اور اس سارے سفر میں میری شریک حیات میری ہمسفر نے جس طرح میرا ساتھ دیا اس کے لئے میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ تھینک یو گیتی آراء for everything۔

کہتے ہوئے اس نے محبت اور فخر کے احساس سے گیتی آراء کو دیکھا جو نم آنکھوں اور ہونٹوں پہ سجی خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ اس کے وجیہ چہرے پر پہ نظریں جمائے ہوئے تھی باقی سب بھی مسکراتے ہوئے اسے سراہتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بہروز گردیزی اور آغا جان کے دل میں ڈھیروں اطمینان اتر گیا تھا اور وہ اس کی اور گیتی کی خوشی اور آئندہ آنے والی زندگی کے لئے ڈھیروں دعائیں مانگتے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ وہاں موجود واصف جمال صاحب، جہاں آراء، بہزاد گردیزی لیلیٰ آنٹی

کے علاوہ نیہا، زوار، ایمل اور حیدر سب نے بھرپور طور پر ان دونوں کی کوشش اور اقدام کو سراہا تھا جب کہ سالار نے محبت سے گیتی کو دیکھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھاما اور اس کے ہاتھ میں مائیک تھما دیا۔ گیتی نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے منع کرنا چاہا لیکن اس نے بھی آنکھوں سے اشارہ کیا کہ وہ کچھ کہے، گیتی نے ایک نظر اسے دیکھا پھر مسکرا کر مائیک تھام لیا اور اپنے مخصوص دھیمے لیکن خوبصورت اور جامع لب و لہجے میں وہاں موجود حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

اسلام علیکم! میں گیتی آراء! آپ میں سے کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں کوئی بہت کامیاب سوشل ایکٹوسٹ ہوں یا پھر کوئی بہت بہترین پینٹر اور آرٹسٹ ہوں جب کہ چند قریبی رشتوں کے لئے میں ان کی بیٹی، بیوی، دوست اور اب ایک ماں بھی ہوں لیکن اس سے بھی پہلے ایک انسان ہوں۔

وہ رکی تھی، خوبصورت آنکھوں میں انوکھی سی چمک تھی، جو اس کی آنکھوں کے حسن میں اضافہ کر رہی تھی؛ وہ رکی مسکرائی اور حاضرین پہ ایک نظر ڈالنے کے بعد بات آگے بڑھاتے ہوئے دوبارہ کہنا شروع کیا،

انسان! جی اس سے پہلے میں ایک انسان بھی ہوں اور اللہ رب العزت نے اپنی کتاب

قران کا موضوع ہی انسان رکھا ہے ۔اس کتاب میں کوئی تفریق نہیں ہے مرد عورت کی، تمام حقوق و فرائض واضح ہیں لیکن افسوس ہمارے معاشرے کا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنی نام نہاد انا اور غیرت میں یہ بات فراموش کر دیتے ہیں کہ عورت جو کسی کی بیٹی ہے ،بیوی ہے بہن ہے لیکن وہ ایک انسان بھی ہے ،اس کے بھی جذبات ہیں ،سوچ ہے ،شعور ہے ۔اس سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔

وہ اپنے مخصوص دھیمے اور سلجھے ہوئے لہجے میں حاضرین سے مخاطب تھی اور بات آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہی تھی،

اور میرا مقصد بھی یہی ہے کہ لوگوں کو شعور دیا جائے کہ آپ کو اپنے حقوق مانگنے کے لئے کسی در پہ جانے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے نا ہی کسی عورت مارچ کی ضرورت ہونی چاہیے کہ اللہ رب العزت نے اپنی کتاب کے ذریعے آپ کے حقوق واضح کر دیئے ہیں آپ کا مقام متعین کر دیا ہے نہ تو آپ کو اس مقام سے نیچے آنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس مقام سے آگے جانے کی ضرورت ہے جب کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ماؤں کو اپنی بیٹیوں کے ساتھ ساتھ اپنے بیٹوں کی بھی وہ تربیت کرنی چاہیے کہ ان کا بیٹا کسی کی بیٹی بہن یا بیوی پر میلی نظر نہ ڈالے اور معاشرے میں جو بگاڑ آ رہا ہے وہ

سدھر جائے جب کہ بیٹیوں کو اتنا مضبوط بنانا چاہئے کہ ان کو یہ ادراک ہو کہ اللہ نے ان کا جو مقام اور مرتبہ متعین فرمایا ہے وہ بہت مضبوط ہے، وہ اتنی تکلیف اٹھا کر بچہ پیدا کرتی ہے اس کو پالتی ہے بڑا کرتی ہے تو اس کا مقام اللہ رب العزت نے بہت اونچا رکھا ہے، اس سے نیچے آنے کے بجائے اپنے آپ کو مضبوط بنائیں اور اپنی بیٹیوں کے ساتھ بیٹوں کو بھی سکھائیں کہ انہیں کیسے کسی عورت کی عزت کرنی ہے۔ شکریہ!

بات کے اختتام پر وہ مسکرائی اور پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا، وہ مسکراتی ہوئی اسٹیج سے اتری تھی اور تبھی اس کی نظر سالار پہ پڑی وہ بھی اسے دیکھ رہا تھا ہونٹوں پہ مخصوص دلکش اور سحر انگیز مسکراہٹ تھی جب کہ آنکھوں میں اپنی شریک حیات کے لئے محبت کے علاوہ فخر مان اور عزت بھی تھی۔ اس کی جانب دیکھتے ہوئے گیتی کے دل میں ڈھیروں اطمینان اتر گیا۔ وہ مسکراتی ہوئی اس تک آئی اور اس کے پہلو میں کھڑی ہو گئی، سالار نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لے لیا۔ گیتی نے ایک نظر اس کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور مطمئن ہو کر مسکرا دی۔

آج وہ بے حد خوش اور مطمئن تھی ،آج کا دن جہاں بے پناہ مصروف گذرا وہیں ان دونوں کے لئے بے پناہ خوشیاں لے کر آیا تھا ۔آج نہ صرف ان دونوں کے ادارے جہاں بے سہارا لڑکیوں کا سینٹر تھا ،بچوں کا اسکول تھا اور جہاں ان لوگوں کو ۳ وقت کھانا کھلایا جاتا تھا جو خود سے خرید کر کھانا نہیں کھا سکتے تھے اس کی اوپننگ تھی۔اس ادارے کی انور گریشن کوئی لمبا چوڑا قصہ نہیں تھا بس گھر کے بزرگوں اور چند اہم فیملی میمبرز کے ساتھ اوپنگ کی تقریب منعقد کی گئی تھی ۔نہ تو میڈیا انوائیٹڈ تھا اور نہ ہی کسی قسم کی تشہیر ہوئی تھی بس سادہ سی تقریب میں ادارے کی اوپننگ کر دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ آج ہی اس کی پینٹنگز کی فرسٹ سولو ایگزیبیشن تھی ۔شام میں سالار نے اس کے اونرمیں گھر پہ ہی فیملی اور فرینڈز کے لئے ڈنر کا اہتمام کیا تھا اور اب وہ تقریب سے فارغ ہو کر اپنے بیڈروم میں موجود تھی ۔کشادہ بیڈروم کے ایک سرے پر چھوٹی سی نرسری تھی ،خوبصورت سے بلیو کلر کے وڈن کرب کے ساتھ بلیو کلر چیسٹر جس پہ بلیو کلر کا لیمپ اور اسٹف ٹوائزر کھے تھے جب کہ کرب کے ساتھ بلیو کلر کی ایزی چیئر رکھی تھی جس کے ساتھ ایک بلیو کلر کا چھوٹا سا شیلف تھا اس کے اندر

مختلف ٹوائز اور بکس ترتیب سے رکھیں ۔وہ کرب کے نزدیک کھڑی اس ننھے فرشتے کو دیکھ رہی تھی جو سوتے ہوئے اور بھی معصوم لگ رہا۔وہ چھ ماہ کا گل گوتھنا سا بچہ بے حد پیارا تھا ،وہ اسے محبت سے تکتی ارد گرد سے بے نیاز محو سی کھڑی تھی جب بیڈ روم سے ملحق اسٹڈی کا دروازہ کھول کر سالار وہاں آیا اور اس کے سجے سنورے سراپے کو دیکھ کر اس کے دل نے بیٹ مس کری لیکن اسے اس طرح محو دیکھ کر اس کے گلابی مائل عنابی ہونٹ مخصوص سحر انگیز مسکراہٹ کی ذد میں آ گئے ۔وہ مضبوط لیکن بے آواز قدم اٹھاتا اس کے عین پیچھے آ رکا اور بنا آواز پیدا کئے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے اس کے شانے پر اپنی ٹھوڑی ٹکاتے ہوئے کہا،

جتنا پیار اپنے بیٹے سے کرتی ہو اس کا تھوڑا سا حصہ اس کے پاپا کو بھی دے دو۔

آہستگی سے کہتے اس کے ریشمی گال سے اپنا گال دھیرے سے مس کیا اور اس کے لمس پہ گیتی کا دل ڈوب کے ابھرا تھا اور وہ جو تیار نہیں تھی ہمیشہ کی طرح اس کی موجودگی اور انتہا کی قربت پہ سٹپٹا سی گئی ۔نرم گداز ہتھیلیوں میں نمی اتر آئی تھی جب کہ پورا وجود شرم کے بوجھ سے شل سا تھا ۔وہ خاموش سی سر جھکائے کھڑی اپنی دھڑکنیں شمار کر رہی تھی ، سالار نے اس کی خاموشی نوٹ کی اور اس کے وجود کی لرزش سے اس

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی دلی کیفیت کا اندازہ کرتے اس کے ہونٹوں کے کونوں میں دبی مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے ذرا پیچھے ہٹتے ہوئے اس کو شانوں سے تھاما ۔اس لمس پہ گیتی کا تنفس تیز ہوا اور وہ آنکھیں موند گئی ۔سالار نے آہستگی سے اس کا رخ اپنی جانب موڑا تھا ،وہ مکمل حسن کا شاہکار اس کی نظروں کے سامنے اس کا امتحان بنی کھڑی تھی ۔سالار کے دل نے بیٹ مس کری اور اس کے بازوؤں پہ گرفت مضبوط کئے ،اس کی گھنی پلکوں پہ نگاہ جمائے اس کی جانب قدرے جھکتے ہوئے کہا،

کم از کم اب تو ڈرنا چھوڑ دو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کا بھاری سرگوشیانہ لہجہ گیتی کے نزدیک گونجا اور ہمیشہ کی طرح اس کی جان پہ بنا گیا ۔اس نے بمشکل اپنے دل کی ابتر کیفیت پہ قابو پاتے ہوئے ہمت کری اور گھنی پلکیں ذرا سی وا کر کے اس کی جانب دیکھنے کی کوشش کری لیکن اس کی نگاہوں کی تپش پہ اس کی پلکیں خود بخود ریشمی رخساروں پر سجدہ ریز ہو گئیں جب کہ سالار دلچسپی سے ان گھنی پلکوں کا رقص ریشمی رخساروں پر دیکھ رہا تھا ۔وہ خاموش رہی تو اس نے ہی کہا،

بولو نا گیتی !کیا ابھی بھی مجھ سے خوف آتا ہے؟

لہجے میں نجانے کیا تھا گیتی کا دل اتھاہ میں ڈوبا ،وہ جانتی تھی کہ وہ کیا جاننا چاہتا ہے اسی لئے دھیمے لہجے میں اسے جواب دیا،

نہیں !اب خوف نہیں آتا۔

کہتے ہوئے دھیمے سے مسکرائی لیکن وہ ابھی بھی اس پہ نگاہ جمائے پوچھ رہا تھا،

خوف نہیں آتا تو میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کیوں نہیں کرتیں؟

اس کو بازوؤں سے تھامے،دھیرے سے اپنی جانب کھینچا جب کہ توازن برقرار رکھنے کے لئے گیتی نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھا تھا لیکن

اس کا لہجہ انداز اور قربت ہمیشہ کی طرح اس کا دل دھڑکا گئی ۔اس کی نظروں سے بچنے کے لئے چہرہ جھکاتے دھیمی آواز میں کہا،

وہ میں کبھی بھی نہیں کر سکتی۔

دھیمے لہجے میں شرم کا تاثر تھا اور ہونٹوں پہ شرمیلی سی مسکراہٹ تھی ،اس کے انداز پہ سالار کا دل ڈگمگایا اور اس نے اس کی جانب قدرے جھکتے ہوئے اور اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا،

کیوں؟

گیتی کے دل کی مرتعش دھڑکنیں مزید تیزی سے دھڑکنے لگیں ، خوبصورت چہرہ آتشیں ہو گیا اب جواب دیئے بنا چارہ نہیں تھا ۔اس نے گہرا سانس لیتے اپنی بے قابو دھڑکنوں کو قابو کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں جواب دیا،

مجھے شرم آتی ہے۔

اس نے کہتے ہوئے شرم سے سرخ پڑتا چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا جب کہ اس کے جواب پر وہ حیران ہوا اور جب سمجھ آیا اس نے کیا کہا

ہے تو دل الگ لے پہ دھڑکنے لگا اور وہ زور سے ہنس پڑا جب کہ گیتی اس کی بھاری دلکش ہنسی سنتے ہوئے اپنی دھڑکنیں شمار کر رہی تھی۔اسے اپنے آپ سے مزید قریب کرتے ہوئے سالار نے کہا،

تمہیں معلوم ہے ایسا کب ہوتا ہے؟

بھاری لب و لہجہ ذو معنی تھا ، گیتی کی سرپٹ دوڑتی دھڑکنیں مزید بے قابو ہوئیں ، اس نے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے چھپائے نفی میں سر ہلایا ۔اس کے معصوم سے انداز پہ

سالار کے دل نے بیٹ مس کری اور آہستگی سے اس کی گداز کلائیاں اپنی گرفت میں لے لیں ۔ گیتی کو لگا جیسے جان سمٹ کر کلائیوں میں آگئی ہو ، اس کی سانسیں منتشر ہوئیں جب کہ سالار نے اس کے ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹاتے اس کے خوبصورت چہرے کو نظروں کی گرفت میں لیتے ہوئے کہا،

ایسا جب ہوتا ہے جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے۔

انداز اور لہجے میں یقین بول رہا تھا ، گیتی کا دل اس انداز پہ ڈوبا ابھرا اور تیز تیز دھڑکتا چلا گیا جب کہ سالار نے اس کا چہرہ اونچا کیا ، اس کی شربتی آنکھیں ان سیاہ آنکھوں سے براہراست مل گئیں جب کہ وہ اس کی خوبصورت ستارہ سی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہہ رہا تھا،

کیا گیتی آراء کو سالار سے محبت ہو گئی ہے؟

اس کا انداز لہجہ اور قربت ہی کافی نہیں تھا کہ سحر انگیز آنکھوں کی چمک اور لہجے میں بولتا یقین وہ کیوں کر انکار کرتی جب کہ اس کی محبت میں تو تبھی گرفتار ہو گئی تھی جب سے ننھا عیسیٰ ان دونوں کی زندگی میں آیا تھا ۔ اس کے کٹاؤ دار ہونٹ خوبصورت مسکراہٹ کی ذد میں آئے جب کہ چہرے پر شرم و حیا کے تاثرات بے حد بھلے لگ

رہے تھے ۔سالار نے اس کی خاموشی پہ بے تابی سے پوچھا تھا،

بولو نا کیا گیتی اراء کو سالار سے محبت ہو گئی ہے؟

گیتی نے محبت اور عقیدت سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں کی نرم گرفت میں لیا اور مخصوص نرم اور دھیمے لہجے میں کہنا شروع کیا،

محبت تو ہو ہی جاتی ہے ساتھ رہنے سے اور کیوں نا ہو سالار گیتی سے اتنی محبت کرتا ہے اس کی عزت اور قدر کرتا ہے اس کا خیال کرتا ہے تو پھر کیوں نا ہو گیتی سالار کی محبت میں گرفتار اور شائد گیتی آراء کو بھی سالار سے تب ہی محبت ہو گئی تھی جب وہ ساری رات سردی میں گیتی آراء کے گھر کے باہر بیٹھا رہا تھا۔

وہ جذب سے بولتی مسکرائی تھی جب کہ سالار کے دل نے بیٹ مس کری لیکن اسے ٹوکا نہیں جب کہ وہ بات آگے بڑھاتے ہوئے کہہ رہی تھی،

یا پھر شائد تب جب سالار گیتی آراء کو بحفاظت گھر پہنچانے گیا تھا۔

کہتے ہوئے اس کے وجیہ چہرے کی جانب دیکھا وہ کھویا کھویا سا اسے ہی دیکھ رہا تھا ، گیتی کا دل دھڑکا لیکن وہ بات جاری رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی،

یا پھر شائد تب جب سالار نے گیتی کے اماں بابا سے گیتی آراء کو ملوایا تھا۔

وہ اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں بولتی اپنی محبت کا اقرار کر گئی اور سالار کی روح اور دل کو ہلکا پھلکا کر گئی ۔اس نے محبت سے اسے اپنے اندر سمو لیا اور کہا،

اتنی محبت کرتی ہو؟

اس سوال پر وہ جھینپی اور ایک خوبصورت مسکراہٹ نے اس کے کٹاؤدار ہونٹوں کا احاطہ کر لیا اور اس نے اپنا چہرہ اونچا کرتے ہوئے اس کی جانب دیکھا اور کہا،

ہاں لیکن آپ کی محبت کے سامنے تو یہ کچھ بھی نہیں۔

اس کی بات پر وہ اسے ٹوکتے ہوئے کہہ رہا تھا،

شش ! محبت میں مقابلے بازی نہیں ہوتی نہ ہی لین دین ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو ناپنے کا کوئی پیمانہ ہے محبت بس محبت ہے اس کو کسی پلڑے میں تولہ نہیں جا سکتا۔

اس کی بات پہ گیتی کی خوبصورت مسکراہٹ گہری ہوئی جب کہ سالار نے شدت جذبات سے مغلوب ہو کر اس کے گرد اپنا مضبوط حصار باندھ دیا گیتی نے اس کے مضبوط سینے میں چہرہ چھپا لیا اور اس کی مضبوط پناہ میں اس کے دل میں اطمینان اترتا چلا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گیا۔

****

❤ ختم شدہ ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین